

33

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000

1000



دیوان حسن سحر نبی ہلوی

پیدائش ۶۵۳ء بحری وفات ۷۳۸ء بحری

(بسم ربی سستی)

عاجلہ جاب جواب جان راجہ کرشن پرشاد ہمارا رہبر ہیں اس لفظ
کے سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے۔ ای۔ عظمیٰ حکومت
سرکار آصفیہ آباد کن

(بہتمام)

اَفْلَ الْعِبَادِ سَعُوْدُ عَلِيٍّ مَحْمُوْدِيٌّ بِي۔ اے (علیگ) سابقِ شرفِ حج کا مکرر صغیہ

بکلمتہ ابراہیم مشن ریس حیدر آباد کن

طبع ۵۲ هـ ۱۳۰۸ ش

فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجری دہلوی

- ۱- تمہید از علیچندراجہ اجایا سرہاراجہ بہادرین السلطنتہ بالقاء
- ۲- امیر حسن ان کا زمانہ از مولوی مسعود علی صاحب محوی۔ بی اے (علیگ) ۱ تا ۱۰۶
- ۳- ضمیمہ بیاجہ " " " ۱۰۷ تا ۱۱۲
- ۴- غزلیات حضرت امیر حسن سجری دہلوی ۱ تا ۳۹۹
- ۵- رباعیات و تنقرا " " ۴۰۰ تا ۴۲۲
- ۶- قصائد " " ۴۲۳ تا ۵۵۹
- ۷- ثنویات " " ۵۵۹ تا ۶۲۲





راجہ راجا یان سرما راجہ بہا ن رکشن پر شاہ زمین آسٹریلیا

سید یعقوب بزمی بی۔ اے مسعود علی معوی بی۔ اے

مرزا نظام شاہ لہیب تیموری

ملاحظہ ہو ضمیمہ نیدیا جہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

تمہید چکید خامیہ شکار علیہ الجبار الجبر راجایان سہ ہمارا بین اس سلطنت
 کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ صد اعظم سرکار
 حید آباد دکن ام اقبال و جلالہ

مست توام ازادہ و جام آزادم صنیہ توام ازادانہ و دام آزادم
 مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم
 بندہ آزاد نشا وئے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی
 علم فواری اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار
 ہمت افزا داستانیں سنی ہیں اور ایسی فضائیں پرورش پائی ہے جو
 اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے ملو تھی، یہی وجہ
 ہے کہ وہ ابتداء میں شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل
 کا، خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں، دل و جان سے شیفتہ اور
 فریفتہ رہا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم، اور خدمت و عظمت، جس طرح
 اور جس حد تک ہو سکے، اپنے لیے سعادت و ارین کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔
 حضرت امیر حسن سبحانی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادہ تمندی کے
 چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف،
 ان کی دلکش اور درد انگیز شاعری، ان کا دکن کا توطن اور مدفن
 ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات مجمع الصفات اور ان کے

کلام بلاغت نظام سے ایک خاص انس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے
 دیوان جو امتدادِ زمانہ سے روز بروز کم یاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانہ
 کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہ منگائے اور بعض نسخے
 خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا
 کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور نامتام ہیں۔ اب تک کوئی ایسا نسخہ
 نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے
 جتنے نسخے دیکھے گئے ان میں سے اکثر چند روز کے ہمان نظر آئے، بعضوں
 کی سیاہی اڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں
 کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر
 اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی
 جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نام آور شاعر کا
 کلام صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین
 اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک
 دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپو ادیا جائے تاکہ وہ ایک فریدہ
 کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے
 مصارف، اد تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا
 کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)
 سابق سشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں
 براہِ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ الحمد للہ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علی یادگاروں
 میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰ حضرت قدر قدرت
 نواب میر عثمان علی خاں ادام اللہ سلطنت کی سیحادی سے از سر نو ذرہ
 ہو رہی ہیں اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سرزمین
 دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محوی صاحب نے خوب کہا ہے۔
 از نیر توجہ گیتی فروزاو شمع علوم زندگی از سر گرفته است
 آراستہ ہم معاش ازاں ہم معاویک بنگریک کرشمہ دو کشور گرفته است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ
 حیدر آباد دکن
 ۱۳۲۲ھ

امیر حسن

احصا ان کا زمانہ

امیر حسن علاء بھجری کے حالات زندگی پر ہمارے دوسرے مشاہیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرا نے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیاء کے مولفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے اور بد قسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے ان معتبر مولفین کے اقتباسات جنہوں نے اس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود ان کے الفاظ میں پیش کروں اور بعدہ جو کچھ ہیں امیر حسن اور ان کے عہد اور معاصران شاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو سنہ ۸۵۰ ہجری میں ختم ہوئی)

نہ صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ ان کے ہم صحبت اور ولی دوست ہیں اس لئے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتدا کرتے ہیں، مولانا مصوف سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) ”دعصر علائی شعر لے بودند کہ بعد از ایشاں بلکہ پیش از

”ایشاں خیم روزگار مثل ایشاں ندیدہ است لایسما۔ امیر خسرو.....“

”دوم شاعرے از شعر لے یگانہ دعصر علائی امیر حسن بھجری ہوہ است

”واہ را تا یلیفات نظم و نثر بسیار است و بسلا متی ترکیب و روانی سخن

”آیت ہوہ است۔ و از بسکہ غزلہائے وجدانی و دغایت روانی بیا

”گفتہ است اور اسعدی ہندوستان خطاب شدہ ہوہ۔ امیر حسن مذکور

”باوصاف و اخلاق مرضیہ متصف ہوہ است۔ و بغزت خداوندان

”مکارم اخلاق کہ در لطائف و ظرائف و مجلسہا و استحضار اخبار

”سلاطین و اکابر و علمائے بزرگ دہلی و استقامت عقل و زری و زست

”صوفیہ و لزوم قناعت و اعتقاد پاکیزہ و خوش بودن و خوش گزرا نیدن

”بے اسباب دنیا و تجرد و تفرد از علایق دنیا بچوں او کسی را کمتر دیدہ ام

”و ساہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور ترود و یگانگی ہوہ است۔

”و نہ ایشاں بے صحبت من توانستہ بود نہ من توانستہ کہ مجالست

”ایشاں را گزرا نم۔ و از عبت من میان ایشاں ہر دو استاد قرا بتہ شد

”و در غاہائے یکدیگر آمد و شد کردن گرفتہ۔ و از نہایت اعتقادے کہ

”امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشائخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت

”انچہ در مدت ارادت خود در محاسن شیخ شنیدہ است عین مفوظ شیخ در چند
 ”جلد جمع کردہ است و آنرا ”فوائد الفوائد“ نام نہادہ۔ و این فوائد الفوائد
 ”دستور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است
 ”و صحایف بہ نثر و ثنویات بسیار است و چنان طیسری مجلس و طریف و
 ”غوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راحتے و انسے کہ
 ”بجاست او می شد از بجاست غیر او نیا فیم۔“

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیخو رکی کتاب ”سیر الاولیاء“
 سے دیا جاتا ہے۔ امیر خور و اور ان کے والد ارزنامہ بھی سلطان المشائخ حضرت
 نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیاء الدین
 برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انھوں نے
 امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جا بجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا
 ضیاء الدین برنی کی وہ عبارت جسے ہم اوپر دے چکے ہیں بجنسہ نقل کر دی ہے
 دوسری جگہ حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲) ”منہم۔ آں ملک الملوک فضلا۔ آں بلطافت طبع
 ”دلرا۔ یعنی امیر حسن علاء بخاری کہ غریبات جگر سوز او از حقیق بہائے عاشقان
 ”آتش محبت بیروں می آرد“ و اشعار دل پذیر اور اتھے بلہائے سخنورا
 ”میرساند و لطائف روح افزائے او مایہ اہل ذوق است و سخن این بزرگ
 ”چاشنی شیخ سعدی دلرد و دہیتے میں گفتہ است۔

حسن نگار گلستان سعدی آوردہ کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

”وایں بزرگ پیوستہ میان شعرا شگن و متعل بود۔ و بیج کس لطیفہ و نظمے
 ”بہ بدیمہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش برہر لطف
 ”اومی داشتند۔ و سترہمہ سعادتمآں بود کہ در سلک بندگان حضرت
 ”سلطان المشایخ فلک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشایخ مخصوص
 ”گشت۔ و قتی ایں بزرگ بخدمت سلطان المشایخ آمدہ چند عزیز
 ”حاضر بودند۔ سلطان المشایخ روئے بسوئے ایں بزرگ کرد و فرمود
 ”کہ ایں ساعت ذکر فضل و اشتہ کہ تو درآمدی۔ و از ملفوظات روح افزا
 ”سلطان المشایخ فوایدے برشت و عین تقریر سلطان المشایخ بقدر
 ”امکان رعایت کرد کہ امر و زآں فوائد الفوائد مقبول اہل دلائل عالم
 ”شدہ است و دستور ہاشقان گشتہ و شرق و غرب عالم گرفتہ سلطان الشعراء
 ”امیر خسرو علیہ الرحمہ کرات گفتے کاشکے تمامی کتب کہ عمر درآں صرف کردہ ام
 ”برادر امیر حسن را بودے و ملفوظات سلطان المشایخ کہ جمع کردہ است
 ”مرا بودے تا من ہاں در دنیا و آخرت فخر و مہابت کروے۔ و ایں بزرگ
 ”دریں عالم مجرور زیست۔ در آخر عمر در دیو گیر رفت و ہما نجا دفن یافت ^{علیہ السلام}
 ہندوستان غلاموں، خلیجوں اور تغلقوں کے ابتدائی دور حکومت تک
 علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علما، فضلا، شعراء اور مصنفین کے
 طبقہ اور زمرہ میں سربراہ آدرہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال
 (سنہ ۶۹۰ ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہو گیا اور
 اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ اور یہ درخت جو امنِ اطمینان کی سرزمین اور قدردانِ پادشاہوں اور امیروں کے سایہٴ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بار آور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنتِ تیموریہ کے قیام (۹۳۲ھ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصاً شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چمنستان ویران اور سنسان نظر آتا ہے۔ نہ علم کا عظام کے حلقے ہیں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں میں بھی تو وہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشن عالم کرے۔ ایسے کس سپر سی کے زمانہ میں بچا ہے حسن کے حسن صورت اور سیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنتِ مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر لیک گوئے امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو وقت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور ان خوش و اقبالوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر بچھا یا شروع کیا۔ ہمایون کے عہد میں حامد بن فضل الخاطب بہ جلال خاں و المعروف بہ شیخ جمالی نے جو بادشاہ کے نمایاں داخل اور مشہور شاعر صوفی، اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے ”سیر العارفین“ لکھ کر اہل دل کی بھولی مہنی داستان از سر نو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس ممتاز طبقہ کے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بغیر آئے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان الشیخ نظام الدین اولیاء رحمہ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اقتباس (۳)۔ "نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے
حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ)
زیارت فرما رہے تھے کہ حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس
رُفَعہ برون من و خدمت مولانا برہان الدین برکاب ایشاں بودیم۔ بعد
زیارت حضرت شیخ را بر حوض شمس گزر افتاد تا بر سرِ مزار بعضے بندگوار
کہہ بالئے آں حوض آسودہ اند فاطمہ بخواند ناگاہ خواجہ علاء الدین سجزی جمیع
یارانِ خود در کنارِ حوض تشریف میزور۔ و اورا با حضرت شیخ در مباحثِ حال
و بدایونِ اثنائی و محبتِ بودہ است پیدا گشت و ایں دو بیت بر زبان
رازد۔"

"ساہا باشد کہ ما محبتیم گرز صحبتہا اثر بودے کجاست
زہد تاں فق ازل مالک نکود فس مایاں بہتر از ہند شاست
"چوں حضرت شیخ ایں ابیات از او شنید بغور فرمود "در صحبت اثر است"
"ایں سخن در دل او چنان اثر کرد کہ فی الحال سر بہ نہ تاخت و خود را
"بپائے حضرت شیخ انداخت و تائب شد و بشرف ارادت مشرف
"گشت۔ و ایں خواجہ حسن در اں وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر
"داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد..... و ایں غزل
"بعد از توبہ در قلم آورده است کہ مقطع آں اینست۔
"اے حسن توبہ آن گہی کردی کہ ترا قوت گناہ نمائند"

اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں بیشمار تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر کے معاصر موزین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صفحہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ سلطان الشاہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت نقل کر دی ہے جو شیخ جامی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تو بے وقت خواجہ امیر حسن کی عمر بھائے ہتر سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوسری جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

”اقتباس (۴)۔“ روزے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود بازار سکر شہر
 ”و امیر خسرو کہ در غفوان جلانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر کہ
 ”حسن جمال وافر و فضل دانش کامل داشت در دکان خبازے
 ”نشستہ بود۔ چوں چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا
 ”و حرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان
 ”رفتہ پر سید نان چگونہ می فروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترا زومی نہم
 ”و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں تر آید
 ”مشتری را را ہی می نمایم۔ امیر خسرو گفت اگر مشتری مفلس باشد
 ”مصلحت چیست گفت درو دنیا ز ہم عوض زری ستام۔ امیر
 ”از حسن کلام خواجہ حسن حیران ماندہ کیفیت حال بہ شیخ (حضرت
 ”نظام الدین اولیا) عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز درو طلب انگیزند“

”دوران زودی ترک دکان کردہ۔ اگرچہ آل وقت مرید شیخ نشد اما بیشتر
 ”از اول کسب علوم و کمالات ظاہری مشغول گشتہ بخانقاہ شیخ مترو
 ”گردید و میان او و امیر خسرو الفت تمام بہم رسید۔ ہر دو نوکری شاہنہ
 ”محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت
 ”طمان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شدہ و خواجہ حسن
 ”ووات دار گردید۔ و چون محمد سلطان خاں شہید بدلی می آمد
 ”ہر دو عزیز از خدمت شہزادہ فراغ می یافتند اکثر اوقات ملازمت شیخ
 ”بہر می بردند۔ و رفتہ رفتہ عاشقی و معشوقی ایشان شہرت یافتہ بجائے
 ”رسید کہ صاحب غرضان بعض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلق ایشان را
 ”بزبان گرفتہ از اہل طاعت میدانند قابل خدمت نزد یک نمید-
 ”امیر خسرو در آل وقت غزلے کہ مطلعش این است گفت
 ”زین دل خود کام کارین برعلی کشید خسرو افزان دن میں بار آور
 ”بعدہ محمد سلطان خاں شہید از روی مصلحت خواجہ حسن را از
 ”مصاحبت و اختلاط امیر خسرو منع فرمود۔ اما چون سر نشہ محبت
 ”میان ایشان استحکام داشت براں منع سوئے مترتب نشد۔
 ”وال غرض باز این معنی محمد سلطان خاں شہید عرض کردند۔ و دریں
 ”کرت محمد سلطان اعراضی شدہ تا زیانہ چند بر خواجہ حسن زد۔ و خواجہ حسن
 ”چون از انجا بیرون آمد راست بخانہ امیر خسرو رفت۔ و محمد سلطان
 ”شہید ہاں دم اس خبر رسید تعجب نمود و یکے از حضار مجلس کہ حقیقت حال

”مطلع بود معروض داشت کہ محبت مجازی ایشان بزوہ حقیقت آراستہ شد“
 ”و جمال حال اینہا بہ پردہ عفت و صلاح پیراستہ۔ محمد سلطان خاں شہید“
 ”کس فرستادہ امیر خسرو را طلب نمودہ پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا میرا“
 ”است یا نہ۔ او جواب داد کہ دوئی از میان ما رخت بر بستہ۔ محمد سلطان خاں“
 ”شہید گواہ طلبید۔ امیر خسرو دست از آستین بر آوردہ گفت۔“
 ”مصرع۔ گواہ عاشق صادق در آستین باشد۔ پس محمد سلطان خاں شہید“
 ”دید کہ اثر تازیانہ بر ہماں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بردست امیر خسرو“
 ”ظاہر است پس سکوت اختیار نمود۔ و امیر خسرو فی الفور این باعی خواند۔“

”عشق آمد و شد چو غم اندر رگ و پوست“

”تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست“

”اجزائے وجود ہمہ سگی دوست گرفت“

”نامیست مرا بر من باقی ہمہ دوست“

عبد جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب
 ”اخبار الاخیار“ (سنائے بھری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مؤلف نے ایک حد
 تک وایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تالیفات بالکل معرا
 نظر آتی ہیں۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے۔ جو کچھ وہ
 تحریر فرماتے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

”اقتباس (۵)۔“ امیر حسن بن علاء بھری دہلوی۔ اور در میان فضلاء عصر
 ”عزت و مکالتے دیگر بود و در میان مریدان شیخ نظام الدین بقرت و عفت“

”شیخ امینازے داشت و در حسن معاشرت و صفائے سریرت و سایر صفات“
 ”حمیدہ یکاز عصر بود، و باوصاف تصوف بوصوف۔ اورا بمیر خسرو“
 ”تقدم گویند بہت اگرچہ ہر دو مصاحب و محاصر یکدیگر بودند، اورا تصایب“
 ”در مدح سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو و در مدح این سلطان“
 ”کمتر چیز ہے تو ال یافت۔ و اکثر اشعار امیر خسرو در زبان سلطان غیاث الدین“
 ”بلبن در مدح خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم ملتان بود و امیر خسرو“
 ”در ملازمت او رہے بود۔ و ایں خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین“
 ”سعدی شیرازی از شیراز نموده شیخ التماس اورا مہذول نہ داشتہ فرمود“
 ”پیر شمیم و میل سیر ہندوستان نامہ۔ و آنکہ در باب ملاقات امیر خسرو“
 ”باشیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است سہمی“
 ”بقول اہل لغز و آغا مغزولات شیخ را جمع کردہ در غایت متانت الفاظ“
 ”و لطافت معانی آن کتاب در میان خلفاء و مریدان شیخ نظام الدین“
 ”دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاٹکے تمام تصنیفات میں“
 ”بنام میر حسن بودے و ایں کتاب از میں بودے و ایں سخن ناشی از“
 ”غایت محبتے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود.....“
 ”.....“
 ”مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجروح نہ“
 ”زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہما نجا دفن یافت روضہ او“
 ”ہمدرا نجا است رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ..... است۔“

اس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعراء کے لکھے گئے ان میں ہفتاقت
الکٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے
ناقابل توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ شاہ نواز خاں
کا تذکرۃ الشعراء موسوم بہ ”بہارستان“ جس میں قابل مولف نے ایک حد تک
تنقید اور تقریطے کام لیا ہے۔ اس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ
سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

”اقتباس (۶)۔ خواجہ حسن دہلوی لقب مے نجم الدین بن علاء سجوی است
”مولد و متائے او مددہلی است۔ میان فضلاء عصر غرتے و مکتانے
داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص
”مخصوص بود و بحسن معاشرت و صفائے سریت و سایر صفات حسنہ
”یگانہ زمانہ بودہ۔ انچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال وافر
”و فضل و دانش کامل داشت بروکان خبازے نشست۔ روزے
”سلطان الشایخ باصحاب خود ازاں راہ میگذشت۔ امیر خسرو کہ در غفران
”شباب بود چنین حسن دل را بدیدہ شیفتہ گردید و نزدیک دکان رفتہ پرسید
”کہ نام چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نام در پلہ ترازوئے نهم و خریدار را
”میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارو۔ ہر گاہ زر گراں بر آید مشتری را
”راہی بینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد صلیحت چیست
”گفت درد و نیاز عوض بینمایم۔ امیر خسرو از حسن کلام حسن حیران
”ماند۔ و کیفیت حال شیخ عرض نمود۔ بحسب اتفاق در آن زودی

"حسن ترک دکان کردہ بیشتر از اول بحسب کمالات صوری اشتغال نمود"
 "اگرچہ در اں وقت بجز دست شیخ مرید نشد، انا آمد و رفت میکرد۔"
 "ایں حکایت از اکاذیب است - شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار"
 "آورده کہ بقیاس چنان درمے آید کہ امیر حسن را نسبت با میر خسرو"
 "نقد مگر نہ باشد؛ چه امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصائد غرا است"
 "و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے توان یافت اگرچہ"
 "ہر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند۔ چوں میانہ وے و امیر خسرو"
 "الغت و محبت تمام ہم رسیدہ بود ہر دو نوکری سلطان محمد بن غیاث الدین"
 "اختیار نمودہ بملتان رفتند۔ امیر خسرو پے مصحف داری شہزادہ و خواجہ"
 "بدوات داری اختصاص یافتند۔ و بعد از شہادت شاہزادہ بدلی نڈ"
 "و امیر خسرو در مرثیہ و نثرے نوشتہ و بیاراں دہلی فرستادہ۔ گویند خواجہ"
 "وقتیکہ شش از پنجاہ متجاوز بود بر عرض شہسی بلجھے بہ تفرع مشغول بود۔"
 "ناگاہ سلطان المشایخ ازاں راہ میگزشت۔ خواجہ ایں دو بیت خوا"
 "سألہا باشد کہ ما ہم بستیم گرز صحبتہا اثر بونے کجا است
 زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد فسق بایں بہتر از زہد شما است
 "شیخ فرمود صحبت را اثر ہاست انشاء اللہ تعالیٰ روزی باد۔"
 "چوں وقت اقبابہ رسیدہ بود فوراً بیائے شیخ افتادہ از جمیع منامی"
 "توبہ نمود و مرید گشت و غزلے در سلاک نظم کشید کہ مقلد اش این است"
 "اے حسن توبہ آنکھے کو دی کہ ترا طاقت گناہ نماند"

”کتاب فرامد الفوا وکشتلی بر احوال و اقوال شیخ است تصنیف ادیبیت
 ”در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی۔ گویند امیر خسرو کہنے کا
 ”تمام تصانیف میں بنام حسن ہوئے و اس کتاب از من۔ و اس سخن
 ”از غایت محبت ہے است کہ نسبت پیر داشت۔ در شعر بیا مقصد شیخ سعدی
 ”بودہ و ہمیشہ تلاش آں روش میکرد چنانکہ خود گوید

حسن گلے ز گلستان سعدی آورده است

کہ اہل معنی گل چیں از اہل گلستانند

”لہذا اور سعدی ہندوستان می گفتمہ اند و مولانا عبد الرحمن جامی
 ”در بہارستان آورده کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر قافیہ ہا
 ”تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نموده لاجرم از اجتماع آہنہا
 ”شعر ہائے اگرچہ در بادی الہی آسان می نماید اما در گفتن دشوار است بنابر
 ”اشعار وے را سہل ممتنع گفتمہ اند۔ صاحب تالیخ فیروز شاہی آورده
 ”کہ من کہے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق شل خواجہ حسن
 ”نذیرہ ام سلاطین و افضیا بویے توجہ خاص داشتند۔ در آخر عمر قفقیکہ
 ”سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نموده دیوگیر دکن را پائے تخت
 ”خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت وے نیز بدہ انجاشافت
 ”و در ہماں اوان بدار الجنان منزل گزید ”مخدوم اولیا“ تالیخ است۔
 ”در اخبار الاصفیا سال رحلت سہ ہفتصد و سی و ہفت نوشتہ کہ
 ”یک سال از اہل تالیخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر

”شائع چشت مثل شاہ منجب الدین معروف بہ زری زربخش و برادرش“
 ”شاہ بران الدین غریب و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم دما نجا آسولہ“
 ”مدون گردید و دریاں دیار مشہور بہ حسن شیر گشتہ - اشعار خواجہ مشہور است“

.....
 ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجہ حاشیہ سے مختصر بحث کرنا چاہتے

ہیں۔

امیر حسن اور انکے والد کا نام | بعض مؤلفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جز لے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گزر جانے اور زمانے کے سیکڑوں پلٹے مٹھانے کے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں ابھی تک نہایت آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔
 فوائد الخواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو ”حسن علاء ہجری“ لکھا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ ”علا“ سے کیا مراد ہے۔ اور دوسرا لفظ ”سنجری“ ہے جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا ”سنجری“ ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار اور شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہار تملان نے ”علا“ کو ان کے والد کا نام قرار دے کر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالہ یا اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا۔ اسپرنگر جس نے اودہ کے کتب خانہ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سند بھی تھی یا محض "علا" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین غلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا کہ محض لفظ "علا" سے۔

دولت آباد جو مالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد وکن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا دفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شیر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را، لطفت بود
نے سگ خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بر زبانت چوں خطاب بندہ "ترک اللہ" رفت

دست ترک اللہ "گیر و ہم بہ آہش سپار

ممکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشائخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بنا پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ ان کے شعر مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہے۔

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رکھیا ہو، لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کر دیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دیکاتی تھی مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں ایک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہو گا۔

لفظ "سجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے، درذنی الحقیقت وہ "سجری" ہے، جو "سگری" کی معرب شکل ہے "فوائد الفواد" جو انہی سال قبل دہلی کے فخر المطالع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علاء سجری لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفاء کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قریب جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں۔ اس بناء پر قری قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سجری" نہیں بلکہ "سجری" کہنا صحیح ہو گا۔ اس قیاس کی تائید

اس سے بھی ہوتی ہے کہ دینائے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ ”سنجر“ کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجر البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت ”صاحب معجم البلدان“ لکھتے ہیں کہ وہ جزیرہ (عراق عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے..... یہ شہر اکثر اہل علم و ادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ منجلان کے ہمارے زمانہ میں اسعد بن یحییٰ بن ”بن منصور شاعر ہیں جو بہائے سنجاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح ”سنجری“ نہیں بلکہ ”سنجاری“ کہلاتے۔ ”صاحب معجم البلدان“ سیستان یا بختان کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سُن لیجئے:-

”بختان یا (سیستان) اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صد مقام زریخ ہے جو ہرات سے جانب جنوب انہی فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ ریگستانی حصہ ہے جس میں کھجور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مضبوط قومی ہیں اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم وہیں کا رہنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً ابو احمد خلف ابی بکر الشافعی و علیج عبداللہ بن سلیمان وغیرہ وہ سب ”سنجری“ کہلاتے ہیں۔ اب صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان کا کوئی تعلق سلطان سنجر سلجوقی یا اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہوا اور اس نسبت سے اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو ”سنجری“ لکھتے ہوں۔ لیکن اس کا پتا نہ کسی تاریخ سے چلتا ہے اور نہ کہیں انھوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس لیے جب تک مزید اختلاف نہ ہوا انھیں ”سنجری“ ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا | تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے۔ ”بحرا داشتہ وینا داشتہ“ جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :-

پروردہ فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش

بودہ بدایوں مولدش دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایوں تھا۔ بدایوں اس زمانہ میں قبتہ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور منہم بان شان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جامی نے اپنی کتاب سیر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علاء سجزی با جمع یاران خود در کنارہ حوض شراب میخورد و اورا با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ) در مبد ر حال در بدایوں آشنائی و صحبت بودہ است پیدا گشت۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدایوں میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدایوں میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سلطان المشائخ ۶۳۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۱۶) سال کی عمر یعنی ۶۳۹ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے۔ پس حسن کا مبداء

حال میں بدایون میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کرینگے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ دہلی میں ان کا نشو و نما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ سال پیدائش اور امیر حسن کا سال پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں سے عام مقابلہ نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ہمارا سلسلہ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیاء کے مفوظات موسومہ ”فوائد النفاذ“ میں جو سنہ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا میں نے شیخ کے مفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس سے بلا شک شبہ مرید اور تابع ہونے کا سال سنہ ہجری قرار پاتا ہے شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ ”بہارستان“ جو ہماری رائے میں تمام متاخر تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت ان کی عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ ”مخدوم الاولیاء“ یعنی سنہ ہجری قرار دیتے ہیں۔ گویا سنہ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد سنہ ہجری تک امیر موصوف ۳۲ سال بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ان کی عمر $۵۶ + ۳۲ = ۸۸$ سال قرار پاتی ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا کچھ مشکل تھا اگر ۸۸ کا عدد ۷۳۸ سے منہا کر دیا جائے تو سال پیدائش سنہ ۶۵۵ نکل آتا ہے۔ لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نثر میں لکھا ہے جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "سلسلہ ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۳ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۳ کے عدد کو ۱۵ء سے خارج کر دیا جائے تو سلسلہ ہجری مطابق ۱۲۵۴ھ تک آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سال پیدائش مسلم طرے سلسلہ ہجری ہے، جیسا کہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ شصہ ہشتاد و چار شد تاریخ

مرا زسی و سہ آمد نوید سی و چہار

یعنی سلسلہ ہجری میں میرا چونتیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را بر امیر خسرو گونہ تقدم" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجہ سے کمزور اور محل نظر ہے۔"

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا اندازہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ امر آسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پاسکتا۔

دوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گزرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا۔ نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۲ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال

کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے

کہ انھوں نے ۶۶۲ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کردہ

میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی

جوانمیا آفس میں ہے۔ غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔

مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغوات لکھ دی ہوگی۔ اس خلش کو دور

کرنے اور اس معے کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اٹھانی پڑی مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جوابات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ”الغ خاں“

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔ ۶۳۳ ہجری میں مسئلہ میں اپنے بھتیجے سلطان علاء الدین مسعود کی جگہ بادشاہ ہوا۔ ناصر الدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع العابد زاد اور سجد خدا ترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان شمس الدین التمش کے ”بندگان چل گانی“ میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف بادشاہوں کے زمانہ میں بازدار خاصہ، میر شکرار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خان اعظم ”انغ خاں“ کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کر دیا۔ سلطان ناصر الدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کل تھا۔ اور عام طور سے ”انغ خاں“ کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد خود بادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معز الدین کی سلسلہ بادشاہی کے بعد ”خاندان غلامان“ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خلجیوں کا ستارہ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا بادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اسے قریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین نے مار ڈالا۔ علاء الدین نے ۶۹۵ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاک و صاف کر کے سریر سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصہ تھا ”انغ خاں“ کا خطاب دیا اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا۔ اسی لحاظ سے بیچارے شعرا کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خاں" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خاں" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جابر حسن کے دیوان میں "الغ خاں" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار ملک کشور گیر عالم مغز الحق "الغ خاں" معظم
گرامی گوہر الماس کوکب ورائے نصر من اللہ نقش خاتم
الماس کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

مغز الحق والد نیا "الغ خاں" زمان اور کہ وارد او ز تائید ازل از لامکاں دولت
فلک سر بردار خاندانی مالد چو می داند کہ ہرگز سرنہ پیچہ زیر مبارک خاندان دولت
"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا مدوح یعنی
"الغ خاں" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ کیفیت اگر
پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین
اور غیاث الدین بلبن گورشتہ وار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

خلق در سایہ اقبال اغ خانی باد سایہ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
شہ ز تاریخ ازل ثنائی اسکندر شد شاہ اقبال تو تا حشر ہم ثنائی باد
اس میں "ثنائی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں
جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے
مقرر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہاں اشعار ملاحظہ ہوں۔

بزرگوار و اول عالم کشادی ازیں اقبال بر خور و اربادی
مقرر بر تو ہر چہ از بازوت خاست آلع خان معظم ہاروئے راست
نحضر خان مبارک شمع گلشن دو چشم ملک ملک از ہر دور روشن
نحضر خاں اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے
علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا مدح
"الع خان" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب
جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب | ہمارے کرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب یونی
یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدایون تھا اور فرمایا تھا کہ
ان کا نسب معلوم ہو جائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا
خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ یہ سلسلہ ملازمت و غمرواں مقیم تھے
جویندہ یا بندہ ان کے کلیات کو نظر اسعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں
انہوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بھرا مایہ از چمن ابرست بہترین در و کہترین مطم
از سخن آہم از تواضع خاک لاجرم ہر بان و ہر ورم
شکم از غصہ پارہ کرد صدق چوں شنید آبداری گہرم
باز بعضے خسان و بدہناں دیں در منکر اند و زب غدم
لمن این درغن کنند مباد ضرب شاں چیت یک شبہم

چار ماہ کنند ہفت پدر من زیک ماہ و زیک پدر
دست در شاخ من زند مباد کہ بہ پنج کے رسد تہم
در دنیا سر لے بولہیت من بہ عزت ازیں سرا بدرم
خانہ بولہب چہ جائے قرار چوں در مصطفیٰ است مستقرم
قرشی الاصل ہاشمی نسبم کز ہوایش برآمد ایں شجرم حب
اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبد القدیر
بدایین کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے
ان کا زمانہ ان کا کلام ان کی صحبت اور ان کی ارادت صاف بتا رہی ہے
کہ وہ صوفی اور خفی المذہب تھے۔

تعلیم | سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو ۶۶۲ھ ہجری ۱۲۶۴ء سے
شروع ہو کر ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں
کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود ان کی نشاۃ ثانی
اور باوجود ان کے حالات سے طبقہ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر کچپی کے آج تک
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو
بیچارے حسن سے بسہ زبان اور بقابل اپنے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی
تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس تک
تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے کاظ
سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی
کہ اس کے عہد حکومت میں آریٹھ کے تیس چالیس ایسے حکمران جنہیں تاتاری مغلوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبائش اور رونق تھے۔ لیکن ان سب کی تعظیم و تکریم میں سجدہ مبالغہ کرتا تھا، اور سب کے لیے معقول و طائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جس کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قائم کر دیا تھا جس کی نظیر ملتی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”اس عصر کو خیر الاعصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے مقبرہ سادات مشہور علماء اور ذی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایون) اور سید منتخب الدین و سید جلال الدین سپر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات کردیزد و سادات عظام کھل و سادات خجیر و سادات بیانہ و سادات بدایون وغیرہ صحت اور بزرگی حسب میں عدیم المثال تھے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین ملخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجوی، مولانا شرف الدین دیوبانجی، صد جہاں منہاج الدین حرجانی، قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مراحمی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے۔“

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہنواز سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کریں گے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجہ اتم کمال قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی میں اگرچہ ان کی کوئی معتد بہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے فقرے جا بجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دارکنسری و رزیڈنسی دہلی صاحب ”قصر عارفان“ جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نایاب کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی ”قواعد النسخ“ نسخ عربی میں ایک مشہور اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا ضیاء برتانی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین و اکابر علمائے بزرگ دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو | اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائے تو آپ کو معلوم ہوگا
کی ملاقات کہ صاحب ”تاریخ فرشتہ“ کی روایت کے مطابق ایک دن

حضرت سلطان الشانج مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جانی کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن جمال تھے ایک نان فروش کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو ان کا حسن جمال دیکھ کر فریفتہ ہو گئے دکان کے پاس جا کر کوچیا روٹی کس انداز سے جھپتے ہوئے حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں روٹی رکھتا ہوں اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلڑے میں نقد رکھے جب نقد کا پلڑا جھکاتا ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار باوا رہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درد و نیاز بھی مقبول کر لیتا ہوں۔ امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حسن کلام سنکر حیران رہ گئے اور پُکل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو درد و طلب و امنگیر ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے علوم اور کمالات ظاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہو گئی۔

جہاں تک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابو القاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہو گیا کہ اس سے ہمارے زمانہ کے ایسے اصحاب بھی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہو سکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب ”تذکرہ بہار شاہ“ نے البتہ اس حکایت کو ”اکاذیب“ میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجوہ نہیں بتائے ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجوہ ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول۔ فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصاً سیر اللاولیا، کے مؤلفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بناء پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں منظور ہو سکتی۔

دوسرے۔ یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خسرو و جنہوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خسرو نے سیر اللاولیا، میں حضرت سلطان المشائخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت اس روایت کی کوئی تحقیق ہوتی تو امیر خسرو ضرور اس کا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے دروطلب کا پیدا کروینا کیا کم کرامت ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جو ان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔ چوتھے۔ امیر حسن کے حسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”خواجہ حسن..... در دکان خبازے نشستہ بود“ اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ ”نان فروشی“ کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسرو کا ان سے مزاح بھی یہ سوال کرنا کہ ”نان چگونہ میفروشی“ کس قدر بے موقع خلاف تہذیب اور غیر قرین قیاس ہے۔

چھٹے۔ جو لوگ سلطان الشایخ حضرت نظام الدین اولیا، علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقہ عمل سے واقف ہیں اور جس کی شہادت مختلف

کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک محلہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشایخ مع اپنے خاص مریدوں کے بازار سے گزر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرات کر سکے کہ ایک جوان ٹکے کو نان بانی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی خیمہ سے مرید جو ابتدائے ارادت سے آخر دم تک سلطان المشایخ کے شمع جلال کے پروانے تھے اور خلوت و جلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرور کائنات کو کھڑے چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشیاں دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا: **وَإِذَا سَأَلَ عَنْ تِجَارَةٍ أَوْ مَعْرَافَةٍ أَوْ نَفْضٍ أَوْ إِلَٰهٍ أَوْ ذَرْوَةٍ أَوْ نَفْضٍ أَوْ إِلَٰهٍ أَوْ ذَرْوَةٍ أَوْ نَفْضٍ أَوْ إِلَٰهٍ أَوْ ذَرْوَةٍ**۔ ان وجہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح جس سے ہم آگے بحث کریں گے بالکل بہل اور لغو سمجھتے ہیں۔

ملازمت غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں ہے جنہیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے وہ خود تعلیم یافتہ اور علم و فضل کا دلدادہ تھا۔ پادشاہ سے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ **۱۶۹۱ء** میں غیاث الدین بلبن کا چچا زاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور مسان کا گورنر تھا فوت ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تا ماری مغلوں کا جوا نگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جری، شجاع، مدبر اور قابل اعتبار ہو۔

سلطان بھین نے تمام امور پر غور کر کے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا، اور اسے "قاآن الملک" کا خطاب اور ولیعہدی کا چتر و تاج دیکر کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ لہٹان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے لہٹان پہنچ کر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دو سرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدیموسی کے لیے لہٹان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ ۸۸۰ھ ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفتخ پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دو ات داری کی معزز خدمات پر مامور کر کے اپنے ساتھ لے گیا یہ لوگ پانچ سال یعنی ۸۸۵ھ ہجری سے ۸۹۰ھ ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دربار رس لوگوں سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شہزادہ سچید مودب اور مہذب تھا اس کی صحبت ہمیشہ دانشمندیوں، مستبروں، فاضلوں اور ہنرمندوں سے ملور ہتی تھی اور اس میں شاہنامہ، دیوان سنائی، دیوان خاقانی، خمسہ نظامی پڑھے جلتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے لازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال لہٹان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی اُنہی اسکے انداکِ حیثیت سے تحویاں اور انعامات پائے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور معشوق اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی مان پڑی یا مان فروغی
 اکی روایت کی طرح بالکل بے سرو پا نظر آتا ہے۔ اہل ہوس کے وہ تعلقات جن پر
 لوگوں کو نکتہ چینی اور طامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمری
 کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر
 تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۸ سال
 کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی موچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے معزز خدمتوں
 پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سُن چکے ہیں
 ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابل طامت و سرزنش باور کر کے امیر حسن کو امیر خسرو
 سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا اور ان
 کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور ہیں جنہیں کوئی
 ذی عقل انسان مانتے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات
 کی عمروں ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار
 اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور بھل روایت اس کی
 تاریخ میں جگہ نہ پاسکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ
 سال (از ۹۶۹ تا ۹۸۳ء) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ
 کے مطابق کروٹ لی، اور چشم زدن میں اس پُر لطف اور دلچسپ صحبت کو درہم
 و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں اتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا
 داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغون خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تیمو خاں نامی ایک جنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار اور اپنے قوم کے
 دامن سے شکستوں کی بنیادی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ
 دیبال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرنا ہوا
 ملتان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرات اور مردانگی سے اس کا مقابلہ
 کیا اور ایک گھسان لڑائی کے بعد اسے شکست دیدی۔ بعض مؤرخین نے لکھا کہ
 تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پانسو فتح مند
 سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے نہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک
 تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کہیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا اور اس
 موقع کو غنیمت سمجھ کر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز
 ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ
 نہ کر سکا وہ بے ہنگام اور اپنی مختصر جمیعت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حملوں کا
 جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پیروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے
 جو ملتان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ
 کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

”غزات اسلام از ملوک ترک و خلیج و سعادت ہندوستان و سائر سیاحی و
 نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را با صلوٰۃ نسبت
 فرمود کہ رجسائن الجہاد الا صغیر الی الجہاد الا کبر“ تکریم گویان دست بر آوردند
 ”عجب نہیں کہ“ نماز گاہ معرکہ“ کے الفاظ نے بعد کے مؤرخین کو اس روایت
 کے بنالینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین بنی کی تاریخ میں

کہیں نسا کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے
مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ
میں جو صبح سے شام تک قائم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ
اس سے جانبر نہ ہو سکا اور اس طرح اس ہو نہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شہنا
میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی واقعہ کی بناء پر سلطان محمد تاریخوں اور تذکروں میں
’خان شہید‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ
دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو اتاری گرفتار
کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک منہل کے
ہاتھ پڑ جانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہو کر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن
امیر حسن کے متعلق ہیں اب تک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بناء پر ہم یہ کہہ سکیں
کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔
ہمارے کرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے ’حیات خسرو‘ میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے
جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی اتاری گرفتار کر کے بلخ لے گئے تھے۔ وہ
فقرہ یہ ہے کہ ’امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک
تھے چنانچہ اتاری ان کو گرفتار کر کے بلخ لے گئے‘ اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں
حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانا نے موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر
ایسا تحریر فرمایا ہو گا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا
ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں
پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھانا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر تمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ترکیب بند امیر خسرو

واقع است این یا بلا از آسماں آمدید مجلس یاراں پریشاں شد چو برگ گل زبا بسکہ آب چشم خلتے شد رواں از چار سو خو اتم تاز آتش دل برزباں آرم سخن جمع شد سیارہ و چشم گر طوفاں شود	آفتست این یا قیامت درجہاں آمدید برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمدید تیغ آب دیگر اندر مولتاں آمدید صد زبان آتشینم در دہاں آمدید چوں برج آبی انجم را قراں آمدید
---	---

من نخواستم جز ہاں جمعیت ایں کے شود
خود محاست ایں بنات النعش پرویں کے شود

آچہ طالع بد کہ شاہ از مولتاں شکر کشید چہل خبر کردندش از دشمن بدان قہر کشید انچہ حاضر بود لشکر لشکرے دیگر نخست آپنہاں رنگیں کھم مسال خال کنوزشاں او دریں تدبیر و آگہ نہ کہ تقدیر فلک	تیغ کافر کش برائے کشتن کافر کشید بے مہا باخشم در سر کرد و رایت بر کشید زانکہ رستم را شاید منت لشکر کشید کز زمیں بایہ شفق را گونہ اہر کشید صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشید
---	---

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر رسید

	جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید	
<p>جنگ شد دیدی و برگردوں غبار انگین</p> <p>غلغلہ در انجم از جوش سپاہ انداختن</p> <p>ضربت مردانہ در پہلوئے نام رواں زدن</p> <p>دیو بندی را علم جمشید وار افراختن</p> <p>آسمان اندر تضرع زان فزع برداشتن</p>	<p>باد پا بر کافراں خاکسار انگین</p> <p>زلزلہ در عالم از سیر سوار انگین</p> <p>شعلہ آتش ز تیغ آبدار انگین</p> <p>ملک گیری را فرس خورشیدوار انگین</p> <p>آفتاب اندر تیمم زان غبار انگین</p>	
	<p>اندراں وقتی کہ فرق از مرد تا مرد بود</p> <p>اے بسا کس را کہ لبہا خشک و لہرز بود</p>	
<p>روز را تار کی آمد چل بہم بر یافتند</p> <p>روز نزدیک فرو رفتن شدہ از دزم تیغ</p> <p>آبگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن</p> <p>کشتگان افتادہ در صحرائے از اطراف سر</p> <p>خواست شدہ تا نطع نصرت گسترہ لیکن چو</p>	<p>زرد شد خورشید چوں خجریہ خجریہ یافتند</p> <p>آسمانے بر سر خورشید لشکر یافتند</p> <p>گلستان شد دست چوں اسپر اسپر یافتند</p> <p>ہمو صورت ہما کہ در دیباے اخضر یافتند</p> <p>کز فلک آن نطع را بر شکل دیگر یافتند</p>	
	<p>یکز ناں شمشیر قاتلش نیا سود از قتال</p> <p>از زوال روز تا شب اندراں روز زوال</p>	
<p>یارب آن خوں بود کا دروئے صحرا میدید</p> <p>کشتہ اندر خاک جاں میکند و بر خود می طپید</p>	<p>یا بسوئے تشنگاں موجی ز دریای دودید</p> <p>در گلوش موج می زد خون بالائی دودید</p>	

<p>اگرچہ خون گہر و مومن ہر دو یکجائی دودید میدوانید اشہب اقبال را تائی دودید فتح ہر چند از طاعین جانب مانی دودید</p>	<p>ایں بدوزخ برد آہ آں بخت برد جو شاہ لشکرش بترتیب صف آئین جنگ پائے پس می برد گردوں موگرفتہ فتح را</p>
<p>کافر اندر انتظار شب کہ تا بیروں شود ناگہاں میزان مارا پلہ دیگر گوں شود</p>	
<p>دیو آتش در جہاں مینہ و شہاب افتادہ بو روز باقی بود چیزے کا فتاب افتادہ بو او محمد بد کہ در آیش ماب افتادہ بو مومن اندر گل چو گہر و خطاب افتادہ بو شیر در زنجیر و فیل اندر طاب افتادہ بو</p>	<p>تا چہ شب بود آں کہ از چرخ آفتاب وہ بو روز چوں باقی نبود آں آفتاب تحت را اگر حسین کر بلا را رہ بہ بے آبی فناد کافر اندر خون چو خرد پار گیس غلطیدہ بود فعل ایں گرگ کہن بگر کہ از دست سگ</p>
<p>بے فزع بود آں قیامت را معین یدہ ام گر قیامت را نشان اینست پس من یدہ ام</p>	
<p>مرکز اسلام را سرشتہ چوں پر کار کرد سنگ را دیدی کہ کار لووی شہوار کرد عاقبت جان گرانی در سراں کار کرد نا تو انا نینم نتواں کینہ با قہار کرد بیل مست از نوک خارے صد فغان ار کرد</p>	<p>دایرات آسمانی گردش بر کار کرد ذرہ را دیدی کہ آب چشمہ خورشید بر با مغل ہر سال بہر دیں سرو کاریش بو دست تقدیر است کہ غل ریزد و جاگ بو شیر زانیش موری صد خروش صعب دزد</p>

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کارزار آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار	
ہر دمہ بر روئے آں فرخ تھا گریتند بس کہ اندر عہداو ماہی و مرغ آسودہ ہو خلق مٹاں مرد و زن مویہ کنان موناں از غروش گریہ و بانگ دل شب کس شخصت ور از اں بند بمانا کہ اسیرے باز گشت	روز و شب بر سال آں تک بقا گریتند ماہیاں در آب مرغاں در ہوا گریتند کو کبوتر و سوسو و جاججا گریتند بس کہ در ہر خانہ اہل غذا گریتند روئے او دیدند ہر کس بے ریا گریتند
گریہ چنداں شد کہ موج دیدہ از جھول گشت حال من ایں بود حال دیگر اں تا چہل گشت	
دست مالم یا خود از دندانم بازو کہود ہم سیا ہے شد ز ہند و ہم سفیدی شد ز تر نیلگر را خود عروسے شد بخانہ بس کہ شد خبر ویاں را کہ پیشانی زدند و غول گشت بس کہ می کند نمود از فرق نازک سر سیر	یا ہوشم جامہ زیں مینائے چوں مینو کہود بس کہ می پوشد کنوں ہم ترک ہم ہند کہود بر مثال زعفران سے در غزائے شو کہود زیر ابرو سخی شد بالاترازا برو کہود شد ز آزار چناں کندن تہ ہر مو کہود
موسے سر تا چند ازیں غم زار و گریاں بر کھم ایں تن چوں موسے بارے از سر جاں بر کھم	
وہ کہ دل یکبارگی غل شد برائے دوستاں	آہ ازاں جمعیت راحت فزائے دوستاں

بسکہ سخن بے بہا خورده است خاک از دوستاں خسروا بہر بار میگوئی فسر او خاہم دید جاں کہ صد جا پارہ شد از غم کجا باشد روا دوستاں رفتند از بہر کہ میگوئی سخن	واجب است از خاک جستن غل بہا دوستاں جامہ جاں تا بدامن در غزلے دوستاں پارہ را پارہ کردن از برائے دوستاں ختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں
---	---

یاد میکن رفتگانرا خاصہ در حال دعا کت بر حمت یاد نمساید مگر دال دعا

یاب آں خورشید حمت نور در جاں بادشاں ہو شاں در روز میجا خان اعظم پیشوا تنگانے را کہ جاہنشاں نے آبی برفت بستگانے را کہ دشواری برایشاں دیر ماند و آنچه باقی ماندہ اند و زان بلا باز آمدہ	جاں ز فیض نور چل خورشید تا باں بادشاں پیشوائے جنت الفردوس ہم خاں بادشاں بر سر از ابر کرم ہر خطبہ با باں بادشاں یارب امید رہائی زود آساں بادشاں فضل یزدان بادشاں احسان سلطان بادشاں
---	--

چوں تھ رفت شدہ را عاقبت محمود باد کیقتبادش اسعد و کینخستردش مسعود باد
--

مثنوی میر حسن

دیبازا است تا پہر تنگہ اگر چہ مدتے عقد موافقتی بند و وعہ مصداقتی پیوند
بری گردد و روزگار تا سازگار اگر چہ رسم رضامی بند و وعدہ وفا می دہد در میگزرد

آسمان شیخ چشم کہ مرد کم مروی اونچس خاست میوب است اگرچہ اول چوں تہاں بے آنکسج
 کرے باعث باشد چیزے می بخشہ لیکن آخر چوں طفلان بے آنکسج خیانتے مانع آید
 بازی ستانہ عادات و مہودات زمانہ جلنے ہمیں منوال چہ تجارب و چہ تقاسم و
 و شنیدہ آمدہ است کہ ہر کراچوں ماہ برآمدہ می بیند میخوابد کہ روے کمال اورا بلغ
 نقصان سیاہ کند و ہر کراچوں ابر بر سر آمدہ می یابد در اس می کوشد کہ جوہر اورا پارہ
 پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند و میں بلغ حیرت و بتان حسرت چنانکہ ہیج
 گلے بے خار زرت ہیج دے از خار خار زرت لے بسا سبزہ نورست کہ از خزاں آفت
 در مقام لطافت زرد و روئے ماندہ و لے بسا ہنال نوخاستہ کہ از تند باد اجل در خاک
 زمیں پہلو نہادہ

در باد خزاں میں کہ چہ حد سزائی بر سر و جواں چہ نا جوانمردی کو
 یکے از امثال این تمثیل واقعہ خسرو ماضی قاتل ملک غازیست انار شدہ بر
 و قتل با سخات میرانہ روز آدینہ سلخ ماہ ذی الحجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستائیمہ (۶۸۳)
 کہ ماہ چوں ہر در دل کافر ہیج جاپدید بود آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زناں
 بر آمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غزا در غرہ غزلے او
 لایح و جہد افزا جہاد و ضمیر غیر او ثابت پائے مبارک در رکاب آورد شہانہ بر را
 مشکل کشائے عضد اشند کہ ایتر با تمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں
 بامداد شد بر غریت کچ از اس مقام نہضت فرمود و یک فرسنگی آں لایعین پیش
 باز آمدہ بموضع مصاف در حدود بلغ سر بر کرد آب لاہور اختیار کرد چنانچہ
 متصل آب دیہی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست کہ چوں کفار

مقابل شوند ہر دو آب در عقب لشکر باشند تا ازیں جگہ کے رو بفرار تو اند نہاد و نہ ادا
مناذیل سادہ لشکر را آفتے تو اند رسید و الحق آں اختیار از غایت خرم و نہایت
کار دانی اُن خان جہاں ستاں بود اما چوں قضائے بد میرسد سر رشته ہمہ مصالح درتا
میرود و مسلک ہمہ تدبیر را از انتظام می شود

ہر کرا از بخت بد رہ او فتنہ کار او در کام بد خواہ او فتنہ

بخت چوں دیوان از رہ گم شود عقل چوں شب گور در چاہ او فتنہ

قضا را آں روز ماہ و آفتاب کہ نسبت بہ ملک دارند نشانہ ماہی آویختہ بودند
و مرغ کہ در مرغروئی او ہمہ از خون اعیان ملک است ہمہ از ترکش آں برج خدنگ
خدلان طعانہ طغیان می کشاد خان جزا کر را کہ اسدے بود از برج آبی خانہ خوف
و خرابی و دلائل فتن و محال فتور بریں فرع ظاہر و باہر و مرز و اشارات جاہ القضا
ضائق القضاہ سیاق و راق تحریر افتاد۔

القصدہ نیز از است کہ سوار چرخ در ولایت نیروز رسید و روز آں شاہ گیتی فروز
را وقت زوال نزدیک شد ناگاہ گروہی از سمت آں کفرہ پدید آمد خان غازی
جہاں زمان سوار شد و مثال داد کہ تمامی خیل و خدم و حاشیہ و شتم او بر قضیہ
اَقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّةً صفے صدارت قوی تراز سد سکندر بر کشیدند بعد از
ترتیب میمنہ و ترکیب میسرہ بذات عالی صفات در قلب گاہ چوں در جمع گواہ
بہا و ایستاد و کفارت تبار علیہم الخدلان و الخسران از آب بہا و عبرہ کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازیں و حشیان خرابی دوست بیاباں زادہ پرہائے بوم
بر سرہائے شوم خود نہادہ و فرزات اسلام از لہوک ترک و خلیج و معارف ہندوستان

و سایر سپاهی در نماز گاه معرکه ازاں جهت که مصطفیٰ علیه الصلوٰۃ و السلام جہاد را باصلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الا صغرا الجہاد الا کبر تکبیر گویان دست بر آوردند و در اول حملہ چندین زبردستان را از خسیل مغل زیر تیغ گزرا نیند و نیزه لٹوک در گاہ در اعضائے اعدا چناں می نشست کہ نیزه وار از بالائے ہر یک خون بر میخاست و شست ترکان خاص در تیرا فتن چناں می بود کہ جامہ بود بر اہل تار تار تار می شد۔ ۵

در اول تگ خدنگ شربت گشتند تاریاں ہمہ پست
خدا یگان شیر دل شمشیر زن با شمشیرے چوں عقیدت خود صاف از میان مصفا
ہر بار کہ حملی آورد شمشیر گوی در اں حر گاہ بر شمایل آن شاہ می لرزید و ہمہ تن
زباں شدہ با وی گفت کہ امر و دفع این ملاعین بہ بندگان دولت حوالہ کن و نفس
نفیس خود حرکت مفرمائے کہ شمشیر دورویہ است تیغ اجل را زخمی بے محابا نتوان داشت
کہ از تقدیر قادر بر کمال کہ رسد من از عین الکمال چشم می زخم۔ ۵

مرو تا خاک تو بر چشم بندم کمن کر چشم بد اندیشہ بندم
فلک روئے چناں روشن ندیدہ من از دیدہ بر آں آتش سپنم
آزما نئے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میرسانید ہر یک از اسلحہ
بزبان حال در مقال آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امر و دوست از من کوتاہ کن کہ زبان
سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شدہ و مراد در روی خصم مجال طعن نمادہ
مبادا کہ بر جہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیری می گفت اے عقد شست تو
عقدہ جو دا بر کشادہ بقصد این فسدہ پیش مرو من خود در رفتن جہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک که بر بام پنجم است و بر در خانه هشتم در گوشه کمین از کمین
کید و کمین بر سیل جبارت و جبار تو خدنگ خطار و او کند و کند می گفت که امروز
سر رشته تدبیر از دست تفکری باید داد که من ازین جنگ بے دنگ و رزم بے حزم
تو بر خودی پیچم ساعتی توقف کن که اسلام و اسلامیان چوں طناب بر بسته
خیمه نعم تواند الله الله بایں طائفه رسم طناب اندازی را چندین طناب ده
من بر رغبت پیش تو سر بر طناب آورده ام

تو کند از زلف اندازی کند انداز من

فی الجمله آن شاه دیں پناه کفر گاه همه قلب سپاه بایں گروه گمراه از نیمروز
آشامگاه غزوے بے اجبار و اکراه میگرد و غوغائے غالبان و غا و غلیان طالبان
غزا گوشش گیتی و اصماغ سما کرده زبانه های آتش که از سرنیزه غزاهن
می خاست و زباں های تیغ که در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد
در آن قیامت همه بدین آیه رواں بود که یوم یفتر المکر من آخینه پشت زمیں
چوں چشم پیران بصر بباد داده پر خوں و روئے آسمان چوں فرق پسران پراکنده گرد
آهین شمشیر چوں آتش چه تابانی اے پدر

یا مراداغ یتیمی بر جگر خوابی نهاد

هم مدین این عدا و اثنائے این آشوب و بلاناگاه تیرے ازشت قنار بال آں
شهباز فضا ئے غزار سید و مرغ روح از نفس قالب آنحضرت بجانب گلشن
وروضه رضوان نقل کرد اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُونَ هان ان پشت دین محمدی
صلی الله علیه وسلم چوں دل یتیمان زار شکست و سدمت احمدی صلی الله علیه وسلم

چو گورِ غریباں سپت یفتاد و اعتضادے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتماد
 کہ بیضہ اسلام داشت از جائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ
 کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرورفت و گردوں بر شعار سوگاراں جامہ
 در نیل زدہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت زحل برو
 قضاے وفا و شرط غزا کسوت سیاہ گردانید و از مرگ او براہل ہندوستان نوحہ
 می کرد و مشتری بر در بیخ آں اندام گرد اندو و قبائے خون آلود و در احچاک میکرد
 و دستار بر خاک می زد و مرج کہ دست قوت او چوں چشم ترکان روئے معیشت
 او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار کہ در دل غول نگینت
 چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضہ قصاب می طہید و آفتاب از شرم آنکہ
 چرا در دفع ایں حادثہ وقع ایں واقعہ نکو شید بر نیامد و در زمین فرو شد و ز سرہ چوں
 دید کہ اجرام از جنگ ایام چه زحمت یافتند زاد فی الطنبور نغمہ دف را ورق بگردانید
 و سماع در پردہ دیگر آغاز کرد و بروقات آں شاہ بندہ نواز خود بجائے ساز نالیدن
 گرفت و عطار کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحناہار قلم می آورد
 در آن نظم از سواد دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفتر خویش پیراں کاغذ
 می پرداخت و ماہ حالے در صورت ہالے با قامت منحنی در اں قیامت زمین سر
 بردیوار و در افق میزد و مراتب مرا ثی نگاہ می داشت۔ نظم
 روئے بخاک می نہی وہ کہ چنین نحو اہمت ماہ زمانہ مرا زیر زمین نحو اہمت
 گر بشکار میروی جان مست خاک تو خلوت خاک خوش بود جان من این نحو اہمت
 حق تعالی و تبارک روح مطہر و مطیب آں شاہزادہ غازی را بدمای علی

و مراتب والا برساناد و دمدم جام الما مال تجلی جال و جلال غلش بخشاد و ہر
شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق این شکستہ میکس داشت
سبب فرید درجات و محو خطیات او گرداناد۔ آمین یا رب العالمین۔“
یہ نظم و نثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہل علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی
اور مقتولین کے عزیزوں کو رُلائی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ بہر زمانہ کا
ایک خاص طرزِ تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی
ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زور عبارت آرائی پر
دیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی
اور سادگی اور فوائد الفواد کی نثر کی روانی دیکھ کر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے
یہ طرزِ تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد
کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہو جانے کے بعد ملتان میں
قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے۔ سلطان محمد
کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا اگرچہ پادشاہ اپنی شکستہ
اور رنج و غم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا
جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا
عموماً شعر و شاعری کے مناسب و موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے
وطن پٹیالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطان محمد کے حادثہ پر
پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا شہید ہونا انتہال ہو گیا۔

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد "خان شہید" کا بڑا بیٹا کینخسرو پادشاہ ہو، مگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغرا خاں کے بیٹے کیتباد کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی پادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ ادب و ادب و ادب اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جاتے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیتباد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدست اور سرشار ہوا، اور اس طرح عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امرائے دولت اور اعیان سلطنت جو اب تک سطوت بلعنی کے در سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھیلے۔ ادھر طرف خوبرویوں کے جھگڑے، اور شراب و کباب کی صحبتیں قائم ہو گئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے پادشاہ نے "نعل کو شک" چھوڑ کر "کیلو کھری" میں جتا کے کنارے ایک عالی شان قصر اور باغ تیار کرایا، اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیدہ مطرب اور نقوی و توبہ شکن شاہد آکر اس پرستان میں جمع ہو گئے۔ مسجدیں ویراں اور میخانے

آباد ہو گئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہاندری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم و نسق ملک نظام الدین نامے ایک امیر کے ہاتھ میں تھا، نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامراء فخر الدین دہلی کا کو توال اور اس کی بیوی پادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدردان علم و ہنر، مردم شناس اور غیر تھا۔ گردنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معز الدین کا کام تمام کر کے خود پادشاہ ہو جائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہواخواہ منتشر و متفرق اور نیست و نابود کیے جا رہے تھے۔ کینخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان فیاض الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا سب اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جانوروں کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ خواجہ خلیفہ سائیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہو گئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے منک غرارہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معز بنی دہلی کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خاں جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کر لی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہو گئے ہوں۔ لیکن

وہ خود اس بارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔ سلطان معز الدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں اور امراء ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معز الدین کے باپ بغرا خاں کو جو پہلے لکھنوی کا گورنر اور معز الدین کے بادشاہ ہو جانے کے بعد وہاں کا خود مختار فرمانروا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط و کتابت کے بعد ایک تفریحیت کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اسے سمجھانے کے لیے لکھنوی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرار داد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم کے ساتھ اودھ پہنچ کر دریائے سر جو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاوشکر کے ساتھ دوسرے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت و شنید اور قاصدوں کی آمد و رفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریائے سر جو کے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو بادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔ باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت سے مرتب کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرار داد داخلہ کے دروازہ سے پایادہ سر پر وہ میں داخل ہوا اور زمین بوس کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیتاب ہو کر تخت سے اترا اور باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بچہ اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا اور خود زائے ادب نہ کر کے اس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور خوشنویں کے سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک واری اور جہا نپانی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشد اور کناختہ سبھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور غفاک ہے۔ معز الدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب و کیاپ اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے مگر یہ کبخت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو اس کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معز الدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی زنجیر اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معز الدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں بھلا دی تھیں مگر باپ کی درد انگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آجائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کلام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ آدوہ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :-

زہے ملک خوش چوں دو سلطان کیے شد زہے عہد خوش چوں دو پیاں کیے شد
 سپر بادشاہے پدر نیز سلطان کنوں ملک میں چوں دو سلطان کیے شد
 معز الدین نے اس سطورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام اُن کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندما سے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

مغزی دبار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ شہنشاہی میں
 "قران السعدین" کا کام ان کے سپرد ہوا اور شہنشاہ میں سلطان مسزالدین
 تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مر گیا۔ سلطان مسزالدین کے مرنے کے بعد تین
 مہینے کے اندر ہی ترکوں کی تمام ہوگئی اور خلیجیوں کا تارہ چمکا۔

خلیجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا۔ تخت نشینی
 کے وقت اس کی عمر (۵۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اطلاق دینداری جو انفرادی
 علم و برو باری عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدردان اور عوامی
 شعر کہتا تھا۔ صاحب "متحب التایخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں۔

اے زلف پریشان ترو لیدہ منجواہم واں روئے چو گلنارت تفسیدہ منجواہم
 بے پیر منت خواہم یک شب بکنار آئی اں بانگ بند است ایں پوشیدہ منجواہم
 گوالیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور
 اس کے کتاب کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

اے ارا کہ قدم ہر سرگردوں سایہ از تودہ سنگ گل چہ قدر افزاید
 ایں سنگ شکستہ زان ہنادیم در باشد کہ دل شکستہ آساید
 یہ رباعی سعدی اور دوسرے درباری شعراء کو سنانی اور ان سے چاہا کہ اسکے
 عجیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے
 اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے
 ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک دوسری
 رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ دین جاگز کس باشد۔ کش خرقہ روئے چرخ اطلس باشد
 شایہ کہ زمین قدم میونش یک ذرہ بارسد ہاں بس باشد
 صاحب تلویح "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور
 شناخت ہنر کی اسی سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو
 پر جو شعراے اولین و آخرین کے سرفقہ ہیں، اپنے عرض مالکی کے زمانہ میں
 خاص توجہ و بندوبست کی تھی اور بارہ سوتنگہ جو لائن کے والد کی ہوا جب تھی ان پر
 جاری کردی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا، ان کے حال پر
 بیحد نوازش اور مہربانی اور رعایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور
 معتمد دار بنایا اور جو خلعت امراء عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے
 مقرر کیا اور اسی بنا پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستقل ہونے لگا سلطان
 جلال الدین کے ہم صحبت اور ہم نشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً
 ملک تاج الدین کوچی، ملک اعز الدین غوری، ملک قیر، ملک نصرت صباح
 ملک چپ، ملک کمال الدین ابو المعالی، ملک نصیر الدین کہرامی، ملک
 سعد الدین منطقی یہ لوگ ظرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ ہبقہ
 نما میں تاج الدین عراقی، امیر خسرو، ہمد جاہری، پسر ابیک دعاگو، ہمد و ہوا
 صد علی۔ امیر اسد اللہ کلاہی، اختیار باغ اور تاج خلیب سے انتشار پر واز
 دانشور، محدث اور آداب و ادب لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی
 غزلیں کہہ کر لاتے تھے، بادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی
 ہو گئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دبار کے غزنواں، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرض کہ سلطان جلال الدین کی صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا۔

اس دلکش اور لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”امیر خسرو سلطان مغز الدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے ہم نشین ہوئے شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے ہم نوا میں داخل تھے۔“ علامہ موصوف نے امیر حسن کے ندما میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ ضیاء الدین ہرنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنہوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزنوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے۔ اپنے دلی دوست امیر حسن کے ندما میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے؟ علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا، اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دوبار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتہ ان کی کتاب ”خواہد النواذ“ کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المانشیخ کی) دولت پاؤں

سے مشرف ہوا۔ پھر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔
 دوسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین لکھنؤ
 گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قریب دار میں وہ بھی اسی لشکر
 میں تھے۔ میرا ان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہا۔ کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔
 چوتھی جگہ شمس کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت
 میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ
 فوت ہو جائے تو خدا متگا رکھ وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے
 نفس کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی
 ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے
 ضمن میں فرماتے ہیں :-

انوں کے وقت لشکری آدمی ہاں روم

اسم گرو، سلاح گرو، چار پا گرو

غرض کہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ
 قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرہ اہل سیف میں ہو
 یا اہل قلم میں۔ قیام زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے
 ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کرۂ
 میں بلا کر نہایت بیرحمی اور دغا سے قتل کر دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔
 مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ دسواں جسے وہ ”عجب العجائب“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ بغیر علاء الدین کے ارادہ اور استتمام کے اس کے عہد حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر مہنر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دار الملک دہلی رشک بغداد غیرت مصر اور بہتر قطنین ہو گیا تھا مولانا نے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات و عظمین ماہران فن قرأت، ندما، موحین، اطباء، منجین اور سرود گویوں اور شعرا کا یہ تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبع شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیرن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخر الدین خواش حمید الدین راجہ مولانا عارف عید حکیم شہاب انصاری اور صدرستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا شہر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کی جاتی مگر سلطان علاء الدین ایسے نادر روزگار شعراء کو صرف ایک ہزار تنگہ موابج دیوان عرض سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے عجیب روزگار استادوں اور شہر مندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرض کہ سلطان علاء الدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیرن کو شاہی دربار سے تعلق ملا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے
زباں ساکت، قلم ساکن، معانی کم، سخن کمتر
کنوں مے قیمت از جاہ وجود و بذل عدل شد
سخن بسیار، فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کیں آستان کہف عصمت یافت در عالم
کینہ مادی و کمتر سگ ایں آستان بادا

جان من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ
حرز جان خویش کروم مدح ایں درگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قائم است
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دور سخن برپادشہ نوش کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقاً ہرگز شبے زمانہ ننمود جسز بخوام

سلطان علاء الدین کہ باد از حق نظر ہا سوئے او
 الحق ز چشم مرحمت دارد نظر ہا سوئے من
 چونانکہ من بندہ شدم در گاہ شاہنشاہ را
 گیتی غلام می شود ترک فلک ہندوئے من

سلطان علاء الدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۱۲۱۷ء میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ ملک کافور نے جس کا خطاب ”ملک نائب“ تھا اور جو سلطان علاء الدین کا بڑا معتقد علیہ اور قوی ہو گیا تھا، امرائے دولت کو جمع کر کے علاء الدین کا ایک وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بڑے بیٹے کو ولیعہدی سے عطا کرنے اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی ولیعہد مقرر کر دیا گیا تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جہلی وصیت نامے اور زیادہ تر ملک کافور کے اقتدار سے مرعوب ہو کر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافور کے ہاتھ میں آ گیا۔ ملک کافور اپنے چند اقتدار کو نہایت بُری طرح اور سید ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو جو گوآلیار کے قلعہ میں علاء الدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کر دیا اور خضر خاں کی ماں ”ملکہ جہاں“ کو قید کر دیا اور اس کا تمام زور و زورچہ بین لیا سلطان علاء الدین کے دوسرے بیٹے شادی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکھو الیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہ گیا۔ اسے ایک جھوٹے بندہ کے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کر دیں۔

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احساناً انہیں یاد دلانے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کا فوراً بقیہ خاندان اور امرائے علانی کی قلع قمع کی فکریں کر رہا تھا۔ اور اس سے غافل تھا کہ قضاۃ خود اس کی فکر میں ہے۔ پائیکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کا فخر کی خواہ گاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور معارف کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مشنوی "سپہر لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر برصوف کو ایک ہاتھی کے ہوزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہا، گنج بخشا، کرم گسٹرا معانی شناسا، سخن داورا

چنیں بخشے کر تو جم ہنستم در ایام پیشینہ کم یافتم

کنوں لا بد از سحر سخن جوین بہ اندازہ بخشش آید سخن

ہاتھی کے ہوزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں اس زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اٹھا کر اس پر روپے بار کیے گئے اور جہان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔

سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور خونِ جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب بربط اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی صحبتِ شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک برور بیچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر بنالیا اور آخر کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۷۸۰ھ سے لیکر ۸۲۱ھ تک چلتی رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا ان کی کتاب فوائد الفوائد سے ثابت ہوتا ہے جو ۸۲۰ھ سے شروع ہو کر ۸۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے یہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان الشاہج کے حاضر باش مریدوں کے ہمراہ میں شریکِ ادب مباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے ہوتا تو وہ حضرت سلطان الشاہج کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان الشہج کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بار بار یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیگا تو اُسے ایک ہزار تھلہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے غیث پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علانی جس کی بنیاد خاک و خون پر قائم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاکِ خون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحبِ تاج و تخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت منظم معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیسا کہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ۷

کارنے کرد جز بکالات علم و عقل گوئی کہ صد عمامہ زیر کلاه داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کر لی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظامِ مملکت میں پیدا ہو گئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر نخل اور امساک کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہنشاہوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں اور فتوحاتِ مالک پر دہلی کے تمام سربراہ اور وہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکور اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کر کے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

والکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھجوا دیتا تھا غرض کہ اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کو شک میں ٹھہرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرار داؤد یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تغلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا ہزار وغیرہ ہاتھ دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دبکر مر گیا۔ اور جو شہر خشنوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا وہ چشم زون میں ماتم کدہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی ہمت نہ دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علما، فضلاء اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پرش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق عادات | امیر حسن کے عادات اور خصائل کے معلوم ہو نہکا
اور دوسرے حالات | ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو

مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد الفوائد" سے مستنبط ہوتا ہے

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجا سکتی ہے
 کہ امیر حسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذلیل اور پابند وضع لوگوں میں تھے
 ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرو اور انفراد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ
 قانع اور خوش و خرم اور مرج و مرجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور
 فضلاء دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت
 اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے
 جو جا بجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں۔

صیاد مرا کیے بیاموز دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاس
 بجلہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مرج مایہ عاشق تہیدستی بود
 حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنج ہا دارد در ادبارش چہ می بینی باقبال تومی بازو
 مایم یک قبائشہ آن یک قبا کرو در دست چرخ خانہ بہائے سرا کرو
 اکنون کہ وقت لشکری آمد چہ سال دوم اسپم گرد سلاح کرو چار پا کرو

کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا شادی کرو ملیج کرو زیر کا گرو
 یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نامد حجت کرو قبائہ کرو ماجرا کرو
 عالم ز مینو الی کنوں چناں شدہ ست بر خلق می نہم چو حسن خویش را کرو

تقاعدیت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمران ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعر و سخن کے دلدادہ اور فلاحی تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علیحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی گرد سے لوث ہو گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان محدودے چند شعرا میں ہوتا جو ہمیشہ اس گردِ ملت سے دامن بجا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام سر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔

از گشتن مدح دل بمیرد شعر ارجہ تر و نصیح باشد
گردوز نفس چراغِ مردہ گر خود نفس مسیح باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریریں کرتے رہے کہ آپ کو جدوجہد کر کے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیئے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

چند گوئی کہ دو دولتیاں لازم گیر ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی ”قوائد الفوائد“ کی پہلی ہی صحبت میں حضرت سلطان المشائخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شرب نہ پی اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعد اُتبہ

کر لی ہو۔ مرحبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
 "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استغاثہ
 توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے
 ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیبیں
 دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت
 شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو
 پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل
 علاوہ اس کے جا بجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گزشتہ زندگی پر پشیمان
 کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو گا۔

یک سرمود ملت سفید نشد ہیچ موبرتنت سیاہ نامد
 اے حسن توبہ آنگھے کردی کہ ترا طاقت گناہ نامد

اے جوانی ہمہ در حشو سر آدرجہ حسن
 وقت تقبیل حواشی بساط پیوست
 جزئیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موعے
 چوں سفید شد کنون بعد از سیاہی رنگ نیست
 چون حسن آنکہ از گنہ در گزشت آں منم
 آنکہ گناہ بند گاں در گزراند آں تونی
 بسیار خطا کردی باز آے حسن کنوں روئے بند ہیں آور، درویشی درویشاں

زائید میہا کہ میکروے پشیاں شد حسن آئے آخر از پشیا فی بود حرف ندیم
 یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حوض شمس" پر بھیکر علانیہ
 شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو اقتباس نشان ۲) ہرگز قرین قیاس
 نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائینگے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے
 بعد ان کی زندگی اسلامی نقطہ نظر سے قابل رشک ہو گئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں
 حسن ارچہ کج نہادے کلہ کر شد بر سر

بر تو بند اکنوں کمر امید داری

"فوائد الفوائد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف
 فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے اور ان کی
 زندگی بعینہ اسی تھی جیسی ایک اہل اشد اور حضرت سلطان المشائخ کے ایک
 با اعتقاد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو
 مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پائے کے بزرگ اور
 حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص مریدوں اور خلفائیں تھے مگر یہ نہیں بتایا
 کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی اور جب تک یہ نہ معلوم ہو اور وہ روایت
 روایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور
 مسلم ہیں کہ امیر حسن شمس میں مرید اور تابع ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین
 کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے
 کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی شمس کا ہے لیکن تاریخ فیروز شاہی سے
 معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ رتنپور کا محاصرہ کیا۔

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی، اگرچہ یہ بغاوتیں باآسانی
 فرو ہو گئیں مگر علاء الدین کو دانشمند اور دور بین مدرین کی طرح اس کا فکر دامن گیر
 ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہو جانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے
 انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین
 کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ ہمینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے
 چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے
 علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے
 اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زرو مال کی فراوانی۔ پادشاہ
 نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف
 انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کرینگے۔ علاء الدین
 اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کرتا تھا مگر اس تجویز کے پختہ ہو جانے کے بعد
 اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً
 ممنوع کر دی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگلوں کو خاج ابلہ کر دیا اور
 جو کثیر محاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکست ہو گیا۔ مخلص اور سچے
 مصالحمین کی طرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خاۃ خاص کا تمام
 سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کر دیا۔ اور جتنے قریبے عمدہ
 شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیج کر اُنڈلوا دیے جس سے راستوں میں کچر ہو گئی
 اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کر دیے کہ چوری چھپے بھی شراب
 شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے پٹے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سہراہ بیٹھے ہوئے علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنی امیر حسن اور حضرت سلطان المشائخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایوں میں محبت ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایوں حضرت سلطان المشائخ مسلم طور سے ۸۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موصوفہ کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم غزیرت دہلی شد" جو امیر خرد صاحب "سیر الاولیاء" نے نقل کیے ہیں۔ اس طور سے حضرت سلطان المشائخ کا دہلی تشریف لانا ۸۳۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال پیدائش ۸۵۲ھ ہجری ہے جس وقت حضرت سلطان المشائخ ترک وطن فرما کر دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدایوں میں ان کی محبت کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۲۷ سال کی ہونا بھی غلط ۸۵۲ھ میں مرید اور ۸۵۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی عمر ۵ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر مغتہ اور مرید ہو جانا بھی تمام دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خرد نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ

کی کراستوں کا ایک باب قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مجلس شہزادہ
 سے اٹھکر سروپا برہنہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسی
 اہم اور بین کرامت کو امیر خرد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔
 حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے
 قبل حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں آتے جلتے رہے میں اور اس کے بعد
 بیعت کی ہے۔ غرض کہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔
 امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ اُن کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن
 اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی
 صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم چشمیوں اور ہمسرؤں کی مالی حالت تھی ویسی
 فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفوائد کی ۲۳ ربیع الآخر سنہ ۸۱۷ کی صحبت
 کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے
 واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ
 سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکرائیہ بخیر نے یہ حال معلوم کر کے ایک
 برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر
 کے حاکم نے اس پر مصادمہ کر کے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جس سے وہ
 بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا
 ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے
 اس کے دوست نے کہا کہ ہمارا جہاں رہا تمام مال تو چھین گیا ہے حال اچھا
 کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جینیو تو نہیں چھنا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔
 میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم
 ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء
 یہ تھا کہ توقف و موجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے بچ و افسوس
 نہ کرنا چاہیے اگر تمام دنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف
 حق کی محبت کا قائم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹۔ رجب ۱۳۳۸ء کی صحبت
 میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ آج دولت قدیموسی حاصل ہوئی
 میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔
 اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا
 ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی
 جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عمد علانی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار
 ایک ہزار تنگہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنگہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے
 لغت میں اس کے معنی سکہ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا
 سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنگہ
 کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکہ نقرئی ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف
 مقصود ہوتا ہے وہاں تنگہ کے بعد طلانی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندوستان
 کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنگے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف
 رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں
 کہ عام طور سے علاؤ الدین کے عہد کا تنگہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے

کے برابر ہوتا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا کو ایک ہزار تنگہ واجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین کی ناقدر دانی کے ضمن میں بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ موجب سے ماہوار نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ سے اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی اور دو چیتل یعنی آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ موجب سالانہ تھی اور اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگہ ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلئے کافی تھے چنانچہ فوائد الفوائد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے موابہ میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۲ شعبان ۷۸۷ء کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استہدام عرض کیا کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو اور وہ لادبی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہے

جس زمانہ میں میں بالکل تنگ دست تھا، اس زمانہ میں بھی یہ حدیث سنکر
 کہ روزوں کا انحصار صدقہ فطر پر ہے۔ قرض دام کر کے صدقہ فطر دیا کرتا تھا۔
 یہ سنکر بندہ قدبوس ہوا اور عرض کی کہ بندہ آئندہ سے صدقہ فطر دیا کرے گا۔
 ارشاد ہوا کہ یہ صدقہ اپنی اور اپنے غلاموں اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دیا کرو۔
 اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ دیوگیر میں تھے تو میرے آزاد خدنگا
 قلع نے ایک چھوکری پانچ تنگہ کو خریدی تھی جب لشکر وہاں سے چلنے لگا تو چھوکری
 کے ماں باپ دس تنگے لیکر آئے اور نہایت عجز و انحصار سے التجا کی کہ دس تنگے
 لے کر چھوکری ان کو واپس کر دیجائے۔ چھوکری کے ماں باپ کے رونے پٹنے کا میرے
 دل پر بہت اثر ہوا میں نے قلع سے کہا کہ تو نے پانچ تنگے میں یہ چھوکری خریدی
 ہے دس تنگے میں میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ قلع راضی ہو گیا اور میں نے
 دس تنگے میں اسے لیکر آزاد کر دیا خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا.....
 فوائد الفواد سے اسی طرح کے بہت سے اقتباسات پیش کیے جاسکتے ہیں
 جن سے متشرع ہوتا ہے کہ امیر حسن متوسط حال شرفا کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔
 ان کے تجرد اور تجرید کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے صرف یہ سمجھنا
 چاہیے کہ انہوں نے اہل و عیال کا جھگڑا اپنے ذمہ نہیں لگایا اور نہ ان کی کتاب
 فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑے کبد والے تھے۔ شمس دبیر کے ساتھ
 جو سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے کا معتمد ہو گیا تھا ان کی قربت تھی
 اور ان کے دو بھتیجوں میر چھجور و شمس الدین کا ذکر اکثر جلد آیا ہے۔ یہ دونوں بھائی
 بھی حضرت سلطان الشاہج کے مرید اور سید معتقد تھے۔ شمس الدین کے متعلق

صاحب سیرالاولیاء لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشایخ کے فرائض میں تھے اور جب جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشایخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریر نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کر کے امیر حسن کہتے ہیں

د اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامت دارم

مگر از قامت خوبت قبول افتد من از من

اس کے علاوہ فوائد الفوائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تسمیہ خوانی اور پھونک ڈولانے کے لیے حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری | مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی

صحیح اور قابل اطمینان نمونہ اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہل فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعراء غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی روکی بھسکی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات واردات اور معاملات بیان کر کے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہو گیا۔ اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعماء یعنی فغانی

نظیری، عری، کلیم، طائب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرض کہ
امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے
زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا
چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے بالکمال شخص فرماتے ہیں :-

خسرو سمرست اندر ساغر معنی بریخت

"شیرہ از خندانہ مستی کہ در شیراز بود

امیر حسن نے تو شیخ کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے
معاصر "سعدی ہند" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف
اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

در خم معنی حسن را شیرہ نور یخت عشق

"شیرہ از خندانہ مستی کہ در شیراز بود

از نظم حسن نوشت دیباچہ عشق آری

جلد بخش دارد شیرازہ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ کمال معنی گلچین آں گلستان است

گر بنوشی دروے از خم خانہ دروای حسن

داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے
اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر
خود جو رائے قائم ہو سکتی ہو قائم فرمائیے۔

۱۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اخیر صحت و حقیقت امیر خسرو کا ہے یا امیر حسن کا یہی حال اس شعر کا ہے۔
یہ قوم راست رائے دینے و قبول کا ہے۔ ۲۔ اقتباسات گزیریم بہت ہی کلا ہے۔
جو دونوں حضرات کے یہاں موجود ہے۔

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مطلع

میں فرماتے ہیں

خسرو اشعر تو اسرارِ حدیث است مگر

کزِ سخنمائے تو ام بوائے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خسرو ان کے

کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ۲۱۰ سے ظاہر ہے

مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل

ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اسلئے وہ سعدی بندوستان

کہلاتے ہیں ان کی جگر سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے جھماق سے محبت کی آگ

نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور

ان کے روح افزا الطائف سے اہل ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں

سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ "حسن کا دیوان اس زمانہ

(نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن سنانش میں انہیں خراجِ مہم

کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بید التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام

میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے

ساقیائے وہ کہ ابرے خاست از خادرسید
سرور امر سبز شد صد برگ را چادر سید

اکثر فضلاء نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچتی۔
 (۴) مولانا عبد الرحمن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں
 ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے
 ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے
 اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل مٹھن کچے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعراء فیضی کا قول تھا کہ ”امیر حسن آنے وار د کہ عاشق آں تواند
 اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود“ ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طلبی بر زبام جہاں جہاں سخن است
 وگر از پیر من نظر جوئی روح فیاض خسرو حسن است
 (۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دار و منصب شایہی

کہ سوز خسروست و ناز کہیائے حسن باو

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف
 غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو
 سوز و گداز، اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتہ محبت
 (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انھوں نے جا بجا
 ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز اور تعلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابلِ ملاحظہ ہیں اور ان
 سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے۔

پر شد ز گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب تو بوئے نمی یابی آخر چہ ز کا ست این

بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ زیراکہ نمی یابند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش نرس چندیں شکر بعرصہ ہندوستان نہ بو

بحسن نظم حسن یک زباں شدند ہمہ منش ہے نہ ستایم بیک زباں تنہا

ہندوئے چرخ زہر داد مرا ہمہ ہندوستان پر از شکرم

ہاں اے حسن از عالم لہجی چه کشی چندیں از گفتہ شیرینیت بارے شکر از ازاں شد

خاست بعد تو حسن از دو جہاں یگانہ ہم بد یہ تر سخن ہم بدیج در فشاں
اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعرتیں 'خاصہ غزل سحر میں

آں بلبل کہ شہر پر آواز پرست کز اوج کنگر فلک آواز میسکم
مست سماع قول من آند اہل ایں دیا اینک ہماں طریق غزل ساز میسکم

اے حسن براستین نظم خود نوکن طراز خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن ہمو شمار ہر کے عرض سخنو راں شود وصف شاں علم توئی

حسن را در ہر حال آفریں گو کہ کرد اندر سخن بحر آن سہری

تو بحسن خستہ کن خاتم گویاے خود زانکہ براو میشود ختم سخن گستری
ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ
حضرت سلطان المشایخ حالت ذوق و شوق میں قوالوں سے فرمایش کر کے
امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خرد اپنی کتاب سیر الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ
ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت
کی جس میں حضرت سلطان المشایخ اور شہر کے دوسرے مشایخ عظام شریک
تھے۔ پہلے قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے تر کے کہ از جہائے ابرو کماں پیدا کند پنہاں زند تیر
بگوش مدعی کے جائے گیرد فرامیرے کہ بہت اندر فرامیرے
اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھ کر بند ہو گئے
اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ہے

معلت ہمہ شوخی و دلبری آموخت

جفا و نارد و عتاب و شکر آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو
ایک یا دو شعر پڑھ کر بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر هجوم ہوتا ہے کہ
میں حیران ہو کر رہ جاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان
ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خرو اپنی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کر کے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیار و شد کسے صاحبین دیوگر انگشتی دزد و سلیمان کے شود
از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود
شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کر کے ایک رائے قائم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو ہر بلند اور منتخب کلام پیش کر کے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے ہر سری اور پست اشعار سامنے لا کر اُسے کمال کی کرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال و نیر کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ حذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تبدیلی کاروبار سے کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قائم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جس میں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے 'بقول ہمارے ایک دوست کے' مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔
امیر حسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلہ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد، سوز و گداز، اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں، رواں، نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف، ترکیبیں سلجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے، جو اس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اوست" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ اظہار سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بیشتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف قوافی پر اکتفا کرتے ہیں اور ردیف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

(۶) اکثر شکل اور تنگ قافیہ اختیار کرتے ہیں اور متداولہ بحرِ ردیث اور قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا مصرعین کی غزلوں کی بجور اور قوافی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے ہیں جو پورے ایک جملہ کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

زاشک حسن حسن راتالب رسید طفاں

اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ (اور سیلاب شک غرق میثوم و میسر)

باحسن گفتی چہ را عاشق شدی

صد جوابت این سوالت را ولے (از راو ادب جواب گفتن نمی توانم)

عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون

آدم آنجا با بلغزید است مسکین آدمی (آدمی بچارہ راجہ یا را کہ نہ لغزد)

مرد نئی تا ہمسہ دل خوں نئی

لاف محبت چہ زنی چوں نئی (مرد ہمسہ دل خون نئی)

بیار خطا کردی باز آئے حسن کنوں

روئے بزمیں آمد درویشی درویشاں (بطفیل درویشی درویشاں)

اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نزداد و شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تخت شاهیست کہ بر فیل ہند فرزین بند مچ دریں عرصہ منہ بیدق این شاہ نہ

شاہ انجم بر باط آسمان خانہ خانہ از رخت بگریختہ

پیل بند عشق شد بر عرصہ دل استوار شاہ رخ بنما کہ ماتست از غزلے شاہ شاہ
نزد عشقت پاک می باز موی ترسم از آنکہ کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ وغیرہ
بعض غزلیں از سرتا یا شطرنج کے اصطلاحات سے ملو ہیں۔ دیکھو غزل ۲۲، صفحہ ۳۵۹
(۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام
کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹، صفحہ ۳۸۷۔ جس میں لفظ ”شتر“ کا التزام
کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے
انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو
اس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً

گفتی چوں بر من چوں شاد غمی آئی من عنسندہ عشقم چوں شاد غمی آیم
”چوں“ بمعنی ”زیں“ کے استعمال ہوا ہے۔

نزد تو آورد حسن قصہ عجز و بیکسی تو بکمال مرحمت بیکس عاجزش ماں
”ماں“ بمعنی ”گزار“

اں سرو رواں گشت ہی نالم از ایرا۔ چوں بلبل از اں سرو رواں دور شد م باز
”از ایرا“ = ازیں جہت یا بدیں سبب

عشقت رسید ملک دل بگفت شاہنشاہ عظم فصولی می نمود از شغل کیوں گردش
”کیوں“ بجائے ”کیسو“ کے یا ”ہر مہ“ بجائے ”ہمہ“ یا ”جز کہ“
بجائے ”جز“ یا ”فرمودگی“ بجائے ”پندیدہ“ کے۔ ان کے کلام میں
ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنہیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں میں شعر اپنے پایہ سے گر جاتا ہے۔

گفتم ز بلغ وصل تو بوسے بمن رسد
آواز از دور تو بر آمد کہ بار نیست
مرا با خاتم بہمت فلک فیروزہ آمد
بدان فیروزہ در صف صفا پیوستہ فیوزم
بکشائے رخ فرخ و دج و دہن تنگ
ہرے بغریاں کن و ہرے بگد بخش
تو بہر وصال گل زنی پر
ما زیر پر منساق بالیم

صبر از برم بچست چو آہو بصد گاہ
آں شہسوار سخت کماں را خبر کنید

رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔

کو پیک تا پیا مے از ما بگل رساند
کا نذر غم عزیزاں تا چند خوار بودن

(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں

معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جوشان و شوکت

اور لطراف ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں یعنی

یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار مدوح کی تعریف میں بڑھا دیے گئے

ہیں اور عجب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) شہنویاں جس قدر میں صاف اور قصائد سے زیادہ برجستہ ہیں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں ان میں کوئی

خاص بات قابلِ لحاظ نہیں نظر آتی۔

کابیاں اور پروف دیکھنے میں ہمیں ان کے جو اشعار پسند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب
گفتی کہ چرا حب دانی از من
گفتی کہ خواب اندر مہمان شوم یک شب
در عصا تھنیں روئے کشادہ اندر آئے
از حسن میں چه سوالت کہ محبوب تو کیت
خلق گویند دل از صبر بجب آور باز
باز میں دلم بہوئے دل آرام می رود
طرفہ سرو کار است کہ با وعدہ مشوق
دوسہ بار با تو گفتم کہ مرا بیچ بستان
تلخ کردم جہانیاں را خواب
اے حسن یا رگر خطائے کرد
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگویی
صبر من بیگانہ تر شد چوں تو برگشتی زمین
زلف از رویت نیست گرد و جدا
یارب منجہ برساں تا پیر سمش
زلف تو شفیع محشرم باد

رو کہ سلطان رفت و لشکر میرود
میں از فلک است از حسنیت
اما تو کجا آئی چوں خواب نمی آید
تا بدعا بدل شود و عوی داد خواہ تو
این سخن را چه جوابست تو ہم میدانی
اے دل از صبر نشانے دہ اگر جائے ہست
از دام جست باز سوسے دام میرود
صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
نشد اتفاق شاید کہ باین بہ اگر انم
زاں دعا کہ مستجاب نہ بود
ہم شکایت از اوصواب نہ بود
من خود کغم آخاز بیایاں کہ رساند
آشنا ہر کہ کہ برگرد و چہ غم بیگانہ را
کا فراں را نیست ہوا آتش نجات
کماں آفتاب شب ہم از آسمان کیت
ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کند اگر خواهد
سنگ بروئے غوزن آتشی درخت نمیشد
دوش چشم ہمہ کس درمہ تو حیراں بود
آب مژہ ما گزراں شد ز سرما
مرا زور گرفتہ بر محبت بگزار
یار آوارگی ہی خواہد
ما گنا ہے مکروہ ایم و لے
دلہ ربودی و نمواختی ہزار افسوس
روزم تو بر فروز شہم راتو نور بخش
جاں پیش کشم چو تو در آئی
ہر چہ بغیر میکشی دندہ ہی کنی لب
حسن دعاے تو گر مستجاب نیست مرغ
مصلحت نیست کہ پندم دی اے خواجہ حکیم
فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم
گر قسم اینکہ بہ بندم زباں ز نالیدن
پشمت او گفتم جوانی مکن
دل بہا دیم بہ ہر حکم کہ از تقدیر است
اینست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا
واللہ ارتیر زنی بر جگر ہم ہر باے

قصہ من ہنوز براگر است
اے حسن این سنت دیوانگان عال است
چاشنی خم ابروئے کسے باوئے ہست
نیکو مثل است اینکہ ہم از ناست کہ است
کہ پادشاہ بے صید را گرفت گزشت
رفتن حج بہانہ افتادہ است
خوئے بدر را بہانہ بسیار است
چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست
ایں کار تست کارمہ آفتاب نیست
در خلوت دوست جاں نگنجد
چشم تو جوہر میکند لعل تو داد میدہد
ترا زبان دگر و دل دگر و حاجہ کند
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند
مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم
تپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
کہ مانیز روزے جوان بودیم
ترک تدبیر پسندیدہ تریں تدبیر است
دام بلا قبول کن چوں زدہ دم ولا
از جگر بر کشم و باز بدست تو دہم

اے حسن گردل تو بنگلہ از شکر عنبر
 گر دیدن خود حسد ام داری
 مجھوں لباس عقل و دین عشق لیلے چاک زد
 عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
 بردل یار حسن بود فراموش گشتہ
 گفتی حسن چرا نہ کئی توبہ از شراب
 مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی
 چوں شود عالم دریں سیلاب غم
 گرت روم بفدا عمر دوستان تو باد
 خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بازی ہچمان

آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہچمان
 بازم این ساعت از آن بے نکو یاد آمد
 گل بچندید و مرا خندہ او یاد آمد
 بارخ خوے کردہ بر بام آمدی
 چوں گل نو خاستہ باران زدہ
 شمعہ عشقت چہ خواہد از دلم
 خیمہ اندردہ و میراں زدہ
 مدعی گر نشد از شوق در آتش چہ کند
 چوں گل نو خاستہ باران زدہ
 ہمیزم او ہمہ تر بود کجا در گیسرد
 رفتن باد صبا آمدن گل چہ کنم
 من تراد انم ازیں ہا بے آیند و روند
 طبیب علم ندارد نہ درد ضربت عشق
 چہ سود مند بود شر تبہ کہ او فرمود
 باز آ کہ ز پیراں نہ پسند جوانی
 تا چند حسن عشق شراب و غم شاہ
 وصل تو لطیف تر خدائی
 ہجر تو علامت قیامت

واری تو زخم تیغ رواں / امیر شک خوں
روز غم تو مرا زار شکست / گوشکن
من ز شکستگی خوشم / گرتو شکستہ پروی
قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر غر
کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہا شک
کا میابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ عنتر لیں
پہلو پہلو نقل کرینگے۔

امیر حسن

سعدی

- ۱۔ آں روئے میں کہ صُن پوشیدہ ماہ را
۱۔ اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را
- ۲۔ من سرور اقبال نشیندم کمر کہ لب
۲۔ بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را
- ۳۔ برفرق آفتاب ندیدم کلاہ را
۳۔ دل مے بری ز ما کجوا ہی قد خویش
- ۴۔ اگر صورتے چنیں بقیامت در آورند
۴۔ اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
- ۵۔ عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را
۵۔ گویند آفتاب پرستند یک گروہ
- ۶۔ با دوستان خویش نگہ میکند چنانکہ
۶۔ مابندہ ایم آں دورخ ہیچہ ماہ را
- ۷۔ سلطان نظر کند بہ تکبر سپاہ را
۷۔ اے روئے تو تمام چوہہ در صفت
- ۸۔ سعدی حدیثہ سستی و فریاد عاشقی
۸۔ اطراف مہ رقم زدہ خط سپاہ را
- ۹۔ دیگر کمن کہ عیب بود و خافتہ را
۹۔ بندہ حسن ز خط خوشت نسخہ کند
- ۱۰۔ وقتے دل سودانی میرفت بہ بتا ہنہا
۱۰۔ ہر کہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را
- ۱۱۔ عیش و طرب دروے بر لالہ و ریجا ہنہا
۱۱۔ اے غمخوار زرت تاراج بر جا ہنہا
- ۱۲۔ کفر سر زلف تو غارتگر ایما ہنہا

گہ نعرہ زدے بلبل کہ جامہ دیدے گل
تایاد تو اقدام از یاد برفت آنها
تا عہد یہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم
بعد از تو روا باشد نقص ہمہ پیاہنا
تا خار غم عشقت آویختہ در دامن
کو نہ نظری باشد رفتن بگستاہنا
آں را کہ جنیں دروے اپائے در انداز
باید کہ فرو شوید دست از ہمہ در ماہنا
اگر در طلبت رنجے مارا برسد شاید
چوں عشق حرم باشد سہل است بیاہنا
ہر کو نظرے وارد بیاہر کماں ابرو
باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پیکاہنا
گویند گو سعدی چندین زغم عشقتن
میگویم و بعد از من گویند بدور ماہنا

دیگر

با دگلہ بے سحر خوشے وزد خیز اے ندیم
بسکہ خواہد رفت بر بالائے خاک ما نسیم
اے کہ در دنیا ز رفتی بر صراط مستقیم
در قیامت بر صراط جانی تنویش است نسیم
دل بد دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم
تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک بہت
ترک جنت خوشتر است ہر چہ در جنت نصیم

قلب لئے اندوہ نہ تائند در بازار حشر
 یا فتم احمد شد ہم بچے عشق دوست
 خالصے باید کہ از آتش بروں آید سلیم
 انچه در احمد میخواندم صراط مستقیم
 غیبت از بیگانہ پوشیدہ است می بیند بصیر
 در گلوے قمریاں از شوق طرے کردہ اند
 فعلت از مسایہ نہانست میداند علیم
 تو ہماں خطیبی و عارف نوائے یا کریم
 نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود
 آسمان زیر قدم طالع چہ بینی اے حکیم
 طفل خرد دوست دارد صبر فرماید حکیم
 آنکہ جان بخشید و روزی داد و چندین لطف کرد
 ہم بخشاید چو شتے استخوان بند مریم
 وقت عذر آوردن است استغفر اللہ اعظم
 سعد یا بیا رگفتن عمر ضایع کردن است
 وقت عذر آوردن است استغفر اللہ اعظم
 زان ندیدہا کہ میکرفہ پشیمان شد حسن
 آئے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم
 ہم انہیں تین غزلوں پر جو ہم نے دو حضرات کے دیوانوں سے بلا کسی اصل
 لحاظ کے منتخب کر لی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس سے
 ظاہر ہے کہ پرداز خیال، بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورے
 طور سے اہل کثرت ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے
 شیخ کی تقلید کو یا زمانہ کا رنگ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو
 صفحہ ۹۰ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور نائب ہونے سے
 قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور ان کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیاں
 جو ان کے دیوانوں سے سرسری طور سے لے لی گئی ہیں پہلو پہلو نقل کرتے ہیں
 تاکہ اس صفت شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جاسکے۔

امیر خسرو

امیر حسن

شہا بروز آمد بے کردل نہادی یاد را
جام زقن آمدیوں بجئے دادی یاد را
شد بازوئے ہجرت قوی دکشتن بچار گال
چندان قصاص افزوں کن عادت شود جلا در
ایکے میگونی کہ وقتے لوح صبرت باد برد
سالاہ شد تا فراموش کردہ ام آں باد را
ایں ہمہ خونابہ کا شام ہے زیر روزید
بہتریں روزے غل اندازد ایں بنیاد را
چند گریم چوں سیروئی عشقم از قصناست
آب کے کشتن تواند داغ مادر زاد را
تا بسوئے گفت شیریں ست دل خارا کوہ
کندن از ناخن چو گل چیدن بود فراد را
نو کہ مہرگان تو در دل ماند خسرو را چنانکہ
در رگ بیمار نشتر بشکند فصا در

دی سوئے سرو لالہ رخ پیغام دادم باد را
بنوشتہ خط بندگی آں سوسن آزاد را
تاپش او افتد گر انیک چشم در فشاں
در ما ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را
بجنوں لباس عقل دیں در عشق لیلی چاک نہ
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
میخواستہم کردست دل امروز فریادے کغم
گریہ گرہ شد در گلو رہ بنہ شد فریاد را
دی بعد فرض با دوا دزد در دیدم کرد او
من در غزل خواندن شدم خضہ فدا داور او را
ہر کس ہے دارد ولے چہ سود کر خون لزل
بوسہ بخسرو میرسد تبیشہ زدن فرہاد را
گر عمر نیست لے حسن در پایے خواب صرف کن
چندیں چہ گل نیزنی دیوار بے بنیاد را

دیگر

باز دل گم گشت در کویش من دیوانہ را
از کجا کردم نگہ آں شکل قلا شانہ را
گاہ گاہ بے باد کا نجاہات می افتد گزر

باز نو کردم ز سر عہدے و میخانہ را
ساقیا نختہ بدہ اں آفت فرزانیہ را
بازہ ز بخیر زلف شاہداں آد بخیم

زاشنا یان کہن یاد سے وہ آں بیگانہ را
 عمر گزشت و حدیث درد ما آخر نشد
 شب باخترند کنوں کوتہ کف افسانہ را
 شعلہ گو در جاں گلیر دیند گوز آتش بوز
 شمع زینہایت کو رحمت کند پروانہ را
 جاں ز نظارہ غلبہ نازا ز اندازہ پیش
 مابوئے مست و ساقی پر دہد پیمانہ را
 حاجتم نبود کہ فرمانی بترک نام و تنگ
 زانکہ رسوائی نیاموزد کسے دیوانہ را
 خسروست و سوز دل و ز ذوق عالم بنخبر
 مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را
 چل کف سب می نیام این دل دیوانہ را
 یار بہ دامن ز سر گردانی عشاق خویش
 شمع بہ روشن کند جانباری پروانہ را
 جاں چو جائے عشق او شد عقل را کفتم پرو
 در حریم محرم او چوں کفم بیگانہ را
 ماہ من از چہیت کا نذر کلبہ نامی شبے
 یا مگر از گنج روزی نیست این ویرانہ را
 در دلم صد گونہ غوغا نیست گر مہاں شوی
 از حضورت کعبہ میسانم من این تہانہ را
 دل چو رفت از توضیحت باکہ گوی اے حسن
 مرغ چوں حست از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را

دیگر

یارے کہ از جدلی او حکم گماں نبود
 اہمست بے دیم کہ شبہ درمیاں نبود
 بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت
 مارا ز آشنائی آں این گماں نبود
 گل آمد و باغ رسیدند بلبلان
 واں مرغ رفتہ را ہوس اشیاں نبود
 امسال رونق گل تر آہنجاں نبود
 بے سرو و گل بد بیہ بلبل رواں نبود
 گلزار بود مجلس قول مغنیان
 بر قول صوفیاں ہمہ خود پرواں نبود
 این کارواں گل پس لے رسید لیک
 ماہے کہ در دست دریں کارواں نبود

دانش چل گزاشت حق صحبت قدیم
گیم کہ دست بیچ کش درغان نمود
جانم بجاو من نیم از زندگان از آنکہ
زود و جلد زندگی من بجاں نمود
رفتیم بوبے صحبت یاران بسوی باغ
گوئی بباغ زان ہمہ گلہا نشان نمود
خسرو اگر گل تو ز گلزار شد منال
دانی کہ بیچکہ چمنے سخن از نمود

دیگر

گرچہ از عقل دل دیدہ و جاں بر خیزم
حاش شد کہ من از شوق فلاں بر خیزم
یکزمان پیش من اے جاں جہانم پیش
آباداں خوشدلی از جاں ز جاں بر خیزم
ہوہم ہست کہ پیش تو دے بنشینم
وز سر ہرچہ بگوئی پس از اں بر خیزم
مردم دیدہ مرا بہر تو درغل نشانند
من برویت نگویم وز سر جاں بر خیزم
نا تو اں گشتم از اں گوئ کہ تو انم خاست
و مراد دست گیری تو رواں بر خیزم

چیت مطلوب تو تا از سراں بر خیزم
ور جاں حکم کنی از سر جاں بر خیزم
اندیں رستہ دکانست مرا از طاعت
گرد سوداے تو باشد زد کاں بر خیزم
یک جاں طعنہ زندم کہ نشینی بیکار
گر تو دستے بد ہی از دو جاں بر خیزم
بے تو از دنیا و عقبی چو نخیز و چیزے
تو بیا تا ہم ازیں وہم از اں بر خیزم
سوئے گور من اگر گزندی اے مرد رواں
مرد تو بگویم از دور و رواں بر خیزم

از پس حشر کہ از گور بر انگیزیم اگر از زمرہ عشق تو در نفس صورت
ہم زہر تو بہر سو نگراں بر خیزم نیم بانگے شخوم رقص کخاں بر خیزم
خسروم آخر و پسند کہ ہر دم با تو مددے از درو بنہ بر سر من بندہ حسن
شادماں شینم و با آہ و فغاں بر خیزم تا ازین زہد فروشی زباں بر خیزم
مکن ہے کہ غزل کے میدان میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش
بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہیں۔ لیکن
قصائد شنوی اور دوسرے اصناف شعر اور عام طباعی اور پرگوئی میں سچ یہ ہے
کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس خوبصورتی
سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسرو الزہ کرم و پذیر انچہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست سخن این ست کہ من می گویم
انصاف اور محبت کا زمانہ تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے
ان کی ذات جمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام
کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

خسرو اشعر تو اسرار حدیث است مگر کہ سخنہائے تو ام بونے حسن می آید
اگرچہ امیر خسرو کا معیار سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو
زیادہ وقت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ قطعہ
کس دریں روز گار نتواں یافت کہ سخن بانسروغ میگوید
ہر کہ گوید کہ راست میگویم راست گویم دروغ میگوید

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں سہ
 رسم حسن ہمیشہ چوکم گنتن آمدہ ست زیں بیشتر مجال ندادیں قضیدہ را
 ان کے اس دیباچہ سے جو اندیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا
 ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور
 نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا
 وہ سب میں بمقام دہلی شائع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے
 ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی
 مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ
 اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی
 چل سکتا ہے جبکہ اندیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے
 ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں
 بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشایخ علیہ الرحمہ اور
 امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشایخ او
 امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا جس سے
 قیاس مذکورہ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید، طبر
 سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ موطا الذکر حضرات کے سوائے جن کا ہم کوئی پتا
 نہ چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب و عجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں۔
 اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۲۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخہ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۱۹) اور قصائد کے (۲۱۳۶) رباعیات کے (۴۵۸) اور مثنویات کے تقریباً (۱۳۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدر آباد میں جتنی غزلیں عام طور سے حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنہیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بناء پر بڑے ذوق و شوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے، ان کا دیوان سنہ ۱۲۷۱ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش، مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک شہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے

شراب عشق کا نذر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند

چو راز خویشی کردند خود فاش عراقی را چرا بدنام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبعہ نو لکھنؤ میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں

غزل امیر حسن

بتاں کو زلف مشکیں دام کردند چہا بنے زیر سر مورام کردند

ہتھولی نام نیکو بردہ بودم نکو رویاں مرا بدنام کردند

ہشتے گشت صحن خانہ امروز گز ایشاں گذر بر بام کردند

من از اخلاص میخواندم دعائے وزاں سو ختم بر دشنام کردند

غم نوشیں لباب زان شنگاں پر کہ دیا ہائے خوں آشام کردند
ملا یک دیگے اندر طعن ایشان بر آوردند لیکن خام کردند
حسن راجائے جان چاک از آن شد کہ دُرودش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کا نذر جام کردند نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرہ لبیلے کشا دند دل مجنوں اسیر دام کردند
قضا روز یکہ نقش در بربت سوئے منصور زان پیغام کردند
قدر عنائے آل سرود آرائے قیامت بود قامت نام کردند
ثنائے زلف و رخسار تو ایام ملا یک ورد صبح و شام کردند
ہلال عید میجستم کہ ناگاہ اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان و گریہ و سوز ز عشقم ایں مہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو
اے حسن بوسہ بپایش ز دنت بے ادبی پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح
نام آور شاعروں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ
منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کی طرح
چمکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چمکنے نہ دیا
اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام سے

بکی۔ بعینہ ہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنہوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے مخلصوں پر دست درازی کی تھی۔

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور مثنویات

پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف ”فوائد الفواد“ ہے۔

اس کا آغاز شعبان سنہ ۸۰۰ سے ہوتا ہے اور شعبان سنہ ۸۰۰ کو ختم ہوتی ہے

اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مؤلف کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں

حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت و شنید ہوئی اسے

مختصر اور مؤثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور

جو روایتیں اور حکایتیں حضرت سلطان المشائخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ

اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے

کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ

تالیف میرے نام ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا

شاہ عبدالحمید کے وہ ارواح و محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت

محبوب الہی سے تھی۔ ورنہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں ”فوائد الفواد“

کو کیا وزن ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے دو ملفوظات افضل الفوائد

اور راحت المجہین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء کے

بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے

حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند نے جو حضرت

فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نواسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب انوار المجالس اور تحفۃ الابرار و کرامت الاخیار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قوت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرض مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہد سی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کافر نے جسے علاء الدین نے سیاہ و سفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے بیٹے شہاب الدین عمر کو پادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادوی خاں کی آنکھیں نکلوائیں۔ ملک کافر مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ پادشاہ ہوا۔ خضر خاں کافر نعمت نے اسے قتل کیا اور خود پادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے اس کافر نعمت پر وار بجھ کر مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شور و شیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جامع اپنے ذوق و شوق اور ذکر و شغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام فوائد الفواد پڑھ جائیں ان واقعات کا کنا بیٹہ یا اشارہ بھی ذکر نہیں ملے گا جو کمال کیسوی کی دلیل ہے۔

”فوائد الفواد“ تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ، اس مجموعہ سے علامہ سلطان المشائخ کے حالات و برکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے۔

۲۸ رمضان المبارک ششم کی صبح میں لکھتے ہیں کہ آج دولت پاؤس
 حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکرا اللہ بالآخر صبح عادت کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے
 پاس پیڑھی تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ
 کا ایک پٹ ہر بار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط
 کر دیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پر کڑے
 بیٹا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ
 میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ تبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اہ مضبوط
 پکڑا ہے، شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ”ہر درے دہر سرے
 می باشد یک درگیرید و محکم گیرید“ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے
 وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی
 نکلے ایک دامن طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چلے یا۔ دیوانہ
 نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی جڑ
 سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں
 اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد اخلاذ کو قائم رکھا
 نظر میں چشتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے مدد و حین | امیر حسن کے مدد و حین میں سب سے زیادہ با وقعت اور
 قابل عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ
 حضرت موصوف کی شان میں دیا وہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر
 میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلی ارادت اور حقیقی عقیدت مشرع

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی امدام محبوبیت کے ذکر کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے فیوض سے ناواقف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قطب عالم نظام ملتیں کافآب کمال شدرخ او
وز جنید و زنبلی و معروف یاد گار سیت ذات فرخ او
حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء فضلاء اور متصوفین سے ملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل فرد نظر آتا ہے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں قاضی محمد الدین کاشانی، مولانا وجہ الدین پاپلی، مولانا فصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین فیروز گہی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گوپاموی، مولانا نظام الدین شیرازی، مولانا بدر الدین تولہ، مولانا شمس الدین بھٹی، شیخ نصیر الدین محمود اودھی، مولانا علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقہ شعراء میں سے اس مجلس میں زانوائے ادب تہ کرنے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے امیر حسن جا بجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فضل کہ خواہم خطا اصل ہمہ نظم نظام است و بس
ولہ

ہر کہ رویت نگر و کے نگر و سبز و گل اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر
باتو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم بہ از نام کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

کفیم پنج میت بیادت چوتھ گنج ما خود حسن نہ ایم سلام نظام
سماع کے جواز اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے
زمانہ سے شروع ہوئی تھی۔ اس کا سلسلہ حضرت سلطان الشاہؒ کے زمانہ تک جاری
تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیان گردشند مسکر رقص سماع مابسماع است رقص کنناں میر ویم
سبب رقص گواہی من ارشندوند من ازیں ذوق کیے رقص دگر خواہم کرد
خلق آفاق شعبہ زوراند ما گرفتار نغمہ زیریم
مصلحاں می کشند نان از طعن ما ز شوق سماع میسیم
مطرباں را بخانہ نتواں برد خانہ در کوئے مطرباں گیریم
سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان الشاہؒ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی
تھی اسی کو نظم فرمادیا ہے۔

بخیل نزپے حرمت گزر کند ز سماع کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفہ زمرے
کہ گر صفاں بود ہم شہینہ نتواند ازاں قبل کہ نثار دکر است کرے
نہ صدق بود در و کز سر و گیر ذوق نہ آں کرم کہ بطرب بختش را درے
امیر حسن کا دوسرا مدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ
المخاطب بہ الفخاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ
ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک ہناد اور نیکدل
بادشاہ کو نہایت دغا اور بے جہمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد
فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے

اس سلطان اور اس کے اراکین خاندان کے سولے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیر حسن سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز مدوح خضر خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تماش بھی اس کے غسلِ صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

زآبجیواں شست شہزادہ دوراں بے ازپے شستن خضر آبجیواں حاجبت اس کے یہاں بڑا کا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے ست دزاں نہال نہالے دگر بیار آمد امیر حسن کا دیو لگیر جانا | آرا شکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ

حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریب، اور شیخ حسن دہلی..... حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور شیخ حسن دہلی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ

روایت بھی محلِ نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلقِ شہ کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ سیر الاولیاء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین ماموہ اور شیخزادہ عزیز الدین

جو حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر اور مولانا رحمہ اللہ
چندیری میں جا کر رہے۔ صاحب سیر الاولیا نے جو حضرت برہان الدین غریب
کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر
بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں ”بعد ازیں سلطان المشائخ
مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بعیت بخلق میداد،
چوں در دیوگیر رفت بر حمت حق پیوست“ اگر وہ حسب ایمائے حضرت
سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیر الاولیا ضرور اس کا
ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت
سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر فرقہ خلافت انہیں سید خاموش ہم
امیر خوردا اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بمشر اور اقبال کی کوشش
اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ
میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن
کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ امیر حسن کا ۸۲۲ھ
تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفوائد سے ظاہر ہے۔
قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن
اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ
سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے
اور اُس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا۔ سلطان محمد تغلق
جولینے باپ غیاث الدین تغلق کے وقفہ انتقال کے بعد پادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب غریب انسانوں میں تھا نہ اس کی سخاوت، داد و دہش، ہمت، علم پوری،
 معارف فواری کی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور خوزیری کی کوئی انتہا۔
 خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور
 طبیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سُن لیتا وہ تمام
 عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور
 اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیکار تھا۔ منظر اس کی
 مجنوناں کا رد و ایٹوں کے ایک دہلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے
 دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا
 دار السلطنت ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت
 ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی
 خرابیوں کا بجلت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے اوجین اور
 کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا قعرہ
 اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۱۲۵۸ء
 میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے و منہج
 و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جا کر آباد ہوں جسے اب دولت آباد
 کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتہا پشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے
 اور املاک اور جائیدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے حکم قیامت تھا
 کہ حکم حاکم مرگ مغایات سب کو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کٹھن
 منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چپقلش میں جس طرح

لے ہوئے ہوئے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان
برباد اور تباہ ہو گئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مر گئے اور اگر موقع ملتا تو دوسرے
ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقت آب ہوا اور چالیس
دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔

امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل عیال کے بارے میں سکدوش رہے۔ حضرت
سلطان المشائخ ان کے پیرو مرشد اور امین حسرو ان کے دوست کا انتقال
۱۲۵۷ء میں ہو چکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی
تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچ کر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے
بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

میرتے کرتے فرقت چلو نہ مخمور زد دوست دور توان ولے نہ چند دور
کجا ست حضرت دہلی و غرہ و یانش یکے بہشت دروں بیرون او پر حور
اگرچہ غیبیے افتاد بر طریق مجاز ولے بر اہل محبت محقق است حضور
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

مبادیچ کس از دوستان حنین کہ منم بکام دشمن و از جملہ دوستان تنہا
زد و بچرخ خراب زدور حادثہ زار ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مردماں و من غافل چو خفتہ کہ بماند ز ہمرماں تنہا
ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں۔

حسن بکولے عدم گم شدن یا رانت بگو نشان حنین گم شدہ کجا جویند
دہلی کی تباہی کی طرف کس غرہ بصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید اذ لم آل شمسہ خونریز آہ
 شہرے کہ پار آباد بود اسال ویراں از چہ شد
 سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سوء تدبیروں سے ملک میں ہر طرف بغاوتوں
 کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے
 بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان
 موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے
 قریب جوار کے قصبے ویران اور سنان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر
 بغداد اور قاترہ کا ہمسرا اور مقابل تھا اس وقت دام و دود کا مسکن
 اور ماسن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں خدا جانے کیا کیا
 خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی تداست
 ہوتی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً
 دولت آباد لیجا کر آباد کی گئی اُسے اجازت ہو گئی کہ جو چاہے دہلی واپس
 جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اس حکم نے دونوں شہروں
 کو بے رونق کر دیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سر نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ
 وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات
 صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اس
 وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن
 تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رہا مگر اسی سرزمین کے
 پیوند ہو گئے۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ۔ ایک غل میں

خود کہتے ہیں :-

بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہے گیری از ہر قرینے کہ مونس نباید قریں ہم نماند
اگر بگزرد و کج گوئے کم داں سخن دان باریک میں ہم نماند
سخن را اگر چند سحر آفریند سر انجام سحر آفریں ہم نماند
ہمیں نالہ ماند بکیں حسن را بہتر سم از اں روز کیں ہم نماند
یہ دن ۳۰/۳۱/۳۲ میں آگیا۔ اور گلشن سخنوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش
ہو گیا۔ اَنَا لِلّٰهِ ذَا اَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

مسعود علی محوی۔ بی۔ اے (علیگ)

سابقہ سن جج سرکار آصفیہ

حیدر آباد دکن ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۳ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے یہیں معلوم
ہوئے ہیں وہ ضمیمہ دیباچہ میں ملاحظہ ہوں۔

مسعود علی



نقشه من آره حضرت امیر حسن علیه الرحمه واقع خلد آباد ضلع اوانگ آباد
ملک مسخر وسه سو کار آصفیه خلد و آباد دکن

ضمیمہ سیب

ہنر کیلنسی راجہ راجایان راجہ سرکشن پرشاو ہمارا جہا درہین السلطنتہ کے۔ سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اسی، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ جیکہ باؤکن المتخلص بہ شہاؤ کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات کا اگر مجلہ بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد دوسری لسانی امداد تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور تالیفات نظم و نثر داخل ہیں۔ اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تنگلی اور مرہٹی زبانوں سے واقف ہیں اور ان میں بلا تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص پختہ اور با مزہ صوفیانہ رنگ ہے جس بجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے بادر کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

میں مختلف ناول، ڈراما، سفر و سیاحت نامے اور عروض و توانی پر رسالے شامل ہیں۔

لسانی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تحریص اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار مبتدیوں اور نوجوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی اور بیسیوں افسردہ خاطر شعرا کی کبھی ہونی طبیعتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلہ سے غافل نہیں ہونے دیا۔ آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مولف مصنف ناظم اور ناشر گنواے جاسکتے ہیں جنہیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سر بہار احب بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب مدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملا کر بلا لحاظ ان دفعوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرنا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کر کے اس میں شریک کرانی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریباً پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد یعقوب - بی اے (نظام کالج) مدرس مدر چادر گھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہو جانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خد کن محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں بھیلنی پڑتی ہیں۔ کلیات کے طبع ہو جانے کے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے۔

سفینہ جب کہ کناہے پہ لگا غالب خدا سے کیا ستم وجود نا خدا کی کج کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں میں سہتا دکھیں، اخیر حصے کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب لبیب تیموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل غلط نامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر نقطوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے مبطوعہ کلیات کے چالیس پچاس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرادی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکر ہو گئی ہیں۔ کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی۔ امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد ملی گئی ان میں سے مفصلہ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں (۱) خود عالیجناب سر بہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط

چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے۔ صفحات (۲۲۲) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی اور نقش و نگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روز ہائے کجاشدی یارا آرزوئے تو میکش مارا

اور خاتمہ

اے حسن مردانہ بر سختی عشق دل بنہ کیں صاعقہ سخت افقاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مطلق اور مذہب اور خوش خط ہے۔ تعداد صفحات (۴۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ جوہری اس پر تحقیق وہ ظالموں نے منادی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل و صورت پکار رہی ہے کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں۔

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانہ آصفیہ کا نمبری ۳۹۰ ہے۔ اس کا کاتب

منعم الدین الاوحیٰ سال کتابت ۹۰۹ ہجری، خط معمولی تقطیع چھوٹی

اس کی مہر بھی منادی گئی ہیں۔ نمبر ۲ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان و جہاں و اور حکیم

محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم

سے اور خاتمہ

لطف خدا کہ برہمہ واجب سلام تست

پر ہوتا ہے۔

(۴) عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں امیر حسن کے کئی دیوان ہیں مگر جو نسخہ نمبری (۵۹۹۶) ہیں غایت ہوا تھا اس کا حلیہ خود دیوان کے سرورق پر اس طرح درج ہے۔

دیوان حسن خاص ہمایون اشرف اقدس بخط شکستہ جلد کاغذی بابت عرض جمع کتاب خانہ عامرہ شدہ بتاریخ ۴ ہر رمضان ۱۲۶۲ ھ ہجری ۱۱۹۰ ھ جمہر قیمت ایک ہن۔

ایک ہر کی عبارت

سُطان محمد شاہ غازی

دوسری ہر کی عبارت

ہوشدار خاں فدوی بادشاہ غازی
محمد فرخ سیر شدہ

ان کے علاوہ ایک عبارت بھی اوپر نیچے لکھی ہوئی ہے جو اگر درست کر کے پڑھی جائے تو یوں ہو سکتی ہے۔

ارادت خاں بہادر الخطاب بہ اقتدار خاں

اللہ

مالک بہ معنی

مالک بصورت

بن (۹) ارادت خاں بہادر الخاں طلب بہ اقدار خاں

اعنی

ہدایت ہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے رقم را ندہ برسید و سیاہ

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو ہمارے زیر نظر ہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت ترخط اور مصور ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب شیرازی اور سال کتابت ۹۴۳ھ ہے۔ اس کے آخر میں ثنویات ہیں جن میں سے چند ثنویاں اس کلیات میں لی گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی اس لیے مزید تفصیل نہیں دی جاسکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ دہاں ہم نے یہ لکھا ہے کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچے اور اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک ثنوی سے جو دیباچہ کے طبع ہو جانے کے بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے

سلطان علاء الدین کے امراء اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلیسیری بڑے پایہ کا شخص تھا۔ سلطان علاء الدین نے شہدہ یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک لشکر الفخاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس محم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو ”خمس غنائیم“ کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعز الدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً ”خمس غنائیم“ کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر الف خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچکر نکل گیا یہی ملک اعز الدین ہے جو امیر حسن کے حال پر سجدہ مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علانی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تملطف ملک اعز الدین

کے کو نصیستے را شکر گوید	مزید روزگار خویش جوید
مرا ہم نصیستے چوں نصیستے دا	باید کہ شکر نعمتش یاد
کیے کہ برج گردنش سنو و قصر	سر جہل ملک سیر و عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں	کریم الخلق، اسحق، عز والدین
محمد اسم و رسمش جہل محمود	وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دودۂ اعظم تغا نحاں	ملک خواں کچش زرش فلک نحاں

ازاں چنداں ملک نزل فرمائے ہمیں یک ذات لہو ماندست برجا

بزرگا، کرم عالی نژاد اسرت در سروری پایندہ بادا

کرم فرمان خواہ خود میندیش خصوصاً مدتی بچارہ خویش

مرازاں اثر دیاے خطرناک تو آدروی بروں چوں گوہر پاک

پس اندر صد دولت راہ داوی محل دست بوس شاہ داوی

رسلطان گنیم آدروی و تشریف عطاے خود و راجا کردہ تفضیف

مشرختم تو بگرفتہ ز خفستہ من من این را کے تو اقم شکر گفتن

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن و بار ملائی میں ملک امرا العین کی دستگیری

سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے

کیونکہ خود ملک اعز الدین کا تعلق فرج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے براہ علم دوستی ہمارا

اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دبیا چہ

اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کر کے شریک کلیات کروینا چاہیے تاکہ اہل

ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس وقت

نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنہوں نے

دل و دماغ کو معطل کر دیا تھا یہ جو کچھ ہو گیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



ردیف الف

<p>یارب کبش خط کرم بر سیات ماض گردارادت بخیتی بر فرق جانم ریختی گرد و خد سازی در هم جاں در رضا تو دم شاخه که نعم بر زنجیر فضلت از افشاند در ماندم از بار گراں لب خشک چمن ام تران پچو حسین ام خستین از جور شسته شور فن</p>	<p>پر پیر ما کردم و لے جاء القضاء قاضا جانم بقفس آ میختی نفسم زنجیر قضا هرگز برابر کے ہم صدر و خد را با یک رضا از فضلت این واجب کند و ز حمت این اقصا ز بار کرم سیلے براں بر کردائے ماضی چشم رضا نہ جرس حق عسلی مرتضیٰ</p>
---	---

۵

یارب ز فرط نیکنوی قوم نگذار از دوی
خود بهتر س حافظ توئی فالله خیر حافظا

۲

بر ماه کج نهاده بشوخی کلاه را

اے بر فراز سرو بر آورده ماه را

دل می بری زما بگواهی قد خویش
گویند آفتاب پرستند یک گرده
اے رُوئے تو تمام چو مد در صفت

اے دوست راست کرده چه آری گواه را
ببندد ایم آل دو رخ، سپیچو ماه را
اطراف مه رستم زده خط سیاه را

۳

ببندد حسن ز خط خوشت نسخه کند
هر که که عرضداشت کند بادشاه را

۹

ساقی بیارم که چو زر گشت کار با
آمد بهار نو بدو آں باد کهن
خوابا اگر بدست رقیبا گرونه اند
وقت هوا خوش است هوا از مزاج صاف
شه اتفاق جشن کند گویا که گل
باغچه داشت هر سر کای که داشت گل
سلطان علای دینی و دین آنکه روزگار
نامش محمد است محمد صفت بی بی

گل ریخت گنج زر بهمه غمزار با
اکزیک نسیم او شگفت نو بهار با
گرد چمن ز بهر چه بندد خار با
بنشاند اند از همه جانب غبار با
از زو سیم ساخته اندای نثار با
بختا سر قرا به که بکشت و کار با
شاه چو او نیافت در روزگار با
دین راز دال دولت او شد مدار با

۴

بچو شح بذل دوست بزل از حسابها
سأل بقاش با دفتروں از شمار با

۷

اے باز تازه داشته ناز قدیم را
هر روز کرده در همه آفاق گل فشان

در هم فکند صد دل نامستقیم را
یک صبح ره نداده ازین سو نسیم را

اگر تو بروں خرامی با این خنیں جمال
از سرِ روئے و موئے تو امروزر روزگار
من جم زد و زلف و دہان تو این ماں
در خاک چند غلطہ در شریک من

از سیر مہر ماہ کہ پرسد حکیم را
تفسیر کرد آیت امید و بیم را
در سینہ نقش کردم الف لام میم را
آخر جم جہمت نظرے این یتیم را

۵

ہاں اے حسن ز محنتِ عشق جدا مشو
دولت شمار صحبت یا رقیم را

۷

اے دردِ افزودہ دل دوستدارا
من نظر کہ روئے مبارک یہ بینیت
دلہائے ما خراب شد از چشم مست تو
ترکانِ عنسہ تو بغوغا آمدند
حدِ چو من گے نبوداں عنایت
دارم دل پر آتش ز آشوبِ روزگار

یاری نباشد ایں کہ نہ پسند یار را
آئینہ پیش داشتہ عکس کار را
والی ظلم پیشہ قناد ایں دیار را
روزی شکستہ توبہ پرہیزگار را
داغِ بنہ کہ کار بیاید شکار را
خود را بسوزم اکنوں یا روزگار را

۶

مسکینِ حسنِ وصل تو اندست بے نصیب
با غم قرار دادہ دل بیقرار را

۵

اے روئے تو ماہِ محفلِ ما
ما عشق ترا بجاں حسرتِ ما
از خلد و نسیم بے نیازیم

جز عشق تو نیست دردِ ما
اینست ز عسرِ حاصلِ ما
تا کوئے تو گشت منزلِ ما

کاید ہر شب مقابلِ ما

از روئے تو شرم نیست مرا

۷

بیچارہ حسن ترا نہاں گفت
پیدا است کہ کسیت قاتلِ ما

۷

بجانب خاکِ درت مالِ جاہ را چہ بقا
چو آفتابِ برونِ تاختِ ماہ را چہ بقا
تو دیر باش سفید و سیاہ را چہ بقا
بیک عنایتِ قاضی گواہ را چہ بقا
بہشتِ آمدہ مشبِ گیاہ را چہ بقا
بہ پیشِ آیتِ رحمتِ گناہ را چہ بقا

بہ پیشِ صورتِ خوب تو ماہ را چہ بقا
شکست کو کبہٴ مہ ز یک بر آمدنت
توئی خلاصہ و بسر و زو شبِ طفیل تو اند
دو چشمِ من دو گواہند عشق را تو بگو
تو آمدی گل و لاله بر بختند از شرم
اگر بروئے تو جامے خورم گنہ گیری

۵

بسوخت از نفِ عشقت ہمہ جو حسن
چو آتشِ آمدِ بیچارہ کاہ را چہ بقا

۸

دل در شائلِ تو گرفتار شد مرا
بازم دو چشمِ درہ تو چار شد مرا
ایں زیستن بھر تو دشوار شد مرا
تا آخرم دروں دل انگار شد مرا

باز کہ آرزوئے تو بسیار شد مرا
بے تو نظر گماشتہ ام بہ چار سوئے
جان دادن از فراقِ آسانِ تو دیک
چنداں بہ تیغِ غمزهٴ تو عشقِ بہتم

۷

یارا کسے بیچارہ گری یاریم نکرد
باے حسن بنا کہ گری یار شد مرا

۹

<p>ترک من میں دے از شب ساخته ہتایا از دہان او کہ دورست از لب دندان عین محرابست ابرویش مسلماناں شد صبح دم آمد خیال غمزه اش غم غم بخت یار گر حاضر شد چندین رفیقہ سیل غم من بدو راہ از کجایا ہم کہ نبود بستے</p>	<p>بر شرک ز نگہاں کردہ مشک تاب را پستہ می خواہم بدناں میگزد عتاب را اگر سلمانے بستی بوسہ زد محراب را آئے آخر شب ہمیں شیوہ بود قصاب را لاجرم بے آشنا عاجز شد م غرقاب را با پریرویان گلبود و گلخن تاب را</p>
---	--

۷

علمے را غرقہ می بینم بدریا طلب
تو کجایابی حسن آں گوہر نایاب را

۱۰

<p>چندین چہ نازا نمختی آں غمرہ غماز را ہر چند ہندے تو ام چوں زدم از نعلت ہرگز نہ پرسد از کے کعبہ نشیناں را غالب نیاید عقل من بر شوق مہ ویان سمجہ چہ در دستم ہی خرقہ چہ پریشیم نہی سازیکہ بودے مدعی کردی ازیر مجلس و</p>	<p>دل بردی جاں سوختی حدیث اخرازا را در ہر کہیں بنشانہ ترکان تیر انداز را مستے کہ او قبلہ کند چوں او بتے طنازا را حد کو ترکے بود کو صید گیرد باز را باز ابدان نسبت کن ایں پریشانہ باز را باتو ہم آتش زخم ایں مجلس بے ساز را</p>
---	--

۷

ہاں اے حسن تازندہ دل نہ زندان غم
چارہ نباشد از قفس مرغان خوش آواز را

۱۱

<p>جاناں ز نقد جان من پیوند جان داترا</p>	<p>برجان مادہ تخت گاہ فرماں و اں بادا ترا</p>
---	---

چون شادخت چارمین پیشند سر بریز
من از ہوا خواہی تو خیرے کہستم یا فتم
داد جوانی دادہ بر غم ایس پیخ کہن
ساقی دل و جانم توئی اں جام جان بخش تو کو
یک پاس با ماے بخورے بندہ پاس من

اے خسرو خوبان علم بر آسماں بادا ترا
تو آنچہ میخوای ز حق یارب تہاں بادا ترا
ماراے کہنہ بدہ دولت جواں بادا ترا
رحمہ بکن بر جان من رحمت کجاں بادا ترا
تو پاس داری یں نفس حق پایاں بادا ترا

۱۲

ہاں اے حسن از یاد شہ جانِ حویاں تازہ کن
مہرے بنہ بر جانِ ماشہ مہر ہاں بادا ترا

۶

کجاست آں شہ ترکاں گرفتہ ترک و وفا
دروں چو شانہ بکینہ ہم بود دندل
پچاں ز غیرت رویش تھا خورند بتاں
دل مرا اگر آوارہ شد ز خانہ صبر
کشا چشم و لبش در ولایت خوبی

زدہ ز گرس شوخے ہزار تیرہ جفا
بروں چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا
کہ بتگراں نشانہ روئے شاں ز قفا
در خدائے بندست حسبہ و کفی
بغمرہ دار سیاست بہوسہ دار شفا

۱۳

حسن تو از ظرفائی زیادہ گوئے مباحث
بلے فضول نبودست صرفہ طرہ فا

۷

دی سوئے سرو لالہ تیغ پیغام دادم باد را
تا پیش او افتد مگر اینک ز چشم درفتاں
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاک زد

بنوشتہ خط بندگی آں سوین آزاد را
دُر ما ذخیرہ میکنم از بہر پیش افاد را
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

منخوا تم کز دست دل امر وز فریادے کنم دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روی او هر کس ہے دارد و لے چه سود کز خوان ازل	گریه گره شد در گلو ره بسته شد فریاد را من دغزل خوانم شنم رخنه قفا داوراد را بوسه بخسرو می رسد تیشہ زدن فراد را	
۱۳	گر عمر نیست اے حسن در پائے خواب صرف کن چندیں چہ کگل میزنی دیوار بے بنیاد را	۵
من نہ دانم تا چه سازم حیلہ تا بینم ترا گر چه من بسیاری خواهم کہ رویت بگرم در دلم درویش چوں ماناں در دش توئی من نخواهم شد جدا از کوئے تو تا زندہ ام	جان بر لب دم آخر بیا بینم ترا با چنین نختے کہ من دارم کجا بینم ترا روئے در مانش نما بہر خدا بینم ترا یا کشدم بر سر کوئے تو یا بینم ترا	
۱۵	ترک خواباں مے نگیری ہیچو سعدی اے حسن عاقبت روزے قفا دے در بلا بینم ترا	۵
اے نوشدہ بنام خوشنت عشق نکرہ ما چوں وصف حسن تو بکجا بے نیامد تعویذ ہا نوشتہ ہر دم بخون من رسوا ہی روتد ز کوئے تو ز اہداں	ہر سال گل ز رشک تو بدید جاہا از شرم سرور آب نہادند خاہا من ہر طرف ز دست تو فریاد ناہا بر سر سبوئے بادہ بجائے عاہا	
۱۶	گہ گاہ از تو کام دے یافتے حسن خود کامی تو بُرد ازو جملہ کاہا	۷

روز باشد کجا شدی یارا
روئے تو دیدہ را تماشا نیست
زاں چو دریا کنہم کنار کہ تو
دل بند را چہ می نہی امر و
صنع صنایع نگر کہ بر صیفت
خط خوب تو سطر از خط عشق

آرزوئے تو می کشد مارا
باز کے ہنیم آں تماشا را
دوست داری کنار دریا را
ہمچو دی رفتہ گیسر فردا را
زیب داداں جال زیبا را
عقل کے داند این معمارا

۱۷

بیچ یارے نکرد کار حسن
یار این کار با توئی یارا

۷

از صبا بوئے تو می آید مرا
گر چہ باغ آسایش ہر خاطر است
تا بدیدم گلستان روئے تو
گل چہ خواہم کرد چون روئے تو نیست
گردلم غول گشت چوں غنچہ چید
الغرض تو بچو گل کجا از انک

صبر در سینہ نمی باید مرا
خاطر آنجائے نیا ساید مرا
گل بدیدم خار می آید مرا
بے تو روئے گل نمی باید مرا
یکدمت صد شادی افزاید مرا
این غرض از غنچہ نخواستید مرا

۱۸

تا ہوا خواہ تو ام، سچوں حسن
گل صفت صد برگ می زاید مرا

۷

چہرہ نگار کرد گل چہرہ یار من کجا

باد بہار بوئے شد بوئے بہار من کجا

<p>روح زمیں پہرِ زباں از قلمِ قضا کنوں آخُنِ صبارِ سید از صفِ صبحِ دمِ دم خود چمن از چہارِ پر از پے زرِ چو غنچہ را لشکرِ نو بہار را ساختہ برگِ یک بیک پارِ بباغ داشتُم خوشِ دلِ بواجی</p>	<p>جلدِ نگارِ نقش شد نقشِ نگارِ من کجا مستِ رکابِ یاسمینِ حبتِ سوارِ من کجا دوشِ کلیدِ سیمِ زدِ گنجِ حصارِ من کجا گلِ ہمہ عرضِ میدہِ عارضِ یارِ من کجا دفترِ باغ نوشتہ دستِ اجبِ پارِ من کجا</p>
---	--

۴

دہر اگر بوقتِ گلِ گلِ نئے از حسنِ ستد
 اے فلکِ بنفشہ و شلالہِ عذارِ من کجا

۱۹

ہمہ نشاطِ شد از من بدیں بہانہ جُدا
 چو زارِ نالہِ مرغِ ز آشیانہ جُدا
 روانہ داشتے سرِ ز آستانہ جُدا
 کہ ہست آں میرِ پیکانش را نشانہ جُدا
 غنیم جُدا فی آں دلبرِ یگانہ جُدا
 غمش جُدا و ستارہ جُدا زمانہ جُدا

دور و ز شد کہ شدم ز اں مہِ یگانہ جُدا
 منم نبالہ زار از جُدا فی دور و دست
 قبولِ کردے از جاں جُدا شدی از تن
 ز تیرِ غمرہ او گشتہ گشتہ میں شہرے
 زمانہ قصیدِ بخولِ می کند ستارہ جُدا
 چہ طاعتِ مرا کہیں چنیں کشدم زار

۶

یکے رعایتِ حالِ حسنِ کنید کہ ماند
 زیارِ دورِ ز دلِ بخبرِ زخانہ جُدا

۲۰

عیشے بروئے خویش کنِ زودِ تریبا
 تا نوبتِ کلامِ حریفست ساقیا

نوبتِ زودند نوبتِ عیش است ساقیا
 آخر رسید نوبتِ شبِ مودہ ہیں

گردور آفتاب بشد ز آفتاب مے	در تیرہ شب بدور قح در فلک ضیا
بے دور مے زمن نکشاید قیقت	گر بر سرم سپهر بگرداند آسیا
خون قراب ریختہ شد ریختہ شود	خون کسے کہ غرقہ با زد ز بوریا

۷

خرم نگشت جز کہ بگو گرد سخن مے
طبع حسن کہ ز سخن راست کیما

۲۱

شب رست سلامی نفرستی مارا
بسلامی کہ تو یاری کنی مشب یارا
کم نشد آتش شوق تو دلشدارا
عجب باشد اگر آب برد در یارا
اے کہ از رشک کمر می شکنی جزار
وعدہ فردا کہ قیامت شمرم فردارا

قد یاران خود آخر شناسی یارا
لیلة القدر شود تیرہ شب بے قدری
دوش ہر چند کہ بر دل نمرہ آب زدم
چند شب چشم من از گرد رت کبند
تا فتمی شود از فرکلا بہت خورشید
کمن امروز حساب غم آسان و کمن

۷

حسن نگشت چو برب بر وت بگنی
یعنی انگشت درازی کمن اس حلوا را

۲۲

پُر ترک دادہ اند دوش مرا
دور دیگر نماند ہوش مرا
آٹھ فہا نبود گوش مرا
تو بیل کرم پوش مرا

نیست امروز ہیچ ہوش مرا
عقل مغلوب شد ہم از یک دور
خواجہ پندم چہ می دی کہ گے
جامہ من بجام مے گروست

سُرمہ دیدہ خرد گشت ست شب چو دیوانہ کرد نوش بے	گردِ دکان می فروش مرا ہر دم از بانگِ نثرش مرا
۲۳	چہ دہم شح جان خویش کہ کرد گفتہ بامے حسن خموش مرا
۷	۷
باز نو کردم ز سر عهد می و میخانہ را باز در زنجیر زلفِ شاہاں آویختم یار بہ داند ز سرگردانی عشاقِ خویش جاں چو جائے عشق او شد عقل را گفتم بُر ماہ من از چہیت کا نذر کلبہ ام نانی شبے در دلم صد گونہ غوغا یست گر مہاں شوی	ساقیا نختہ بدہ آں آفتِ فرزادہ را چوں کنم بس می نیام این دلِ یوانہ را شمع بہ روشن کند جان بازی پروانہ را در حرمِ قدس محرم چوں کھم بیگانہ را یا مگر از گنجِ روزی نیست این میرانہ را از صورت کعبہ میازم من این بختانہ را
۲۴	دل چو رفت از تو نصیحت با کہ گوی اے حسن مرغ چوں حسبت از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را
۱۱	۱۱
اے غمخوارِ زینتِ تاراجِ برجاہا بر شمعِ عشق تو ہر روز ہی بیختم اے ز گسِ نورستہ این نوعِ رواداری اے خضر چہ می نازی ز اں جوئے کہ دادند تا روئے نہاں کردی ہر بہدہاں کہ دم بسیار ہی گویند از حور و قصور آو خ	کفرِ سر زلفِ تو غارت گریماہا در کشتنِ مسکیناں از خطِ تو فرماہا منجستہ ہر خائے تو خفتہ بہ بستاہا آں گم شدگان را جو تشنہ بہ بیاباہا عاشقِ تو خوش باشد بلبلِ بگلستاہا اے آنکہ تو اں داری بے تو بچم آہا

اے خانہ چشم من از طلعت تو روشن
اے نقش بدیع تو آرایش بریواں
ہر کہ کہ چو تو سرے از جیب بر ارد سر
مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم

یک مہ چو تو ناوردہ افلاک بدور انہا
در نقش تو حیرانم چوں نقش بیاہنا
چوں دامن گل بینی ہر سوئے گریبانہا
کا سال در احکامش بینم مہمہ بارانہا

۲۵

بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیرا کہ نمی یابند این طرز بدیوانہ

۷

باز مست عشق خود کردی من دیوانہ را
ترک دل گفتم چو میدانم کہ ترک عشق تو
صبر من بیگاہ شد از من چو پرستی بلے
کلبہ ام با توبہ از کاشانہ ہشتم بہشت
شانہ کہ کہ با سر زلفت در آویزی کند
گفتم دل را نصیحت کن نصیحتہائے سخت

کاشی اندر زدی ہم خست را ہم خانہ را
ہرگز آباداں نخواہد داشت این ویرانہ را
آشنا ہر کہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
کیں پس نقش بہشتی نیست آں کاشانہ را
آرے آنجا ہا اگر باشد دوسر جز شانہ را
سنگ بشیشہ نیارم ز دامن آں دیوانہ را

۲۶

اگر حسن افسانہ شد از عشق حشمت ہم شجست
دوست مبدارند خواب آلود گال افسانہ را

۷

اینک آمد باز آں شوخ بلا انگیز ما
باز تا تازہ کند ریشہ کہ در دل دہم
زاں لب میگونش بر ماکاش افتد جرء

چشم او غارت گرہ سنگانہ پرہیز ما
از لب شیریں نمک گنجت شور انگیز ما
تا فرو شوید ہمہ زہد نفاق امیز ما

خیز نو نوزده ده زان غنچه نو خیز ما صف مژگان است کرده از پی خوزیر ما کان طناب غنیر کافیت است آدیز ما	خارجانش چو چاهناخته کرد ای باد صبح ہر زماں خمیہ ز بند بر چار سوئے عاشقا نیست یارم لشکری خمیہ چہ نسبت باید
---	---

۷

دوش میگفت اے حسن بایم تو سیخ غمرہ تیز
چوں توانی برو جاں از پیش تیغ تیز ما

۲۷

در خون کشید ایں دل محنت کشیدہ را صبر گریز پائے کہ عقتل رسیدہ را دل را باستانم یا آب دیدہ را گسل ز شاخ تازہ گل نورسیدہ را آن طفل چشم تر شدہ دامن دیدہ را محرم ہمے ندارم یک آفریدہ را	غرم سفر شد آن صنم نورسیدہ را اول کراوداع کخم زیں دو دوستان دل از برم روان شد و آہم ز دیدہ تیز اے باغبال ز درد دل بلبلاں ترس پرسی ز حال زگر کس کا خسر چہ اذقت سری کہ دارم از کرم آفسریدہ کار
--	--

۷

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدست
زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را

۲۸

لعل تو بختا دہ دے ہم فتح و ہم بایدا تا از ہلال ابروت بہت نامد عید ا با آن ہمہ از مشک تر خطہ بخش تاکید ا تحقیق عشقت یافتہ کے خوش کند تقلید ا	اے غرہ چوں ماہ نور فوق فزودہ عید ا اگر ماہ تو در پردہ شد تو پردہ از رخ فلک ا گفتی کہ مرشد روئے من دعوی ہو قہ کردہ طوق ہوئے دیگر اں افگندہ از گردن برو
--	--

واللہ بملک لبری یک بت شریک نشد ہر خطبہ را ای خطیب ایجاز و جب دیدہ	در اعتقاد عارفان حجت توئی توحید را امروز در رویش بہیں اطاب دہ تجید را
--	--

۴

آنکو بہت سرکشند دست از دوعالم برکشند
گردوست میجوئی حسن پایش نہ تجرید را

۲۹

حکمے کہ میخواہی براں استادہ ام تسلیم را
پیش نہ خویشید تو پارہ کند تقویم را
از خال مشکلیں یک دو جالقطہ نہ تفہیم را
چہ تو اں کہ پیش از ما تو حکمے شدی تقسیم را
داغ تو بر باغ شد چوں آتش ابرہیم را
ہر دم مکر میکنم در ورد خود حامیم را

لے روئے خوب آیتے حکم امید و بیم را
اختر شناس اربنگر و نور دور خسارت گیمے
خطت مثال حسن شد با آنکہ خوش نخواست
در کام تو تنگ شکر در جام من خون جگر
تو خواستی کز طوق غم داغ نہی بر ما ولے
تا جا حسنت دیدہ ام باسیم ملج تو قرین

۴

امید میدار حسن کا نذرہ تو جاں دہد
ہم از طریق دوستی رغب امید و بیم را

۳۰

نیست از یاری کہ تنہائی گزارد یار را
سلسبیل آتش نماید تشنہ دیدار را
آرے آفتاب رسد اصحاب در یابار را
بارکشے میں براں انداز می نہ بار را
کیست کوناقہ بگیرد کارواں سالار را

باز دل سوئے سفر می بینم آں دلدار را
من کہ روئے یا خود خواہم باغیارم چہ کا
مردم چشم مرا از گریہ آفت ہار سید
بر دل زارم منہ لے سارباں بار فراق
اینک آں سالارِ خواباں در میان کارواں

من بکارش خسته دل او بخبر از کار من
حرے باید که تدبیرے کن دایں کار را

۷

بخت مقبل کو کہ در پیش حسن باز آورد
آں بت دیر آشتی آں ماہ زود آزار را

۳۱

باد نوروزی دگر ره آب زدایں کار را
وقت شد اینک تماشاے گل و گلزار را
باز بنگر آں پریشاں بستن و ستار را
روز جمعہ کار بندایں خواجہ استغفار را
جرعہ کوتاہ بنویم تختہ پندار را
چند زیر خرقہ پنہاں دارم این نثار را

نوبہار آمد سلم نو کرد عشق یار را
نیکو اں خندہ زناں چوں گل گلزار آمد
دیدہ بر جامہ گل بار باداغ شراب
آخر این جمعیت امر و از پیے خورد
جاں ہے بادست چند گیل غلط پندہم
ساقیا جامے بدہ تا دہمستی بردم

۷

گر حسن بیرون دہ سر رشہ از سرے
محب صدار در پا اوفتد خمار را

۳۲

بن بخش جان خراب مرا
بستان خود دہ کباب مرا
ندانم کہ بستت خواب مرا
بداں جان تو خاک آب مرا
شکر مہر کردی جواب مرا
دعا ہائے ناستجاب مرا

نظر کن دو چشم پر آب مرا
دو چشم تو قصد دلم میکنہ
ترا ہر دوزخس فسوں گرفتار
حدیثے بگو تا مدارے بود
ز تو شربت وصل کردم گل
بدشنام مہت بول خود محو کن

۳۳

حسن گفت خاکِ سگانت ہم
بہر کس بخشش این خطاب مرا

۷

<p>اے چشم و چراغِ دل آخر نظر ہے بر ما اگر نیم شبے ناگہ طالع نہ شوی چو مچ جز صبح کمی راند از ما نفسے با تو حلوے مُراد ما بر ذوق نمی آید راہِ دل ما دیدی بر بسته بخار غم اگر باغ تو آرائی و در راغ تو سرائی</p>	<p>وے آبِ حیاتِ جاں آخر گزرے بر ما جز باد کہ می آرد از تو خبر ہے بر ما بجز رچو نسیم گل وقت سحر ہے بر ما بفرست ز لعل خود اندک شکر ہے بر ما از باغچہ رحمت بکفای در ہے بر ما حاکم نتواند شد جز تو دیگر ہے بر ما</p>
---	--

۳۴

خوش گفت حسن با تو اندر شب تنہائی
کے چشم و چراغِ دل آخر نظر ہے بر ما

۷

<p>دل شد و دنیا شد و دیں ساقیا جام تو بردست چو من مفلے تا چو تراب نہ شوی پاکِ دل ہر چہ دی باز از انت دہند ایں دل گمرہ شدہ نشیند پند باز کجا ایستد ایں آبِ چشم</p>	<p>اگر ہمہ رفتند تو باے بیا حقہ غیب ست پر از کیمیا خرقہ نکو ناید ست از بوریا اگر دہ ام ایں تجربت از آسیا دیدہ اعمی چہ کند تو تیا تا ندید از گل گورم گیا</p>
---	---

اے حسن ایں زہد چہ آوردہ

زهد در دل رفته و بیرون ریا

<p>باز داغ نو نهاد اندوه عشقتش سینه را از دل نامهربان او غبار کینه را راه گم کردم عنبریناں مسجد آدینه را ایں سعادت میں کہ زیور می دہد آئینہ را</p>	<p>باز عشق دوست نو کرد اندہ ویرینہ را چشم من طوقاں بر افشاند و فرو نشاند تیج تا خطیب عشق او بر منبر جان خطبہ کرد آنکہ می بینی کہ او از آئینہ آراستہ</p>
--	---

۷

از ازل جان حسن مست است آمد بلے
یار دیرینہ شناسد صحبت دیرینہ را

۳۶

<p>بر دفتر طاعت رقیے را ندہ گنہ را دنگاہ پیوشیدہ بسبزہ سیرچہ را یکجا چنین کر منہ لے شوخ کلہ را ہر روز پریشاں نتواں کرد سپہ را داغ دگر از رشک تو پیدا شدہ مہ را عرضہ چکنم پیش تو ایں روئے سیدہ را</p>	<p>اے خط خوش از مشک تر آمیختہ مہ را افگندہ دل ماہمہ در چاہ زرخداں بیراہن یک شہرزدست تو باشد ہر چند کہ زلف تو سپاہیت چہانگر دیدم شب دوشینہ من ہر کہ نظر داشت مہ وقت گرفتن رخ تو دید وہی گفت</p>
--	--

۷

بخوفت حسن در تفت عشق تو قرارے
چہ جائے قرار است در آتش کدہ کہ را

۳۷

<p>اے ماہِ خواباں کھنچے بر خوشی ماں گن مرا</p>	<p>از آفتابِ روئے خود چہل صبح خدا کن مرا</p>
--	--

در کج فرقت روز و شب دواں داساں ناپیدم
 گداز و گلے غمشوہ دہ بکشاے زلف پرگرہ
 افکند زلف کافرت اشکا لہا در دین من
 از زہد خشک خویش تن بہ تم براں اول قدم
 دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من توئی

بر تخت صلت اے پری کیش سلیمان کن مرا
 لب بر لب من نہ بتاجا کن من ساں کن مرا
 یکبار بنما روئے خود از سر مسلمان کن مرا
 زان و کہ چست مست شد از غلطال کن مرا
 بر من فرو دآید کدے آتش گستاں کن مرا

۳۸

مسکین حسن میگوید کائے وقت عشاق تھوٹ
 اگر من ازیشان میستم بارے ازیشان کن مرا

۶

آں سرو جو با سبزہ در آسخت سمن را
 در تو بہ چه جہدم کنی اے زاہد مغرور
 ما ایں وطن از بہر بتاں ساختہ بودیم
 جاناں چو مبتاں شوی از عارض غریب
 موزہ بکن از پائے کہ پاتا بہ خاصیت
 اے مدعیان در سر آں گیسوے دلبند

از جلوہ بر انداخت عروسان چین را
 بارے تو ہمیں یک نظر آں تو بہ شکن را
 ایثاں چو نسا زند بسوزیم وطن را
 چون فتر گل بشکنی اوراق آسمن را
 یک وصلہ بدست آرم پیوند کفن را
 دل چونکہ نہ بستید بہ بندید دہن را

۲۹

فردا ہمہ کشف کرامت سدا ز دوست
 بے خانہ و جا بے سرباے چو حسن را

۷

اے درو بہت ہمہ شکر
 از ساغر عشق در رہ تو

روئے تو نظارہ نظر
 غلطیدہ بہ نیم جرہ سر

رفتہ بہ پناہ دین و تقویٰ در دل من ہمہ شنیدند بائے زسگان نوشتن بریں گفتی سرے نہ چو دل ہنادی	تیر تو گذشت از سپر ما تو بے خبری ازین خبر ما کاں بانگ چو بود در سر ما این نیز نہیں بر دگر ما
---	---



از بے خطاں نیاید این کار
کار حسن است این خطر ما



بر در و ماوقوف نباشد طبیب را در دم ز حد گذشت بجاں اوفاد کار جانا زکات حسن چہ می داریم دریغ زال خط سحر پیشیک افسون شہر بند گر جمعہ مسجد آدمینہ در روی دل کردت باند نمی بایست بہشت	آہ از حبیب ست نگیرد حبیب را خیزای غلام و معذرت کن طبیب را یا خود نصیب نیست من و نصب را بفرست تا بندم چشم رقیب را در ہر حدیث صد غلط افتد خطیب را شہر کساں قرار نباشد غریب را
---	--



بے تو حسن بہیج وطن دل نمی دہد
بے گل جہاں خراب بود عند لیب را



اے کمر بستہ بے وفائی را تا چہ غایت جفا کشیم آخر وہ نمے پایست جدار روزے	بر طرف کردہ آشنائی را غلیتے بہت بے وفائی را تا صفتہا کنم جُدائی را
--	--

عقل بگریخت از محلت عشق ز ابدے کان و لعل مسکوں دید دل چراند مہمت کہ پروانہ	شہر زندانست روستائی را معذرت گفت پارسائی را جاں فدا کرد و روشنائی را
---	--

۲۲	اے حسن نسیم جاں کہ ہست بدہ چسہ تو اں کرد بے نوائی را	۵
----	---	---

مبتلا گشتم من بیچارہ تا دیدم ترا خوب دیدم بے خطا ناوک زوی بر سینہ ام نازیناں گرجہ میگرددی طول از دید نیم ہر زماں کوئی گرا دیدی کہ دیوانہ شدی	اے بلا انگیز ناگہ از کجا دیدم ترا شکری گویم کہ بائے بے خطا دیدم ترا یکزماں منیش کہ بعد از دیر ما دیدم ترا سر و قدراست می گویم ترا دیدم ترا
---	---

۲۳	خسرو و خواہاں توئی خواہد حسن بوسے تو بر گدائی آمدم چون باد شہ دیدم ترا	۵
----	---	---

رویف (ب)		
----------	--	--

اے دل اہل دولت ایشاند ایشان طلب گرہی خواہی درون بہمت را مرہے عشق خویش تست می دانی تو ہم خوشی بکن یک خندنگ از کش خواہ خوشتر از صدان تو	ہیست این جمیعتاں جمع پریشان را طلب آں جگر پاودگان سینہ ریشاں را طلب عقل جس ریگانہ صرف اند خوشاں را طلب وین تعلیدی را مکن خوب کیشاں را طلب
--	--

<p>۷</p>	<p>باز قوم مقلان میں در لباس مدبران اے حسن گر طالبِ قبالی ایشان طلب</p>	<p>۳۴</p>
<p>تو دستِ دروغانی من پائے در کرب یک دمِ شکیبِ کندگی کنم شکیب سرو سہی کہ بار نیارودہ مار و سب مانند زاہداں ہمہ چوں جنگِ نشتیب بر تو غرامتست بر اندیشات تبیب خط کش بہر دو عالم بر حکمِ اس کتیب</p>	<p>باز کہ بے تو یار نمی خواندم شکیب گر از بتانِ حور صفائے پری صفت در نازکی چونار و ن قامتت بود از پردہ چوں کمانچہ ابرو کشی بروں اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش اگر حرفے از کتابِ محبت گرفتہ</p>	<p>۳۵</p>
<p>۷</p>	<p>بر طاعتِ حسنِ نشوم من زلفیت او داند و ریا من ز خوابانِ دل فریب</p>	<p>۳۵</p>
<p>بے دلاں را در جبِ گر افتاد تاب کوئی او عشاقِ حسنِ الماب جاں از دوستِ جہاں از و خراب نیم کش کردہ ز چشمِ نیم خواب بر عصمتِ نقاب زد لولوہ ناب خول کشاد از جوئے چشمِ جائے آب</p>	<p>اینک اینک در رسید گل آفتاب روئے او آفاق را شمسِ الضحی چشمِ میگویش کیے خطِ ارہ کن تیر غمرہ در کمیں گاہِ فریب گوہرے جستم از درجِ لبش راست کامر و زاندر آمد همچو سرو</p>	<p>۳۵</p>
<p></p>	<p>اگر شد اندر پر تو رویش حسن</p>	<p></p>

۳۶

چوں ستاره در شعاع آفتاب

۹

باہ من دورے بگرداں از شراب
 یک سبز ناخن عنبر ماکم نشد
 خاکیاں رانیت از مے سیربے
 نہ خطا شد چوں تو نزدیک من
 چشم گریانم کشاده شد بتو
 جانب من چوں گذر کردی بے
 مجلس خاصت مائیم و توئی
 لب بمای ده دل از مای ستاں

مست کن کرد دست غم گشتم خراب
 یک سر انگشته فزون ترده شراب
 گوئی اندر ریگ می ریزند آب
 ذکر غیرے دور باشد از صواب
 در شمار من نبود این فتح باب
 در خرابه با ہم افتد باہتاب
 رہ نیابد شب اندر چشم خواب
 پیمین از تو نمک و زاکباب

۳۷

روزے از حکمت حسن گردن ستافت
 تو ہم ازوے اشبه سر بر متاب

۷

چه کرد با من و بارزگار من یارب
 همه چگونه همه کاشکار خواهم گفت
 ہزار عاقل و دانا دیں طریق بخت
 کنوں من نی و مشتوق ذوق عشق سماع
 کہ گفتہ بد کہ مرا صبر و صفت مست مصلح
 مے شایہ بروئے چو صبح جاناں غور

چهار روز فراق مہ چارہ شراب
 ہمیت صبح تھا لکہ آفتاب لقب
 مرا ہم ار دل گم رہ زدست شد چہ عجب
 تو دانی و غم دین در عایت مذہب
 قدح بیار ز من و ان دروغما مطلب
 کہ وقت صبح اثر می کند شراب عنیب

<p>۹</p>	<p>حسن حریف نداری تو اندر من سنی یکے عنان ارادت بکش بدست ادب</p>	<p>۴۸</p>
<p>لے زپائے تو بدر دسر رکاب بوسہ بر پایت زخم یا بر رکاب بار کا بنی گو کہ گرد آور رکاب بخت می فریادت از زر رکاب تا مر صبح گردو از گوهر رکاب کز تو جان ماست پا اندر رکاب نیست نینساں تیغ تیز هر رکاب آرداں کر دے ازین چاکر رکاب</p>	<p>ترک من بیش کن پا در رکاب دست در جعدت زخم یا در کلاه پائے گرد آور از رکاب دے بخواه بر رکابت روئے می مالم بسیں چشم گریاں دارست زیر قدم بعد ازین با نایم و دست اندر غماں هر زماں لیسد رکابت را حسن عاقبت عذرے غماں گیرش نشد</p>	
<p>۶</p>	<p>دستہائے او بریدہ کو گرفت در یکے بازو و در دیگر رکاب</p>	<p>۴۹</p>
<p>رولیف (ت)</p>		
<p>دیدہ را اگر با تو کار افتاد دل غمناک چیت مرغ عاشق می شود پیرا ہن گل چاک چیت البتہ حسن از بریزین یوسف بود و بس عالمے گرد سمندت دست بر فقر اک چیت</p>		

بہچیں گویند کاش رہ ندارد در بہشت
 اے بہشت عاشقاں! روئے آتشاک چسیت
 گرز رشکِ روئے تومہ را نشد پارہ بگر
 آں نشانیہائے خوں بردہنِ افلاک چسیت
 مہرہ تریاک را بسیار عزت می نہند
 تو از اں لب مہر بخما مہرہ تریاک چسیت



گر حسنِ قدر غمت نشاخت اور اعفو کن
 پیش عفو کامل تو جرمِ مشتِ خاک چسیت



روئے خود را ماہِ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
 موئے خود را مشکِ میدانی کہ میگوید کہ نیست
 چوں رُخِ خود را بہشتِ عاشقاں کردی لقب
 بر من سنبلِ حیمِ شانی کہ میگوید کہ نیست
 ظلمتِ ظلمتِ زلف تو چہ مشکلِ اندراں
 روئے تو نورِ مسلمانی کہ میگوید کہ نیست
 گر ترا من نرمِ دلِ خواغم کہ میگوید کہ بہت
 ورم را تو سختِ جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست
 جاغم از خاکِ در تو آبِ حواں یافتست
 آنکہ بہتِ اسکندر شانی کہ میگوید کہ نیست

شہ علاء الدین کی می بینم زجاں بخشئی او
برہمہ کس منت جانی کہ میگوید کہ نیست

۷

شاہ صہ بندہ چو خاقان حق ہمید اند کہ ہست
بندہ پیش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

۵۱

سرفرت درہوائے توام در دسرفرت
پالیش گل فروشد یک پایہ برزفت
جاں داد ہم کجئے تو جائے دگرزفت
خانہ زبج خوں غلج دید و درزفت
آں آتشے کہ دیدہ بدی از جگرزفت
آں مردم دودیدہ ہنوز از نظرزفت

کارے کہ بود با تو مرا بیشتر زفت
دل خواست تا بہام وصال تو بررؤ
عاشق کہ جان رفتہ بکجئے تو باز یافت
شب را خیال آمدہ در پیش چشم من
آمد مرہ بسینہ فرو رفت و ہم چنان
با آنکہ خون دل ز مرہ رفت سالما

۷

عمرت ہمہ بکار بتاں رفت اے حسن
تا عمر تست کارت ازین خوبتر زفت

۵۲

ہر کہ فاسق ترست یا رمن ہست
آں ز نفس گناہگار من ہست
آں ز شومی روزگار من ہست
اثر ز ہد کم عیار من ہست
عذریک غمب صلاح کار من ہست

یا ربودن بنفس کار من است
ہر چہ نقش گناہ می بینی
ہر چہ بر من ز روزگار آمد
دل کہ با معصیت قرار گرفت
گرچہ کارم فساد شد ہمہ روز

در کنار من آب دیدہ من موج دریائے بے کنار من است

۵

بر خورد از امید خویش حسن
گر بگوئی امید وار من است

۵۳

لعل لب ت مہر سلیمانیت
گفتم و در بند پریشانیت
کفر گرفت ایں چہ سلیمانیت
ہر چہ گراں تر بمن ارزانیت

اے کہ رخت نور سلیمانیت
زلف ترا راہ دروں موبو
شہرے از آن زلف کہ ظلمت در او
بارگراست نسراق تو آہ

۹

خشم گرفتی ز حسن عاقبت
عاقبت خشم پشیمانیت

۵۴

اہل انساں را نظیر شبہ تو فرزندیت
ہمچو لعل شکر افشانت بنات فتنیت
زا کہ در ملک جہاں خبر با تو ام پوینیت
آں دے کش ماہ روئے مثل تو انانیت
ہیچ مجنون نے بین آئیں اسیر بندیت
اے دریا کیں دل مسکین و غرنندیت
ہیچ کس را در جہاں ایرواں اورندیت
ہمچو او اندر جہاں مسعود و دہمندیت

اے کہ در عالم بنجو بے مقررانندیت
سر و گل چو قامت ربوبیت ندیدم درمن
دیگرے را چوں گزینم بر تو کس آرام جاں
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند
ہستم از بند دوزخین سلاسل دار تو
یک نفس گفتم کہ ایں شوریدہ را سکین کخم
شاہ خوابانی نگارینا ترا ز سبب از آما
ہر کر اشد دولت و صلت میسر یک ناں

۵۵

آہ بیچارہ حسن بگذشت از پنج نهم
بیسج آگاہی ز شقاواں کہ می نال نیست

۹

دل نہادیم ہر حکم کہ در تقدیر است
خانہ عایت لموز مسلم نشود
عمر آن نیست کہ چل سال بغم خوردن رفت
دمہ ساز نیست کہ زیر وز بزل آہنگ است
کجی مطلق از اجزائے کماں چل نہبرد
اے بتدکیر نشسته گنہت یاد آور
ظالماں را نشود پند بزرگاں مانع
سر نخوت چہ بر آوردہ اے سرو بلند

ترک تدبیر بسندست بہیں تدبیر است
بام او خار گرفتہ درش زنجیر است
عمر آشن طفلیت کہ اندر تیر است
ہر چہ این سوئے ہم است آنسوئے دیگر زیر است
اثر راستی ضرب کہ اندر تیر است
اکہ ہماں یاد گناہ تو ترا تذکیر است
اگر کن شب آدینہ چہ دامگیر است
پنچہ مرگ بخول پنجہ بید رانجیر است

۵۶

ایں جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است

۷

آنکہ او بر در عشاق سرے نہاد است
دوست داغے کہ نہادست نمی دانی
غمزہ چوں ناوک ابرو چو کمان لف کمنہ
دوش قمری بقیس قصہ در دم میخواند
دل بدوران غمش بیسج شبے شاد سخت
باز دستے بہ قمار غم او خواہم برد

عشق ہر جا کہ درے بہت برو بخشاد است
مہر مہر است کہ بر سینہ ما نہاد است
ہمہ اسباب بلا بردل ما آما د است
حال افادہ ندانند مگر آن کافاد است
ایں سیاہ روز ندانم کہ چہ طالع زاد است
خرقہ در باختہ ام داو پس سجاد است

۵۷

دل مسکین حسن آتش دگیت بلے
ایں ہمہ جوش در دست کہ بیرون داد

۶

وہ چہ روزست ایں کہ برمن جور یار از حد گذشت
ناچشیدہ جرعہ زان لب خمار از حد گذشت
پیش ازین ہر روز می نالیس دے از روزگار
جور او سپیچوں جھٹے روزگار از حد گذشت
ور و چنداں شد کہ دل را احتمال آں نہاند
بارکش لا بد فر و ماند چو بار از حد گذشت
ماہ رویا روز با ہجران تو مارا بکشت
ماہ نو بنمائے زابرو کا انتظار از حد گذشت
چوں حساب رقعہ شطرنج غمہائے ترا
سیح پایا نے ندیدم ویں شمار از حد گذشت

۵۸

چیت جانا بدل خاکی من چندیں غبار
آخراے ابر کرم رحمے غبار از حد گذشت

۷

دل بہ یکبارگی از بار جفایت ریش است
طبع بد خوئے تو ہم بر سرے غمے خویش است
شب ہجراں بتر از روز قیامت گیرند
بہترین روز مرا آں بتریں شب پیش است

ایں چہ کیش است کہ چوں تیر فرستی بر من
 شہج ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است
 دہمدم درد ہے خیزد ازیں دل آ رہے
 ہوس نوش لباب برگ جانچویش است
 دوستان حال دل ریش چہ پرسید از من
 اینک آں خوں دو دیدہ نران ریش است
 گریباید گلیمے بشراب آلودہ
 بمن آرید کہ آں خرقہ ایں درویش است

۱۱

اے حسن خلعت دردے کہ ترا ہست بدوش
 کم مپندار کہ از ملک دو عالم بیش است

۵۹

چندیں ہزار پیر ہن از غم قبا شد است
 ہر چشمہ حیات بسے ماجرا شد است
 چشم روشنان فلک تو تیا شد است
 امید ہاز کعبہ رویت روا شد است
 آسے میان شیشہ بادہ صفا شد است
 ہر رخنہ کہ ہست بہ بنیاد ما شد است
 گریہ است و بس ہمیں کہ آشا شد است
 روز بدمنست کہ بر من بلا شد است

ایک گرہ ز بند قبائے تو وا شد است
 تا نعل شکریت بجای بخشی آمد است
 امر و خود غبار قہر و مہر مبارکت
 مقصود ہاز طوبی خط برآمد است
 شیشہ درون سینہ گرفت بادہ را
 یاراں بنائے عشرت کردند استوا
 مادر دیا ریش غریب اوقتادہ ہم
 نزد دوست شکوہ است مرا نے ز دشمنان

گوئی کہ روز بد را ہم روز بد رسید
 حال خسرانی دل پرخوں چه پرسیم
 در نہ چرا بصحبت من متبلا شد است
 ایک روز خود بیاو بین تا چہ شد است

۷

جاناں ترا گئے غم حال حسن نبود
 جم را چه غم کہ مورچہ زیر پا شد است

۶۰

ساقی قدح کہ شب بکاہست
 عقلم بامید حسرت خاص
 اے عقل بگرد عشق کم گرد
 جاناں ز در خودم چه رانی
 اندر قدم تو خاک راہست
 درویش نہ مرد بادشاہست
 جان ہمہ را ہماں پناہست
 از تو بتو ام گریز گاہست
 زلف تو شفیع محشرم باد
 ہر چند کہ نامہ ام سیاہست

۶۰

تو قبلہ وقت شو حسن را
 ورنہ ہمہ طاعتش گناہست

۶۱

جائے کہ توئی لے مرمن جان من آنجاست
 بیچارہ دل پر غم و ویران من آنجاست
 من ملبسہ اما ز گلستان رخت دور
 شاید کہ بنالم چو گلستان من آنجاست
 تو غم سفر کردہ و نا کردہ زمین یاد

کال عنسفره بکیس حیلن من آنجاست
 گویند خراب سرو سامان شده تو
 من چون نشوم چو سرو سامان من آنجاست
 من قصه بخون جگر خویش نوشتم
 آنجا برائے باد که سلطان من آنجاست
 از سحر طبیبان نرود درد دل من
 گویا رنج مینید که درمان من آنجاست

۷

از یاد تو زنده است حسن و رنه بمرده
 میگفت که بیجان شدم و جان من آنجاست

۶۲

غائب نشوی که با تو کارست
 مارا همه وقت نوپا رست
 جاناں مگر از منت غبارست
 آں ترک مہنوز در خارست
 آں غم کہ زنت برقرارست
 اے جان من ایں چہ روزگارست

ساقی دم صبح مشکبارست
 باوئے می و ہوائے رویت
 چشمت سوئے ما نمیشود باز
 از مستے چشم تو خنام
 ہر چند کہ بعیت ارام از تو
 از غصہ روزگار جاں رفت

۸

اے چارہ گر امید با تو
 بیچارہ حسن امیدوارست

۶۳

آہ کا مشب سارباں را اتفاق محلت
 راہ چوں خواہیم دیدن این ناسوسش بنو
 ہر دو کلمے کردیم چشم فروئے رواں
 داغہا و ابرویم بر روئے دل از دستش
 روئے او دیدن مرادے را تواند بود وجہ
 آں خط خوریز بر رخسار خوش گویا
 دوستاں گویند کا خرد دست پائے ہم برون

مردم سچم ز حال درد مند غافلست
 آفتاب اندر حجاب کوہ مرہ در محلت
 حال فرقت چوں بودین بخشش است
 زنجیاں را داغ بر رویت را بردست
 عقدہ زلفش کشادن مشکل مشکلست
 محضر عالم بنزد بادشاہ عادت
 چوں کف چوں دست زیر سنگ و پیم در

۶۴

خیر چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش
 اے حسن این سنت دیوانگان عاقلست

۷

ساقیامے وہ کہ مست آں یار من باز آمدست
 زہر چوں ورزیم کہ آں توبہ شکن باز آمدست
 بادہ گلگون بدہ تا سوئے گل گشتے کنیم
 یار من چوں گل بگلگشت چمن باز آمدست
 راحت دل بود یا جاں بود اکتی ہر چہ بود
 اینک آں راحت بجاں و جان تن باز آمدست
 سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار
 قبلہ عشاق و ماہ احسن باز آمدست
 پُر حذر باشید از خم کند و زخم تیسر

سرو جہ انداز و ماہِ غم سہ زان باز آمدست
 لے کہ در وصف غلامانش ہی بینی مرا
 نیک بختم من کہ بخت نیک من باز آمدست

۵

دوست بازے بود از دست حسن جسته کنوں
 صید کم ناید چو در دست حسن باز آمدست

۶۵

دیدہ روشن کن از بونے کے باوہ مست
 شکستہ از حلقہ گیسوئے کے باوہ مست
 سحرے از غمرہ جادوئے کے باوہ مست
 چاشنی خم ابروئے کے باوہ مست

روئے گل میں صفت روئے کے باوہ مست
 بعد ازین دست من زلف بنفشہ چکنم
 نظر از رگس تو می نتوانم برداشت
 دوش چشم ہمہ کس بر منہ نو جہاں بود

۷

خوش فدا دست حسن با گل ولعت آئے
 رنگے از اشک تو دبوئے کے باوہ مست

۶۶

بے دیدن او چشم مرا فور بصر نیست
 من کشتہ آن چشم کہ بر ایش نظر نیست
 داند کہ دعا مانے مرا هیچ اثر نیست
 شب نیست کہ از روز دگر سوختہ تر نیست
 آئے ز خرابی حرفیانش خبر نیست
 گفتا دگرے زن چکنم جان دگر نیست

آں دیدہ کہ بر حال منس ہیچ نظر نیست
 از شربت و صلت ہمہ سیراب شد ستند
 رخاند و از پنج دلم ہیچ نترسد
 بیچارہ دلم شمع صفت در غم بجراں
 چنیں چه بہ خواب کند رگس منت
 یک بوسہ ز دم بر قدش جاں شد ازین

۶۷

دربارِ حسن در رہ او یک دل و صد جاں
بارے تو بریں باش اگر محبت و گریخت

۷

فسونِ فتنہ کہ چشم تو دلریا آموخت
بر بختِ خال تو خونہائے نطق و عجب ام
سبق تو بردہ از ہر ہمہ خطا کاراں
ہمیشہ غرقِ بختوں بود مردمِ چشم
کسے کہ لطف زبانش ببردہ جاں سید
دل ز زلف تو و لیلِ خواست یاد گرفت
نہ از برائے خود از ہر جاں ما آموخت
ز ہندوئے تو کہ اس ترکی از کجا آموخت
ز ہرے مسلم تو کہ ہمہ خطا آموخت
شبے خیال ترا دید و آشنا آموخت
برفت و معجزہ خود لب ترا آموخت
نظر بر روی تو افکند و نصیحا آموخت

۶۸

حسن و چشم تراست ناز می خواہد
قبولِ طاعتِ خود را ہمیں دعا آموخت

۷

مارا بجز تو در ہمہ آفاق یار نیست
دامنِ چو گلِ سرشک چلالہ شرہ چو ابر
روزے بیدہ جینیم خاکِ رہ ترا
گفتم ز شاخ وصل تو بارے بار سید
گفتی برو بگوئے دگر کس قرار گیر
بیا آسمان بر آدمِ ایوانِ آرزو
مشفق ترا ز غم تو دگر غمگسار نیست
مارا ہوائے عشق کم از نو بہار نیست
شب نگذرد کہ بر دمِ اس خار خار نیست
آوازے از در تو برآمد کہ بار نیست
در عہد نامہ من و تو اس قرار نیست
لیکن بنائے عمر جنیں استوار نیست

۶۹

ناز تو پیش باشد یا نالہ حسن
ایں ہر دو را کہ نامِ گرفتہ شمار نیست

۷

ز درد درد تو پیمانہ ہست
نگویم کلبہ ویرانہ ہست
بگو در کوئے مادیوانہ ہست
زار و باغباں افسانہ ہست
زدیوان غمت پروانہ ہست
عوام حسیق را کاشانہ ہست

مراد کوئے عشقت خانہ ہست
رواں شوایں طرف اے گنج خوبی
اگر یاران تو نظارہ خواہند
میان عقل و عشق اصلاح تو
نکردم گردش صول لیکن
منم فردا و کج خلوت خاص

۷

حسن جائے تو اندر چشم خود کرد
ہم اینجا باش خالی خانہ ہست

۸

آن مائے تو سہما آما بگو آن تو کیست
وہ ہشتی ہم اشارت دہ کہ ضرور آن تو کیست
اے جہانے برد خود خواندہ پنہون تو کیست
یا گرفتار دوزلفا مسلمان تو کیست
چو چوکان بکشیدی میدان تو کیست
تو نمی گوئی و میدنم کہ جہان تو کیست

اے میان مفلساں گنجی نجیبان تو کیست
گر گلی مارا بشارت دہ کہ گلزارت کجاست
ہم تو با شیرینی لب شور بخشی یا نیک
چشم از عشق دو چشم کافیت خوش آہ
خلق گوئے گفت گو اندر میاں انگندہ ہم
اے دل از سینہ کباب آردی از دیدہ کلا

۹

حسن تا چند خواہی داشت در دل نہاں
ہر کہ را جانیت میداند کہ جان تو کیست

۱۰

شاداں مباد ہر کہ میں مرثوہ شاد نیست

اے بند عشق ہیچ ولے را کشا نیست

ازدارو گیر عشق بتاں اشک من نگر نے بانگ مرغ میثونم نے صدائے کوس بے زمراد چل طبلہ من کہ روزگار گفتم شہم بستی یک بوسہ گفتم اے نیکواں چہ شد کہ نہ دید واد من	چوں لشکر گر خیمہ کش ایستاد نیست با این شب مراد مرا بامداد نیست یک روز بر مراد من نامراد نیست کفنا کہ ہر چہ گفتم ام امروز یاد نیست یا اندراں جہاں کہ شمارید واد نیست
--	---

۷

روز بلائے عشق چہ می آبی اے حسن
من یاری از کہ جویم چوں اعتقاد نیست

۶۲

از تو مرا بوئے و مثالے بس است گر شب من خواہے چوں روز عید خط چہ کشتی از پے خوں ریز من دست بفتہ اک تو نتوان زد دستہ ریجاں چکنم از بہشت خندہ زناں ہر نفس اندر آئے	دز رخ رنگینت خیالے بس است از خم ابروت ہلالے بس است بر لب چوں نوش تو خالے بس است صدق تعلق بدوالے بس است از سر کوئے تو سفالے بس است جلوہ گل از پے سالے بس است
---	--

۶۳

از خود و از غیر منال اے حسن
فضل خداوند تعالے بس است

۵

بیاساقی ہنوز آہستگی حسیت مرا دہ ساعت پز آہنچناں دہ	کہ اینک گل بخندید ابر مگر نیست کہ نشا سم کہ دہ چند دست یا نیست
---	---

<p>نکو گفتند ازو بیچاره تر کیست نمیدانند کہ ایں بیچارگی حبسیت</p>	<p>بزرگاں مست را بیچاره گفتند ولے ہشیار ازو بیچاره تر زانک</p>	
<p>۷۴</p>	<p>حسن اگر سروری خواہی دریں راه بزیر پائے مستان بایدت زلیست</p>	<p>۷۵</p>
<p>بنامے زہر ویراں کردہ اوست ہزاراں شخص بیجاں کردہ اوست ہمسہ آفاق حیراں کردہ اوست ہمہ عالم پریشاں کردہ اوست لبت گیرم کہ نہیاں کردہ اوست دل صد پارہ قرباں کردہ اوست</p>	<p>نجم کا سلام حیراں کردہ اوست اگر بیدل کند مارا چہ نہائیم نہ من تنہا شد م حیراں رویش سرگینو نجات منی بروز انک دلہ گم شد دریں مجلس کجارت من اندر کش آں ترکم کہ ہر بار</p>	
<p>۷۶</p>	<p>اگر تو کا فرش خوانی ہی خواں حسن بارے مسلمان کردہ اوست</p>	<p>۷۷</p>
<p>خاک آں رہ مرا تو تاج سرست کعبہ رہ روانت خاک درست روشنم شد کہ عمر در گذرست من چہ دامن ہشت پیش درست شب پرہ ز آفتاب بخیرست</p>	<p>ہر کجا مر کب ترا گذرست جائے جلاہ روندگاں کعبہست دی کہ ایں جانمخت گذر افتاد عالمے برد بہشت روند ما کجا نور طلعت تو کجا</p>	

ہم کریاں متبول فرمایند
تختِ اہل فقر حاضر ست

۷

حسن اینجا چہ می فشانے جاں
کہ نثارِ عظیم مختصر ست

۶۶

کہ خورش قبلہ خواب خطا و چگل است
کا نچہ بینی ز سرش تا بقدم جملہ دل است
سرویش قدش از راستی خود خجل است
چہ خبر دارد ازین لطیف در آب گل است
بارگ دیدہ ہمانارگ دل منقل است
وین نداند مگر آنکس کہ گرفتار دل است

یارب این ترک جہا پیشہ ما از چگل است
آں نہال دل ما خود بصفت ناید را
کسے از راستی خویش نبودست خجل
آنکہ اندر سرش از آتش خود بادست
خون دل می چکد از دیدہ من در گریہ
دل گرفتار بلایست کہ پایش نیست

۵

حاش شد کہ حسن دم زند از جورتہاں
ہر چہ آں قوم کنند از طرف باجل است

۷۷

از خط و لب مرد و بیجاہ یافتست
وانکس کہ یافتست خدا دادہ یافتست
شکرے بر آنکہ نعمت آمادہ یافتست
او قدر دل چہ داند افادہ یافتست

خوبے کہ گنج نیکوئی آمادہ یافتست
خوبی و چاکیش خدا دادہ شبہست
این نعمت جمال کہ او دارد اے دریغ
افادہ ماندہ بود دم بردش بخوت

۷

خون حسن ہم خورد از ناز و نوش با
خونے کہ خوشگوار تر از بادہ یافتست

۷۸

ختم رسل صفات کمال محمد است
 طے اشارتے ز جمال محمد است
 یک پایہ ز جاہ و جلال محمد است
 موقوف ابروئے چو ہلال محمد است
 کیس حرف خم گرفته چو دال محمد است
 جملہ نواہس از نوال محمد است

باغ بہشت وصف جمال محمد است
 نون و انقلم مدیہ از روح خلق او
 کرسی کہ بہت تخت فلک پایہ قدراست
 آغاز عید شادی و اتمام صوم غم
 زال شد فلک ز تختہ خاک انجین بلند
 ہست این نعم ذوالہ از خوان او یکے



آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے
 کوبندہ محسوس دال محمد است



باتو خوش بشنم اشباں شب است
 از شکر گل چینم اشباں شب است
 خلوتے بجزینم اشباں شب است
 گل بود بالینم اشباں شب است
 خندہات پرینم اشباں شب است
 قابے سین بنیم اشباں شب است

روئے خوبت بنیم اشباں شب است
 روزنا ز ہر فراقم داد و دہر
 صوفیانہ بردت از ہر دو کون
 دست لطفت خارم از بستر برفت
 طلعت تو ماہ من خواہد شدن
 اے خیال ابروت معراج من



با حسن گفتی شبے جاں بخشمت
 جان من بے بنیم اشباں شب است



بیج خوئے ز دوائے خود نگرفت

ترک من ترک خوئے بد نگرفت

هم بال بدر سپه که رفته بماند
آفتاب خوش مالک حسن
کیست کو شهر بد عشق نگشت
دی درآمد بعا دت زو و گیر

یک به آموزی خرد نگرفت
خود گرفت از کس بد نگرفت
خانه در منزل بد نگرفت
کس نبوست کیش نزد نگرفت

۸۱

حسن از خان مان پر دل برداشت
در د دل برگرفت بد نگرفت

۶

ترک من دی کند می انداخت
هر کجا درد ناک تر ز حسه
در شکار آمده ز عنبره و زلف
کس چه داند کز اں دو در یکدم
او همی رفت و مه بر آتش مهر
جزع و لعلش بدامن عشاق

بند بندم به بند می انداخت
بر دل درد مند می انداخت
تیر می زد کند می انداخت
چند می بست چند می انداخت
از ستاره سپند می انداخت
زهر می ریخت قند می انداخت

۸۲

مرحمن را از ناز بے حد خویش
جان بحد گزند می انداخت

۷

ترک دلبندم که دل در دام اوست
دامم از اشک پر غناب کرد
تالاب خویش دیدم لعل فام

دل چه باشد جان فدای نام اوست
جادوئے اے که در بادام اوست
گوئیا این دیده غرق و ام اوست

دیدی آں منقار خوں آلود کبک راحت جان گفتش دشنام داد داد بیغای کمی کش می شبی	این همه خوں خوردش در کام اوست راحتی گریست در دشنام اوست مایه دولت ہیں معینام اوست
--	---

۶

تا حسن راست معنی کرده اند
هفت دریا جسرعه از جام اوست

۸۳

تُرک من ملکِ ملاحِ ملک تست عقل من تا خط شیرین تو دید حلقه در گوش کردی پیر حسن وہ چه خوش می آئی خوش میری دل از آل چاہ زرخداں برشم گر رضایت در مسلمان کشتن است	خطه خوبی بنام تو در دست تنحه ناخفلی خود پاک شست حسن خود از حلقه در گوشان تست خون خلق را کمر بر بسته چست اگر نگیرد زلف تو این کار تست کافرست آل کو رضای تو بخت
---	--

۹

دانه شد اشک حسن هم بر نداد
ای بسا دانه کشند و نه رست

۹۴

ز می دلبر که دلها از تو شاد اوست دلهم را اگر فلک در دو غمسم افزود دل یک شهر خد روزیت خوش باش مکن غلم ای غمسم چون زود سیراں	مرا رویت و رای همه مراد اوست بروے شادی افراغ تو تاد است هنوز از روزت این خود با مد است گرت آل صحبت دیرینه یاد است
---	--

کہ ظلم تو مبارکتر ز داد است
بدہ بادہ کہ بے آں عمر یاد است
برو کا یام در بند کشاد است
دے بنشیں چہ جائے خیر یاد است

خطا گنتم جفا و ظلم کن ظلم
بس از دیری چو پیشم آمدستی
کلید شادی و قفل غم اینک
قراہ در سلام آورد ساقی

۹

حسن را چند کن کز غم رہد باز
کہ غم را روز و شب با او چاد است

۸۵

نقش تو از کار گاہے دیگر است
کین آں ماہست ماہے دیگر است
رو کہ آں سرا کلاہے دیگر است
یا بحر عشقت گناہے دیگر است
زلف مشکین کاں سپاہے دیگر است
ہر مظالم داد خواہے دیگر است
زینہاری را پناہے دیگر است
توشہ دیگر کن کہ راہے دیگر است

غہ روئے تو ماہے دیگر است
خط مکش بر روئے کال حسن بوشیا
مہ چو جوا از کمر بند دل تست
چند نوع در عقوبت داریم
گرچہ خود ترکان غمزت کین کش اند
جو کمتر کن کہ از بیداد عشق
از تو بستم ہم تو بستم پناہ
عقل می وزیدم اینجا عشق گفت

۷

شیر دل خواندن حسن را لطف بود
نہ سگ خود خواں کہ جاہے دیگر است

۸۶

مہر خم در زینہار لعل تست

گوہر جامہ نثار لعل تست

کاں یکے جزئیہ گد ازل تست
چشمہ د خضر آب د ازل تست
چوں کنم کاں یادگار لعل تست
راست گویم شرمسار لعل تست
این ہسم امروز کار لعل تست

پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں
تا شکر شد چاشنی گیر بست
اشک خویش را بدیدہ جا کنم
جوہر جاں کیچ جا پیدا نشد
کیست کار دناچہ رفت از عمر باز

۶

حقہ چشم حسن یا قوت بار
جملہ یا قوتش نثار لعل تست

۸۶

آیت عشق ترا نفس میرصیت
ما و کج صبر تاقت دیرصیت
دوستان این کار را تدبیرصیت
اگر نہ زارم نالہ چوں زیر صیبت
عمر را تجھیل میں تاخیرصیت

باز در خود گم شد م تدبیرصیت
عشق تو از ما چو بے اعت دار بود
دشمنان ہر سوئے در کار آمدند
اے صنم روزت نزارم می کند
وصل و وعدہ کردی و عمرے گذشت

۵

گر رضاند ہی کہ بوسم پائے تو
اے حسن خاک درت تقصیرصیت

۸۸

چراغ جان مرا جز وصال و غن نیست
چہ آتش است کہ از فوٹ درمن نیست
چہ بخت تیرہ چہ دامن چہ بود خوش نیست

شب فراق مرے رخ تو روشن نیست
دریں شبے کہ ہمہ آتش ست درہمہ جا
برات را شب قیمت ہند قیمت من

ز گنج شادی ہر قوم قسمتے بردند / منم کہ قسمت من تا کنون مقین نیست

۸

درازمانہ شب عید وصل پیش کن
کہ بے تو این شب را قدر نیم سوزن نیست

۸۹

گیوئے تو بندہ کشاہ / آئے شب عید را عس نیست
ایں بیت را در خواب گفته بودم چوں روز شد در خاطر گشت کہ ایں بیت در وقت
گیوئے مشکبار مصطفیٰ درست می آید ششش بیت دیگر نظم کردم -
ایں خوابہ بدو لقم ہوں نیست / ایں دولت بند گیت بن نیست
پے یاد تو مرغ را خوانے / بے نام تو صبح را نفس نیست
من شمع غم تو صبح شادی / جز خوش تو مردم ہوں نیست
آں پایہ ترا کہ عرش سائیت / چوں بوسہ دہم کہ دست بن نیست
حلائے پسین انبیائی / ایں طرفہ ترا کہ پیش پس نیست
گیوئے تو بندہ کشاہ / آئے شب عید را عس نیست

۹

بر یکسی حسن بخشائے / آں ظالم نفس گرچہ کس نیست

۹۰

جانے دگر بقدریں قالب دست / گونی کہ آفتابے در عقرب دست
جان من خطہ چو خط بر لب دست

آفتاب جاں فزائے تو گرد لب دست / روئے کشاہ داری و خط کشیدہ نیز
نے نے لب کا ہش جاہاں فرو داز لب

رویت جهان حسن خطت نب تو خود بگو	روز یک خوش رود که جهان آتش است
آتش من ز روئے چو خورشید شد تہی	روئے من از سرشک پراز کوب آت است
در دل ز تاب عشق تو یارب چه آتش	کزوے زبا نہا ہمہ در یارب آت است

۶

تا غلب تو دید حسن در سیمرا
اندیشہ محو صفت غلب آمد است

۹۱

عالمے از لب او در شورست	عقلم از ستر صبری عورت
عقلم از عشق تو برے ناید	پیشہ با پیل کجا در زورست
چاہ شیریں ز نغدا نش بگر	کہ از جملہ جہاں در شورست
ہمہ دل چین سر زلف تو برد	نام غارت چہ سبب بر غورست
خیمہ بر طرف چسپن خواہم زد	خانہ بے صحبت خواہم گورست

۷

در حضورت سخن بندہ حسن
دست جمشید و حدیث نورست

۹۲

یار کہ صد یاری از و خاستست	تازہ نہا لیست کہ نو خاستست
روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش	ہمچو گل اندر ہرے تو خاستست
خود متوال یافت چاہ آب و گل	اگرچہ صبا در تاک و پو خاستست
جوئے بہشت و ہانش بہیں	تا چہ نبات از لب جو خاستست
گشت خطش فتنہ براں رخ بہیں	فستہ ہمہ از رخ او خاستست

چشم بدش دورگو خاستست

راست قدش برصفت سروخت

۶

نادره حسن آمد و نادر تر آنک
بچو حسن نادره گو خاستست

۹۳

دوش ما بودیم تا صبح از حضور یار مست
گوش از گفتار مست دیده از دیدار مست
فکر مجلس ذکر ساقی دوست ساغر عشق
فهم مست و بهم مست ادراک مست یار مست
جرمے زال نصیب کائنات آمد چه شد
وخش مست طیر مست مور مست و مار مست
از نمے آں جرمے رست از صد سینه صد نهال
بنخ مست شاخ مست برگ مست بار مست
شیر گیر این قدح بود مست منصور آنکه شد
مرد مست بند مست رشته مست دار مست
خواست مطرب کاین سخن در چنگ گوید چوں کند
قول مست صوت مست زمر مست و تار مست

۵

خاک آں جرمه شواے بنده حسن کر بولے او
طفل مست و پیر مست بنده مست احرار مست

۹۴

انصاف میدہم کہ چوروئے توروئے نیست
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست
غنچه بصد نقاب ہمی پوشد از تو روئے
داند کہ با تو روئے نمودش روئے نیست
میگفت لاله ہست مرا رنگی از رخت
اورا مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست
صبح ارچہ ساخت از شب از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست

۶

خاکي دلم غبار دلت سیج دریافت
سنگ آزمودن الحق کار سببوئے نیست

۹۵

چشم خوریز تو گوئی کہ دو چندان آموخت
زلف تو گرچہ خط آموخت پریشان آموخت
کافرے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت
ہرگز ایں پیشہ در ایام تو نتوان آموخت
آں ہمہ غمہ جادوئے تو آساں آموخت
آں شکاری زدن از تیر النحال آموخت

تا خطت ریختن خون مسلمان آموخت
شاد باش آں لب شیریں چہ خط خوش دارد
مقبری تولب خویش توئے دید آخر
گفتیم دل بجدائی نہ و صبرے در پیش
سحر ہائی کہ بدشواری از اں آموزند
غمزہ تست کہ خمتت شکارے زوش

۷

حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر
دوش نونا لہ از مرغ سحر خواں آموخت

۹۶

قوت گرفت قاعده دل ر بود نت
کا هیش گرفت روز بروز از نزد نت
به زانکه روسیه زیم از دو بود نت
از شرم روئے می نتواند نمود نت
چون سوختیم باز نمک حسیت دنت
جز بر سرم نباشد تیغ از بود نت

بنمائے روئے خود که بیک رو نمودنت
ماه نوی تو بر فلک نیگوئی که بدر
هستیم نیست شد ز تو چون مه آفتاب
گویند پشت این طرقت آفتاب را
بر قهر من هنوز بدندان گری لبست
بهر دلم کنی همه ز جسم زبان عجب



افسانه شد حسن ز تو یاری ندید او
اگر رنجته بود بفسانه شودنت



سرور آل قامت رغا کجا ست
پایه بالاتر شود بالا کجا ست
جنت الفردوس آتما کجا ست
عید رابستو پُر از حلوا کجا ست
آپچناں در دهره کجا ست
ایں محل دل را بود مارا کجا ست

باغ را آل صورت زیبا کجا ست
سرور اگر چه ز نو خیزان باغ
روے او ماهیت ماه عید نے
ماه راحت پر از لولو که دید
شورش در یاد جوشش بر حقت
دوش دل در پائے زلفش جان شامد



کیمیائے وصل او بسیچوں حسن
جستجوئے میسکنم اما کجا ست



مشاک ختن بو که تو داری نداشت

ماه چیں رو که تو داری نداشت

غنچه بصد پرده پوشید روے ماه نو اندر ہمہ روئے فلک تہنیتے گو کہ بچندیں جمال اکعبہ کہ سر با ہمہ در طوق است گیسوئے او حلقہ از آہن است	زانک چنان رو کہ تو داری نداشت این خم ابرو کہ تو داری نداشت چشم چو آہو کہ تو داری نداشت حلقہ گیسو کہ تو داری نداشت سلسلہ از مو کہ تو داری نداشت
---	--

۴

بیچ کسے شد حسن از خوئے تو
بیچ کس این خو کہ تو داری نداشت

۹۹

میر تو اندازہ تقسیم نیست
ہر کرا ہمہ تو باشی بیم نیست
این سعادت در ہمہ تقویم نیست
نیر اعظم بدیں تعظیم نیست
وجہ زربید انہم گریہ نیست
حکم سلطان را بہ از تسلیم نیست

بندہ را تدبیر جز تسلیم نیست
رہ اگر بر تیغ یا بر آتش است
اقصرم روشن شد از خاکِ درت
نور رویت را تجبلی خواند عقل
در چراغ آشک خوں از روئے زرد
چون کفہ سلطان عشق را حکم کرد

۹

نکحہ عشق از تو آموزد حسن
گرچہ درس عشق را تعلیم نیست

۱۰۰

خط تو خضرست یا آب حیات
سنگ دکان گیر و چو پند نبات

علت از کاست یا خود از نبات
گر بہ پیش لعل تو لاف ز مند

سرگفت استاده ام در بکیت
 اے رخ تو بر بساط آسماں
 طرہ از رویت نمی گردد جدا
 مشتبہ کردست قبلہ چہند بار
 از دہانت نیم دشنائے پنجش
 عارضت ہر سال یکشب در جہاں

راستی بر قول خود دارد ثبات
 شاہ انجم شد بچارم خانہ مات
 کافراں را نیست از آتش نجات
 طاق ابروئے تو ام عند الصلوات
 واجب آگنج خوبی را زکات
 دادہ وجہ روشنائی را برات

۱۰۱

اگر تو وعدہ میکنی بر من وفا
 چوں حسن جان نخست بعد از وفات

۱۱

ساقیا آں جام جاں پر در کجاست
 راحت از بادہ طلب نے آسماں
 چرخ را در اصل چوں خلقت کج است
 گردش ایں آسیا نظارہ کن
 جرمہ کردست تو افتد بر زمین
 آں رکوع بلبلہ با ذکر قل
 بود یا پوئشاں شما افسون خویش
 مدتی باشد کہ ما ہم صحبتیم
 ز ہمتاں فسق از دل ما کم نہ کرد
 ز آنچه گفتی وہی گوی ہمسوز

کز دروں و از بروں کجیہ صفاست
 وعدہ لے آسماں پا در ہواست
 دور کج رافل کج آید نہ راست
 جور بردانہ فروش از آسیاست
 خاک او ہفت آسماں خون بہا است
 زان بچوے بہ کہ تسبیحش ریاست
 ہر چہ میخوانید بر بابور یا است
 اگر بصحبت ما اثر باشد کجاست
 فسق ما حکم تراز زد ہماست
 توبہ کن توبہ پذیرندہ خداست

۱۱۲

۱ حسن بیکہ پرین خدا لاں کمن
از خطا حجت ہی سازی خطاست

۹

سرم چوں زلف زیر پائے تو پست
تو زلف افشانی او زین عقد است
ولی میس دارد ابروئے تو پست
بگو شیشه ز طاق افتاد و شکست
کنوں در بر همه عالم تو اس ببت
چو صبح آمد نشاط از سر کندست
گل اندر پیش و گلگون بادہ در دست
میان صبح و شب کیفیست بہت

منم یارب سر زلف تو در دست
بر بند زلف تو جاں بود در ہستم
فلک در کار من یک عقدہ ندارد
ولم ز ابروئے تو و اما ندہ چوں شد
چو سر در کردی اندر کلبہ ما
تو چوں طالع شدی جاں تازہ تر شد
چہ خوش وقتست و رفت صبح کاں
زار روشن شود کینیت صبح

۱۰۳

۲ حسن دولت ز اہل صبح بھجو
بہیں نوع از شب محنت تو اس رست

۷

واں گل کہ بنرو میکند از گلستان کسیت
کاں آفتاب شب مہ آسمان کسیت
واں تیرہا شناختہ ام از کمان کسیت
آں چشمہ حیات ندانم کہ جان کسیت
آں ترک نیم مست خوں آلودہ کسیت
درہ چنین پیام لطیف از زبان کسیت

بازیاں یکجہ نہال تو از بوستان کسیت
یارب منجہ برساں تلمہ پر کشش
ملخوں شد از کرشمہ ابروئے دلبران
دانم کہ بہت کشتہ چشمش چو من ہزار
شہرے بخل ویدہ خود غرق شد تم ام
اے باد بیک سو سن تازہ توئی اگر

۱۰۴

نظم حسن چو دید فلک باز ماند گفت
رخت غریب می نگرم از دکان کمیت

۴

مرا از زلف تو موئے بُند است
ز راحتها که هست اندر دوزلف
چو شکر میکشی بر قلب عشاق
ز غم و جنگ ترکانه چہ آری
من ار روئے سلامت را نہ بینم
حسن گر طالب حبل الیقنی

فضولی می کنم بوئے بُند است
دو عالم را سر موئے بُند است
صف مغلوب یا موئے بُند است
ہم از خال تو بندوئے بُند است
سلام از کور روئے بُند است
ز خواباں تا رگیوئے بُند است

۱۰۵

و گر محراب خواہی بہر طاعت
ازیشاں طاق ابروئے بُند است

۵

اندر غم تو ام سرو ساماں چہ جفت
جانافذائے دوستی تست جان بن
عشاق روئے تو بہماشا نے روند
یک چشم ز لب تو دہد عمر جاوداں
ہر کہ بتور سید رسیدش ہر مراد
خیز لے رقیب بر در خواباں چہ شہ

چہل در دم از تو باشد دریاں چہ جفت
عاشق بدست زندہ بود جاں چہ جفت
مرغ بہشت را بگلستاں چہ جفت
چنیز حدیث چمن حیراں چہ جفت
کشت رسیدہ را غم باراں چہ جفت
درائے آسماں را در باں چہ جفت

۱۰۶

حاجت گر حسن در راحت رسان
امید کز دلت برسد آل چہ جفت

۶

<p>ساقی بیار بادہ کہ جاغم بہ بندت امروز ماو سایہ بید و سماع و مے عاشق ز دیدہ گریہ خویش کشاد باز اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم کردم شمار اشک و خجل مانده ام ہنوز چندین برائے حکم سیاست شتابیت</p>	<p>مست تو بید لے کہ بجان سمندت ہمایہ را بجو کہ نہ ہنگام بندت اے شیخ این بلازلب لبش خندت بر ما ہر انچہ میرود از نقش بندت کال لعل ہانہ در خون لعل سمندت آہستہ ترک گردن و پا در کندت</p>
--	--

۷

گفتی حسن بلند سخن شد روا بود
 کال غدیب عاشق سر بلندت

۱۰۶

<p>واں سر و جو بیار جوانی بہار کمیت تا مشال مراد جہاں کنار کمیت کیس لعل تر و لولو تازہ شمار کمیت واں ترک شیر گیر کسے شہسوار کمیت باے یکے پیرس کد این کشتہ یار کمیت اے ست عہد ہم تو بگوئی کہ کار کمیت</p>	<p>اے نقش کار گاہ لطافت ز کار کمیت مارا کنار اوست مراد از ہمہ جہاں دید اشک من غماں نخشد و گفت ہم مست آمدست تا سخن آوردہ بر دلم جانا بوقت شستم از پر شستہ زلف گفتی کدام سنگدل از عہد تو نگشت</p>
---	--

۷

ز بہار بر حسن بکنی جور اے فلک
 بر تو مقرر است کہ در زینہار کمیت

۱۰۸

چل جمال تو ایچ بتان نیت	چل تو گل در مہ گلستان نیت
-------------------------	---------------------------

مه که او نور می دهد چندان
ان چه زلفت و ظلم کردن او
توبیا گردم رود گو رو
خط کشیدی و من شدم عاشق
دوش دیوانه چه خوش می گفت

در حضور رخ تو چندان نیست
ما همه میکشیم و پایا نیست
رنج من از دست از جان نیست
راستی عشق مشک پنهان نیست
هر که عاشق نیست ایمان نیست

۱۰۹

ای حسن ای چمن نویسی باز
قلم آهسته دار فرما نیست

۹

ای ز جام لب ت جهان مست
دلکے داشتم چو شیشه صاف
چشت از ظلم زلف آ که نیست
خال تو بر رخ جهاں امروز
با تو این خال زلف گفتن نیست
تو ازاں عالمی که بر در تست
گر نه بیند و بر به بیند تست
غنچه گیرم که رخ فرو پوشد

رفتم از دست گر نگیری دست
زلف میگوینت زور کرد و شکست
حال شب را خبر ندارد دست
هندوئے آمد آفتاب پرست
روئے انصاف چند باید خست
سر هجده هزار عالم پست
گفت و گویی تو تاقیاست هست
دهن لببلا که خواهد بست

۱۱۰

از حسن گر کس است خواهد حلق
او نخواهد مگر ترا پیوست

۹

هر که در عشق بانیفشرد دست

سر خود در حساب نشمر دست

موم کالتش نیافت افسر دست
گلستانِ حیات پُر مردست
دست فریاد بر فلک بز دست
خاصه اکنون که مادرش مردست
ان چه دایم فریب گستر دست
ہم بریں یک سخن بیازر دست
بازرگاں ہمیں قدر خردست

ہر کہ عشقش نہ بخشت ناچختہ است
بے نسیم شمالِ خواں
دل کہ صبرش زدست بیرون شد
نوحہ گر را کہ باز خوابد داشت
حرک من ہیں کند ناز کشاد
دوش گفتم کہ چندم آزاری
بندہ را حد ایں عتاب نہ بود

۷

عاقبت سرفدا کند تنش
زانکہ مردانہ پا بیفشردست

۱۱۱

اطراف گل از بنو سیراب بیدارست
روزے کہ کمر بند و خورشید بجز است
در فہم عطار و نرسد کان چہماست
واللہ کہ ہنوزش بسر و دیدہ ماجاست
ایں آتش دیوانہ ہم از خانہ ماخاست
نیکو شملت آنکہ ہم از است کہ راست

آں شوخ و بتاں کہ گلستانِ دل است
آں ترکِ خطا آورہ کماہست گرفتہ
خطے کہ بگردست سر خویش کشیدست
گردیدہ مارا ز سر با بدر آرد
دیوانہ اوشد دل ماز و گنہے نیست
مے بگذرد آب مژہ مارا سرما

۹

بیار غزلہائے دل آست حسن را
آئے سخن سوختگاں جلہ دل آست

۱۱۲

گر مر جتہ کنی بسندست

دل در جو کس تو دم دمنست

صدره بجهد ولم زدنت
از زلف تو سرچو نه تابد
از شادی گرد گشتن تو
کشتی بگرشهای ابروت
بابنده سخن چه تلخ رانی
از سپیحو تو دل پسندایه
سردی تو ام زیاں ندارد

آں زلف دراز پائے بندست
آں صید که عاشق کندست
آں رقص نگر که در سپندست
آں ترک کمانت بس بلندست
ز آن لعل که خواجه تاش فندست
آں پاسخ سر و ناپندست
سر پائے بهار سودمندست

۱۱۳

در مانده حسن چو پند شنید
این یک سخنش هزار پندست

۶

آں شوخ بران عده کمی داد نمادست
آں باد بگویش که دنامه نه سیه
صد بار بگفتی که زیادم نه روی تو
در بردل من تا سخن آرد تو بگویش
بشکست خزان غم تو باغ وجودم

داند دل بیدار گرش داد نمادست
اگر یک نداری چه شود با دانمادست
بد بختی من کال سخت یاد نمادست
یک خانه دران ناحیه آباد نمادست
آں سر که دیده بدی آزاد نمادست

۱۱۴

چون عمر سر آمد حسن از عشق غنا یافت
که گل چه کند خانه که بنیاد نمادست

۷

نکار من که بخارا و غار گرفت و گشت
ره تجر و رسم رضا گرفت و گذشت

گرفت گیسوئے خود پس گذاشت تا برین
 هزار دل چو دلم دوخت چشم او آں دم
 بتا توئی که دورنگی دلت بیکبار
 رعنوتی که مرا در سراسر هم با تو
 مرا زور گرفتی بمرحمت بگذار

چشم مکاره و زور دگر گرفت گذاشت
 که تیر غمزه خود سوئے ما گرفت گذاشت
 در دهن سینہ طریق صفا گرفت گذاشت
 بخواهم آید و یک روز پا گرفت گذاشت
 که پا دشاہ بے صید را گرفت گذاشت

۱۱۵

دل ضعیف حسن را که زلف تو بگرفت
 گرفت و بست بزنجیر یا گرفت گذاشت

۷

دوتاں در سرم امروز ہوئے دگرست
 روشنائی دگر یا فستم اندر دم صبح
 اے تنک دل کہ تو از داکن جاں متریکی
 از من تو سخن اہل حقیقت ناید
 من خود آنش کہہ مخنستم و دلبر
 خط مشکینش دل خوش شدہ یاد ہم کرد

کل امید مرا ہوئے وفائے دگرست
 دگر کہ خواستگان صفتی صفائے دگرست
 مروں اندر نظر دوست بقائے دگرست
 مرغ آں باغچہ را با نکتہ وفائے دگرست
 و مہدم در حق این غمہ رائے دگرست
 زلف در ہم شدہ آں باز بلائے دگرست

۱۱۶

چند سچی حسن از عقدہ زلف خواباں
 کیس سر رشته کہ ضبیہ زجائے دگرست

۸

بازم از چشمہ این چشم کہ باباں بدست
 در جدائی تو شرمندہ ہمسایہ شدم

بار عشق تو گراں تر شد و باباں بدست
 کہ زنا لیدن ز ارم ہمیشہ بیدار

باز شوق تو زد اندر من خاکی آتش
بارضائے تو توان راہ ریاضت رفتن
کشتے از طرف رحمت خود کن روزی
ہر کہ در کوئے تو شد عافیتش خواہ بود

گر چہ آتش زنی آتش من گلزار است
در نہ ہر تار ازین خرقہ امن زناست
طلبہ ہچو توئے از چو منے و شوار است
ہر کہ در خلد رود عافیتش دیدار است

۱۱۶

اندک اندک صفت حسن تو بر خواند حسن
اندک کے گریہ پذیری تو ہاں بیار است

۵

اے ماہ بیا کہ روز عید ست
عیدے کہ حضور تو نباشد
قربانت شوم کہ بر در تو
بر خاک رہت کچھ تیسیم

غوغائے فراقیاں بید ست
دور از ہمہ حاضران عید ست
قربانی را ہزار عید ست
ہر جا کہ قدم نہی صغید ست

۱۱۸

گفتی کہ حسن موؤب آمد
او خادم شیخ بوسعید ست

۷

دل کہ درو چاشنی سوز نیست
حال صلاحیت صبرم پیرس
غمرہ خواباں صف جال می درد
ترکش آں ترک جگر خوارہ را
اے دل ناپختہ بے نقش بسوز

محرم اسرار دل افروز نیست
انچہ کہ دی داشتم امروز نیست
عقل دین معسر کہ پیر نیست
نیت خدنگی کہ جگر دوز نیست
خام بود ہسر کہ دوز نیست

ابجد عشقش تو چه دانی که چیست عشق چو تر آں صبی آموز نیست

۷

دم مزین از صبح وصال ای حسن
چونکه شبست را اثر روز نیست

۱۱۹

دل بداغ یار من بهتر چو با من یار نیست
خوش دلم دارم که دروے بخزیم دلداریست
بر درش با آنکه نبود بار بار بگذرم
کاشکے ایں بار خود گوید که بگذر بار نیست
گر زند هر جانے چوں آفتابم تیغ تیز
گو بزن از جانب من ذره آزار نیست
بس خوشست این مجلس اریارم در آید خوشترست
آنخ شیریں جوئے شد با جوئے شیریں کار نیست
تشنه دیدار یارم چند گوئی از بهشت
من نہ باشم در بهشته کا ندرو دیدار نیست
وصل میگوئی قدم از کوئے هستی باز کش
کیما در حقت رغبت در بار آزار نیست

۷

آنچه من دارم درون سینہ از تر حسن
چوں برول اندازش کا ندازه گفتار نیست

۱۲۰

نقش تو دریں دیدہ خونبار باست

مبادل بکند تو گرفتار باندست

عقل که به نیک بدمن داشت نصرا
 پدارا بگلستان وصال تو رسیدند
 این خرقه که میروز بریں سوخته دیدی
 چندانفته بودم که بهرست افشیده است
 اگر مخلص جانیت که تیرش بدل

در نوبت خوبی تو یکبار بماندست
 دامان من آویخته خار بماندست
 سالیست که در خانه خار بماندست
 آتار نماند از من پندار بماندست
 هم ذوق نظر هست که سوزا بماندست

۱۲۱

برگفت حسن رو تو ازین پیش که گویند
 گوینده رواں گشته و گفار بماندست

۶

لعل لب تو مد جان ماست
 لای که کشیدی طره چون دور باش
 جسد همی پیچی و جان می بری
 با همه آمیزش و با ماست ناز
 خوی تو گیرم که همه آشت
 اگر نه نمائیم رخ به چو عید

کفر سر لعل تو ایمان ماست
 دیده بدل گفت که سلطان ماست
 این همه بیجا کت بر جان ماست
 این نه زخوی تو ز حرمان ماست
 روئے تو آخر نه گلستان ماست
 این قدرے گوئے که فرمان ماست

۱۲۳

هر چه که هست آن حسن آن است
 ده تو نگونی که حسن آن ماست

۶

بحواله الله که مرادوش از غمت خواب آمدست
 خواب چوں آید که چشم غرق خواب آمدست

خواب را ظالم همه گویند افسانه است این
 چشم خواب آلود تو ظالم تر از خواب آمدست
 هیچ کس را از نکور ویاں نه بینی دل سپید
 گویند که گرو سرخست این که نایاب آمدست
 دل بایرون تو پیوست آن هم از دیوانگیست
 دور کن از غول و ضحک و ده بخراب آمدست
 خوشتر از خط و بیراں شد سواد زلف تو
 خوش توان خواند ارج در غایات الطاب آمدست
 پیش تو خواهم شوم کال زلف را تابے دهم
 زان مثل ترسم که در حق رسن تاب آمدست



برد عشقت کشاید بار معینها حسن
 اگر چه مصرعیت آن نیز اندرین باب آمدست



چه چاره سازم که رسم چاره سازی نیست
 چنانکه دلبریت هست دلنوازی نیست
 وگرنه راه امیدم بدین درازی نیست
 جز این سخن شنوی آن سخن نمازی نیست
 حقیقت غم عاشقی مجازی نیست
 میان ما و شما عشق هست بازی نیست

ترا بکام دلم هیچ دلنوازی نیست
 دلم به بردی و منواختی هزار افسوس
 برای زلف تو ام داشتت سرگردان
 مرا چو قبل توئی در نماز گراما
 طریق سهل میست در عشق بازی را
 مگر تو زید هست کال بزرگ گفت

۱۲۴

حسن چو دصف عشق آمدی ز سر بر خیز
کہ بے سریت دریں راہ سر فرازی نیست

۶

عاشق شودیدہ کار از سر گرفت
پردہ از روئے سلامت بر گرفت
عاقبت دیدم کہ ناگہ در گرفت
عشق خواباں پا بہ بالا گرفت
ایں یکے غرقہ شدایں گوہر گرفت
بُت رہا کردو دربت گرفت

ماہ من چوں طرہ از رخ بر گرفت
مطرب عشقش نوائے ساز کرد
آتشی در دل نہاں می داشتم
عقل گر با بر سر عالم نہاد
خوٹہ زد ہر کس اندر بحر عشق
بُت پرستی را ہدایت روئے داد

۱۲۵

در حسن ہم ایں صفت بینم کہ او
دل بداد و دامن دلبر گرفت

۵

سلطان ہفت چرخ تو عید نوشت
اے ظلم پیشہ خار منہ بردہ نوشت
اے آنکہ خوب خوب پیش تو زشت نوشت
بگذر بخت زار کہ زارست حال کشت

جانم فدات اے پری آدمی سرشت
رخ چوں درخشست برو خط چہ می کسی
گل را صفت کنم مدو غور شیدا را
تخم امید کشتم و تو ابرو رستم

۱۲۶

بخت آں بود کہ بر دل نیکیست بگذرد
یاد حسن شبے کہ نہد سر بہ نیم خشت

۹

خار خار غمت جگر خوارست

اگر چہ روئے خوش تو گلزارست

یوسف من بہائی خویش بگوئے بوالعجب مذہبیت مذہب عشق نفسے میسنم بدشواری دل بردی و بر شکستی نیز ما خطائے نکرده ایم و لے مست باز احسن تو ہر روز ہا کہ شد طلقہ زلف میگوئی	کہ ہمہ عالمیت خریدارست ہر کہ توبہ کند گنہگارست گلہ کردن ہم از تو دشوارست کار ما دل شکنکارست خوئے بدرابسانہ بیارست تیز تر این چہ روز بازارست کبہ ما دکان خمارست
--	--



نا لہا میسکند حسن چہ کند
بلبلے در نفس گرفتارست



سرے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت یارب ہمیشہ بر سر من پائیدار باد بکشا دیر غمزہ و لیکن نزد مرا گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چل رکاب گفتم سگ خودم خوں چوں داغ منہی من صدوائے زار کشیدم ز دل چینے	صبح سعادتست دم از من دریغ داشت آں ابر رحمتی کہ غم از من دریغ داشت آں تیر غمخور ابدم از من دریغ داشت آں شہسوار من قدم از من دریغ داشت داغم نہاد و آں کرم از من دریغ داشت او یک نوازش تسلیم از من دریغ داشت
---	--



فالے ہمے ز دم من از روئے چوں حسن
فال حسن نگو کہ ہم از من دریغ داشت



دلم بروی و سامان کار پیدائیت	کدام دل کہ ز دست غم تو شیدا نیست
------------------------------	----------------------------------

<p>گر تو حل کنی این مشکلات نامر خود دلم بیاد تو فایغ شد از غم کونین رسید شکر در دو گرفت کشور جاں تمام عمر مرا صرف شد بفواصی مراز جائے تو ہر جان شاں ہی پسند</p>	<p>وگر نہ روح قدس مرد این نما نیست در آں دیار کہ فرمان تست غوغا نیست هنوز گردش ہنشاہ عشق پیدا نیست در سہمے طلبم کاش سیج دیا نیست کجا است جائے تو آنجا کہ جائے رجا نیست</p>
---	--

۷

حسن بکچ دل عاشقانت یجویہ
 محل گنج ہفت است آشکارا نیست

۱۲۹

باز گرد کوئے یار بے وفا خواہیم گشت
 او بلا سوزست و ما گرد بلا خواہیم گشت
 یار اگر چو گاہ زند تا حال ما اہستہ کند
 ما چو گوئے وقف میدان رضا خواہیم گشت
 چند مدح مصلحاں گوئیم و مدح مضداں
 تو چہ پنداری کزینہا پار سا خواہیم گشت
 از نوائے عشق گریبانگے با خواہد رسید
 تا قیامت ما بریں بانگ نوا خواہیم گشت
 دوشں عہدے شد کہ اندر قصہ ما گردیم بیش
 مطربا یک صوت خوش رو کہ ما خواہیم گشت
 روز محشر گریبا طفاک طے خواہست کرد

ذره وار از مهر خویاں درخواہیم گشت

۹

ہرچہ از معشوق تشریف جہا خواہیم یافت
چوں حسن از دیدہ مشغول دعا خواہیم گشت

۱۳۰

بادے ز عرصہ چمن از من دریغ داشت
وانگہ نسیم پرین از من دریغ داشت
چوں او خیال بخش از من دریغ داشت
او در ہمہ محل سخن از من دریغ داشت
دریغ فروشم رسن از من دریغ داشت
آن ترک را کہ تاختن از من دریغ داشت
آں بو آرزوے من از من دریغ داشت
زین درد مردم کفن از من دریغ داشت

ان گل کہ بوئے خویشتن از من دریغ داشت
یعقوب وار نرگس چشم سفید کرد
محض خیال باشد امید وصال یار
دیدار جنتش سخن بے محصل بود
اندر نظارہ ذقن و زلف غنبریں
من خود بطوع و رغبت خود میثوم اسیر
بخشاد تیر غمزہ و لیکن نزد بمن
گفتم ز بربر دامن درد خودم بپوش

۶

من عشق تا ہماشش فرستادم اے عجب
او یک قصیدہ حسن از من دریغ داشت

۱۳۱

میمدہ کز ہمہ شغلم فراغت
کہ امر وزم ہوائے جوئے باغت
ولیک از زخم شاں صد جائے باغت
منہوزاں بادا اندر دماغت

بیا ساقی کہ گل بہمان باغت
نشان تو بہ از من کمتر کج جوئے
اگرچہ شستہ ام دل ازبتاں پاک
اگرچہ خستہ ام از یادہ چوں باد

حدیث من حدیث بک و زغست
برو غم سر بسر پر کلا غست

نه اہل خرقہ نہ اہل خرابات
چو بینی اندرو غم پر طاؤس

۷

حسن دل راز قف درد می سوز
کہ آں شہبائے عاشق را چرا غست

۱۳۲

چند با مادل گراں کردن اگر از سنگ نیست
چند ازین زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست
نالہ ماد عسیم تو بگذرد از اوج چرخ
چرخ را با ہفت پردہ حد این آہنگ نیست
عقل با سرمی نہد بر پائے عشقت چوں کند
مور مسکین راز تعظیم سلیمان ننگ نیست
کعبہ وصل ارچہ ہست از ما بصد فرسنگ دور
گر تو ہمرہ میثوی و اللہ کہ یک فرسنگ نیست
خیز تا با سبزہ دگل ذوق گیریم از سماع
غلغلے از نائے بلبل بس بود ارچنگ نیست
جز سید کاری نکردی تا سیاہت بود موئے
چوں سپیدت شد کنول بعد از سپیدئی ننگ نیست

۹

چند بینی اے حسن در گل رخاں سبز خط
چوں نیکو تر بینی آل آئینہ ہائے زنگ نیست

۱۳۳

خرد رخت فضولی بار کرد دست
 کہ گل را صبح دم ہنیا کرد دست
 مرا مرغ سحر بیدار کرد دست
 کہ با ما عسریہ بسیار کرد دست
 و بے یک دو قدح در کار کرد دست
 ندامت از کجا افکار کرد دست
 خط خونریزہ با خود یار کرد دست
 کہ این شوخی نہ اول بار کرد دست

مے دوشینہ درین کار کرد دست
 بیا ساقی مے گلگوں پدید آر
 چہ منت می ہند بر من مؤذن
 در آمد اینک آں ست ثناء
 اگر چہ دوش از می توبہ می کرد
 خصومت بادل افکار من داشت
 چہ خونہار یزدآں لب خاصہ کنوں
 دلا چندیں چہ نالی آخر ازوے

۷

حسن منکر نیارد شد ز عشقت
 کہ پیش عالمے اقرار کرد دست

۱۳۴

از حال دل بخیانت خبرے نیست
 چیزے کہ مرا با تو بودا گرے نیست
 زان رو کہ مرا جز در تو ہیج درے نیست
 کمتر مکن از جرحہ اگر بیشترے نیست
 جہالت چکنم تیر اجل را سپرے نیست
 بردل شد گال عیب فتن ہرے نیست

اے دوست ترا بر سر و قدم گذرے نیست
 گفتی بگلستاں رو و در لالہ و گل میں
 اے من سگ کوے تو من سگ جفا یم
 زان می کہ لب ت غور و نصیب من مسکین
 پر ہینر میسر نشد از زخم کہ زد عشق
 اے خواجه عاقل تو دل خویش نگہ دا

۷

سر در سر سوداے بتاں کرد حسن باز
 اے خاک براں سر کہ برود در سرے نیست

۱۳۵

خط تو تا برات حسن بنوشت
ز تو در غنچه پنهان شد گل آری
ز روے روشنت آتش جدا ماند
نیاید مسجدم از عاشقان صبر
غیب گفت مصممون دل خویش
شهم از دولت او خوش گذشتست

گل نو پرده بر عارض فرو بهشت
ز روے خوب رو پنهان کند زشت
از انست این سیه زوئی در آفت
نیاید هیچ وقت از لولیا کشت
یکے آن حرف تضمین کرد بنوشت
ز غم بسترده زانده بالشت

۱۳۶

حسن خاک درت از دیده تر کرد
مگر زان گل نبی در گور او خشت

۹

غمّت امروز عکسار منست
گر ندارم ز محسوسان روزی
هر نفس پیرهن دریدن صبح
تا بخاشش نه افگنی ز بهار
چرخ در خون من کمر می بست
اگر اسیرم کنی و گر بخشی
گر تو یک روز در میاں آئی
همه عالم اگر خنراں گیرد

عشق تو عیش روزگار منست
شب تاریک راز دار منست
اثر ناله های زار منست
دل پر خون که یادگار منست
چشم شوخ تو گفت کار منست
اختیار تو اختیار منست
همه مقصود در کنار منست
روے خوبے تو نو بهار منست

۱۳۷

گر حسن را نمی کنی یاری
وقت آخر بگو که یار منست

۷

اے ترک تندر رفتہ زبا یکڑیاں باہیت رفتی دے نہ ایستاد آبِ رواں چشم اے برہلاک کردہ غمان و رکاب گرم غمہای کہ مہ بکاہد بر بام خود برآ پروانہ وار در قدمت اوقادہ ام اے آنکہ آمدی بسر کشتہ ہائے غولش 	بر آب چشم مانظرے کن ازاں باہیت آخر یکے نظارہ آبِ رواں باہیت یک شہر دست مینزدت بر خال باہیت ورنج سرو خواہی در بوتال باہیت تو شمع عاشقانی و در کار شاں باہیت اگر ہست اتفاق دعا یکڑیاں باہیت
--	--



در کارِ دلبراں حسن از دیدہ دل بنہ
 ورنیز کارے افتد باجاں بجال باہیت



زفتہ در دل سنگیں تو چہاست کہ نیست
 بہر کردی دعوئے خدا گواست کہ نیست
 جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تو اں گفت
 ز نیکیوں، ہمہ ہست وہیں فہاست کہ نیست
 در تو کعبہ مقصود داد خواہانست
 برائے آلِ ہمہ بازو برائے ماست کہ نیست
 ہمہ غمت و ہمہ درد حاصل عشاق
 ازیں متاع دیر قائلہ چہاست کہ نیست



کنوں کہ جائے گرفتاری در دل جان حسن
 بسین کہ داغ غم تو کدام جاست کہ نیست



نرمی زلمع سلسلہ ہویاں قریب نیست
کاں کز حبیب گم باشد حبیب نیست
محبوب را زیچ چراغ نصیب نیست
اگر یار یار باشد ہم رقیب نیست
اگر کوہ از فراق بنا را عجیب نیست
اذاذہ منجسم وحدہ طلیب نیست

از روئے خوب غمے مخالف غریب نیست
جاں می دہم در اندہ جانان و شا کرم
اوصاف عشق معرفت از مدعی پیرس
بلبل بباغ شد چہ غم از بانگ باغبان
چندیں چہ می کنند ز نالیدنم عجب
اصلاح طالع من و درمان در دمن

۷

آوارہ شد دل حسن اندر مولے دوست
آوارگی ز حال غریباں غریب نیست

۱۳۰

کو دل کہ در کشاکش عشقت خراب نیست
ایں کار بست کار مر و آفتاب نیست
بگذرند ما کہ مستی ما از شراب نیست
گوینچ لقمہ خوش مزہ ترا کباب نیست
ایں نال سوالهاست نیک ترا جواب نیست
اگر کعبہ میرویم دعا مستجاب نیست

کو دیدہ کز فراق رخ تو پر آب نیست
روزم تو بر فروز و شہم را تو نور بخش
اے محبت تو خیمہ بخمار حسن از دن
آں مینر باں کہ کاسہ مہیا ہمے کند
گفتی ترا چہ سوز و چہ شورست در سماع
بے حلقہ کند سر زلف نیکیواں

۷

ہر دُر کہ در خزائن دل داری اے حسن
آزنا بسک کلک کشیدن صواب نیست

۱۳۱

شورے اندر زمانہ افتادست

دلبرایگانہ افتادست

فقد ما کہے برو در پیش اے سلامت گزین سپر کردار مؤذن اندر صلاے حی علی یار آوارگی ہمسای خواہد چند گوئی ز حنائے کعبہ	اینکہ بر آستانہ افتاد دست تیرا بر نشانہ افتاد دست صوفی اما نشانہ افتاد دست رقن حج بہانہ افتاد دست کار بانحسہ خانہ افتاد دست
--	---



یکے از بندگان اوست حسن
کہ ز خوباں یگانہ افتاد دست



خاک پائے تو بہ از افسر شاہی دانست
آں بلا ملکست نامتساہی دانست
ہر کہ حرفے رسیدی و سیاہی دانست
خط غیب تو بریں دید و گواہی دانست
قصہ ما و تو شہری و سیاہی دانست
قدر من بندہ بدال ورنہ بخوابی دانست

دل غمت را ز کرہائے الہی دانست
بتلائے کہ بدو داغ بلائے تو رسید
جز رخ و زلف ترا در دل خود نقش نہ بست
جان من بندگی روئے ترا کرد اقرار
لے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاہ
بس نامدست کہ صحبت زمیاں برخیز



بحسن انجہ رسید از بدو از نیک ایام
نے ز تو نے ز خود از حکم الہی دانست



وصل ہر چند محالست تنائے ہست
سینہ را از غم دیرینہ دل سائے ہست

بامہ زلف تو مارا سر و سوداے ہست
دیدہ گرا ز رخ خوب تو ندید آسائش

نگذاری کہ سرت گردم و پائیت بوسم لب تو خواستم از غمزدوی نیش آئے خلق گویند دولت راز کجا صبر آمد اے کہ نظارہ دیوانہ نکر دی ہرگز	آخر این کار مرا بیچ سرو پائے هست ہر کجا فرض کنی خارے و خرطائے هست لے دل از صبر نشا تم وہ اگر جائے هست قدے رنج کن این سہے کہ رسولے هست
---	--

۶

دبدم تیرہ کن روز حسن را امروز
آخر اندیشہ کن امروز کہ فرداے هست

۱۴۴

اے کشیدہ چو یکے سرو سہی بالا راست قدغ بان جہاں است تراز قد و نیست زاغ را گرچہ ہند کبک کہ رفتن کڑ تاز ابروے کڑ خویش کماں ساختہ لے کمر بستہ چو بھڑا و مژہ کردہ چو تیر فکر خال سیات می پزم اے جاں چہ کھم	راست بر شکل نئی ٹیک نی با مارا است آئے این خلعت غیبت بدایں بالا راست نہوا ند کہ ہند پیش تو ہرگز پا راست من ہدف کردہ ام اندر دل خود صبر جا راست گوئی آں تیر عطار و شد آں جہز راست چو بیازار نی آیدم این سودا راست
--	---

۷

بر حسن ایچ گے نرم ندیدم دل تو
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگ خار است

۱۴۵

شب گذشتہ مرا از غمت چہاں بگذشت حدیث دروچہ گویم کہ شرح ممکن نیست بر آستین جناب رمال بیش کہ کار و	کہ مچ اشک من از اوج آسمان بگذشت در طبیب چہ پویم کہ کار از اں بگذشت باستخوان بر سید و زناستخوان بگذشت
---	--

<p>حکایت دل بیمار من چہ می پرسی نہ زیر پائے تو مردم نہ بر سر کویت نجد منت نہ رسیدیم و عمر آخر شد</p>	<p>تو دیر ماں سہلاست کہ آن فلان بگشت دریغ عمر عزیزم کہ را نگاہ بگشت ز کعبہ دور فدا دیم و کارواں بگشت</p>
--	--

۹

حسن ز حرف بلا خواست تاکہ در گزرد
ولیکن از خط تقدیر کے تو اں بگشت

۱۴۶

<p>چہ رویت آنکہ کوئی نہ بہارست بنقد امر وز با او در ہیشتم اگر ہر دو جہاں از پا در آیند خود مغرول و عشق اندر تصرف ہمہ سہم از لب میگون معشوق اگر قصدے کند زلف چو مارش بو سہم نامہ خود روز محشر گرم چو گاہ زند بر سر بزل گو</p>	<p>غلط کردم بہشت روزگارست مرا بانسیہ فدا چہ کارست چہ غم چوں پایہ عشق استوارست عسیر و نڈ دزدانہ رصاصارست مراستی و حاسد را خارست شکایت چوں کھم او یار فارست کہ از خط سیاہش یادگارست نہ این گواہ برے آں سوارست</p>
--	---

۷

حسن از چشم شوخ گوشہ گیر
ہنوز آں ترک مست اندر شکارست

۱۴۷

<p>لے چوں مہ نو آیت از نور سعادت گل برگ بریزد چو تو آئی بہماشا</p>	<p>چوں حسرت من چن تو ہر روز زیادت بیمار نیمرد چو تو آئی بعیادت</p>
--	--

گر میل کند نرگس مست تو بستان
این عقل من و عشق تو دانی بچه ماند
از زخم تو نالیدن و مرهم طلبیدن
روزے که تو در کشتن من دست براری

ما و لب میگویند تو نه زهد و نه اداست
رو باه که با شیر زند لاف جلادت
نقصان ادب باشد وستی ارادت
من سوے تو انگشت برآرم بنبهات

۱۲۸

اے اختر مقبل نظری بر حسن انداز
وین جله نحوست بدیش کن بسعادت

۷

در عشاق را دوا دگرست
دل فدا کردم آن کمال کش را
یار یاری کند اگر خواهد
در قیامت که حشر حشقی بود
ما بوی نگار زنده شدیم
ساقیا صاف اگر نماد چه شد

داغ معشوق راحت جگرست
زخم تیرش سعادت سپرست
قصه ما هنوز بر اگرست
هر که عاشق نبود او حشرست
حشر ما خود قیامت دگرست
درد پیش آر این چه درد سرست

۱۲۹

دعوی زهد کرده بود حسن
سخن مدعی چه مقبرست

۷

سر زلفت تو تابه پیچیدست
آن نه زلف مست روزگار مست
دل بگیوت چو سن بازے

کار این مبتلا به پیچیدست
که ز سرتاپا به پیچیدست
بکمند بلا به پیچیدست

طرہ گردِ رُخ تو پنداری	گرد گنج از دہا بہ پیچیدست
ترک من عشق سخت بازوے تو	گردن صبر ما بہ پیچیدست
باز کن فرش ناز کایں درویش	ز بدچوں بویا بہ پیچیدست



خواست جد ترا حسن بدعا
گر بے در دعا بہ پیچیدست



دل کہ باز آورده بودم ہم بدلبر بازگشت
مرغ جانم ہم ہاں سروسن بر بازگشت
گل بدعوائے رخس دامن کشاں آمد بلغ
از نجالت ہمچیناں بادامن تر بازگشت
گفت مشاطہ روم رویش بسیار ایم چہ ماہ
آفتابے دید بر بامے ہم از در بازگشت
دوش سلطان خیالش در دیار مار رسید
قلب ما بشکست منصور و مظفر بازگشت
اے طبیب من کجا رستی یکے گرد دلم
باز گشتے کن کہ آں بیمار از سر بازگشت
از لب میگویش یک جرعہ ہشتا قال رسید
ز اہد صد سالہ از سبجہ بساغر بازگشت

بینجر آمد حسن یک شب بکوئے یار خویش

۱۵۱

آستانش بوسہ داد و نیختر باز گشت

۷

غم و اندیشہ ما بے تو کم نیست
دل پر خون و جان خستہ داریم
خرد با عشق خواباں بر نیاید
ترا دیدم دل از جاں بر گزفتم
ولا صبر از ستم بر کار می دار
اگر سچوں قلم بر خط لیلی

گرت اندیشہ ما هست غم نیست
بدار الملک عشق این جنس کم نیست
بلے درویش مرد محتشم نیست
کہ عشق و عافیت ہر دو ہم نیست
رہ عشاق بے خار ستم نیست
ہند صدار بر محفل ستم نیست

۱۵۲

حسن گنج سلامت گیر و بنشین
ترا اندازہ ایں رہ و قدم نیست

۵

بتم کہ بادل من یار بود ازاں گشت
جہان حسن بدال بے وفا تعالیٰ شد
بوجہ طعنہ گفتم جفا کن چو فلک
ز بخت خود گلہ باز مانعے کردم

دل شکستہ بگشت از چہ دلتاں گشت
چو او بگشت تو گوی بہ چہاں گشت
ہمیں قدر کہ فلک گفتش رواں گشت
زمانہ نیز بہ بخت من ایں زماں گشت

۱۵۳

حسن گرد کنوں گرد دوستی کے
کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں گشت

۱۱

عالم عشقت جہانے دیگر گشت
آستان آسمانے دیگر گشت

<p>عقل را از دفر عشقت چه علم دوزخ اندر راه مستاقان تو عالم پر شد ز خاموشی من هرگز من در باطن من جان بود عشق ابروی تو خون من بریخت با بلاهای تو عادت گردیست درد و راحت در جهان بسیار بود جاں بدین یک بیت داستان کشتگان خنجر تسلیم را</p>	<p>آں در قہار نشانے دیگرست ہر شرارے بوتلے دیگرست بے زبانان را زبانی دیگرست خلق ظاہر را گمانے دیگرست وہ کہ آں تیر از کمانے دیگرست عافیت اندر جہانے دیگرست درد تو راحت رسانے دیگرست آکے آں گوہر نکانے دیگرست ہر زماں از غیب جانے دیگرست</p>
---	---



اے حسن سودات رحمت میدہد
 وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست



<p>نزد تیغ بلا ترسم و نز تیر ملاست اندیشہ کن کز دل با کشف خود راز در دیدن رویت اگر منع کند خلق تو بہ مطلب از من مسکین کہ در آفاق در گور برم از سر کیسے تو تارے میگفت صلات خوشے امروز مؤذن</p>	<p>باید کہ ازین ہر دو تو باشی سلامت قارورہ مانسکند از نگ سلامت برویدہ ہم منت و بر خلق غرامت ہرگز گنہ عشق نیاوردندامت تا بر سر من سایہ کند روز قیامت چوں قامت او دیدن باں ماند مقامت</p>
--	--

ایں طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵

نی برفت مبت در نظر و لاف کرامت

۵

مراں کا سودہ دل بے تو کسے ہست
 اللہ سار باں محمل مراں تند
 ننا لم گرچہ زارم می کشد یار
 اگرچہ دردلم روہ کردی لے یار

اگر بے خان ماں خواہی بے ہست
 لگہ کن کر ضعیفاں و ابے ہست
 ہماں قاتل مرا یاری سے ہست
 چنیں یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶

بیا دریا بے ساقی حسن را
 کہ در جام مراد او خست ہست

۷

نہست روزے کان لب خونخوار او خونریز نیست
 فتنہ عشقش کم از غوغائے رستاخیز نیست
 نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او
 با سرگیوش ہم سامان دست آویز نیست
 نسبت بالائے فغانش مکن با ایسچ سرو
 سرو را بالا خوش است اما بلا انگیز نیست
 عشق بازاں دیگرند و عیش سازاں دیگرند
 انچه در فرامی بینیم در پرویز نیست
 چند گوی از ہوائے نیکو اں پرہیز کن
 ہرچہ بیمار می عشق است اندراں پرہیز نیست

از خدا امید می دارم که فردا روز حشر
دست من ندهند مکتوبی که عشق آینه نیست

۷

تیغ جلادی چه آری از پئے قتل حسن
بیج تیغی چو سرترگاں غباں تیز نیست

۱۵۷

دل به او دادن بهی کار نیست
گر چه دل بردست دلدار نیست
داغ و دردت بلغ و گلزار نیست
ایں هم از بخت نگو نثار نیست
کال شغلے چشم خونبار نیست
باشد آں شب روز بازار نیست

دلبرے دارم که غمخوار نیست
من بدل بردن چسرا رنجم ازو
گلرخا! بے تو نخواهم باغ و گل
چند زیر پیرهن گردی نهال
لعل خونین ترا از ازاں دو ستم
گر سگ کوئے خودم خوانی شبے

۷

گیبوت را یاد دادم از حسن
گفت می دانم گرفتار نیست

۱۵۸

اگر چه پائے من از دست تو بریر گل است
هنوز دست بدامان عهد متصل است
خلاف کردی و بد کردی و خطا کردی
بیا که هر چه تو کردی ازین طرف بجل است
مرا که قبله جانم تویی چسره کار آید

بتے کہ درختن و لبتے کہ در چگل است
 دل مرا بتو کارے فنا چہ تو اں کرد
 شنیدہ مثل مردماں کہ کار دل است
 دریں جہاں و در اں با محبت تو خوشم
 ہوائے عشق بہر جا کہ ہست معتدل است
 اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے
 بہوے خوں بشناسی کہ ایں کلام گل است

۷

حسن اگرچہ نکرد دست در وفا تقصیر
 بدیں گناہ کہ بے تو ہے زید خجل است

۱۵۹

کو غناں تافہ ویں سوختہ در ذہال است
 اینت ساقی ز رخ و زلف مبارک فل است
 عجے نیست کہ یک فتنہ رویش خال است
 اندراں کوئی کہ سرٹائے سراں پال است
 وہ کہ بیمار من امر و زبے بد حال است
 اگر کسے زندہ کند کار ہاں قال است

دل بقہر اک یکے بستم و چندیں سال است
 رخ چو بخداو بیاراستہ و زلف چو شام
 من اگر والہ آں حسن دلاویز شوم
 من کیہم در ہمہ عالم کہ نہم پایے طلب
 نالہ زار کہ کرفے دلم آں نیز گذشت
 ترک خور زیرم اگشت طیبیاں چکنند

۷

در غمش جاں بلب آمد چہ تو اں کرد حسن
 من بریں حال فراں سوئے ہنو ذہال است

۱۶۰

سرفے کہ روں کرد در طرف چمن نیست
 آن غنچہ از باغ بہشت نیست
 در تنگی آن تنگ شکر حائے سخن نیست
 آن کیست کہ دیوانہاں بند رسن نیست
 زان اختر مسعود کہ در طالع من نیست
 دانست کہ این مرده نہوار کفن نیست

مشکے کہ کشد او بہم ملک سخن نیست
 ہر گاہ کہ خند و گل دلہا بکشا ید
 می گفت نگنجد سخن اندر دہن من
 بند ددل دیوانہ مادر رسن زلف
 لے خواجہ مخجم چہ شد آخر خبر سے دہ
 برداشت ز من دست غمش پرودہ عصمت



پیغام فرستاد کہ رو تو بہ کن از عشق
 گو بر در گے حکم کن این کار حسن نیست



راحت مے ناپذیر بج خار از کجاست
 وہ اگر آزار نیست نالہ آزار از کجاست
 گر تونہ تیغ زن سینہ فگار از کجاست
 مہرہ بکف نامدہ آفت مار از کجاست
 آب جیہاں بلطف در تو غبار از کجاست

دولت ما گل نکرد محنت خار از کجاست
 یار ز من رخ تباقت گفت نیاز ز دست
 ترک من آخر بدار غمرہ خونریز را
 لب طلبیدم ز تو زلف بر افتا ندیم
 گفته بدی با تو ام بہت غمناک عجب



چشم حسن گر ز بخت بر سر کئے تو خون
 برد و دیوار تو نقش و نگار از کجاست



ندام چوں شود اے دوست حال دوست دارا
 مگر دولت کند یاری کہ یاد آید زیار انت

ازاں میگوں لب ت روزے نشد یک جڑھ ام روزی
 تو خوم نوش کردی نوش بادا و گوارا نت
 جاجوئی اگر بینی ججمع خرقة پو شام
 دعا گویم اگر بینم میاں بادہ خوارا نت
 توچوں غمزہ زناں پیدا شوی بیچارہ عقل دیں
 کہ حد این سپہا نیست دفع تیر بارا نت
 کسے بودے کہ بر سر لشکر خسرو خبر بردے
 کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارا نت
 تو لے شاہ بتاں گیسو بدستم دہ مگر با شتم
 بدیں درگہ کیے از جلد زنجیر دارا نت

۷

حسن را در عنت یکدم نمی باشد قرار آری
 بریں رفتست پیوستہ قرار ازین قرارا نت

۱۶۳

کندر موش این دل صد پاره کبابست
 شہرے کہ چنیں مست نیایش خرابست
 اندیشہ ہمینست کہ این رہ ہمہ آبست
 دایم و نگوئیم کہ این را چہ جوابست
 بگذر کہ مصلائے مراداغ شرابست
 زین باغ بہشتی کہ ترازیر نقابست

اے شوخ ترا دل لب شیریں چہ لبست
 مستت بیا دل لب میگون تو شہرے
 نندیشم اگر راہ بریں دیدہ کنی لیک
 گفتی ز بتاں سوختہ کیست کہ داند
 لے شیخ میا پہلوئے من در صف طا
 اے دوست گلچند بدیں سخن کاں بخش

۷

وانند کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن
 بے روئے نکو دار چناں دار عذابست

۱۶۴

اگر شیریں تویی شکر کد است
 کہ می گوید کہ می خوردن حرام است
 من آن سر را کہ بر بالائے باست
 اگر تو روئے بنمائی تمام است
 طمع برہم چہ خواہم بہت ناست
 ازاں علوا خبر دہ تا چہ ناست

لب شیرینیت را شکر خلاست
 اگر ساقی تو خواہی بود مارا
 مہ نو بر فلک بیسند خلق
 شب ہفتم کہ مہ نیمہ نماید
 برت چوں سیم و زلف تست چوں عمد
 اگر ہاں بخواہی صوفیاں را



عزیزان از حسن صحبت مجوید
 شہار حلت کیند اورا مقام است



یا بشمشیر غمت آوارہ نیست
 عقل را ز حمت مدہ این کارہ نیست
 اندرین غم جز غم غم غم غم نیست
 با سر پایان این نظارہ نیست

کو دلے کرد دست تو صد پارہ نیست
 سر عشقت از دل عشاق پرس
 خواہ گشتم در غمت طرفہ ترانک
 آفتاب از کوہ جلوه می کند



با حسن گوئی کہ بے من صبر کن
 صبر بے تو حد این بیچارہ نیست



فسوں خوانی و خود نمائی نساخت
 دو بیگانہ را آشنائی نساخت
 قدح نوش را پار سائی نساخت

مراد غمش پار سائی نساخت
 خرد منکر از عشق و عشق از خرد
 بمیگوں لبش حسرتہ در با ختم

دل دین و جان پیش کش کر دش	تو انگریز بے نوائی ساخت
چہ آرام لے دو شاں از طبیب	کہ آزرده را مویائی ساخت
شکایت ز خورشید تو حیه نیست	اگر بوم روشنائی ساخت

۷

بتر سید از قتل خوابا حسن

گدا طبع را یاد شائی ساخت

۱۶۷

گر پرده برکشائی ازاں روئے چوں بهشت
 روشن شود بر اہل نظر حال خوب و زشت
 تقدیر حق وجود تو چوں خواست آفرید
 صد جان و دل نہفتہ در آن آب گل سرشت
 تا قامت تو شاخ گلست دید با عنسباں
 در باغ شد زینج بر افگندہ ہر چہ کشت
 و اشد اگر تو نہ دایم رہ نباشیم
 گر سر بری مرا نہسم پائے در بہشت
 رضواں اگر بہ سیند خشت درت کند
 جلد نگار خانہ منہ دوس خشت خشت
 کاغذ گر یہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت
 شرح فراق خویش تو چوں توان نوشت

چندین حسن ہر شتہ جاں دل چہ بستہ

۱۶۸

سہدست گریست چه شد مریش ز رشت

۷

چشمے کہ در نظارہ آں سر ذفا متست
بر زونے آب میروم از بچ اشک خلیش
شب در خیال دوست نباخند بر ارم
من در نماز وقت خوش از یاد قاتمتش
ہر گونہ بر معسالہ عشق کار کرد
دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید
در ہر گلے کہ بیند بروے غامتست
صفی کہ عشق باز و صاحب کرامتست
آں شب برابر روز قیامتست
مقبری ہنوز منتظر وقت قاتمتست
روز حساب حال کارش ندانمتست
دل کو خراب شو چو دستان سلامتست

۱۶۹

باریست از ملاعتیاں بر دل حسن
کاسے بجاں فادہ چہ جائے ملامت

۷

از خطش سایہ بر حمن بد نیست
آں بنقشہ کہ خط خطاب ویت
خال بر عارضش نگہ کردم
دیدم آں زلف وال ز بخداں را
ہر مدی کا پید از نکو رویاں
من بیاد بتاں نکو سخنم
بہرہ ہمسایہ حسن بد نیست
رستہ پیرامن من بد نیست
شخصہ زنگ بر ختن بد نیست
ترسم ارچہ ولے رسن بد نیست
یعلو اللہ کہ نزد من بد نیست
چوں بگوئی کہ ایں سخن بد نیست

۱۰۷

گر کس ایں نکتہ را خلافت کند
اتفاق تو اسے حسن بد نیست

۷

جز من کہ دید اینکہ بلای فراق چیست
 هر دل کہ چون چراغ غمی سوزد از فراق
 خواهم ز حق برآمد آن رشک آفتاب
 در کلبه بلبل است همان صورت لطیف
 با آفتاب وصل چو حاصل نشد قراں
 گرفتار هستی توان یافت کام خویش

آسوده را خبر چه از آنک اشتیاق چیست
 اورا چه روغنست کہ سوز فراق چیست
 کیس هفت شمع باز درین مفتاح چیست
 چندین هزار نقش دیدن در واقع چیست
 سیارہ دلم را این حست و ق چیست
 ہاں ای غم فراق بگو افتاق چیست

۱۴۱

خلقه غرق نعمت وصل اند ای حسن
 جز من کہ داند اینکہ بلای فراق چیست

۶

از لطف عشق شعله دروں آمدن گرفت
 کردم بے براں لبش بنیت چشم سُرخ
 کشتی ما بشرط سلامت کجا رسد
 ہرگز نیامد بے بدل من خیال مرگ
 روزے برے طبیعت تشبیه قد خویش

دود از درون سینہ بروں آمدن گرفت
 اینک زنوک ہر مژدہ خوں آمدن گرفت
 موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت
 از دولت غم تو کموں آمدن گرفت
 گفتیم الف نویسم نون آمدن گرفت

۱۴۲

شب کا مدی شنیدن شعر حسن ز دور
 گفتیم پری گریہ بنوں آمدن گرفت

۶

گر ترا خشمی است در سر سر کشم پیش سنا نت
 و ر بجاں خوش میکنی دل جاں دہم بر آتا نت

حال سکیں ناں پیرسی زاہ منظر لہواں ترس
 وہ چو چیلہ سازمے جاں بادل ناہر بانت
 گر بزلت دست بازم سر ہے پیچد کند
 ور زلفت بوسہ خواہم تنگ می آید دمانت
 یک نسیم سنبلی تو ہر دو عالم زندہ کرد
 باش تا گلہائے دیگر بشکفت از گلستان
 اے ہوئے تو شکفتہ نو بہار آفرینش
 من ندیدم چوں تو باغے آفرین بر باغبانت

۷

اگرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بردست ہجر
 رایگانم می فروشی ہسم خریدارم بجان

۱۶۳

مشکے چو خط تو در ختن نیست
 بوئے تو بدیسیچ پیر من نیست
 کار دگر نیست کار من نیست
 شیریں تر ازین سخن سخن نیست
 دیوانہ بدست خویشتن نیست
 مارا سر پہ تو زیستن نیست

سر پہ چو قد تو در چین نیست
 ہر پیر منی کہ می درد گل
 برچوں تو کسے دگر گزیدن
 دایم سخن از لب تو گویم
 از عہد ہائے من چہ رنجی
 جاں پیش خیال تو فنا ندیم

۷

گفتی کہ چہرا جدائی از من
 این از فلکت از حسن نیست

۱۶۴

اے دلم راتا قیامت با تو پیمانے درست
 نیست از دست غمت در هیچ تن جانے درست
 گرز در بیروں خراے این چنین دامن کشال
 خلق مسکین را کجا ماند گریبانے درست
 گر کسے پر سد چہا دارید از ملک جہاں
 یک دل صد پارہ داریم و پیمانے درست
 ہائیکستی زلف کافر کیش ظالم پیشہ را
 آں شکستہ با کسے نگذاشت ایمانے درست
 نار اگر با خندہ شیرینت لافے زند
 در دہان او نہ مانم نیز دندانے درست
 ترک من تا تیر عنبرہ راست کرد از ہر طرف
 میکشم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۷

گر بر غبت بشنوی یک روز بیتے از حسن
 تحفہ آرد پیش تو ہر روز دیوانے درست

۱۷۵

می دہ کہ در امید بازست
 در مذہب ما ہمیں نمازست
 او عاشق قصہ ایازست
 این کار بدست کار سازست

ساقی شب ماشب درازست
 رویت نگریم و سجدہ آریم
 شننا مرچہ خواست کرو محمد سود
 با و صل تو ام ساخت کارے

روزنامی کئی بہن روئے	روئے کہ تراست جائے نازست
از زلف و رخ تو عشرتم را	شیع روشن شب درازست



تاشیوہ قست سر بر ناز
تدبیر حسن ہمہ نیازست



اشکم ز تیغ عنبرہ خوباں رواں ترست
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست
سیل سرشک بارغے ایستد دے
ہر روز این گلیم کہ دارم گراں ترست
جانا دل مرا بچھاں نیست خانہ
وین عقل خانہ سوختہ بے خان ماں ترست
گرد از مہ و ستارہ پرآور کہ دبدم
از طالعے کہ داسشتہ کامراں ترست
کہ گہ سلام خشتاک ز تو می رسید یار
امسال آن مزاج کہ دیدم چھاں ترست
از چشم تو بزلت تو جستم پناہ لیک
بندوئے تو ز ترک تو ناہم سراں ترست



اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر
او پیر می شود سخن او جواں ترست



لے ترک بادہ نوش خرد جہ چین تست
ہر گل مرا ز باغ رخت ہست صد بہا
ایں دل کہ مابا عدسمیت بستہ دم

دہنیم ہے بری مگر ایں شیوہ دین تست
اول بہاں ہفتہ کہ بریا سہین تست
تو ہچنین شمار کہ در استین تست

۱۶۸

اے فناہ نیکو اں دل ما کے رسد بہا
جلد خزینہا چو بہر نگین تست

۷

ردیف ج

اگر بدین آتار رحمتی محتاج
کنوں کہ ختم شدش برتباں نبوت جن
بیاکہ بے تو خرابیم چوں تن بے سر
بحسب وجوے تمنا کنم غلو نکم
سپہ کشیدن نوقل بلال نمی آرزو
ستادہ ایم بریں در نظر بر جست تو

خطے چو مشک ترش میں بگرد صفو عاج
دزلف تیرو برانگخت لیلۃ المعراج
تو برتن ہمہ سر باش بر سر ہمہ تاج
چو واقعی تو بجا جت چہ حاجت لجاج
کہ عشق با خنق قیس را کند تاراج
چو قصہ دادہ سلطان جماعت محتاج

۱۶۹

سلامت از دل دیں حسن چہ میجوی
ندوید ماندن دہقان چہ و اجست خراج

۷

اے کہ پیوستہ بود ابروئے تو با ما کج
الف قد تو از قد الف راست عزت

وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سرتا پا کج
ابرویت راست چو نو لبت برو طغرا کج

اے قد غوب تو چوں میں مسلماناں راست دل چو برگشت زمین ہم من ازو برگشتم بنشیں میر منی حکم کر یسا نہ بکن بے نیازی خدا کار ہمہ راست کن	طرہ کا مسرتو ہیچو خط تر سا کج تبیخ کج را نتواں کرد نیام الا کج کجیننی کہ نشست است بجنب ما کج ورنہ از کوشش فرعون رود دریا کج
--	--

۷

در رہ عشق چو رخ راست رواند ہمہ
اے حسن تا تو چو فریں ز روی آنجان کج

۱۸۰

ردیف د

بریا د لب تو جسام گیرند
بے آتش عشق خام گیرند
تازیں دو مرا کدام گیرند
بالائے ترا تمام گیرند
دولت کدام دام گیرند
حاجت خواہاں لگام گیرند

آں قوم کہ مے حرام گیرند
گر سوختہ نیت در وی آشام
عشاق تو مقبل اند و مردود
گر سر و دین زمین زروید
صیاد مرا یکے بیاموز
رخش از در دل برون میفگن

۶

وصف ز حسن اگر پذیری
اورا ملک الکلام گیرند

۱۸۱

صفتش رایکے دہ می توان کرد

رخت را در صفت مہ می توان کرد

بها در منزل وصل آهے امشب
نظیر تو تویی ویں نکستہ امروز
ہمرا از دوائے تو زوائے گلہ نیست
دعائے در رخ تویی تو می توان گفت

حدیث ناز در رہ می توان کرد
ز آئینہ موجب می توان کرد
سپاس الحمد للہ می توان کرد
نیازے در سحر گہ می توان کرد

۱۸۳

حسن را بر معانی شاہ کردند
ز اقبال ملک شہ می توان کرد

۷

آن کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد
ہم سبزہ کشد برگل ہم مشک کشد برہ
جان و دل من دارند بہر تو چو جان تن
در ویش کہی وز دہر رخ گل رنگش
مسکین دلم از لطف ایماں بہر دہم
ہر ذرہ کہ در عالم گشتت خریدارش

سروش بحر امیدن بہنجا دگر دارد
خوبای ہمہ در کارند او کار دگر دارد
کافر بود از جز تو دلدار دگر دارد
در خانہ بہر کجی دینار دگر دارد
گو در خم ہر موئے ز ناز دگر دارد
آن یوسف عہدا بازار دگر دارد

۱۸۳

گفت ہمہ بشنیدی حرفی ز حسن بشنو
کاں بلبل بارغ تو گلزار دگر دارد

۷

مست میں کہ بہا خوشتر ز نوش دارد
از عشق چشم گشتن خراب طلق
ما خطاوست ہر رخ مایم و آہ و نالہ

قصہ کے درد اول بر عقل و ہوش دارد
ایں بادہ محبت یارب چہ جوش دارد
تا بہت سبزہ و گل بلبل خروش دارد

ہم جس خود چو طوطی در آئینہ بہ بیند روئے چو شاہ انجم پوشد بزلت شبنگوں دل بر تو گنت فردا زارش کشم جو کش	نتواند آنکہ خود را یکدم خموش دارد ہم شہر خجے توان زد با آنکہ توش دارد باشد برائے کشتن اشب نکوش دارد
---	---

۹

کم گو حسن ازیں پس اسرار خودیاں
ایں درجہ میکشائی دیوار گوش دارد

۱۸۴

سخن وراں کہ حدیث سمن براں خوانند اگر شہنای موزونت را کنند صفت بتان چین و ہمہ چیز شاں نگہ کردم بروزگار تو صورتگران ہفت تسلیم بمکتبہ کہ دروں میروی ہمہ طفلان اگر ملائکہ گفتند در بشر سخنے شراب حسن تو در جام وصف کے گنج من از جہاں یہ یکے نشادم اے سلمانا	حدیث تو چو درافتد ورق بگردانند ہزار سال یکجے از ہزار نتوانند تو دیر ماں کہ پیچیزے بتو نمی مانند قلم شکستہ و در صورت تو حیرانند بغیر سورہ یوسف دگر نمی خوانند رخ تو دیدہ ازاں گفتہا بشیمانند کساں کہ جامے ازاں خورده اند میدانند جامعے کہ دو گویند نامسلمانند
--	---

۶

حسن گلہ ز گلستان سعدی آورد دست
کہ اہل معنی گل چین ایں گلستانند

۲۸۵

روح بخش و روح پرور میسر خور صفت کشور بکشور میسر	اوداع اے دل کہ دلبر میسر باہ ساں منزل بمنزل رہ گرفت
--	--

در پیش و ہم سبک رو رفته بود	اوز و ہم من سبک تر میرود
گر چو زر گویم سخن ہم سود نیست	چون سخن امروز در ز میرود
دل شد و صبرست پا اندر رکاب	رو که سلطان رفت لشکر میرود



در حسن بنگر که از حسن وفا
دل نه و دنیال دل بر میرود



الفتار لے دل کہ دل بر میرسد	ماہ اندک سال من در میرسد
بخت میخواندم ز روی دوستیش	بخت میں ناخوانده بر سر میرسد
خود کہ می گوید کہ گل رفت اورید	گر نکو رفت اونکو تر میرسد
ہست ساغر کلہ بازار عشق	کلہ رنگیں کن کہ ساغر میرسد



لے حسن بے وقت توبہ میسکنی
توبہ بشکن دقت گل در میرسد



ماہ من کز ہر دل را دل نوازی میکند
خال او ہندوست اما ترک تازی میکند
غمرہ خونریز او باز چپہ چشم دلست
ترک وانگہ مست و دیگر تیغ بازی میکند
در کمر گاہش چہ کہ می برد گیوش دست
سماچہ دستہ تال کہ آنجا با درازی میکند

میکنم جان پیشکش در بندگی اومتسام
 گر به نیمه بوسه ام بنده نوازی میکند
 ترک من غازیست اما بس سلماتش فقاد
 آنچه کافران شاید کرد غازی میکند
 یک نسیم طره اش تازه ترست از صد بهار
 چوں صبا هر سال برگل برگ سازی میکند

۴

گر حسن در پاش می افتد زمانه چوں زمین
 آسمان سیرت همه جا سرفرازی میکند

۱۸۸

سحر از رویه چو خورشید خود آراسته بود
 عید میں کز جہت روزہ سحر خوانستہ بود
 در شب پانزده دیدم قلعه کاسته بود

دوش آں ماه بہنگام سحر خاستہ بود
 ماہ من عید بتانست مبارک عیدے
 مہ چو در چارہ شب از رخ اوافتہ شد

۵

جز دم شکر دگر دم نزنند بنده حسن
 کہ پنچندین شب انیساں سحرے خوانستہ بود

۱۸۹

کاں شوخ را بدل شدگان ل کثیدہ بود
 یا قطرہ زاہر بہاری چکیدہ بود
 مینرکہ در حایت ترکاں خزیدہ بود
 زلفیں را چہ گوئی سرا با بریدہ بود

امروز صبح ماچہ مبارک دمیدہ بود
 آں سرو بود یا گل یا باغ نو بہار
 خالشی بزیر چشم چو ہندو رہ ہمہ
 بہائے او نشانہ خونہائے تازہ داشت

تا کہ طلوع کرد چو صبح از حجاب شب
من خواسته ز خواب و تم بر سر آمده

بختم خود این سعادت در خواب فیده بود
نوگشت این مثل که مه اینجا رسیده بود

۱۹۰

قصه در شامل خویش حسن بدید
هر قصه کز لطافت خواب شنیده بود

۶

مستی که می بیاد لب یار در کشد
فستی که توبه باشد پایان کار او
من خاک آن کسم که نهد سر بنط جام
جو رجا کش قح عشق کش از آنک
میکن به تیغ عشق مرا سینه شلخ شلخ
اے شهسوار حسن در آتما که چشم من

رخت وجود از تن آلوده بر کشد
بہتر طاعتی کہ بہ پندار در کشد
بر جرم ساقیاں تنم غمور کشد
عشقت ازین جہاں بجائے دگر کشد
آن شلخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
بہر نثار نعل تو نعل و گہر کشد

۱۹۱

کو نعل رخس تو کہ حسن ہر دمش چو داغ
در آتش دل افکند و بر جگر کشد

۷

دل قبلہ ہمیں روئے تو دارد
روا میداری آہ سوزناکم
رسولت را بجاں گردن نہادم
گراز عالم کسے پُرسد بگوئی
مرا اندازہ عشق بتاں نیست

اگر بگذارد بایش زوور کہ آرد
چرا از آسماں آتش نہارد
اگر سچ نام یا پنجہ سر گذارد
دلے دادست و جائے می سپارد
سگے پیشانی شیراں چہ خار و

زہے بخت ار تو انم مرد پیشست کہ بے تو زندگی لطف ندارد



مگر طالع شود یک شب چو ماه
حسن هر شب ستاره تی شمارد



ز سرو آویخته ز نعل چو شمشاد
نشانے از حبش داده بختآد
بدین خوبی نباشد آدمی زآد
ز شاگرداں نخل مازست استاد
که دادش از فراش گشته پایاد
که شور آن لب شیرین در افتاد

خزماں در رسید آن سرو آزاد
نشانده خال بر روئے دلاویز
ندانم یا پری بودست یا حور
بیکس تا نسخہ بردن زان روئے
سرانند کلبہ ام در کرد یارب
بر بستر پوده ام در خواب نوش



حسن دست از لب شیرین بخشان
مزن بر پائے خود تیشہ چو فر باد



باده در دست و یار در کش بود
دور ازین روز با شبے خوش بود
نقش پروین دران میان شش بود
آب گوئی خلاف آتش بود
جز کمانچہ کہ در کش کش بود
مرہ جاروب و دیدہ منقرش بود

عید پارسہ روز مانوش بود
شب آن روز راجہ شرح دہم
چرخ نزد مراد مانی باخت
شینش صاف و اندر اوئے ناب
زار ما دل بزخمہ خوش کرده
دوستان را برائے یک دیگر

۱۹۴

سگ آں آستان حسن بودست
گرچه سگ بود آدمی و شش بود

۸

گر سرو من از خانه یکبار بروں آید
از غمزه او تیرے بنشست مراد دل
ہستم سگ کوئے او اما چه سگم آں سگ
در خلعتیہ کافہ ذکر لب شیر نش
گر شوق سر زلفش از اہل صفا جوئی
جانے ست دیں سیدہ مشغول بیارخو
ہر راہ روے گوشت در راہ انما حق گم

گل در ہمہ بتاں ہا بے خار بروں آید
آں تیر کہ پر گانش دشوار بروں آید
کو ہم قدم شیراں از خار بروں آید
از حجرہ ہر صوفی خار بروں آید
اندر تیر ہر خرقتہ ز نار بروں آید
روزے کہ بخواندش باید بروں آید
سر نشستہ تدبیرش از دار بروں آید

۱۹۵

کو دوست کہ بر وارد از پیش حسن ہستی
باشد کہ ازین زنداں یکبار بروں آید

۶

روئے چوں صبح تو بر نور قمری خندد
یاد گاہے کہ تسم کند آں دانی چیست
لب لعل تو بلال لطف طراوت گوئی
روئے خنداں تو دیدست مگر گل دہ خوا
جائے خنداں است کہ در پیش تو میند
سرافلاک بنظارہ ذندانست بگشت

لب شیریں تو بزننگ شکر می خندد
درج یا قوت کہ بر لعل گہر می خندد
برگ لالا است کہ بر غنچہ تر می خندد
کہ چناں تازہ و خوش وقت سحر می خندد
تو شکر خندی و او خوں جگر می خندد
کیس چہ پرو نیست کہ بر شمس قمری خندد

۱۹۶

دی زمانے کہ تو در روئے حسن خندیدی
خلق گفتند کہ از شاوی زرمی خند

۹

منم از یار جدا مانده و دل داده بباد
وقت آنست کہ آہے کنم و فریادے
گفتی آں یار ہمہ عمر گہے یاد تو کرد
دل شیریں نخور و نیم جوئے غصہ اگر
نامراد می جہاں بردل خود خوش کردم
چشم او عین بلا گشت و مراناوک درد
حق بدستم بود اردم نزنم در غم او
داد چوں خواهم از اں شاہ کہ دوران غم

ایں چہ روز ست کہ شمع خیزد ز مباد
وہ کہ نہ طاقت آہست و نہ زور فریاد
من نہ پندارم و دانستہ کہ نمی آید یاد
جان شیریں دہد اندر غم شیریں فریاد
اگر اور از من دل شدہ انیست مراد
ہم از اں چشم رسیدست کہ چشمش مراد
غم او ہمدم جانت بروں نتوان داد
بست کردست چو دیوار دلم دلداد

۱۹۷

حسن ار خون دل از دیدہ قنات بہست
دل بتقدیر خدا نہ چہ توان کرد قنات

۵

یاد تو جمعیت جان پریشاں بس بود
چشم ہر ناظر بمنظورے منور کردہ اند
سنبلہ برہم چہ میسائی و سنبل برہمن
گفتیم چوں زلف من ہر سوے میلے افتد

درد تو داروے جمعے سینہ پریشاں بس بود
تو تباہے گرگ گرد راہ میشاں بس بود
زیور خواہاں ہمیں خوبی ایشاں بس بود
اگر عتابے میکنی ایں یک پریشاں بس بود

تا حسن معشوق خویشت خواند از خویشاں برید

۱۹۸

عشق خوشاوند شد پیوند خوشاں بس بود

۵

دوش چاناں تا سحر با جان من مساز بود
کردم آهنگ دشن تا خاک راه او شوم
شاه را دیدم دعا کردم اجابت یافتم
نعل میگوشت مرا ز طغنها چو ل سنگ سخت

هر قدر مارانیا ز اندر سر او ناز بود
آں به بر ایل آل ہنگ ہم بر ساز بود
پاسبانان خفته و در ہلے حمت باز بود
اے عفا شد می خوردہ اینج سنگ انداز بود

۱۹۹

در خم معنی حسن را شیرہ نور خیت عشق

۶

شیرہ از خجناہ منستہ کہ در شیراز بود

دوش دستم بسر گیوئے آل ماہ رسید
سالہا دل شب گیوئے ترا جنت و نیت
چشم تار یک سن از طلعت او شد روشن
مورسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسید
یک سحر آہ ز دم از سر نو میدی خود
خواستم کو برسد منت غیرے نبود

ہر چہ دل خواستہ بود دست بدخوہ رسید
این شب تیرہ ام آخر سحر گاہ رسید
دیدہ از پرتوآں روئے یک ماہ رسید
دست دپاے کبوتر زد و ناگاہ رسید
این ہمہ دولت امیدم از آل آہ رسید
آنچہ می خواستم المنستہ شد رسید

۲۰۰

حسن امروز سر اندر قدم یار آورد

۷

اے خوش آل بیدق مقبل کہ بدین شاہ رسید

ماقتہ نوشتیم بساطاں کہ رساند

جاں ساختہ کر دیم بجاناں کہ رساند

بار از قفس باز بہ بستان کہ رساند
درد دل موراں بہ سلیمان کہ رساند
پیرا ہن یوسف سحر کنعان کہ رساند
پایم بسر چشمہ حیواں کہ رساند
من خود کم آغاز پایاں کہ رساند

مرغان غوثیم اسیر قفس ہجر
حال من مسکین بدل آرام کہ گوید
بوئے سر آں زلف دین گلکہ آرد
گیرم چو سکندر ہمہ جائے رسم دست
گفتی کہ مرا حال دل خویش نگوئی



جاں می طلبد یار حسن منتظر آنک
ایں شردہ جاں بخش بجاناں کہ رساند



نیم صبح زبوں نگار یاد دہد
کہ بلبلاں را از نو بہار یاد دہد
کہ ذکر بوسہ کند یا کنار یاد دہد
مگر بنا لدوزیں دوستدار یاد دہد
خشبے درآید و آں روزگار یاد دہد
سرود گوید و ایام پار یاد دہد

مرا ہوائے گل از روئے یار یاد دہد
بتم ز روئے بر انداخت پردہ نیست
بیک نظارہ از وقایع کرا زہرہ
بر اوج منظرش آں فاختہ کو نشست
سگ درش شدہ ام ساہماچہ باشد
کجاست مطرب پارینہ تاحریفان را



حسن بگو غزل خوش بود کہ خوش خوانے
بیں بہانہ ترا پیش یار یاد دہد



کارش ہمہ موافق کام و ہوا رود
خوش لشکرے کہ درینہ بادشاہ رود

ہر دل کہ در حمایت آں دلبارود
دلہائے عاشقاں ہمہ ہمراہ دلبرست

خوش وقت آنکہ صبحی یار در برش
خواهم کہ دست بوسم و در پایش او فتم
اے مردم دودیدہ کیے گرد ما بر آئے
داری تو زخم تیغ روان، ما سر نکاح
یاران رحمتی تو و مادر دعا ئے تو
قاصد تو باز گرد کہ امکان ندارد آنک

خداں چو گل در آید خوش چو صبا رود
ترسم کہ جاں میان ایں دست پا رود
باشد کہ گرد راہ تو در چشم ما رود
روزے میان ما و تو ایں ماجرا رود
رحمت بران زبان کہ برا ایں دعا رود
پیغام ما بد اں حرم کبریا رود

گفتی حسن چہ برد من جائے ساخت
او جز در تو جائے ندارد کجا رود



کہا گویم کہ شہائے فراق دوست باز آمد
تنم چوں شمع ہر شب تا سحر کہ در گلاز آمد
سر زلفش کہ دور افتاد باز از دست امیدم
دگر بارم یکے اندیشہ دور و دراز آمد
قبول خاطر عاشق بود ہر چہ از نگار آید
پذیرائے دل محمود شد ہر چہ از آواز آمد
بجز دلدار نپندم دگر اینست تدبیرم
بمحلہ کہ تدبیر پسندیدہ دراز آمد
اجازت داد دو شمع تا میان او بر گیرم
طمع بسیار می کردم و لے با هیچ باز آمد

جمال او تجسلی کرد بر صحن چمن گونی
که سبزه در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

۶

حسن در یوزه وصل تباں را از درد لها
نیازے میکند از نو بهمانا نو بناز آمد

۲۰۴

<p>مراد خویش چوں امید من بباد دهد بجائے میوه بلاهای خانه زاد دهد که آں کله خبر از تاج کیقباد دهد که جرعه بغریبان نامراد دهد مرا کسے نک بر خاطر تو یاد دهد</p>	<p>کسے که دل بچو تو شوخ خود مراد دهد چو تو نهال بهر خانه که بنشانند بنه ز خاک در خویش بر سرم کله چو جام وصل کشی سوئے من لاشد کن تو آسپنخان بگز بیکسانت آید یاد</p>
---	--

۷

بر هیچ وقت نگردید کعبتین حسن
چنانکه مهره امید را کشاد دهد

۲۰۵

باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد
سرو ہم بالا کشید آں سرو بالا کے رسد
ہر کس از شاخ امید خویش بر ما خورد و من
انتظار میوه خود میکشم تا کے رسد
آرزو دارم کہ حلوائے خورم از لعل او
او شکر را تنگ بر بنست حلوائے رسد

من کنار از موج اشک خود چو دریا کرده ام
 یارب آں دُر گرانمایہ بدریا کے رسد
 گفتی اے قاصد کہ آں مہ در فلاں منزل رسید
 جائے او جان منست این گو کہ اینجا کے رسد
 آں یکے میگفت فردا خواهد آمد وقت صبح
 خواب از چشم برفت امشب کہ فردا کے رسد



باز میگوید حسن این بیت از دوری او
 باز فضل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد



گوئی کہ مسیح از در میا در آمد
 ناگاہ یکے شمع شکر بار در آمد
 جانش بسرا پردہ انوار در آمد
 از خرقہ بروں رفت یہ زنا در آمد
 امسال بشاگردی استاد در آمد
 غوغائے غمش از در و دیوار در آمد

دوشینہ چہ شب بود کہ دلدار در آمد
 تار یک شبے داشتم و تلخ حیاتے
 بس عاشق بیدل بیک پرتو آرزو
 بس عابد زاهد کہ بیک خندش آلف
 پار آنکہ بد استاد دستان طریقت
 یک خانہ گرفتہم بسر کوئے سلامت



یک چند بروں شد حسن از مجلس تہاں
 دید آں لب میگوں و دگر بار در آمد



ور بخند دزمت دین نقد جاں غارت شود
 چوں سحر شد مہر باش از آسمان غارت شود

ترک من گر پردہ بر گیر دجہاں غارت شود
 ماہ ہر شب باخ زیباش باز دزد لاف

دل جشت از عهدین عیش ہمہ آوارہ شد عقل را ضبط نہ انداز دل بڑا افتادراز بر در ہر خانہ دی در شہر گردن دایں ندا یار تر سازند و لے تر سم کہ مشتے بے نمک	ہر کہ نقد قلب زد لایہ د کال غارت شود شخصہ چون غلو شبہ وہ در زباں غارت شود ہر کہ عاشق گرد و اورا حائے ماں غارت شود شورے انگیز زندو حلوا و میاں غارت شود
--	---



غور یا نہ غارتے کن شکر مصریش را
بارگی باید حسن تا سیستان غارت شود



ہر کہ ز اصحاب سخن بود سخن داس کے شود ایں کہ ابراز آسمان بارو اگر بار و گلاب خوف "من الحبیب" داس را منزل خواندہ اند در رہ حق عارفان را ہست خلوت خانہ اہل دل اند و افشانی ز درج معرفت از سخن دزدی نیاروشد کہ صبا سخن	آنکہ از گروے گریز دمر و میل کے شود آنچہ خارتاں بود ہرگز گلتاں کے شود تا خدا نہ ہدی کافر مسلمان کے شود آنکہ محروست لزاں رہ محرم جاں کے شود آنکہ در جک نہ باشد او در افتاں کے شود دیو اگر انگشتی دزد و سلیمان کے شود
---	---



از فضول حاصل فضل حسن مخفی ماند
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود



آں سر و قدانے کہ چو گل خندہ زناند در وعدہ وصل ارچہ ہمہ تلخ مزاجند کشتہ شدگان لب خوشخوارہ محبوب	بس سنگد لاند اگر سیم تنانند در دادن دشنام چہ شیریں سخنانند تا روز قیامت ہمہ رنگیں کفنانند
--	---

چندیں چه زخایه طلبی دل شد گال را
از چاه زرخدان بتاں در گذر ای دل
در جوشن بزنکن افتاده چه پیچی

کاں قوم خرابی طلب بے وطنانند
مفریب بیاں موئے که مشکین رستانند
هشدار که آں طائفه توبه شکنانند

۲۱۰

منگر حسن آں ذوق شکر خنده خواب
کز غمره خونین همه شمشیر زمانند

۷

دلم خوں کرد دلدارم چنین دلدارئی دارد
دریں اندوه کز عمر مرا جان دادن آست
رقیبای چاره کارم همی سازند همواره
سگ کویت اگر خصمی نمود اهل خصوصیت
نمید این چشم من بکیر و زوئے عیش لیک
دلم بر بستر عشقت بیاد وصل داغ غم

بصد غم میکند خوارم چنین غمخواری دارد
طریق صبر جمی و رزم و لے دشواری دارد
و لے بخت من بچپاره نامواری دارد
با همه کنش یار که باما یاری دارد
ز شادی خیالت غم شب بیداری دارد
لکه زنده است و گمرده چنین بیماری دارد

۲۱۱

حسن را حال در غم شد طیبیاں ترک هم گو
علاج تو چه کار آید که زخم کار می دارد

۷

دردی که در او دوا ننگبند
وصلت بدعا چگونه خواهم
متان ز نیم سر بپایت
عشق آمد و عقل نخت بر بست

جز در دل مبتلا ننگبند
چون نام تو در دعا ننگبند
در طاعت ما ریا ننگبند
یک شهر دوا دشا ننگبند

بیگانہ میاں مانگجند ایک قافیہ در دو جانگجند	جاں چیت چو مایگانہ گشتیم باتو غم اہل بیت نتواں	
۶	جلئے تو درائے دہم و فہمت آنجا حسن علا نگجند	۲۱۲
آئناں تو در خبر نگجند در حوصلہ بشر نگجند بامرغ تو بال و پر نگجند آنجا سخن دگر نگجند آں سرمہ دین نصر نگجند	انوار تو در نظر نگجند عشق تو چو حورائے پری رخ راہ تو رہ مجرداں است گفتی ز در دگر سخن گوئے خاک در تو چہ چشم داریم	
۷	من بندہ حسن چگونہ گویم حرفے کہ بگفت در نگجند	۲۱۳
اسرار تو در بیاں نگجند کال لقمہ دیں دہاں نگجند گل در ہمہ بوستان نگجند خورشید در آماں نگجند در خلوت یار جاں نگجند ملکیست کہ در جہاں نگجند	اوصاف تو در زباں نگجند سودائے لب تو چوں توان بخت گر نسبت گل کنم برویت ور وصف رخت کنم بخورشید جاں پیش کشم چوں تو در آئی عشق تو درون جان درویش	

۲۱۴

با من تو یکے شوی حسن گفت
تا اہل دین میاں بچند

۶

باز امروز بہ میخانہ گذر خواہم کرد
وجہ عیش و طرب از روی ہنایم خست
سبب قص گوای من ار نشنوند
ملک معنی ز دل زندہ دلاں خواہم جست
از سر زلف بتاں بند قبا خواہم جست

شنعت شورش دوشینہ ز سر خواہم کرد
خرقہ ہستی ازین نقش بدر خواہم کرد
من ازین ذوق یکے قص دگر خواہم کرد
علم از عالم این طائفہ بر خواہم کرد
وز خیم گیوے شاں بند کمر خواہم کرد

۲۱۵

نیکوای ہر چہ کند اے حسن اندر حق تو
بد کن دل کہ ترا نیز خبہر خواہم کرد

۱۰

حکایت شب بچراں یار نتواں کرد
بداں کہ یار ز ما دوری اختیار کند
سپاس دارم اگر در غمش ہلاک شوم
دوائے درد دل از کس نمیتوانم خواست
کنار کرد بیکبار خواہم از دیدہ
نخست ز رزوم از دیدہ پیش قدم عاشق
اگر چہ ناں کہ چہیں دل ز خلق خواہی برد
بوصل میدہم وعدہ غمخوارہ لیکن

شکایت ستم روزگار نتواں کرد
بجائے او دگرے اختیار نتواں کرد
برائے غم گلہ زان نگار نتواں کرد
چرا کہ راز ہنای آشکار نتواں کرد
کہ در میانہ دریا قرار نتواں کرد
کہ مایہ تابندہ سپح کار نتواں کرد
کہ بد کوئے تو دیگر گزار نتواں کرد
بقول مردم مست اعتبار نتواں کرد

مگر ترا بکنار آورم شبی ورنه	بهوسه از دهننت اختصار توان کرد
۲۱۶	ز آب دیده حسن را کنار چهل شد سزای او به ازیں در کنار توان کرد
۵	بچشمانت که چشمانم بچشمان تومی نازد که چشمم را بجز چشمت در چشمی نمی سازد اگر چشم تو چشمم را ز چشمم خود نیندازد که با چشم تو چشم من تو گوئی چشم می بازد
۲۱۷	حسن تا دید چشمت را بچشمیت هر زباں چشمی بچشمک مینزد چشمی اگر چشم تو بنوازد
۷	ماه من از مشرق جمال برآمد عشق توان باخت برابر و عشق خوئی چو ستاره ز رخ بروں زده گوئی صبحی خال نیکان چشم از افلاک خسر و عادل علای دنیا و دیں بخت چو زد سکه عمر و ملکتش را
۱۱۸	ورد حسن شد فرید فضل و جلالش آن همه از فضل ذوالجلال برآمد
۷	

روئے گل از ہوا نمے دارد	پژشت شلخ از صبا نمے دارد
مرغ ہر بامداد نالہ زار	از چہ دارد مگر غمے دارد
باغ بنگردوں و بیرون خوش	ہیچوں من وقت خرے دارد
گرچہ امروز فاختہ بر بام	صدق و سبج دما دے دارد
ساقیا خیزو مے بد کہ حسن	سرایں گفت و گو نمے دارد
دلش آسودہ از غم عالم	تا چہ آسودہ عالمے دارد

۴

کعبہ دیں علای دنیا انک
ہر کفے ہیچو زمرے دارد

۲۱۹

باز گل روئے خود شتن بختاد	بلبل مست را سخن بختاد
دل مرغاں بسبزہ آرا مید	چشم ز گس بیا سمن بختاد
صبح دمے وزید بادے خوش	گل گریبان پیرہن بختاد
بت من چون بہاغ شد گوی	دے از خلد برچمن بختاد
باز خندہ زناں چو رفت بشہر	گریہ از چشم مردوزن بختاد
راز عشقت نمی کشاد من	چکھ آب چشم من بختاد

۶

حقہ در کہ بستہ بود لبش
ہمہ از دیدہ حسن بختاد

۲۲۰

دل من جسز تر انمی خواہد	بے بقایت بقا نمی خواہد
-------------------------	------------------------

<p>حاجی کو طواف کو تیو برد آنکہ بیمار نشتر عشق است مادعا میکنیم یسکن بخت من ہی خواہم و تو مینخواہی</p>	<p>حج خود را روانی خواہد رنج خود را شفا نی خواہد حاجت ما روانی خواہد چکیم چوں خدا نی خواہد</p>	
<p>۲۲۱</p>	<p>حسن ار جاں دہد ترا بپذیر می بہ بخشہ بہسانی خواہد</p>	<p>۷</p>
<p>باز گل از باغ رفت باد صبا میرود خیل چین میرود آمدش از چہ بود رفتن او چوں کہ دید و اں قد بالائے اے گل دلہا و عیش من از روی خویش نالہ شد از حد ہوں درد ز رفت از روی دوست رسید و فرد حسرت آہنجہ بود</p>	<p>آب دو چشم روانست آب چرا میرود برمن ازین رفتش وہ کہ چہا میرود سرو بشتاد گشت این چہ بلا میرود تازہ چو گل کن کہ عمر بچوں صبا میرود تا تو نباشی طبیب درد کجا میرود آمدش چوں گلست آمد و ا میرود</p>	
<p>۲۲۲</p>	<p>ہر چہ ز تو میرود بر حسن آں شاکر است حمل وفا میکند گر چہ جفا میرود</p>	<p>۷</p>
<p>درد مارا ہسم او و ا دانند دل دیو انگاں گیسوئے اوست تختہ ما نسرونی خواند</p>	<p>اکوست در مان ہر کہ در ماند کیست کاں سلسہ بجنباںد آنکہ در مکتبش فرستاند</p>	

ایں بلارا کہ باز گرداند
سوز ماسور او فردشانند
گر بہ باشیر پنجه نتواند

لشکر عشق او بلائے خداست
گر بریا در افگند مارا
عقل مامرد عشق او شدنی

۴

حسن از پیش چشم او بگریز
ترک منت و تیغ میسراند

۲۲۳

اگر او جانست بے جاں چوں تو اں بود
چو بے او بود نتوان چوں تو اں بود
بکج خانه پنہاں چوں تو اں بود
کہ اکنون بے گلستاں چوں تو اں بود
بخوان حلد مہماں چوں تو اں بود
دراں خانہ مسلمان چوں تو اں بود

دل بے وصل جاناں چوں تو اں بود
مرا گویند صابر باش بے دوست
حدیث عشق ماصحرا گرفتست
چو گل در جلوہ شد بلبل مہیگفت
اگر نبود نسکدان لب تو
چو آید پاکشاں زلف چو زنار

۴

حسن معشوق آں دارد ز خواباں
بگو آں خود کہ بے آں چوں تو اں بود

۲۲۴

از دل تفتہ ہزار آہ بر آید
ہر طرف آواز داد خواہ بر آید
شمع چہ حاجت بود چواہ بر آید
طوبے دیگر میان راہ بر آید

گر خط شبگونت گرد ماہ بر آید
شحنہ شہر ار کند تفحص خواباں
دوش چو طالع شدی شمع بخت
ور برہے بگذری بسایہ قد

مصلحتہم را نظر بمحمت نست گر بچکد بر زمیں ز برگ گلت خو	کار رعیت بلطف شاه بر آید صد من از پنج ہر گیاه بر آید
(۲۳۵)	سوئے ز نخواست بر کلالہ مشکیں تا دل مسکیں حسن ز چاہ بر آید
(۷)	(۷)
بوئے راحت در ہمہ عالم نماند چند پر سے از نگو نامے از انک ماندہ ام بایک دل صد جے پیش مردم از غم چون رہم انصاف رفت یک نفس در کار بود آں گمست باکہ خواہم دم زدوں از محرم	آدمیت در بنی آدم نماند نیک نامے در ہمہ عالم نماند چون کخم کاندہ جہاں مریم نماند بین از چہ کے رہد رستم نماند نیم جانے ماندہ بود آں ہم نماند محرمیت را چون یک ہدم نماند
(۲۲۶)	حال محرم بشنو از بندہ حسن در ہمہ عالم چو یک محرم نماند
(۷)	(۷)
چیں کاں تازہ گلنار آفریدند چو باغ حسن او گلہا بروں زد شبے تارے ز زلف یار سر زد گر وصف لب او خواست گفتن ز بویں چشم تیرہ روشنی یافت	نمودے از رخ یار آفریدند ز یک گل بہشت گلزار آفریدند ہماں شب مشک تا آرا فریدند کہ طوطی را شکر خوار آفریدند اگر یوسف دگر بار آفریدند

تو لے زاہد عزیز و پارسیا باش
حسن را خوار مے خوار آفریدند

۵

مزید عاشقان را پارسیا
کہ ایشان را گنہگار آفریدند

۲۲۷

مرا بجز روز دیدارت بہ از صدر روز عید افتد
دعاے گفتن و داوے شنیدم آرزو دارم
تو گرازا ز تیغ خود نیسائی بخون من
مبارک روئے تو با آن جمالِ میش ز اندازہ
مبادا کہ تو برگردم مہ عیدم و عید افتد
اگر کم کن پیش از آن کہیں کار گرفتُ شنید افتد
میان کشتہا افتم مگر نامم شہید افتد
بداں نوروز می ماند کہ اندر روز عید افتد

۷

حسن از تو نظر با چشم میدارد اگر چہ تو
نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مزید افتد

۲۲۸

دل در غم رخت کہ ہمسہ درومی شود
کہ گاہ ز گسست نظری می کند بمن
از رشک رنگ چہرہ ست آنکہ آفتاب
دعوی حسن طلعت تو می کند بمن
لے آفتاب مشرق میدان بگرد گونے
عشقت بسوئے شہر و دہ آوردہ میبرم
درمان در دمن چہ توان کرد می شود
شک نیست آنکہ مست جو فرو می شود
ہر روز سسج می شود و زرد می شود
ہم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود
چندیں مگر دو گونے تو پر گرد می شود
شہرے چو سن فلانے رہ آورد می شود

۷

در عشق روز خواب و خرم آگہے نبود
بندہ حسن زہر و جہاں فرد می شود

۲۲۹

چشم مست تصدیشیاری کند در مسلمانان روا باشد که او کافر زلفت سرش بریده باد با کند زلفت ترک چشم تو از خطا باشد که یا خاک درت از فراقت جاوداں رستم اگر	دم بدم در پرده خونخواری کند بیگنا ہے مردم آزاری کند روز مارا چون شب تازی کند هر شبے تا روز عیاری کند خود فروشی مشک تا تازی کند دلبر وصل تو آم یاری کند
---	---



در فراقت خوں ہی گریه حسن
ولے اگر او گریه وزاری کند



باز جانم را غمے سخت افتاد چهره امیدم از لطمه مراد چوں شود عالم درین سیلاب غم صبر گم دل غائب و دلدار دور	خلن دل چوں باد یک نخت افتاد بہجو رخ برگوشه تخت افتاد ہم شمر غلطید و ہم رخت افتاد بخت ما بنگر چه بد نخت افتاد
--	---



اے حسن مردانه بر سختی عشق
دل بنه کیس واقعہ سخت افتاد



چشم تو گر چه میکشد عاشق ناز می کند قبلہ عاشقان توئی ہر کہ سجود بندگی در نظر محققاں راہ ذلن مخالفت	عاشق خستہ همچنان عرض نازی کند جز برخ تو می کند سہو نازی کند خواجہ کہ از رہ ہوا عزم حجاز می کند
---	--

مُغ دل شکستگان یار گرفت و صید کرد	باز خوش آمدش مگر صید کہ بازی کند
برحد سبکتگیش بگزرو حال او ببین	خاک شد دست ہچمناس یاد آ بازی کند

۶

دی حسن شکستہ را بندہ خویش باز خواند
لطف نگر کہ آں شہ بندہ نوازی کند

۲۳۱

بلکہ بُوئے ازاں چمن نرسید
دیدہ غل گشت و پیرمن نرسید
او بمقصود خویش تن نرسید
چکنم ترک تیغ زن نرسید
درچہ افتادم و رسن نرسید

دیر شد یارمن بہ من نرسید
یوسف من زمن جدا افتاد
ہر کہ نامد ز خویش تن بیرون
دوش قربان عشق می گشتم
بہ تمنائے کیسوئے و ذقش

۶

علی مست شد ز جام لبش
جرعہ حصہ حسن نرسید

۱۳۲

ہزار جان گرامی فدا لے جاں تو باد
کہ آفرین خدا بر تن و رواں تو باد
کہ حادثات جہاں دور ز آستان تو باد
فدا لے پائے سگ کب و پاسبان تو باد
چو راہ خاک فداہ بر آستان تو باد

گرت روم بہ فدا عمر دوستان تو باد
بہوئے وصل تو کے پرویم جاں تن
از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں
مرا سرسیت بلا کش و گر قبول افتد
ہر اں سر کے کہ دل سہوئے عشق

بہر حمت نظر کے کن تو بہر حسن لے دوست

۷	کہ در غم تو چنان شد کہ دشمنان تو باد	۲۳۳
ز صد دیدہ کیلے مینا ندارد تو گل میجوی او اصلا ندارد نویدے میسہد امانا ندارد مرنج ازوے کہ او حلوا ندارد بیاغ ہشت در ما و انا ندارد دراں ایواں ہماں خود جانا ندارد	فلک با کس دل بیکت ندارد دخت دہر سرتاپے خارا جہاں از مرد میہا مرد ماں دریں کو ارکسے سرکہ فروشد کسے کز ہفت بام چرخ بگذشت کسے کا نیجا مریع نمی نشیند	
۵	حسن آخر چراندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد	۲۳۴
بر آستان درخش شیر در سجود آید کہ از تو مردے وجود در وجود آید کجا دگر بدو عالم سرش فرود آید کجا برم قصبے را کہ بوئے دود آید	ز ہر کہ رایجہ روح بخش جود آید ازاں تر از عدم در وجود آوردند کسے کہ قاف قناعت طن چوغنا کرد کلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است	
۱۰	حسن زینک و بدر روزگار شکوہ مکن خوشست ہر چہ کہ از وجب الوجود آید	۲۳۵
خط تو چوں سبز تر تازہ شد	باغ خوبی تو از سرتازہ شد	

سایہ قد تو بر بستان فدا د روئے تست آن گل چو از نمئے گشته تر	روغن سرو و صنوبر تازه شد یا بهشت از آب کوثر تازه شد
زلف جاں ابر بر به بستی گرد سر	زندگانی من از سر تازه شد
گل ز رشک روئے او پرموده بود	در عرق چوں دید از سر تازه شد
بوئے گیسویت بعبطاراں رسید	روزگار مشک و غنبر تازه شد
در چمن میرفت دی خنده زناں	از دامنش غنچہ تر تازه شد
خط دیگر تازه کردی گرد لب	جان خلقی بار دیگر تازه شد
یک سخن از لعل او هر گوشنید	در دل او میل شکر تازه شد

۷

مرحمن را در دل این عشق آتش است
ریش چندین ساله بسنگر تازه شد

۲۳۶

من باز باده خوردم رسم گذشته نوشد زا هد که گفت از حے یک قطره هم نوشم	تسبیح بیج کردم سجدہ ہم گروشد چوں دوست گشت و کش سجاده اش گروشد
صوفی بخلوت اندر میزد نهفته رقصے صندوق سینه در ره بستم و لبیک ناگہ	چوں شمع گشت پیدا پروانه گرم روشد در دہن برول زد عشق قدیم نوشد
بازار زادی را خار گشت شمع بر دیم گوئے معنی بیرون ز بهفت میدا	هر جرعه بصد جان تقوی به نیم جو شد این رخسار مہت مایار چه دور دو شد

۵

بخشای حسن ازین پس بوج سخن به ہر جا
شہرے شدہ سخن چین و ان بت سخن ننوشد

۲۳۷

”قل هو الله احد“ خواند و با خلاص و مسید
خضرانگه که بگردشکرت سبزه بدید
بجالترب افزائے تو امکان مزید
تشنگان لب لعل تو شقی اند و سعید

سورہ فاتحہ روئے ترا ہر کہ بدید
”انبت الله نباتا حسنا“ گفت و گذشت
”ترادك الله جمالا“ نتوان گفت کہ نیست
خستگان غم عشق تو فقیر مند و غنی



اے خوش آں ساعت میمول کہ بگویند حسن
کہ فلاں عاشق بیچارہ مقصود رسید



من از جاں فارغم گر آں نباشد
در درویش را در باں نباشد
شب عشاق را پایاں نباشد
بگفت این در دراد مال نباشد

غمت را جائے جز در جان نباشد
غمت ہر کہ کمی آید بیاگو
غریبے دوش می نالید و میگفت
طیبے را حدیث عشق گفتم



حسن وصل تو میجوید محالست
گدا ہم کاسہ سلطان نباشد



بس نغره و فریاز گل زار برآمد
در بستہ بدم آب زد یوار برآمد
بخت من بدروز ہمہ خار برآمد
فریاد ز سجاد و ز ناز برآمد
کاں مست انا الحق بسرار برآمد

تاسر و مرا سبزه بگلزار برآمد
موج کہ زد ایں دیدہ ز نادیدن رویش
گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز
در مسجد و میخانہ چو گفتند حدیثش
کس نیست کہ فزودہ بر دم سوئے حریفان

آں ماہ کہ در اوج عرب بود طلوعش ناگہ شبے از زاویہ غار برآمد

(۷)

ہاں اے حسن اندر رہ عشق تو فروشد
چوں نام تو امروز دریں کار برآمد

(۲۴۰)

خورشید بروئے توجہ ماند فردوس بجوئے توجہ ماند
خورشید بجام زرد رو سیست آں روئے بروئے توجہ ماند
مہ ہم بخسوف ہست بد رنگ آں بد بہ نکوئے توجہ ماند
شب گرچہ کہ ہست سر بسترار آں تار بہوئے توجہ ماند
روئے تو بہ از ہزار خورشید خورشید بروئے توجہ ماند
بوئے گل اگرچہ دوست دارم آں بوے ہوئے توجہ ماند

(۷)

اے گم شدہ یوسف حسن تو
آں دوست بجوئے توجہ ماند

(۲۴۱)

دوش از دم من باد صبارا کہ خبر کرد وز نالہ من مرغ ہوا کہ خبر کرد
سر گشتگی حال مرا تا نفس صبح شب محرم سر بود صبارا کہ خبر کرد
من بودم و کنجہ و حریفے و سرودے غم را کہ نشاں داد بلارا کہ خبر کرد
ایک صوت خویں شب ہمہ شب مونس بود ایں نعرہ زن تھی علی را کہ خبر کرد
عقل آمد و گفتم ز غم دوست مشوخوش زیں وقت خوش آن دشمن ہارا کہ خبر کرد
گفتم کہ بیندیشم از اندوہ خود امشت اندیشہ اندوہ فسرارا کہ خبر کرد

در آتش و در آب فلکند حسن را

۵	اے سینہ والے دیدہ شمارا کہ خبر کرد	۲۲۲
کار ہا سر بسر کٹا دہ شود خون بخون جگر کٹا دہ شود ہمہ تنگی بزر کٹا دہ شود دل بعل و گہر کٹا دہ شود	سر زلفش اگر کٹا دہ شود زلفش از مشک مشک از خنست روے من دید خندہ کرد آے دل تنگم ز خندہ اش بجناد	
۵	در دولت گرفته باش حسن تو چہ دانی مگر کٹا دہ شود	۲۲۳
ماہ اندک سال من در میرسد بخت میں ناخواندہ بر سر میرسد گر نکو رفت او نکو تر میرسد کلمہ رنگیں کن کہ ساغر میرسد	النثار اے دل کہ دلبر میرسد بخت من مے خواند و کو دوستیش خود چہ میگویم بنام ایزد چو گل چیت ساغر کلمہ بازار عیش	
۵	اے حسن بے وقت تو بہ میکنی تو بہ بشکن وقت گل در میرسد	۲۲۴
مرغ جاں را از نشیمن میکشد چوں کخم جانان دل من میکشد رخت ایماں را ببا من میکشد	درد او دود از دل من میکشد گفتہ چندیں دم از شوقم کمکش بندہ کویت ما من خود ساخته	

ہر کہ غور شید رخت دید اے صنم
رُو بسجده چوں برہمن میکشد

۵

چوں حسن را از تو امیدے من اند
پائے نو میدی بدامن میکشد

۲۲۵

بند بند عاشق از ہم بگسلد
زانکہ صد دل زیر خیم بگسلد
ہر چہ نامحکم ز محکم بگسلد
ہفت پیوند من از ہم بگسلد

گر ز رفت بندے از ہم بگسلد
زلف و لبند تو یارب گسلاد
عقلہا بگست از عشقت بے
گر نہ پیوندی تو با من ہفت

۷

مر حسن را بر در خود جائے دہ
تا بیکبار از دو عالم بگسلد

۲۲۶

نام اور در دہن نمی گنجد
بندہ در پیرن نمی گنجد
او خود اندر کفن نمی گنجد
گل میان چہمن نمی گنجد
غنچہ در خویشتن نمی گنجد
ہیچ در فہم من نمی گنجد

یار در اخیسن نمی گنجد
تا بخون من آستین برزد
ہر کہرا عشق او ہمیں لاند
تا رخس را بگل صفت کردم
دہنش را بخیچہ کردم وصف
بلکہ ہیچیت آل دہن زیراک

۷

حسن او بے حدست اوصافش
در ضمیر حسن نمی گنجد

۲۲۷

<p> هر که در شهره بلا خُشید خال تو بر زنج چیه تکیه زند سر و پیش قدم نیار دزد دل زگیسوئے تو بر انگیزم طافیت را چگونہ دار و چشم گیرم از بند زلف تو بجسم </p>	<p> به که از چو توتی جدا خُشید طفل نزدیک چه چرا خُشید گوئی کس ز باد پا خُشید چند در سایه بلا خُشید انک در کام از دنا خُشید چشم بدست تو کجا خُشید </p>
---	--

<p>۶</p>	<p> بُز بخوابت حسن نہ بند لیک کے گذار و غم تو تا خُشید </p>	<p>۲۳۸</p>
----------	--	------------

<p> باز فصل بهار می آید بوستان باز مشک می بندد مَرع بانگ جرس کند آری پائے گل از پیادگی در ماند شاخ گلبرگ کرد رختنی یار بادور باش نازخوت </p>	<p> همه اسباب کار می آید که صبا مشکبار می آید کاروان بهار می آید سرو بارے سوار می آید شادی انک یار می آید که چو شاهان بیمار می آید </p>
---	--

<p>۷</p>	<p> حسن از یاد دوست خوش کن عمر عمر بے او چس کار می آید </p>	<p>۲۳۹</p>
----------	--	------------

<p>در تیره دلت صفان باشد</p>	<p>خوبی تو ترا وفا نباشد</p>
------------------------------	------------------------------

سلطان بتاں عہدی امروز چشمت جگرم بدوخت آئے طعنے زدہ گلہ چہ آرم کامے چومنے روانہ کردی عقلم شد و عشق ماند آئے	در عہد بتاں وفا نباشد ترک از ترکی جدا نباشد اگر تیر زنی خطا نباشد ایں از جو توئی روانا نباشد بیگانہ چو آشنا نباشد
--	---

۷

ناکس شمری ہمہ کساں را
باشد کہ حسن علا نباشد

۲۵۰

روئے کہ تراست مہ ندارد ایں کو کبہ کہ ہم تو داری فقتہ کہ از او خرد زند چشمت جاں در ولہ تو ماند جانانا زلفت کہ ہزار دل نگہداشت دل چارہ گر محبت تست	نقصاں تبو بیسچ رہ ندارد خورشید نداشت مہ ندارد جز چشم تو خوا بگہ ندارد وانستہ کہ جزایں ولہ ندارد ہرگز یک جاں نگہ ندارد بیچارہ جزایں گنہ ندارد
---	---

۷

در ماند حسن پناہ او شو
کو جز در تو پنے ندارد

۲۵۱

عالم چو توتے دگر ندارد خوبان تو کش و بتاں تو می بند	سر وے ز تو تازہ تر ندارد کیں حکم کسے دگر ندارد
--	---

<p>خورشید براں گذر ندارد یامست بدو خبر ندارد بیرون ز در تو در ندارد بیهوده لگو کہ بر ندارد</p>	<p>دریائے ملاحقت رویت چشم تو خراب کرد دوشم عاشق کہ در قفا و بیرون تا کے گوی کہ رخت بردار</p>	
<p>۶</p>	<p>درمان دل حسن بہ فرمائے تآرد و تو در جگر ندارد</p>	<p>۲۵۳</p>
<p>آتشی در بار عنبر میرود ہر شہم از دیدہ اختر میرود ہم بدایں بوائے صنم در میرود پایہ پایہ عشق تو بر میرود کار تو امسال بہتر میرود</p>	<p>دل بہ بند زلف تو در میرود تا تو چوں ماہی ز چشم رفتہ دل ہمہ زلف تو عنبر بویے فیت پائے صبر من فرو شد لاجرم حسن پارینہ دو چندان کردہ</p>	
<p>۷</p>	<p>از غم چشم و لعل سینہ حسن ہر نفس در آب و آذر میرود</p>	<p>۲۵۴</p>
<p>روح بخشش و روح پرور میرود خور صفت کشور بکشور میرود اوز و ہسم من سبکتر میرود نے سخن در باب دیگر میرود</p>	<p>الوداع لے دل کہ دلبر میرود ماہ ساں منزل بمنزل مے کشد در پیش و ہم سبک رو بہتہ ام گفتیم باب سخن بکشا برو</p>	

گر چو زر گویم سخن ہم سود نیست	چوں سخن امروز در زر میرود
دل شد و صبرست یا اندر کاب	رو که سلطان رفت لشکر میرود

۶

در حسن بینید کز حسن وفا
دل نہ و دنیال دلبزمی رسد

۲۵۴

فصل نوروزست و نو بر میرسد مرغ بے تاب است مال میوه را بید من لرزانت ہر ساعت چو با پائے بندست این نے اندرونے گل ابر از قوس قزح وارد کماں	غنچہ نو خیز من در میرسد زانکہ از ہر شاخ بن بر میرسد در صف گلزار صف در میرسد ابر خود بر آب دیگر میرسد لاجم تیر کش قوی تر میرسد
--	---

۷

ناکہ ملک غنچہ شد ملک بہار
در خزانہ بے عدد زر میرسد

۲۵۵

وقت آں آمد کہ گل بیوں شود باد بر خیزد بروئے سبزہ تند کوہ از لالہ علم بر پائے کرد ابر چوں نوقل گشت از عہد باغ شاخ میداند کہ گل خواہد شدن بادہ دہ زان پیش کردورئی ابر	گونہ گلزار دیگر گوں شود سبزہ از راہ چمن کیوں شود ہم کنوں دہلیز گل بیوں شود باغبان نشکفت گر محبوبں شود خوشتن کج می نہد تا چوں شود غنچہ را ناگہ درونہ خوں شود
--	--

<p>۵</p>	<p>گر حسن را برکشی چوں ابر باز کار او گرداں تراز گردد و شود</p>		<p>۲۵۶</p>
<p>نقل او ترک همه هستی بود راستت این راستی رستی بود آب راهمت سوائے پستی بود اگر یہ مستان ہم از مستی بود</p>		<p>ہر کرا از یاد تو مستی بود ہر کہ با تو راست شد از خود برست اشک من در پات می غلط بلے چشم تو بر حال من تر شد چہ شد</p>	
<p>۷</p>	<p>گر حسن افلاس می ورزد مرنج مایہ عاشق تہی دستی بود</p>		<p>۲۵۷</p>
<p>کار خوبے را روانی میدہد با فرشتہ آشنائی میدہد رونق شیریں قبائی میدہد منفساں را پادشائی میدہد خط بنفش روشنائی میدہد دعوی آرد دل گواہی میدید</p>		<p>یار از صبرم جدائی میدہد زلف پر رخ راست گونی دیو قد چوں نے شکرش را آسماں شو قش از زرخ و سیم شکر مردم چشم جہاں مین مرا خط کشیدہ عاقبت بر حال من</p>	
<p>۶</p>	<p>تا بد و پیوست بیچارہ حسن از دل و دینش جدائی میدہد</p>		<p>۲۵۸</p>

پیشتر آئے ماہ من پیش کہ ماہ دے رسد
 دور مدارے زمن راحت من زے رسد
 زان مے لالہ گوں کز و گل شکفد بہر زماں
 فصل بہار تازہ کن پیش کہ ماہ دے رسد
 خوں مرا چو خوے مرزے گل نور سیدہ ہاں
 خون قرا بہ خوردے تا ز گل تو خوے رسد
 غوہ رویت اے صنم گر چہ بچن نشر شد
 غوہ مشو کہ ہم کنوں فرش زماں بطے رسد
 خیز و زروے یک دلی خوش دلی ہمارساں
 خود ز سپھر دہ ولے ناخوشی ز پے رسد

۸

چشم حسن سفید شد در رہ انتظار تو
 بوکہ ز چوں تو یوسف بے وفا بے رسد

۲۵۹

در ہلال تست جانا جائے عید
 چاشنی شربت از حلوئے عید
 شمع تو صبح جہاں آراے عید
 وز جالت شہر را غوغاے عید
 من چو طفلان شاد بر فریائے عید

اے رخت رشک مہ زیباے عید
 روئے تو عید و لببت حلوئے اوست
 روئے تو شمع شب افروز برات
 از لب تو حلق را آشوب شہر
 وصل تو عید ست فردا وعدہ اش

شیر خرما خواہی اندر عید ہست	اشک من شیر ولبت خرمائے عید
عید بالائے ہمہ شادی بود	شادی دیدار تو بالائے عید

۵

امشب اطلع حسن را ساز نیست
تا طلوع روز شادی زائے عید

۲۶۰

دل پیش کش ناکرہ جاں در پیش جانان کے رسد
مرغ سلامت رو چو من پیش سلیمان کے رسد
او بے من و من بے کسم از بے کسان مفلسم
آنجا رسم نے کے رسم مفلس بسلطان کے رسد
سینہ جگر را تاب زد بر چشم راو خواب زد
جاں خانہ چشم آب زد کاں یار مہاں کے رسد
خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چو گانی شدہ
ابر آب در میہاں زدہ تا او بمیدان کے رسد

۷

ہاں اے حسن رو دل بہہ وزنگ نام دل برہ
برنام خواباں دل بنہ نامہ ازیشاں کے رسد

۲۶۱

دو دیدہ در قدم اوست ہر کہ می آرد
نشانے از مہ من در سفر کہ می آرد
ز غایبہ رفیقہ خبر کہ می آرد

مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد
چو مہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں
حدیث یوسف و یعقوب مختصر کروم

شب سیاه پوشید راه بر قاصد بجز صبا که درو بوے آشنائی هست کبوترے ز دل آرام میرسد اینک	پیام صبح بمرغ سحر که می آرد نسیم یار بیالای دگر که می آرد ولیک نامه ندانم سیر که می آرد
---	---



حسن که بے خبرست از فراق می گوید
مرا ز غائب من یک خبر که می آرد



غمت به قصد من ناتواں چه می آید کیشید خواهم هر سرکشی که خواهی کرد گمے که بردل من میکشد کماں حشیت مگر که در قدمت خواهد اُدفاد شکم هزار نافه مشک است گرد در نیت سبک شدم همه از عشق روئے برگوئی	هم از تو شکر توان گفت آنچه می آید زین ترسد کز آسماں چه می آید بدان که بردل من آن باں چه می آید وگر نه از سر و دیده رواں چه می آید بگو نصیبه من زان میاں چه می آید اگر بر تو هر سخن من گراں چه می آید
--	---



قبول کن سخنان حسن که مقبول است
نه آ پنخاں که تو خواهی چنان چه می آید



نسیم از سر زلف تو تا نمی جنبد بخندی از دم سر دم درین شگفته نیست هنر از وعده کژ دود زلف پیچا نت باشنا نیت افتاده ام درین غرقاب	رگ حیات در اعضائے مانی جنبد که گل نمی شکفته تا صبا نمی جنبد هنوز سلسله اشش از وفا نمی جنبد تو دوست ده که مرادست پانی نمی جنبد
--	--

کمن کر آب تو ایں آسیا نمی جنبید
ہے دو اندوبند قبا نمی جنبید

حکیم چند نصیحت کنی دل مارا
سوار کو کھم را نظارہ کن کہ چہ فرس

۴

ز ہے حسن کہ اگر تیغ بر سرش رانند
چو کوہ وقت تحمل زجا نمی جنبید

۲۶۴

از آمدنش غم رفت آں رفتہ فرا آمد
آں غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد
در بندگی آں لب کو بندہ نواز آمد
باز آئے کنوں آخر آں قابله باز آمد
مضمونش مہر عجزست غموانش نیاز آمد
تا عجب لغز مانی گز نامہ دراز آمد

ہرگز خبر سے یا ہم کال گم شدہ باز آمد
در معرکہ بہر دم امید کہ گوید کس
بنواخت مرا روزے چوں نامے چنانالم
اے مسافر اول در موسم گل رفتی
یک نامہ فرستادم مشوق دورخت درو
در آرزوئے زلفت خطے دوسلافروں شد

۶

خورشید رخس تا شد از چشم حسن غائب
زاں سوز چو شمع آنکم ہر شب بگدا آمد

۲۶۵

دل ازو تاجہ بلا دید ہم اومی داند
ہر کہ چو گاں بزند حالت گومی داند
پیر پیرا ہن سر زند بو می داند
ہر کہ مصلحت خویش نکومی داند
تشنہ باد یہ قدر لب جو می داند

حال من یار نکور وئے نکومی داند
تو مپندار کہ دلبر ز دولت آگہ نیست
اہل دل صورت مشوق بہر ترقے بینند
مصلحت نیست کہ پندم دی اے خواجہ حکیم
قیمت آب حیات دہنش از ما پرس

۲۶۶

در دل پیش دل آرام چه گونی چندین
لے حسن خواه بگو خواه گومی داند

۷

عشاق بے دلت راستی بجاں نباشد
چه از ارم رسیدی یا از ریاض رضواں
طوبے ست قامت تو کوثر لب تو نے نے
گفتم بے بمن وہ دنداں نمود آرسے
دادی امانت عشق از جاں قبول کروم
گفتی زمن جب داشو یا سرنبه بریں

با تو بجاں چه حاجت گرد میاں نباشد
بوئے که از تو آمد در گلستاں نباشد
کوثر سخن نگوید طوبے رواں نباشد
حوائے خوب رویاں بے ستخواں نباشد
بارے که از تو آید هرگز گراں نباشد
لے من سر تو گردم ایں باشداں نباشد

۲۶۷

در عشق تو حسن را اندیشه نیست از جاں
پر و نه را در آتش پرولے جاں نباشد

۷

لے شده باز از برهسم برما باز گرد
عزم ره کردی و دلہائے غریزاں ہمہ بہت
تا رواں گشتی رواں گشت از دو چشم چشمہ
میروی سرکش چو ابراز چشم چوں دریائے من
چند چوں مہ از مہ دیوانگان پنہاں می
رفتی و از طنز گفتی کالے از ان دیگران

اگر چه درخوں پافشردی ہم میں پا باز گرد
میر خواں ہمچاں با قلب یکجا باز گرد
اگر بہ پرشش نائی از بہر تماشا باز گرد
لے زقطہ پاک تر آخر بدریا باز گرد
ہیچو خورشید و خشاں آفکارا باز گرد
من ازینہا نیستم و اللہ از انہا باز گرد

اگر چه نفرستی سلامے مر حسن را ہیچ وقت

۷	ہم سلامت در پناہ شاہ والا باز گرد	۲۶۸
صبح از راہ غلط کرد صفائے توجہ شد آنچنان خنجر آفاق کشائے توجہ شد آخر لے مرغ سحر خیز نوائے توجہ شد لے خروس این ہمہ آواز چو نوائے توجہ شد آفتابے توجہ می پائے و پائے توجہ شد لے مؤذن تو کجای علایے توجہ شد	لے سحر آں نفس سحر نوائے توجہ شد شب بریں کو کبہ کا مدہمہ آفاق گرفت پر وہ عیش مرادست سحر کہ بنوخت اگر آواز دہل پست شد از کوفتگی دست چرخ اربشکستند کہ سیارہ بخت نم از تیرو شب خویش علی اللہ زناں	
۷	گیرم اشب ہمہ در ہائے فلک بر بستند حسن آں جنبش مفتاح دعائے توجہ شد	۲۶۹
دوش بکویت گذرے اوفتاد باز ہوائے تو ام از جا بے برد راہ قیامت سفر کوئے تست چشم تو ترکانہ در آمد بصید گرچہ کہاں سوئے دلم داشتہ است مست بدو خواب کھاں لاجرم	بے خطراں را خطرے اوفتاد ناگہم آنجا گذرے اوفتاد وہ کہ قیامت سفرے اوفتاد دل نہ کہ جاں را ضررے اوفتاد تیر از اس سوئے ترے اوفتاد زخم دگر بر دگرے اوفتاد	
۶	چشم نے زد حسن از چشم زخم ہم قصداً این قدر سے افتاد	۲۷۰

چکنم که سوئے عاشق گذریت می نیفتد
 ستم اندر انتظارت که بے بتو بیایم
 زغم که حد ندارد من ترا چه روشن
 قد تو چو نخل خرماتو دست خلق کوتاه
 زغم تو بخت عضوم پر از آتش بستر

بقادگی یاراں نظریت می نیفتد
 چه فادتا ازیں سو گذریت می نیفتد
 چو درین حدود هرگز سفریت می نیفتد
 چکنم بریت چندین چو بریت می نیفتد
 که زبخت دوزخ من شر بریت می نیفتد

۲۶۱

حسن است مرغ دامت کنش بهجر بسمل
 که نکو تریت ازوے دگریت می نیفتد

۴

باز از خط تو حجت خوبی تمام شد
 تخم که بر امید تو کشتیم خاک خورد
 عظم که زین بر ابلق ایام می نهاد
 اے خواجه در محلت تقوی قرار گیر
 انکو نگفت مذہب عشق ترا حلال
 شاہے تخت غزنی و صد شاہ بندہ داشت

باز آں بلا که خاصه ما بود عام شد
 دیگے که در ہولے تو پختیم خام شد
 آخر بتا زیانہ عشق تو رام شد
 در کوئے عاشقی نتواں نیک نام شد
 خوش حلال و عمر عزیزش حرام شد
 عشقتن چناں گرفت و غلام غلام شد

۲۶۲

در عاشقی بمیر حسن تا شوی تمام
 نشنیده ہر آنکہ بمیر و تمام شد

۴

خط کز روئے یار من برآمد
 زابر دیدہ چندان ریختم آب

امید روزگار من برآمد
 کہ سبزہ از بسار من برآمد

<p>نگارم نقش ایوان بہشت است مرا با خط خوش بود کار سے اگر خار سے پہلے وقت من رفت ہزار امید بودست از در او</p>	<p>دگر نقش از نگار من برآمد بمجد اللہ کہ کار من برآمد ز دست دوست خار من برآمد بہمت ہر ہزار من برآمد</p>
<p>۲۶۳</p>	<p>حسن گوید کہ مقصود دوعالم بیک دیدار یار من برآمد</p>
<p>ہم یار بدست آمد ہم کار فراہم شد سلطان جمالش از خط و رخ رنگیں بکشا دل شیریں شہرے بشا طامہ یکچند مہ از رویش میزد و ہوس لافے اے شائے سرموئے مفلک ز سر زلفش احسن نہی طالع زلف رخ خوش را</p>	<p>المنۃ اللہ کہ ایں ہم شد و آں ہم شد ہم زنگ بچنگ آمد ہم روم مسلم شد بنمود رخ زیبا خلعے خوش و خرم شد چوں چند شبے بگذشت آں لاف دن کم شد کز زخم زبان تو بسیار فراہم شد کین قابل وہا گشت آں قبلہ عالم شد</p>
<p>۲۶۴</p>	<p>بہر دل و دین وقتے بود حسن غمگین دل داو بدلین آں زراں ہر مہ بغم شد</p>
<p>بخدمتت چو تو یار سے سلام ما کہ رسا ز دست گیری زلفت پیام وصل پیام الربمن برساند زمانہ آں رخ خوبت</p>	<p>سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رسا ولیکن آں سر رشته بدست ما کہ رسا بوجہست سزا را بنا سنہ کہ رسا</p>

ترازغیب رسیدست پادشاهی خجیاں

حدیث بندہ بمقتل بہ پادشا کہ رساند

۲۷۵

حدیث مفلسی من کہ نیست حدوقیاسش
بحکمہ شہر رسیدست شاہ را کہ رساند

۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح برکارکن خاصہ کہ یارم میرسد
لے ابروئے گل بشو وے گل دل بلبل بجز
بلبل تو صوئے نو بگو کاں نو بہارم میرسد
من سوئے قد او شوم باقد او چوگاں شوم
چول کوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
زین پیش عنم را دمیدم ہر جان من بودے ستم
اکنوں ازاں غمناچہ عنم چوں غمگسارم میرسد

۲۷۶

گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم آں ہاں
کانچہ از درشاہ جہاں امید وارم میرسد

۹

خوہاں شب دوشینہ کمیں ساختہ بودند
نقد دل مایاک بردند اگرچہ
طالع شدہ بر تخت کہ حسن چو شاہاں
کہ عارض شاں غارت جاں کرد گیمہ زلف
مارا بکند مہوس انداختہ بودند
از ابروے خود بازی کرتااختہ بودند
چترسیہ از طہرہ برافراختہ بودند
بل روم و حبش ہر دو ہم تاختہ بودند

عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند تا آخر شب فاخته میگفت که گوگو بشناخت پدر یوسف خود را به نسیم لے متسبب این چنگ چرمی سوزی و بربط	آں کار برآں طائفه پروا خسته بودند یاراں همه شب به هم آں فاخته بودند اخواں بنظر دیده و نشناخته بودند آخر نه که با سوخته با ساخته بودند
---	--



آ صبح حسن دم نزد از ناز بتاں دوش
از غمزه همه تیغ بلا آخته بودند



برفتی و که می گوید که رفته باز می آید بیای چشم من حیات که روزم در غمت شب مرا از عشق تو می خیزد این گریه که می بینی سحرگاهان گل اندر باغ می بنید می گفتیم	مرا بارے به گوش دل همی آواز می آید شب آخر هر که می باشد بخانه باز می آید که شاید جوش لولهاں را که در آغاز می آید ازین جانب نسیم دلبر و مساز می آید
---	---



شب اندر خواب هم بر حکم عادت دیدش گویا
خواب چشم خواب آلود مست ناز می آید



گفتم مگر که کار بسا ماں شود نشد گفتم مگر زمانه عنایت کند بخود از بهر دوست آید دم خانه دو چشم گریه که خیزد از ره تو نور دید است کردم گریه با گهر افشاں امیدم آنک	یار از بخائے خویش پشیمان شود نشد بخت ستیزه کار بفرمان شود نشد شبهاب بریں خیال که هماں شود نشد این دیده خاک گشت مگر آں شود نشد لعش بنجده شکر افشاں شود نشد
---	---

اگرے بلند خاست پس از روزگار با خلقے در انتظار کہ باران شود نشد

۷

عمرے حسن ملازم اصحاب درو بود
بسیار خواست تا کہ از ایشان شود نشد

۲۷۹

عشق گردو رسانید دو اہم برسد
از وصالش سبب دفع بلاہم برسد
بلبلان را زنگلش برگ و نواہم برسد
باش تا قافلہ باد صبا ہم برسد
از من خستہ سلامی و دعا ہم برسد
نور اورا کئی نیست بما ہم برسد

وعدہ کرد نگارم بوفام ہم برسد
گر بلاے رسد از فرقت او با کئی نیست
ططیان از شکرش کام و دہن خوش کروند
طرہ یار چو گل نافہ مشک ارزاں کرد
تختہ ہر دو جہاں بر در اومی آرند
ز آفتاب رخ او جلو جہاں نور گرفت

۵

بوئے زلف خوش اور حمت عامت حسن
ہمہ کس را چو رسیدست ترا ہم برسد

۲۸۰

بنفشہ یاسمن شیند سمن از یاسمن پرسد
یکے جوے رواں جوید کیے راو چمن پرسد
نگل از منق خواہد مرغ از من چمن پرسد
نمن اسرار خود گویم ز کس ز احوال من پرسد

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چمن پرسد
بہارست ہوائے خوش خوشا وقت کمال کاکول
در آمد فصل نور و زو من اندر کار خود حیراں
دریں دوران بوقلموں عجب نقشے قنادست

۷

نہ یاسے آنچناں محرم کہ ازوے یار کیے آید
نہ دلدارے چنان مشفق کہ از حال حسن پرسد

۲۸۱

زہرے روئے تروتازہ گلستاں انجینیں باید خیالتِ مہماں آمد دلم پیش آمد و بردش بیک جُود ز جام لب دو عالم زند کس و اندک بردی گوی حسن از زلف چمن کاں بنام خطِ خوب تو فرمانست بہر ضبط و ہمارا دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطانا	بخندہ می فشانی گل گل افشاں انجینیں باید اگر دل برد جاں بخشید ہماں انجینیں باید خضر را گوے اینک لب حیواں انجینیں باید زہر شہسوارے چوں تو چو کاں انجینیں باید خرد کاں دید سر نہاد و فراں انجینیں باید ہمہ عالم بدست آورد سلطان انجینیں باید
--	--



حسن ماروے خوب تو سخن گو میسند الحق
برائے آنچنان بلبل گلستاں انجینیں باید



زہرے سر و شکر گفتار گفتار انجینیں باید دل از بردی تو باکے نیست دلبر انجینیں خیم مرا آزاد می دارد غم تو از ہمہ عنہما مجدود کردی از عیش مرا عیش انجینیں سازد سمن ساقی و سوسن بوئے و لا روئے و نسین طاہک دوش بر خسار خوبت آیت الکرسی	دلم بردی بیک رفتار رفتار انجینیں باید ولے لختے نگہ مے دارد دلدار انجینیں باید غمت دیریم غم خوارست غم خوار انجینیں باید مبترا کردی از یاراں مرا یار انجینیں باید تعالی اللہ اگر انصافست گلزار انجینیں باید ہمے خوانند و مے گفتند خسار انجینیں باید
--	--



اگرچہ بادہ نایابست لیکن جملہ شتا قاں
ز گفتار حسن مستند گفتار انجینیں باید



اگر آرام جان باشبے باما بیار آمد دل سودائی مارا ہمہ صفا بیار آمد

مرا پیشیست چوں دریا درخت دل موج اندر
قرار عاشق شوریده با معشوق بس باشد
پری رویا بدست نازیکه زلف در جنبال
نیار آمد دل المرقن اگر تو بگذری از من
بتان عهد غوغائے در اقلند در عالم

بر آید رخت من سالم اگر دریا بیار آمد
غزاتهماست برو امتی که یے غدر بیار آمد
اگر زان سلسلہ لختے دل شیدا بیار آمد
محالست این کہ مرغ اندر قفس تنہا بیار آمد
تو سلطان و رخ بنمائے تا غوغا بیار آمد



حسن رازاں لب شیریں شرف کن بدشنائے
مگر این صوفی طامع پداں علوا بیار آمد



چہ رویست آنکہ وصف او بوجہ ماننے گنج
کمال حسن او در حد عقل ماننے گنج
موافق نیست شیدا را مہ نو لیک از ابرو دش
بجز عشق مہ نو در دل شیدا ماننے گنج
دلہ بسیار میخواہد کہ در زلفینش جا سازد
دریں خوف ورجاموئے شدت ماننے گنج
بگفتم جان و دین و دل بخدمت آورم گفتا
چہ آری چوں کس از نامحرمای اینجا ماننے گنج
اسائی سگان کوائے او در یک ورق دیدم
دریں دیباچہ دولت حدیث ماننے گنج
ہمیشہ خیمہ آہم بصحرائے فلک بودے

کنوں انہو شد لشکر در آل صحرائے گنج

۷

حسن را گفتی از دریلے متر خود بدہ درے
بدست چوں دہم درے کہ در دریائے گنج

۲۸۵

بیار سرو بلندت نہال جاں بہر آید
گرم علاقہ زلفت نشاء ظفر آید
جو از وصول رکاب مبارکت خبر آید
شکاری چو تو ناگہ درون خمیہ در آید
اگر نبات شد لب دوبارہ خوشتر آید
خسے بود اگر اورا دو کون در نظر آید

مرا بدین رویت ہمہ امید بر آید
سواہیں بختایم ہمہ بخش بکشت آرم
فغان خلق ز شادی بہاں رسد آید
چہ خوش بود کہ مسافر بود رسیدہ بمنزل
از لب چو نہات خود دم نصیب کن یک نظر
اکے کہ روئے تو بیند پس از نظارہ ہست

۷

بوقت فال حسن را قد تو در نظر آمد
منرد کہ کار دو عالم بر آستینش بر آید

۲۸۶

بلاست ایں دل مسکین دیر ہلا چکند
دلے کہ عاشق دلدار شد مرا چکند
نگہ کہ عشق چہ کرد و ہنوز تا چکند
نہے مکابرہ در بے وفا وفا چکند
ندیم تلخ سخن پیش پاوستا چکند
کنوں صبور ہے باش تا خدا چکند

ہجوم عشق بدیں جان مبتلا چکند
قرار مے نخذ با من ایں دلم نفسے
چناں نجستہ و آسودہ روزگار مرا
وفا ہے طلبیدم زیار عقلم گفت
اگرانی خود از نزد عشق کردم دور
اکفایت تو نکرد اندر میں میاں کار

۲۸۷

حسنِ دُعا ئے تو گر مستجاب نیست مرغ
زبان تو در گرد دل در دعا چکند

۷

شبے کہ نیم مرادے بچکٹ می آید
دگر ز بھر بوجھلش ہمے شوم مائل
اگرچہ تھہ پر گوہرست شیریں را
مگر بچشمہ حیواں کنیم جامہ سپید
قلم بصحبت مادر کش لے بزرگی جو
بزرق چند دُعا ئے بلند خواہی کرد

خیال غمرہ خواں بچکٹ می آید
نخست کام بکام ہنگ می آید
ولے نصیب فرہاد سنگ می آید
کہ آب دیدہ ماٹخ رنگ می آید
اگر ز نام گدا یانت ننگ می آید
بدار کیں طرف آواز چنگ می آید

۲۸۸

حسن تو مایہ معرفت فراخ بخش
اگرچہ صاحبِ انکار تنگ می آید

۵

سنبلی چو سر زلفت پرتاب نمی آید
بیار طلب کردم اندر ہمسجد ہا
ایں یک دو سہ شب تا تو برہام نمی آئی
گفتی کہ بخواب اندر یک شب شمت ہما

سبزہ چو خط سبوت سیراب نمی آید
شیریں تر از ابرویت خراب نمی آید
از روزن درویشاں ہتاب نمی آید
ہرگز تو کجا آئی چوں خواب نمی آید

۲۸۹

قصاب طلب کردم تا خون حسن ریزد
از ننگ چنیں خونی قصاب نمی آید

۶

<p>مہ درصفت حسن ز تو بیش نباشد چشم ہمہ پیوستہ بر ابروئے تو بیغم لے گنج نہاں خانہ ہر گنج نشینے از زخم تو ریشست سر سر دل درویش ہر تیز ز کیش تو مرا راحت جانست گفتی کہ چرا می بُری از خویش و زیویند</p>	<p>سر و از قد تو یک قدم پیش نباشد ناز مہ تو یک سبب کے پیش نباشد آں کس کہ ترا دارد درویش نباشد درویش نگیرند کہ دل ریش نباشد قرباں شود آنکس کہ بدیں کیش نباشد آزاد کہ سرتست سر غویش نباشد</p>
--	---



ملعنه چہ زنی حال پریشان حسن را
در عشق کسے عافیت اندیش نباشد



<p>ہر کہ بعشق نیست خوش عمر بادی دہد من کیم و دعاے من بخت کشادی دہد چشم تو جو رمیکہ لعل تو دادنی دہد نالہ فراموش شود فاختہ یادی دہد</p>	<p>باز نوائے بلبلان عشق تو یادی دہد وی بدعاے من ترا پرودہ ز رخ کشادہ شد ہر چہ بغضہ میکشی زندہ کنی ہمے بلب باغ ہمے روم کہ تا یک نفسے بروئے گل</p>
--	--



باہمہ نامرادیست صبر خوشست لے حسن
زانکہ نہال صابری میوہ مرادی دہد



<p>چول لب تشین تو شراب نباشد غنچہ کہ باشد کہ در نقاب نباشد تا سحر رست خیر خواب نباشد</p>	<p>چول رخ خوب تو آفتاب نباشد چول بگمتاں روی تو روئے کشادہ دیدہ آزاد کہ دیدن نام دوزلفت</p>
--	--

بیش تو از پس نولے عشرت شادی
لازم کوئے تو ایم روئے چه پوشی
یا دہتاں چوں کنیم مہر تو بر لب

نا از منک لوم را جواب نباشد
ساکن فردوس را عذاب نباشد
روزہ آلودہ را ثواب نباشد

۲۹۲

چوں حسنے را بشکل شعبہ کشتن
گر چه توانی و لے صواب نباشد

۵

باز نسیم سو ستم بوئے تو یادمی دہد
طعن ضلالت قدیم از نیکند بندہ را
بر سر منبر ارکے ذکر بہشت میکند
باشب تیرہ بس خوشم گر چه دراز میکشد

جلوہ سوئی سخن روئے تو یادمی دہد
پیر ہن لطیف گل بوئے تو یادمی دہد
گم شدگان عشق را کوئے تو یادمی دہد
ز انکہ بہر صفت مرا موئے تو یادمی دہد

۲۹۳

باز سر بھی کنی قصد حسن گر چه تو
از سر آن گذشتہ خوئے تو یادمی دہد

۶

سرو من اگر طرہ ز شمشاد نہ بندد
فریاد کھم روزے ازاں لعل گہر بار
دی گفت میاں بیش بخون تونہ بندم
سوداش نظر ہر دل ابنوہ ندارد
خوں از رگ ہر دیدہ چو جلد بکشايد
داغ کہ نہ بندد در لطفے کہ شادست

گیتی کمر فست نہ و بیداد نہ بندد
گر دست اجل حقہ فریاد نہ بندد
امروز چنان بستی کہ جلا د نہ بندد
چوں چند کہ دل در دہ آباد نہ بندد
گر پردہ براں روئے چو بختاد نہ بندد
خود در مشکست ایں کہ چو بختاد نہ بندد

۲۹۴

چشمش بحسن گفت که خواب تو که بختست
خوابش بجز آن جادوئے استاد نہ بندد

۷

باز آن گل تر از چمن کیست که داند
خاتون سراپردہ غنچہ است گل آئے
طوبی ہمہ دانند کہ از باغ بہشتت
خال سپیش عہد بے طائفہ بشکست
باو آمد و جاں تازہ شد و دیدہ بصر بافت
طرز سخن بندہ نکو داند و از ناز

وین شمع دل از انجمن کیست کہ داند
او گلرخ و غنچہ دہن کیست کہ داند
آن سرو ظریف از چمن کیست کہ داند
آن غالیہ تو بہ شکن کیست کہ داند
ایں بوئے خوش از پیرہن کیست کہ داند
پرسد زرقیب ایں سخن کیست کہ داند

۲۹۵

گفتم کہ خواہی غزلے از حسن خود
خندید و بگفت ایں حسن کیست کہ داند

۷

دل بردی دگر چه خواهد شد
مردم چشم عالمی یک دم
یک نظر سوئے ماگمار و بسین
خلقے از بادہ خواست شد تباب
جگر م خوں شد از کرشمہ تو
دل بشد جاں گریخت دین گم شد

راضیم من بہر چه خواهد شد
جانب من نگر چه خواهد شد
تا از اں یک نظر چه خواهد شد
تألیت بہت بر چه خواهد شد
وہ کہ خون جگر چه خواهد شد
شدنی شد دگر چه خواهد شد

صبر سرگشتہ یار برگشتہ

۲۹۶

لے حسن زیں بترچہ خواہ شد

۷

<p>دل را نسیم زلف تو بیہوشی آورد یاد تو لے نگار چو معجون حکمت دانست کہ من بتو بہ خوشم یک چوں کنم مہ را کمال حسن چہ باید کہ ناگہاں شوق تو شخہ است کہ سلطان عقل گفتی چہ سخن نکنی چوں من رسی</p>	<p>جاں را شائل تو بمدهوشی آورد کز ہر چہ خواندہ ایم فراموشی آورد میگوں لبست مرا بقدر حوشی آورد افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد مویں جبین گرفتہ بجایوشی آورد حیرانی جمال تو خاموشی آورد</p>
---	---

۲۹۷

بیہوش شد دل حسن از بادہ لبست
بادہ ہاں خوشست کہ بیہوشی آورد

۷

<p>دل برون درت قدم نزنند تا ابد دست درتلم نزنند ہیچ نقاش این رقم نزنند چشمت از ناوک ستم نزنند ہیچ حاجی در حرم نزنند خمیہ در منزل عدم نزنند</p>	<p>بے ہوائے تو روح دم نزنند ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید جز نگارندہ وصوطل کم سپر صبر من لبست مرا بر سر بام گر بر آئی تو بوجود تو ہر کہ زندہ بود</p>
--	--

۲۹۸

حسن افسون خویش فی مدت
گر رضائے تو نیست دم نزنند

۷

مہرومہ از تو فال مے گیرند صفت حسن را سخن سازاں در رہِ فتنہ و طریق فریب مفتیان شریعت عشقت عصمت از حال عاشقانِ مطلب شاخ و برگ و محبت و محنت	نسخہ زان خط و خال مے گیرند ہر یک از تو مثال مے گیرند چیم زلف تو دال مے گیرند تو بہ کردنِ حلال مے گیرند عشق و عصمت محال مے گیرند ہر دو از یک نہال مے گیرند
--	--



حسنِ آبروئے رفت چہ شد
خونِ صوفیِ حلال مے گیرند



گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہمنشیں باشد
خطر در ملک جاں افتد خلل در کار دیں باشد
سرم بر زمیں باشد ہمیشہ پیش مہرویاں
مگر آں روز معذورم کہ در زیرِ زمیں باشد
اگر در بند و لبندے بہاند آرزو مندے
بجو جرم از گس گیریم یا از انگبیں باشد
بباغِ خود طلب اے باغباں امروز سر و ما
اگر خواہی کہ در باغ تو سرور استیں باشد
پری رویا شبے با بندہ ہنشین چہ میگویم
پری بادبو با سلطان گدا کے ہمنشیں باشد

اگر پیرا من جاں را نقد صد چاک در دامن
ہنوز از شکر انعامِ علم برآستیں باشد

۹

حسن از جاں چہ اندیشی اگر دخواہ جاں خواہد
بخوبی جاں بر افشاں عشقِ خوباں اینچیں باشد

۳۰۰

چہا بر ذرہ مسکین نہ تابند
اگر چہ خود چو غنچہ در نقاب اند
اگر از کار گاہ خاک و آب اند
ہمہ چوں عمر در رفتن نشتاب اند
کہ بے تو عاشقاں اندر عذاب اند
ہنوز آن زرگساں در عین خواب اند
کہ اہل شہرستانِ خراب اند
کہ بارے صوفیاں مست و خراب اند

چو مہر ویاں بمعنی آفتاب اند
نسیمِ عشقِ شاں آفاق بگرفت
ہمہ تن روح صرف انداز لطف
بیابند از پس عمر ارباب اند
بیاخوش اے بہشتِ این جہانی
بر آمد از افقِ گلستہ صبح
یکے زان لعلِ نوشیں مہرِ بکشاں
ندامتِ حالِ رنداں چسیت زان

۷

تو خوش گفتی حسن بر تو چہ واجب
اگر بے راحتِ راحتِ نیا بند

۳۰۱

سرے چو تو بعرصہ عالم نکشے اند
شیریں و ہم ترش ہمہ در ہم بکشے اند
تا ذکر شہد "فیہ شفاء" نوشے اند

شخص تو از لطافتِ غیبی سر شستہ اند
عنایب اے تو گاہ دشنام گاہ بوس
خطِ تو برب تو فسونیت پر شکر

زلفیں گرد عارضِ خوبت برآمده خورشید آں صباحِ حقیقت تو بودہ تا قصہ من و تو در آفاق نشر شد	گوئی کہ ہر دو دیو رقیب فرشتہ اند چل صبح کا نذر و گل آدم سرشتہ اند یاراں حدیثِ لیلی و مجنوں ہشتہ اند
---	---

۵

دُرخن بصرہ ترے صُرف کن حسن
کیں رشتہ از قوافی باریک رشتہ اند

۳۰۲

شب گذشتہ دل من سوئے ناز کشید صبا ز لطف بتاں یاد داد اے ساقی نزد مبارزِ عنہم جز کہ ہر دل محمود بر نیم بوسہ کرم کردہ من لیکن	چو عشق دست برآورد پائے ناز کشید بیا کہ توبہ دوشین ماوراز کشید ہراں خدنگ کہ از ترکش آواز کشید سخن بوعده شد و وعدہ ہم دراز کشید
---	--

۶

سزد کہ قبلہ ز رویت کند حسنِ کامروز
ز قامت تو دلش جانب نماز کشید

۳۰۳

دلم تسلیم دلبر شد بہر حکم کہ او خواهد سر آں ترک چو گال باز خود بردم کہ پستی چو در منظر شود پیدامہ ازوے روشنی گیر اگر آں روئے گلگون لب میگوں شود حاصل کنم ایں جان افسردہ فدائے غمخوش مرا تا جاں بود دین بقاء جان او خواہم	نہند ریش ز نام بد جاں روئے نکو خواهد قدم را چوں سر چو گال زلف خود تو خواهد چو در بتاں زند خیمہ گل ازوے رنگ و بو خواهد چہ بے حاصل کسے کوشت باغ و چارچو خواهد وے ہر خطہ چشم جاں ستانش جان نو خواهد کہ او خواهد ہلاک من من آن اہم کہ او خواهد
---	---

۳۰۴

مرا گفستی غزلہائے حسن پیش گجو وقتے
برم گوازمہ عالم گراو این گفتگو خواهد

۶

اگر از روئے گلرنگت صبا پرده بر اندازد
پہ پیش روئے خدانت نشاید شمع بر کرد
اسیرم بند زلفت را بہر تارے کہ آویزی
کساں دطعن طغنا و مارا با تو پیوندے
شنیدم ہر چہ سوز آں بسازد بوجہ کار
نگارارحم کن آخر کہ سلطان بندہ خود را

صبوری رخت بر بند و خرو خانہ بہر دازد
تو در خندہ شکر ریزی و او از شرم بگدازد
شکارم ترک مست را بہر تیرے کہ اندازد
عرب در گفتگوئی خویش و مجنوں عشق می بازد
دلچسپیدیں ہے سوز چرا بامانے سازد
اگر عمرے بیازارد ہمیش یک روز بنوازد

۳۰۵

حسن ہر چند نفلس شد زیات گنجا دارد
در ادبارش چہ می بینی با قبال تو می نازد

۷

خطے کز مشک برم جاں نوشتند
مرا خود ورد جاں شد چند حرفے
کراما الکاتبیں این حرف دیدند
چہ خوش عید لیت ابروش از شب قدر
ازاں خط کشتہ گشت مائے دروغا
مگر آں ترک من و چہ نمود اناک

محبت نامہ بر جاں نوشتند
کہ برگرد لب جانان نوشتند
حساب خود بہشتند آں نوشتند
ہلائے بر سر تاباں نوشتند
مگر بر خون من فرماں نوشتند
برات کفر بر ایماں نوشتند

بتاں را در ازل بودست عرضی

۳۰۶

حسن را بنده ایشاں نوشتند

۷

جگر پر درد و دل پر خوں تو اں بود
 بما اگر بگذری صبح صبا وار
 اگر چوں جرحه خوں خود تو اں ریخت
 ہمار زلفت اردستے تو اں یافت
 مرا گفتی چسرا دیوانہ گشتی
 چو تو لیسلی شدی محبوں تو اں بود
 بطاعت ہا نمی بودم ملازم
 وے جان تو بے جاں چوں تو اں بود
 چو لالہ بادے پر خوں تو اں بود
 حریف آں لب میگوں تو اں بود
 بدیں اقبال افسر دیوں تو اں بود
 چو رویت قبلہ شد اکنوں تو اں بود

۳۰۷

حسن بانیستی فیس کو تو اں ساخت
 گرازمستی خود بیروں تو اں بود

۷

آناں کہ ز تو در گلہ باشند بدانند
 اگر جان و خرد در قدمست خاک سازند
 عشاق تو با آنکہ بنجھر دو کنی شاں
 بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند
 قبلہ نگر گفتند مگر روئے تو آری
 گریا تو بر آئیندہ و ہر چہ باکست
 قدر تو ندانند مبادا کہ بدانند
 اے خاک براں قوم کہ بس زخم و زبند
 ہم با تو کیے اند چہیں متحدانند
 انصاف وہ اے جاں کہ چہ خوش مقصدانند
 ہر طائفہ در مذہب خود مجتہدانند
 تو صاحب حسنی ہمہ صاحب حسدانند

۳۰۸

گر بندہ حسن عشق بورز و عجب نیست
 بلبل نفاں شیفۃ سر و قدانند

۹

خوں کہ از روے جہاں افروز جاناں میچکد
 کو کب ستیاریہ از خورشید رخشاں میچکد
 جان شہرے تازہ شد از جرعہ جامِ بخش
 جرعہ نتوان گفت آں چیزے کہ از جاں میچکد
 سبزو ترہیں بگرد چشمہ نوشین او
 گوئی خضرست کزوے آب حیواں میچکد
 دی بیک شست جفاخوں از رگ جانم کشاد
 سوئے تیرش میں ہنوز اں خوں پکیاں میچکد
 خوں چکانست آں لب خوشخوار جاناں چوں کنم
 انچہ ایشاں راز لب مارا ز ترگاں میچکد
 ساقیا از لعل تریک قسطہ در جانم چکاں
 خاصہ کیں دم کز زمرہ در و مرجاں میچکد
 روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے زابر
 منخضم گفتے مگر چیسے پریشاں میچکد
 باہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستی خود
 منکرست و مستیش از چشم فناں میچکد

دید چوں اشک حسن بر خاست گفتم بر مخنجر
 گفت خواہم رفت رہ دورست باران میچکد

یاری دہم آں بت عیار کہ داند سرمایہ دین و خرد از غارتِ خواباں اسرارِ خطش و شب زلفش نتواند پارینہ خراج مژہ ام خون جگر بود حال تن بیمارِ طبیب بان زمانہ افتاد بدان غمزہ خویش سرو کارم	یاد دل دہم ترک جگر خوار کہ داند ہر بار نگہ داشتہ ام این بار کہ داند اسرارِ معما بشب تار کہ داند امسال چہ فاضل شود از پار کہ داند دانند درون دل ہمیا کہ داند تا باز کجا میکشد این کار کہ داند
---	---



آ آنکہ دلش نرم نگشتست ہمہ عمر
این نظم حسن در نظرش دار کہ داند



ترک دل آشوب من تند و رواں میرد ما چو درختِ خزان خشک فرو مانده ایم سرو سہی گفتمند او بہ ازالاں خاستست آب حیات منست وہ کہ فی ایستند تیا کہ دو چشمش نشد بر من مسکین چہا ہر سحرے بر لبم وقت نیازے کہ ہست	چوں دلم از جا برفت آہ کہ جاں میرد او چو گل نو بہا رختہ ز ناں میرد کلبک دری دیدہ ام او بہ ازالاں میرد عمر غریز منست وہ چہ رواں میرد ہر نفس از چشم من چشمہ رواں میرد پیشتر از ورد ہا نام سلاں میرد
---	---



مر حسن خستہ را ضبط میسر نشد
ہر چہ درون دست آں بزباں میرود



اے چوں تو نداشتہ جہاں یاد	روزے نہ کنی ز دوستان یاد
---------------------------	--------------------------

گر در دل خود نگر دی ام ذکر گشتی بجز شہائے ابروم بر روئے زمین چو روئے غایت آنرا کہ ز حسن تو خبر شد مرغی کہ تو در نفس بداری	بارے بکن از سر زباں یاد لے ترک کہ دادت از کماں یاد ایک ماہ ندارد آسماں یاد نہ از خود خبر بست نہ از جہاں یاد ہرگز نکند ز بوستان یاد
---	--

۱۱

بر بست حسن میاں بخد مت
باشد کہ کنی دریں میاں یاد

۳۱۲

بیک کرشمہ بر آوردی از جگر بادود دل را چہ سوخته شد با محبت تو خوش خرابی دل خود با تو کے تو انم گفت مرا ز عشق نہ آسودگی بود نہ قرار بہ پیش قاضی دل ماجوئے خود گفتم رہودہ کہ ترا دیدش شہنشاہ عشق در آنکہ قبلہ محمود شد بتے چو ایاز تو تا دوال کمر بند خویش لبتی سخت شبے ز گوشہ بامے چو ماہ طالع شو بوقت مردم از حال پر سیم گویم	نگر کہ حال من خستہ چہ خواہد بود چو مجھ کے کہ معطر بود بصحبت خود مرا فسانہ دراز تو مست خواب بود غمت قرار بدیں داد و دل بدیں اسود مرا د عشق بتا ز ملازمت فرمود رسید و گوئے سلامت ز حال ماہر بود کجا شد این صفت بت شکستن محمود انداشت ہیچ مرا ز بدست قاعدہ ہو مگر ستارہ ماہد براں کنی مسعود کہ خوش ہے روم از بخت خویش ناخند
---	---

ہزار ہا حسن گر نہند سر بعدم

۳۱۳

چہ غم بود چو بود یک وجود تو موجود

۱۱

سنا ز اے بت چیں کہ چیں ہم نمائد
 بزہر غم ار عاشقے کشتہ گردد
 تہی دست ویرانہ خستہ ار میرد
 نہ جسم ماند اینجائے نقش نگینش
 نمائد بچیں کیچ بتخانہ آخستہ
 خود از ہر بنا عاقبت چل بہ بینی
 بچرخ بریں سیکنی تکبہ دایم
 چہ مونس ہی گیری از ہر قرینے
 اگر بگذرد مرد کج گوئی کم داں
 سخن را اگر چند سحر آفریند

قرار جہاں این چنین ہم نمائد
 شکر خندہ نازنین ہم نمائد
 جہاں دار اوزنگ شیں ہم نمائد
 چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نمائد
 چہ بتخانہ چیں کہ چیں ہم نمائد
 زماں گردد آخر زمیں ہم نمائد
 ندانی کہ چسب بریں ہم نمائد
 کہ مونس نیاید قرین ہم نمائد
 سخن دان باریک میں ہم نمائد
 سر انجام سحر آفریں ہم نمائد

۳۱۴

ہمیں نالہ ماند کیس حسن را
 بر رسم ازاں روز کیں ہم نمائد

۷

اشعار بسے گویند اسرار خدا بخشد
 لغزیدہ بسے مینی در راہ سخن آرسے
 اے زاغ چہ می پوئی پے پر پے ہر کیکے
 فعل تو دگر باشد فضل ازلی دیگر

تاریک نشیناں را انوار خدا بخشد
 بس بوجہست این رہ ہنجا خدا بخشد
 تو خود ہو سے کردی رفتار خدا بخشد
 تو طالب جنت شو دیدار خدا بخشد

نواختگان گرچه چوں سو تن هر يك گر اندك از نعمت دريافته اے دل	دارند زباں ليسكن گفتار خدا بخشد خوش باش باں اندك بيار خدا بخشد
--	---



ياراں چو حسن هر بار از شلخ ضمير خود
اين بار همے خواهند اين بار خدا بخشد



گذشتگان جہاں حال خویش چوں گویند کيلے پرس ز نور فغان مالے باد فراق دیدہ گل چہرہ گاہ نئی دامن خبر شدست فلانے برفت آگہ باش غم جنازہ خود اے عجب چرا نخرند چو روشنست کہ آں رفتگان کجا رفتند	کہ زیر ضربت چو گاہ مرگ چوں گویند ازاں نو آمد گاہ کز چمن همی رویند کہ از کہ یاد کنند ایں زمان کہ گل بویند کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند کساں کہ در پئے تابوت مرد گاہ بویند ہنوز ایں دگر ایں ہم کجا ہمی بویند
---	---



حسن بکجے عدم گم شدند یارانت
بگو نشان چناں گم شدہ کجا جویند



باز مرا عشق تو در ہم نہاد باد بگیوئے تو آسیب زد زلف تو لاجل چلویم چو دیو نوش لبیاں موم نجایم دہند گرچہ دلم از غم تو خستہ شد	داغ بلا بر دل پر غم نہاد در دہمے بر دل در ہم نہاد و سوسہ در ہمہ عالم نہاد لعل لببت شہد بجایم نہاد ہم غم جاں بخش تو مر ہم نہاد
---	---

آں کہ حکمت دو جہاں آفرید	عالم عشق تو مہتمم نہاد
۳۱۷	گفتہ بدی بر در من پامند بنده حسن پایک و سر ہم نہاد
۷	مطرباں چون فارغ و متاں چرا آہستہ اند زود بگل زانکہ بعد از دیر با پیوستہ اند چہ لبست خرم اند ایشان تا قیامت خستہ اند ہم باؤل حلاصت توبہ را بشکستہ اند ماہیان بحر میں کز شست طفلان جستہ اند یعلم اللہ من دبستم دیگران بستہ اند
۳۱۸	لے حسن از خود بریں روز بخود از اپنے بوس ما دین رشتہ گرفتاریم وایشاں رستہ اند
۵	پری رخاں کہ بچین و چگل ہی باشند چو رائدہ ماندم از روئے توبہ دانستم چو ارسد بورقہائے غنچہ آفت باد تو گر چہ از دل کس بار بر نیگری لیک ز صورتے کہ تو داری نخل ہی باشند کہ بعضے آدمیاں تنگل ہی باشند از انکہ یک بدرگرتصل ہی باشند امیدوار براں محتمل ہی باشند
۳۱۹	حسن بھلس خواں در آتما شاکن فرشتگان کہ زاب و زگل ہی باشند
۷	

پیش کہ گویم ایں کہ مرایار می کشد یکچند داشت خال خوش اسال خط کشید گوید منم طبیب اسیران در خویش گفتم کہ کے رسد بغمت حد کار من شیریں لبان کشد و نوازند لیکن او عشاق را بر و ز جزا زار میکند	دل داده را کر شتمہ دلدار می کشد یکبارہ کشته بود دگر بار می کشد اینست آل طبیب کہ بیمار می کشد گفت ایں چه حدتست بریں کار می کشد اندک ہی نواز دو بسیار می کشد چوں زار میکند پس از ان زار می کشد
---	---

۵

سکین من شکستہ بساں حسن بگو
پیش کہ گویم ایں کہ مرایار می کشد

۳۲۰

کمال حسن تو در عقل کس نمی گنجد بنفس خویش رسیدن نمی توان بر تو تو کیستی کہ دم از وصل اوزنی لے دل رسید نژده قتل از تو مرغ جان مرا	دُر وصال بہ دج ہوس نمی گنجد چہ جائے نفس کہ آنجا نفس نمی گنجد کہ اندران قدح خاص خس نمی گنجد بجان تو کہ کنوں در نفس نمی گنجد
--	---

۷

چہ لطفت بود کہ شب بہر زمان ہی گفتمی
میان ما و حسن بیچ کس نمی گنجد

۳۲۱

باز ایں دلم بکوی دل آرام میرود گویند ہر کس کہ بسیارم چوں کنم بے او اگر دخت گل اندر بر آورم	از دام جستنہ باز سوئے دام میرود آرام ہمسر کاب دل آرام میرود ہر گل مرا چو خار در اندام میرود
--	---

ایام در نیامده با ما بدوستی سرفے ز مشک دارد بر ماہ زردباں شہر بیت در ولایت خواباں کہ اندرو	واں دوست ہم بسیرت ایام میرود زاں زردباں دل است کہ برام میرود ہر پار سا کہ آید بدنام میرود
--	---



پنختہ نکشتہ زلف عشق اے حسن
تبریر ہائے تو ہمہ زاں خام میرود



بیایا کہ عید و عیش بر جہاں بکشاہ چواں دوطرہ بر اطراف آں دویخ پیچہ گہے کہ بردر من بگذری ہمہ عالم مرا توجہ گذر اینک روستائی را زعید وصل تو دل را مرادے از نرسد شبے کہ در نظر آمد ہلال ابروئے تو	جہاں بعید خوشست دلم بروئے تو شاد دو عید باد و شب قدر کس نلدا یاد مرا ز عید گذشتہ کند مبارک باد مقررست کہ با عید نسبتہ افتاد بروزگار خوشست نامرادے مراد چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد
--	--



حسن اگرچہ توئی عید وقت او امروز
ہنوز روزہ ہجرات یک شبے نکشاہ



چوں نسیم بباغ در بچہد دیدن روئے گل دلیل کند باغ از سبزہ باز نو خط شد غنجہ از خوف خار در خطرست	ورق گل زیبا دگر بچہد چشم ز گس کہ در سحر بچہد شاخ را وقت شد کہ بر بچہد آیت نسخ زیں خطر بچہد
--	---

ہر دماں خوںم از جگر بجھد	ور دل از یاد تیر غمزدوست
اکیست کردشت آن نظر بجھد	نظرش ناوک جگر دوزست

۷

بر درش سر نہاد بندہ حسن
بوکہ در عشق سر بسز بجھد

۳۲۲

باز آن نگار پردہ در پردہ پنہاں از چہ شد
 اول وفاے می نمود آخر پیشیاں از چہ شد
 دی کرد شہرے را خواب امروز می بندد نقاب
 اقل چاں کافر بدو آخر مسلمان از چہ شد
 حیران آن رخسارہ ام از دلتے نہ لفظ بس عجب
 گزینیت جنش چوں خلیل آتش گلستاں از چہ شد
 از خام کاریہاے دل خندہ ہی آید مرا
 دل گرمی نا دیدہ زو نا پختہ بریاں از چہ شد
 آخر پیر سید از دلم آن شحمہ خوریز را
 شہرے کہ پار آباد بود امسال ئیراں از چہ شد
 جاں کشتہ شد بے روئے او این خود خلاف بہت
 اشتر دلی جاں نگر بے عید قریباں از چہ شد

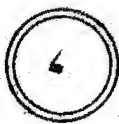
۵

من باتو گفتم اے حسن اوصاف حسن بے حدش
گزینست آن دلبری از خلق پنہاں از چہ شد

۳۲۵

Down with shokoh

بازم این ساعت از آن شکل نکویا آمد سنبه بر روی چمن راحت دلهما افزود تا خیال قدا و شست دریں دیده من چشم از نامه جاں پرور او روشن شد	گل بخندیدو مرا خنده او یاد آمد در دهم ان خطوان روئے نکویا آمد خلق را سرور و ان و لب جو یاد آمد قصه یوسف و پیراهن و بو یاد آمد
--	--



بر دل دوست حسن بود فراشش گشته
این غزل خوانده شدان نادره گویا آمد



سریت دریں سینه که پیدا نتوان کرد طرز سرو کاریت که بر وعده مشوق شهادت لب او بایه ما مدعیان نیست غیرت یکم دست بلعش نتوان برو حاصل نه شده نعمت دیدار دل آرام هر روز دریں صاعقه پنهان نتوان خست	دل طالب چیزے که متنا نتوان کرد صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد ز بنور صفت بیبهده غوغا نتوان کرد روزه بدای میل بجلو نتوان کرد دل بر گل و گلزار تشکیبا نتوان کرد یک حرف ازین واقعہ پیدا نتوان کرد
--	---



چه چاره حسن کز بهت وصل فراقش
سودا نتوان بختن و صفر نتوان کرد



دل ز دست شدو دستان نمی پرسد چنانکه بهم شده ویدم طریق عهدش از آنک همه بخانه اصحاب دولت است برش	بحکم رسم قدیم این زماں نمی پرسد چنانکه شرط بود و آنچنان نمی پرسد ز ره فدا دے خانهاں نمی پرسد
---	--

بصد رشتہ قح خوردہ شیر گیر شدہ	ازیں کمینہ سگب آستان نمی پرسد
سوال کردم دل را که ناله تو چیست	بنا که گفت چه پرسی فلان نمی پرسد
کدام دردم ازین پیشتر که پرسیدن	همی تواند وزین نا توان نمی پرسد



حسن نشاء شد اندر بلا و آں بے رحم
برائے نامے ازین سو نشان نمی پرسد



نه پندارم که ماه من شبے بر من سرود آید
ز بهیعت از چنان گل در چین گلخن سرود آید
شب و روزش همی خواهم که هست او آیت حجت
فتوح آسمانی دال اگر بر من سرود آید
گر او دستے فرود آرد بفرق کشتگان خود
همان دم جان بالا آمده در تن سرود آید
سراسر دامنم پر قطر بای اشک خدا رے
چو ابر دیده خیزد قطره در دامن سرود آید
اگر بندم در خانه برائے دفع آفتها
بلائے عشق پنداری که از روزن سرود آید
سرم بر گردنم باریت آں ترک سرافکن کو
مگر از لطف او این بارم از گردن سرود آید

حسن برگزنی بیچید سر از شمشیر او واشد

۳۲۹

اگر از ہر مہ روایاں سرسوزن فرود آید

۷

کیست کہ نغمہ نے ز مژمہ در گیرد
 ہر سبک روح کہ در جانفش اثر کرد سماع
 ایں سماعیت کہ ذوقش سپر آدم داشت
 چوں نوا با بگہ صبح زند ببل مست
 نالہ مرغ سحر زار چنانست کہ گر
 مدعی گر نشد از ذوق بر آتش چه کند

تا مگر بار غم از سینہ ما بر گیرد
 جانفش از عالم تن عالم دیگر گیرد
 کہ چو اندر سرش افتد کم افسر گیرد
 فاختہ ہم قدم سے صوت گران تر گیرد
 شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد
 ہنیرم او ہمہ تر بود کجا در گیرد

۳۳۰

پای ہر زندہ دلے را کہ بجنبہ در رقص
 حسن از دیدہ رواں در درو گو ہر گیرد

۷

اے چو گل خاصۂ بد بجمالت مر ساد
 دید با چوں بر کاتب ہمسالم گویم
 سال و مہ با و تراز روز سعادت روزی
 خوب رویاں جہاں را شرف از تست لے
 لے چو غر شید بر آردہ سر از مشرق حسن
 یک نظر سوائے تو عید دست ہمہ عالم را

قرۃ العین منی عین کمال مر ساد
 دست بیداد زمانہ بد والت مر ساد
 بیچ روزے بخلاف مہ و سالت مر ساد
 یارب از دور فلک بیچ و بالت مر ساد
 شب ما روز تو کردی کہ زوالت مر ساد
 بیچ غشتی و غباری بہالت مر ساد

۳۳۱

کہ چہ از روئے نکویت حسن آفتہ اید
 آفت دیدہ بد میں بجمالت مر ساد

۷

تیر تو خوردہ کیش دگر سے چلے گروند
 جائے سجدہ ست بہر بار کہ نامت شنوند
 صاحب خانہ را کردہ ہوئے خانہ روند
 عاقلان جلد بر آنند کہ دیوانہ شنوند
 روزہ داران غمت منتظر ماہ نواند
 من ترا دامن از نیجا بے آیند و روند

خستگانے کہ بعشق چو تو تر کے گروند
 تو بجے آیتے از صحن حسن آمدہ
 عجم آید ازاں راہ رواں کر غفلت
 تا بزنجیر سر زلف بہستی دل من
 بر سر بام شو و گوشہ ابرو بنما
 رفتن باد صبا آمدن گل چسکم

۱۱

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں
 کہ حسن وار بیخانہ عشقت گروند

۳۳۲

بشوے ایں دلم از تو پہ گنسہ آلود
 وے سبہ ترا زیں زیر آسمان کبود
 وزیں فرو شدہ یک روز بر نیامد وود
 چہ سود مند بود تشریتے کہ او فرمود
 کہ ز اہل گلہ مندند شاہاں خوشنود
 و گرنہ عاقبت او کجا شدے محمود
 خلاص داد از پرہیز گاریے کہ نہود
 کہ بر پچہ وجہ رود سیرا خبر مسود
 و گرنہ از سرودیدہ درآمدے بسجود
 و یک مستی عشقم عیاں زدست ربود

بار ز جام لببت جرعه بخشی زود
 سپید کن دلم از نورے کہ نتواں فیت
 ہزار دوزخ سوزاں فرو شد اندر کن
 طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق
 عجب معاملہ پیشتم آمدست امروز
 دلیل دولت محمود بود عشق ایاز
 غلام نرگس مستانہ تو ام کہ مرا
 بردل خرام زد رتا منجمان بیند
 ندیدہ بود فطال صورت تو در آدم
 نہاشتم سرجوالاں گریئی ایں میاں

<div style="text-align: center;">۴</div>	<p>حسن نصیحتی از دل ہی کسیم ترا ولے دل تو نصیحت پذیر نیست چه سود</p>	<div style="text-align: center;">۳۳۳</div>
<p>دل می نهی با من دل ریش چه باشد جد من بد روز ازیں بیش چه باشد پیدا ست که اندازہ در ویش چه باشد پنهان شدن از شیفۃ خویش چه باشد ایں داغ کهن بر من ازیں بیش چه باشد صید بکند آمدہ فردیش چه باشد</p>	<p>برے شکنی از من در ویش چه باشد ہر شب بدعا با ظلم روئے چو ماہست جان و دل خود پیش کشم گر تو بیانی تو ماہ نوئی شیفۃ تو من مسکین گفتی سگے خود خوانست اما نہم داغ من زان تو ام گر بخشی خیزد کیش زود</p>	
<div style="text-align: center;">۴</div>	<p>اکنون کہ حسن داد باندیشہ تو دل بدگو کہ بود طعن بد اندیش چه باشد</p>	<div style="text-align: center;">۳۳۴</div>
<p>کہ بوئے مشکبارش خوشتر از ہر باری آید شب قدرست یارم یا سلام یار می آید مگر آں آدمی خلقے پری رخسار می آید مگر آں یوسف آفاق در بازار می آید ہم اندر خباب با خود گفتیم آں دلدار می آید ولیکامروزے خود دست فرزندار می آید</p>	<p>صبا ام روز گونی کرد یار یار می آید گل نورستہ است ایں بانسیم یار می آید بنی آدم ہمہ دیوانہ مشکند ایں زماں از چه زلیخا وار نیم شہرے از خانہ بروں رفتہ شبے در خواب جوئے خضر سوئے خود روان چو شاہان خوش خواہاں بر بساط حسن رفتہ</p>	
<div style="text-align: center;">۴</div>	<p>حسن ہر چند حیرت در وصف لبش ولے در ما ہی برزد چو در گفتاری آید</p>	<div style="text-align: center;">۳۳۵</div>

زبانش کامرانی می فروشد
چو سرو من جوانی می فروشد
شراب ارخوانی می فروشد
اگر از بے بیانی می فروشد
که هر صبح نهانی می فروشد
لب آب زندگانی می فروشد

نگار من جوانی می فروشد
سرافکنده نشینم چوں بنفشه
حریف عشق رازاں لعل میگوں
کمر بندش بجوزا داد تحفه
مگر از خط بمی دزد و شبک
خط او گر چه گرد آورد سودا



چہ نیست این کہ پیش آں شکر لب
حسن شیریں زبانی می فروشد



جهانے زیر هر سرو رام کردند
نکو رویاں سرا بدنام کردند
مگر ایشاں گذر بر بام کردند
وزاں سو ختم بردش نام کردند
که دریا بائے خول آشام کردند
بر آوردند لیکن خام کردند

بتاں کز زلف مشکین دام کردند
بتقوی نام نیکو برده بودم
بهشتی گشت صحن حنا از امروز
من از اخلاص میخواندم دعائے
غم نوشین لبان زان تشنگان پریا
لایک دیگے اندر طعن ایشاں



حسن را جامه جاں چاک زان شد
که در دزدش اندر جام کردند



لشکر همت او بر هر فیروز بود

در دل هر که غم یار دل افروز بود

نخند در ده و خورشید به عمر نگه هر که بیند گل در خساره یارم یک روز ماه عید آمد من روزه بهجران دارم	نظر هر که بر آن شمع دل افروز بود روزگارش همه چون مسموم فزود بود به من گر برسد عید من آن روز بود
---	---



حسن از سوز دل خود مخفی بیرون داد
وین نداند مگر آن کس که در سوز بود



شب اندر ماه خسارش بینید بهر شکلی که دانست از برم رفت به نزدیک من آن ماه دو هفته است من از دیدار دلبر در بهشتم چو یوسف در همه عالم عزیز است همه عالم خریداری کنندش	شب برعل خوں غارش بینید یکے در شکل رفتارش بینید شما از دور کجبارش بینید بیشتر از نیت دیدارش بینید همه عالم خریدارش بینید خدا را روز بازارش بینید
--	--



حسن دین در سوز زلف بتاں کرد
بزیر خرقة زنا ریش بینید



گلش تا بهمنشیں مشک ترشد چو اوصاف لب اومی تو شستند سلام خشاک بر اے قاصدین بار بدل گفتم کز آن دلبر خبهر گئے	خرد در خوف جان اندر خطر شد قلم در دست کاتب نے شکر شد که از باران اشکم نامه تر شد دل آنجا رفت او هم بے خبر شد
--	---

شبانگہ محتسب و نبال ماکرد	چو در ما دید از ماست تر شد
سر مادر سرکار بتاں رفت	حساب ما و ایشان سر بسر شد

۵

دگر کرد خواب شیوہ حسن
حسن را ہم سخن طرز دگر شد

۳۴۰

بتم سلطان خواب شد گدایاں را کہ می پرسد
چو او بیگانگی کرد آشنایاں را کہ می پرسد
دل صاحب دلاں خوں شد ز ناز او چو ایشان را
سزا نیست چوں مانا سنایاں را کہ می پرسد
بدو گفتم کہ خود را می نمایم چوں سگے پیشست
جو اہم داد و گفتا خود نمایاں را کہ می پرسد
دلا این پارسایہائے بے حاجت بیکسوتہ
بہد چشم متش پارسایاں را کہ می پرسد

۷

حسن جاں ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او
تو خود کردی ولیکن زیر پایاں را کہ می پرسد

۳۴۱

حدیث عاشقی نہاں نماںد	قرار کار ہایکساں نماںد
نشان اشک من در چہرہ پیداست	نکو گویند خوں نہاں نماںد
اگر زہرہ بہ بیند روئے آل ماہ	جال او در اں میزاں نماںد

مرزاں آدمی حسیرائی آید دلا بر جاں ہی لرزند حسیقے حیات جاوداں انگہ تو اس یافت	کہ رویش بند و حیراں نماند تو با جاں بسا از جاں نماند کہ جائے جاں بجز جاں نماند
--	--



حسن سر بر کشد از اوج مقصود
اگر پاستہ ہجسراں نماند



غم جاناں اگر دامن نگیرد چہ گرد غم کہ ریزد بر سرم چرخ نخواہم خستن سر در رہ دست اگر پروانہ نارد از خط تو چو عاشق در کس زلفش افتاد بچشم پا ہند پس بگذرد زود	فلک و نبال جان من نگیرد اگر آہ من رہ روزن نگیرد اگر بازم ز سر دشمن نگیرد بنفشہ عصہ سوسن نگیرد چہ منت ہا کہ برگردن نگیرد کہ تا خون منش دامن نگیرد
---	---



حسن راختہ باید بود لا بد
چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد



تا رخت از مطلع مراد برآمد خط سیہ گرد روے خوب تو گوئی از قد و زلف و دہن و چشم خوش تو عشق تو دل را سلام کرد ہما ند	رخت گل و لاله را کساد برآمد شب بتماشائے باد باد برآمد نقش الف لام و میم و صاد برآمد از دل و جاں ہر دو خیر باد برآمد
---	--

سہل بود نام راویئے کہ رسیدست
چهل نور سیدی ہمہ مراد برآمد

۴

حرف صلاح از دل حسن مطلب ناک
نام وے از دستر فساد برآمد

۳۴۳

جز غم دیدہ مستح باب نبود
خوں ہی ریختم چو آب نبود
در صراحی جز این شراب نبود
بیچ میلش بدیں خراب نبود
ایک سوال مرا جواب نبود
ز ان دعا با کہ مستجاب نبود

شب مرا تا بروز خواب نبود
ہر دم از چشم خود بر آتش دل
خونے از دیدنوش می کردم
ماہ من از مے جوانی مست
گرچہ تا صبح نا لہا کردم
تخلع کردم جہانیاں را خواب

۵

اے حسن یار گر خطائے کرد
ہم شکایت از تو صواب نبود

۳۴۵

بار در شعلہ در دل بریاں رسید
بر در دیوار تو نقش نگاراں رسید
حال غریباں بگو بت لاشاں رسید
منظر حقیقتہ بطلان رسید
اگرچہ کند بلاست کاش کہ توان رسید
او ز سیدے در بزم بپایاں رسید

بار در تیر عشق بر ہدف جاں رسید
دیدہ بوی چشم من ریختہ باران خوں
گفتہ انے میر بار حاجت شہرے شاہ
بانگ مزن اے رقیب دم مزن او پر دہ
ہر کہ بزلفت رسد سر کند از سرست
گفت بخواہم رسید بر تو پس از عمر با

۴	دوست رضا میدد از سر جان خواستن عذر میارای حسن خیز که فرماں رسید	۳۴۶
<p>اکز وے ہمہ شہر در فغاں بود گد دست دعا بر آسماں بود این خون جگر کرا گماں بود تا آخر شب نفس ہماں بود ہم نام تو بر سر زباں بود با این ہمہ بے تو کے تو اں بود</p>	<p>دوش از غم تو دلم چناں بود کہ خون دو دیدہ بر زمیں ریخت با آب مژہ صبور بودم از اوّل شب کہ نالہ کردم آں لحظہ کہ در سرم سخن رفت ہر چند کہ با تو این بلا ہاست</p>	
۵	ہر بار کہ عشق آتش افروخت بیچارہ حسن در اں میاں بود	۳۴۷
<p>خویت از اں مزاج کہ ہستی نمی رود این عشق آتشست بہ پستی نمی رود دل را کہ پابلسلہ بستی نمی رود از من ہوائے بادہ پرستی نمی رود</p>	<p>از چشم پر خار تو مستی نمی رود دو دلم بر اوج فلک غیمہ زد بے عقل از کمند زلف تو سر در جہاں نہاد تا جہ از اں لب میگوں چشیدہ ام</p>	
۶	گفتی حسن چرا بکنی توبہ از شراب وانشد کہ توبہ کردم و مستی نمی رود	۳۴۸
بے سرو تو بدیہہ طبل رواں نبود	اسال رونق گل ترا پنچناں نبود	

گلزار بود مجلسِ قولِ مغنیان این کاروانِ گل پس سألے رسید یک دانسته ام که از تو به بینم شبِ فراق لعلِ بتاں جواہرِ غمِ بزمِ نثار کرد مرغِ ارچہ عشقِ نامہ خود خواند بامداد	بر قولِ صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود ماہی کہ در دستِ دریں کاروانِ نبود آں روز رُستخیر مرادِ رگماں نبود ورنہ مرا چنینی صدفِ درفشانِ نبود دستانش را طراوتِ این دستانِ نبود
--	--

۷

این طرزِ شیوہ حسنِ ست ورنہ پیش ازین
چندین شکرِ بعرضہ ہندوستانِ نبود

۳۴۹

دوستانِ دردمقوی شد مہمے حاصل کنید از ملا تہلے تاں ہر روز دیوانہ ترم اے رفیقان از کہ می پرسید تا منزلِ کجاست گریم در فراقِ آں مہ محسّل نشین ہر خے کش زیر پا شد گرد می آرم بحشیم پندگویاں ہر چہ گویند مہمے بے حاصل	دیدہ و خوں غرق شد کوشِ علاجِ دل کنید اے عجب دیوانہ را خواہید تا قائل کنید ہر کجا معشوقِ عاشق را ہماں منزلِ کنید گاہ مردنِ روئے این سکیں سوئے محمل کنید تا چو میرم ہم ہاں گورے مرا کھل کنید بارے آں چشمے کہ من می نیش حاصل کنید
---	---

۷

یارچوں این سو خواہ از پے قتلِ حسن
جانِ این مقتولِ خاکِ راہ آں قائل کنید

۳۵۰

گر نیسے از سر زلف تو سر در ہم رسد زاں دباں تنگِ ناک من شود ملکِ مراد	سر بسو رہائے در ہم گشتہ را مہم رسد اگر سکیاں واردِ دستِ من بدخلتم رسد
---	--

از پری زادست او یا از ملاک یا زحور زخم زیر چشم او یارب چه شیریں آمدست چشم مست او بیک غم جگر بادل بدخست از غم خافل مباشید ار چه اندک گفته ام	بارے از نسل بنی آدم چیل لئی کم رسد زاں ہی ترسم کہ دیگر چشم زخمی کم رسد تیر ترکان کز مستی رسد محکم رسد آتش اندک خیزد اما دہمہ عالم رسد
--	--

۴

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسد
او چه غم دارد حسن را اگر چه صد چوں غم رسد

۳۵۱

ایں خردہ کہ می گوید وین نامہ کنی آرد بینیت درین قاصد از پیش کہ می آید شمع نظرست آن غور تا بر کہ ہی تابد طعنہ ز ندم ہر کس کو را چہ پیڑی دل گفتی چہ رود چندیں خوں از جگر ریشیت بے دوست اگر عاشق فردا بہشت آید	اے دل نصبائی پُرس کز گل چہ خبر دارد فقیست درین نامہ تا خود کہ می آرد ابر کمرست آن مہ تا بر کہ ہی بار د اگر جاں طلبد جاناں آن کسیت کہ نپارد خارست دروں دل کاں ریش ہی خار د نغمتکہ رضواں آتش کدہ بیند ارد
--	--

۴

ماندست حسن و اللہ بر قاعدہ عشقش
ور بگذرد از عالم آن قاعدہ بگذارد

۳۵۲

شب را چو صبح عید عززے بار سید گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار بودہ سنت سچو دیدہ ز کس دو چشم من	کز پائے بوس او سرا بر سمار سید ماج چرا رویم چو کعبہ بار سید حیرانم ایں بہار گرم از کجا رسید
---	---

از خار خار غصہ نہاںم چو گل شکفت
دل در طرب در آمد و دوران غم گذشت
شمع ز لطف در دل تار یک بندہ تا

وز درد دل گلگنم چوں دوار سید
ابر کرم بر آمد و کشت رجا رسید
شاہے ز غیب بر سر وقت گل رسید

۳۵۳

نامش بگفتی اے حسن اینجا ہے ادب
ایں نیک نامیست کہ از حق ترا رسید

۹

آں کہ حسنت چوں گلستاں آفرید
ناف چیں دھین زلفینت نہا
از رخ گل رنگ تو آب حیات
ماہ را در شمیمت عرضه داد
آفریں بر صانع آں صانع کدو
ماہ در دوراں چو توشا ہے نزا
تا بھی بخشی خلایق را حیات
در لب شیریں تو چندیں شکر

در لب صدنا ز خنداں آفرید
وز رخت غورشید تا باں آفرید
وز رخ گلبوئے تو جاں آفرید
باز بر ماہیت گلستاں آفرید
صورت زیبا بدیضاں آفرید
تا خدا بیسا و خواں آفرید
در لبانت آب حیاں آفرید
از برائے درد منداں آفرید

۳۵۴

چوں حسن را داد قدرت در سخن
زیں کچھ تر شعر نتواں آفرید

۵

دل را کہ غم گرفت نگہداشتن چہ بود
جانا چو سیل عشق تو دہا خراب کرد

خنجے کرو برے نزد کا شتن چہ سود
مارا بنائے عشق برافرا شتن چہ سود

دل بر تو رفت گرچه نگه داشتیم بے خون و دم بچاہ نرنج ریختی سخت	چیزے کہ رفتیست نگہ داشتن چه سود اکنون بشک و غمبزش انباشتن چه سود
---	---

۵

از ناله حسن چه بد انکاری لے صنم
خود زخم کرده تو بد انکاشتن چه سود

۳۵۵

دل خوں شد اں خلاصہ جازا خبر کنید صبر از برم بجست چو آہو بصید گاہ تنگ آمدست جان من از جو عشق او جانست یار و این سر من خاک پای او	زیں آب دیدہ سرور و انرا خبر کنید آن شہسوار سخت کما زرا خبر کنید اں تنگ چشم و تنگ دما زرا خبر کنید چوں سر زیا در آمد جازا خبر کنید
--	--

۷

جمله جہاں بزہ حسن طعنہ می زدند
این ہم نماند جمله جہاں را خبر کنید

۳۵۶

سرگشته دلم راہ بمقصود ندارد باغ از خطا خب لب شیرینیت خجل ماند عاشق کہ شبے سیر نیدیت چه توان کرد برشت آیاز اختر مسعود دہد پس کس را خبرے نیست ز سورجگر من یک روز نخوردی غم بچارہ بیندیش	آن صبر کہ یکچند در و بود ندارد گوہی سچ بنفشہ شکر آلود ندارد بدروز ابد طالع مسعود ندارد کال تاج بجز سینہ محمود ندارد آرے چکنم آتش من دود ندارد زاں روز کہ افسوس کنی سود ندارد
--	---

گفتی کہ حسن می ندہد دل بتان ہمیش

۳۵۷

معذور بھی دار کہ موجود ندارد

۷

تا سایہ زلفینت یارِ مہتاباں شد
 تنگ مدہ بوداں دل زین دین نفاق آلود
 تا بر دورخ چوں گل از مشک دی خالے
 خود میں شدہ بد ز گس چوں تو یمن رفتی
 جانا دہن تنگت اندر نظر مرم آمد
 گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل

گوئی کہ مگر کفرے ہمسایہ ایماں شد
 از لطف تو زمانہ بہ برست مسلمان شد
 آں حسن کہ می بودت امروز دو چندان شد
 ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو حیراں شد
 طاری او دیدی دل بستہ نہاں شد
 تو دیر باں کماں وہ دیرست کہ ویراں شد

۳۵۸

اے حسن از عالم بخی چہ کشی چندیں
 کہ گفتہ شیرینست نر خ شکر از ازاں شد

۷

باز در جانم زلف عشق تابے اوفتاد
 آفتاب آسا شبائے خمیش سراج حسن
 گویش دل سوئے مامی دار گوید سنگست
 چہل شود حال دل مسکین سن دست عشق
 عقل من افراسیابے بود اما در دست
 چشمش از سوئے دلم دید آن نمود از مرمی

دوستان دوستی با آفتابے اوفتاد
 گرچہ باماش اتفاق افتابے اوفتاد
 این چنین معشوقہ حاضر جولے اوفتاد
 صعوہ بیچارہ در جنگ عتابے اوفتاد
 رستمے گوئی کہ بر افراسیابے اوفتاد
 مستی غلطید ناگہ برخا بے اوفتاد

۳۵۹

حسن را دل زلف یار در پیچید باز
 گردن دیوانہ اندر طنا بے اوفتاد

۷

<p>خوشی و خست می رفت دگر باز آید او به از عمر عزیز است اگر باز آید وارضی خواندش از دور مگر باز آید باشش تا لشکری ما ز سفر باز آید هست تر دمنی ارسال دگر باز آید عمر تازه شود و نور بصیر باز آید</p>	<p>آن سراز عهد برون برده اگر باز آید گرچه شد در طلب وصل غریزش همه عمر با مداد آن که فلک سوره و الفجر نوشت مه و سیاره بر آن گجخت زهر سوشگر گل که از رشک خورش جامه ایافت او غریزیست کز دهر مصری و کنعانی را</p>
--	--

۹

حسن گم شده را ذوق لبش یاد دهید
 مگر آن طوطی مسکین بشکر باز آید

۳۶۰

<p>گوهر جاش پیش لعل دستان خوام کشید همچو دیده دامن اندر دل کشان خوام کشید آنچه دارم پیش یار مهربان خوام کشید من سر خود زینای جهان خوام کشید کیس مسافر را بمنزل گاه جان خوام کشید با وجود عشق او خط بر جان خوام کشید ده ندامت چند جدر این و آن خوام کشید شمع را بالی بدست غم زبانی خوام کشید</p>	<p>امشب از یاقوت جانان قوت جان خوام کشید بر طریق پیش کش حال دل صد پاره را من چه دارم جز متاع عجز یا نقد نیاز میزبانان پیش همان سیم و زربانی کشند خانه چشم مرا تا که زنی لے دیده آب از مژه نوک قلم کرده سیاهی از دو چشم مرغ روزش یاد داوود شمع را زدم فاش کرد مرغ را گرد سرش آزاد خواهم کرد یک</p>
--	--

۶

گر مرا گرد دره خود کرد خواهی چون حسن
 از زمین ناگاه سر بر آسمان خواهم کشید

۳۶۱

تاکیدی بنوہ بگل گل گریباں پارہ کرد
حلقہ زلفش کہ درپائے دلم زنجیر شد
جامہ نیلوفر پوشیدی و رفتی بباغ
سیب سین زخمت که از جاں خوشتر است
طاغناں سنگ ملاست بر زنجاری زدند

خار شقت تابداں جامہ جاں پارہ کرد
آبچناں زنجیر انتواں بسواں پارہ کرد
یاسمین پیرا بن خود تابداں پارہ کرد
گر بدستم او فند خواهم بنداں پارہ کرد
حسن یوسفیغ بست دست ایشان پارہ کرد

۳۶۲

رشته صبر حسن را بر کف دوش نهید
تا بدوزد خرقه که جور خوباں پارہ کرد

۴

تا دوشم تو مست و فغانند
مے بہت خورد و مست چشم تو شد
گر بجائے سر اندر آئے تو
بے دلاں را رعایت کن از آنک
تو ہم اینجا و ما ز تو غافل
عارفاں نگذرند از در تو

ہمہ عشاق در تو حیرانند
گیسوانت چرا پریشانند
جاں بگرد سر تو گردانند
ار دے بے تواند بے جانند
مکیاں قدر کعبہ کے دانند
بلبلان پائے بندستانند

۳۶۳

اے حسن صوت بلبلان چو خوش است
گویا گفتہ تو می خوانند

۹

ساقیائے وہ کہ ابرے خاست از خاور سفید

سینہ من لا خورشید صید گیسو با جام سفید

۲

ابرچوں چشم زلیخا بہر یوسف اشکبار
 ژالہا چوں دیدہ یعقوب پیغمبر سفید
 گر نہ حشراتِ این نگہ کُن در بنفشہ و سمن
 چیست دستِ این کہود و روئے آلِ دیگر سفید
 بید لرزاں از شمال اینک چو اصحابِ الشمال
 یا سمن مانند اصحابِ الیمین فقر سفید
 بادہ در جامِ بلوریں دہ سراگر میدہی
 لغزنی آید شرابِ لعل را ساغر سفید
 راحت از آن سر دگاں کم جو کہ کم یا بد کہے
 نامہ برامی سید جامہ بر آہنگر سفید
 محملِ آزاد گاں می جستم از انبائے دہر
 کاغذے در دست من داند ستراسر سفید
 غنکوت غار را گفتم کہ این پردہ چسہ بود
 گفت میہاں عزیز آمد کہ کردم در سفید



اے حسن اختیار را ہرگز نہ مینی طبعِ رست
 راستست این زاغ را ہرگز نہ وید پر سفید



دلِ زمن بردی چناں گوئی نبود
 زان طرف ہرگز رضا جوئی نبود

اے کہ ہرگز از تو د بھوئی نبود
 من ہمہ سالہ ہوا خواہ توام

ایں بد پہاے تو آ کے یا مگر
دوش گرچہ داد دشنام بے

نیکو از اس رسم نیکوئی نبود
کار سن غیر از دعا گوئی نبود

۳۶۵

ہیہد می رنجد از جورت حسن
کیں طریق خاص او گوئی نبود

۵

تم چوں شاخ گل ہر باری آمدنی آید
صبائے کز در دلدار جنبہ نمی جنبد
نشاط می زمینخوارہ ہی دیدم نمی بیغم
عتاب دوست کا مک مایل امید ہدی

ہنال عیش کا مذر باری آمدنی آید
سیمے کزد یار نیار می آمدنی آید
سلام گل کہ از گلزار می آمدنی آید
اگرچہ پیش ازیں بیاری آمدنی آید

۳۶۶

حسن ہیچ کارے نیست بایاران کسمت
کہ آں یارے کہ اورا کار می آمدنی آید

۵

یار از مارت و یاد می ہم نکرد
چشم او در جادوئی شاگرد کیست
شکر مژگان او قلبم شکست
صبر من بنگر کہ چوں رفت از برم

زلف دل بندش کشادے ہم نکرد
کانچہ او کرد استادے ہم نکرد
اشک خونیں ایستادے ہم نکرد
وقت رفتن خیر بادے ہم نکرد

۳۶۷

نامہ ازوے چوں طمع داری حسن
کت بمرے خویش یادے ہم نکرد

۵

تا نظر باز گرفت ز گرفتارے چند	جز بجز ایسے چرخ خوردند بجز غارے چند
دل ماخستہ چشم تو شد تو ہمہ عمر	نشدی رنجہ پیر سیدن یلارے چند
چند ازیں غمزہ زناں بر سر کو آمنت	تو مرا گشتہ شدہ گیر و جمن یارے چند
صفت نعمت دیدار ترا نشیند	طرف مرغاں کہ فادند بجز ارے چند

۵

گر حسن را نظری بر غلط افتاد بخش
چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند

۳۶۸

یارے کہ طریق ناز دارد	گر دل بسرد که باز دارد
آں شوخ برائے کشتن ما	صد شیوہ جاں گداز دارد
در زلف بتان پیچ اے دل	کیس رشتہ سرد راز دارد
جاناں دل من بجانب تست	کنجشک حوائے باز دارد

بشنو کہ وصف تو حسن باز
خوش گفتند و نواز دارد

۷

روایت (۱)

۳۶۹

خداے حسن بر کمال قمر	خانہ روشن شد از جمال قمر
یافت تقویم عمر من ترتیبے	چوں میسر شد اتصال قمر
شمس را گر زوال شد گو شو	ایسم بارے از زوال قمر

چشم نرگس بخواب جوید نور	چه خبر خفته را ز حال قمر
چوں کند وز وبال ننندیشد	هست معهود خود وبال قمر
سأ لها بوده ام بیاد رخس	شب تاریک در خیال قمر

۵

از قمر نور یافت کار حسن
خدا اے حسن بر کمال مستر

۳۶۰

نوروز رسید یادمی دار	گل پرده درید یادمی دار
گفتی بتو وقت گل رسم باز	آن وقت رسید یادمی دار
من با تو رسیده ام دے دوش	چوں صبح دید یادمی دار
من می گفتم تو می شنیدی	آن گفت و شنید یادمی دار

۶

قربان کردی دل حسن را
اے غیرت عید یادمی دار

۳۶۱

بخت میں کامروز وقت صبح یار	چشم روشن کرد مارا صبح وار
کام حاصل شد بیک رحمت و حجت	دوست طالع شد باندک انتظار
خط سبز افستوح آسمان	خال شبرنگش فریب روزگار
آن چه مجلس بود یارب چوں شیت	کوثر اندر دست طوبی در کنار
من بدستے ساغر می داشتم	دست دیو گیسوے مشکین یار
یہیچ کس دُنبالہ مستان نکود	مختب را سرگراں بود از خمار

<p>۵</p>	<p>زرد خیرہ ماند و سیم از ہر کے از حسن اوصاف خواباں یادگار</p>	<p>۳۶۲</p>
<p>اجتماع غصہ بعد از افتراق یکدگر وین دو چشم با چہار از اشتیاق یکدگر داستانی باز خوانی از فراق یکدگر خوب باشد کار با اتفاق یکدگر</p>	<p>ماہ من دیدی چہ دیدم از فراق یکدگر اشتیاق ما یکدگر دو چندان شد کہ تو کے بود تا بروصال یکدگر با بیم دست خیز و خون من بریز و من بر آنم تنفق</p>	
<p>۷</p>	<p>اے صنم خوش خوش غم خود خور دہ پھول حسن خوش فدا دست ایں دو معنی بر مذاق یکدگر</p>	<p>۳۶۳</p>
<p>لالہ بے آلودہ تر گس بخمار اند تشنہ بجال او دریا بکنسار اند گفتا کہ ستارہ است ایں نایب شمار اند خوش وقت کہ خوں ریز دکا فربتکار اند ہر گرد شکار ستاں چوں بغبار اند کز شرم بہت غنچہ نہاست بخار اند</p>	<p>دی تازہ رُخے دیدم چوں گل بہار اند چوں آب ہی آمد من در گدزش بوم گفتم کہ شبے اے مہ بشمر عدد و شکم چہ شمت چو یکے صید کشتت خوشم آئے آں روے جہاں افروز از دور ہی دیدم جانا چو بباغ آئی پیدا شو دست آخر</p>	
<p>۷</p>	<p>گر خواست حسن بوئے زان روئے چو گل ننگفت بس یہ ہدہ گویا شد بلبل بہار اند</p>	<p>۳۶۴</p>
<p>ساغرے پر کن اے غلام بیار</p>	<p>صبح طالع شد و در آید یار</p>	

دل من از کتا بہت اشعار
در قدح زیر لعل گوہر یار
قلم و کاغذ از میاں بردار
بوریا پوش شیشہ پیش آر
دفع دردے کہ دیدم از گفتار

خطا غسر کجا کہ گرفت
زین سپید و سیہ چہ سود مرا
نیست همچون قرابہ محبوسہ
بشکن این شیشہ کاغذ پوش
بہ ازیں داروے خوشی نیست

۵

گر حسن را درین حدیثہ ہست

بادہ دہ ال حدیث باد انکار

۳۶۵

نہ دل من با من مسکین ہی آید نہ یار
نہ زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار
وین گرہ یکبارگی نہ بخت بخشاید نہ یار
لے دریغانے جوانی بازی آید نہ یار

نہ فلک با من موافق طبع می آید نہ یار
بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ حسرت
من چہ دانتہم کہ زلف یار پابندم شود
یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی

۷

صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت و لے

نہ حسن این پند ہارا کار فرماید نہ یار

۳۶۶

سیلماں را چہ فخر از کشتن مور
نہ زرمارا درین تدبیر نہ زور
جہانے از لباس عافیت عور
پیشانی نشاید برد در گور

مکن بر عاشقان زار خود زور
بروں افلاس داریم و دروں ضعف
بتشریف شفا میدارد
اگر میریم بر یاد تو میریم

<p>فغان از طرہ ہندوت مارا چہ پُرسی لعل عشق از مفتیٰ عمل</p>	<p>کہ چشم ترک دارد غارت غور چہ داند لورمہ را مردم کور</p>	
<p>۳۷۷</p>	<p>دل مسکین حسن دریا ئے در دست محاسنت این کہ از دریا شود شور</p>	<p>۵</p>
<p>اے زبتاں سرو قد تو خوش خرام تر نوش مباد اگر خورم بے لب شکر نیت دوش کہ وعدہ کردہ ال برہمچو سیم خود تا تو رواں چو چشمہ از نظرم ہرستہ</p>	<p>روے تمام سچو مہ بلکہ زمہ تمام تر مے ہمہ جا حرام شد بے لب حرام تر وعدہ جو غم بے نیت خوں ز وعدہ خام تر چشم منست ہر سحر تابنا از خام تر</p>	
<p>۳۷۸</p>	<p>اے بخلے کہ می کشی ملک تو گشتہ ملک دل سن چو حسن غلام تو بلکہ ازو غلام تر</p>	<p>۷</p>
<p>نیست چو رونے تو گلستاں دگر باز چہ سختت دل کافرت از لعل عشقت جگر مہ سنجہ شد غمزہ خون خوار تو غم بر بخت عشق تو بر عرصہ دل شکنہ شد گفتی اگر عاشق مائے بمیر</p>	<p>روے دگر باشد وبتاں دگر سخت دگر باشد و سنداں دگر پنختہ دگر باشد و بریاں دگر غمزہ دگر باشد و میکاں دگر شکنہ دگر باشد و سلاطین دگر عشق دگر باشد و فرماں دگر</p>	
	<p>چشم حسن میں دراو موج خون</p>	

۵

موج دگر باشد و طوفان دگر

۳۷۹

چشم شونت از جہاں غم نخواہ تر
دامنہ از جیب گل صد پارہ تر
مردمان را چشم زین نظارہ تر
صبرم از دل دل ز صبر آوارہ تر

اے ز شوخاں جہاں عیارہ تر
غنجہ دار از دست جہاں می درم
مردم چشم ز گریہ غرق آب
حال صبر و دل چہ می پرسی چہ شد

۵

گفتیم چو نست بیچارہ حسن
زا آنچہ دیدی هست زان بیچارہ تر

۳۸۰

نہ حکوم کباب شد دل ز جگر کباب تر
چشم پر آب داشتہ وقت سحر آب تر
چند چو لالہ داریم چہرہ بخون ناب تر
خانہ من نہ دیدہ از دل من خراب تر

اے ز عقیق نیکویاں لعل بہت خوشاب تر
رست بشکل ز گم روز و شب از غم ہوا
اے چو گل تری ترا حقہ لعل پر ز دُر
چند بطن ز گوئیم تا نہی بخانہ دل

۷

بر سر گنج وصل تو دست حسن بکار سد
اے ز وجود کیسا وصل تو دیر یاب تر

۳۸۱

بر لعل تو کخم زد و دیدہ نشاد دُر
چو تو زاد از صدف روزگار دُر
ہر شب اگر چہ موج زندہ صد ہزار دُر

اے پیش دج کو تو تو شرمسار دُر
زانکہ کہ ہفت بحر فلک آفریدہ شد
دریاے آسمان نہ بد چون تو یک گہر

گر نہ مفرح دل دیو نہ منست
در گریہ ام بگوشہ چشمی نگاه کن
در در اشک من نظر کن کہ در جہاں

در تنگ شکریں چہ کند اے نگار در
اگر حاجت افتد ز پے گوشتوار در
ہرگز نہ دیدہ اند چنین آبدار در

۳۸۲

در خدمت تو نشر کنم ہر درے کہ بہت
دارم ز نظمہائے حسن بے شمار در

۷

دیدہ بژوے تو حیراں شد و دل بژوہ
بوسہ خواستم انگشت گرفتگی بدماں
خط خوب تو بمکتوب سلاطین ماند
زلف خود با ہمہ دہانے پریشاں بنگر
دیر باز دست مراستی عشق اندر سر
صید گر تیر تو برسینہ خورد عاشق و

جانے تدبیر نامدست چہ سازم تدبیر
بر من ایں کار بیک بار چنین تنگ گیر
کہ بہ انگشت ریش مہر کند دست دبیر
چند دیوانہ سلسل شدہ در یک زنجیر
جاہا خوردہ ام از دست تو در جاہا شیر
جاں بر افشاں تو در سینہ نگہ دارد تیر

۳۸۳

بر حسن طعنہ مزن کو نتواند برداشت
نظر از روئے کسے کش نتوان یافت المیر

۷

یاد خوش بوے ہی آید و گردے چو عیر
دل باد دادہ ام او قصد بجانم کردست
اے بسا صید کہ بنگند بیک گوشہ چشم
من گیاہ ہوس روے چو آہو چکنم

مگر آں ترک مرا خواست ہوائے پنجیر
انچہ خود کردہ ام آں را نتوانم تدبیر
سوئے من تا بینا گوش چمی آرد تیر
شیر را بنچہ میسر نشود بافت دیر

۱۔ کلفتی دل تنگ تو جو بخشیدم
میر خواں دل بخشیدہ ز من بازخواہ
میش با طائفہ تنگ دلاں تنگ گیر
زانکہ بخشیدہ دگر می نرود خانہ میر

۴

پیر شد بندہ حسن گرچہ ز عالم برود
نرود عشق چو تو سر و روان از دل پیر

۳۸۴

گفتم مرادستے بدہ نامہ زجاناں این قدر
گویند جاناں زاتحنہ برجاناں اگر پیش آیت
گر پادیں دیدہ ہند عالم بدست غم و بد
روحی کہ یاد روح من از یک نسیم کوئے او
تا چرخ برشد آہ من کے بود صحرائیں
در کافرتان غم جاں میدہد ہر دشمن
خیرم بوسم پائے او ہم نیست یاں این قدر
بیہات تحفہ چوں برم در پیش جاناں این قدر
صد ملک رامت بود برویہ جاناں این قدر
واشد کہ توان یافتن از ہشت تباں این قدر
اشکم گذشت از بحر ہم کے بود طفلان این قدر
وہ گر مسلمان کنی کند آں نامسلمان این قدر

۷

وقتیکہ از طالبان کرد این دیف از من طلب
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فراں این قدر

۳۸۵

تا دیدہ ام ز خسار او از برگ گل سیرا تے
دارد دے گردنہ زانست اندر وعدہ
گرچہ فلک در قصد من ہر روز قصابی کند
ناگاہ ماہ چارہ دید اں رخ تاباں او
رنگ تر اں ناز نہیں و اں سر و قدر استیں
بے خوب ہچوں نو گسم حنیے ازو بے خواب تے
یکبارگی قلاب شد چشمش ازو قلاب تے
آں غمہ غوریز میں صدار ازو قصاب تے
زاں سچ می پرسی چہ شد شد ہر شبے بتیا تے
چوں بنرہ سیرب میں از مہر ہم سیرا تے

مارا چوگل بگذاشته دامن بخون نابت

اینک و اس شد سر من رنگ چو رنگ سبز خوش

۷

از بهر وصل آتش و جزرے داری و لے
شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر

۳۸۶

پیش آن روی چو خورشید پلائے کم گیر
جاں بر جان تو آذہ دست سفا لے کم گیر
گر به شتم نبود چمن نہالے کم گیر
ہمہ مصنوع فدا دست خیالے کم گیر
با چن آتش تراب زلا لے کم گیر
آخرے جاں مثلے ہست کھالے کم گیر

گر وجودم ز غمت رفت خیالے کم گیر
با رخ فرخ تو دل بجاں نتواں بست
دل از دین سرو قد و باغ شد دست
خواستہ صدف میان تو کم لیک لے کم گیر
لب تو یافتہ ام چشمہ حیواں چہ کنم
رنختہ وہ کہ بدنہاں بکنم خال لبست

۷

حسن از کوفتہ ماند دست ز چو گانت چو گئے
تو قوی حال بجاں کوفتہ حالے کم گیر

۳۸۷

بے تو بودن از ہمہ دشوار و دشوار تر
زار بودم گشتم از روز فرافت زار تر
قوشی ہر روز از روز دگر بیزار تر
بخت کز خار بغیلاست نامہوار تر
طرہ داری ازاں ظالم پریشاں کار تر
در ہوائے لعل تو ہر بار گو ہر بار تر

اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر
من خود از آزار چرخ و جور انجم ساہبا
بہر شب زاری کنم در حسرت پیوند تو
کے رساند از گلستان وصال تو گلے
گیسوئے تو کرد کار من پریشاں طفاک
ابر فیاں را ہی بینم پریشاں فکاستہ

۷

اے شد چشم حسن از عشق لعلت غرق چو
چشم او خونبار تر یا لعل تو خوں خوار تر

۳۸۸

عمر برفت و زلفت صورت یار از نظر
عزم صبوری کم است عشق بتاں بیشتر
شعلہ زناں میجد آتش عشق از جگر
مرغ حریف گلست تا بطلع سحر
باد بکفعاں رسید داد زیوتف خبر
حاشق و معشوق را تفرقہ از یکدگر

پیر شدیم دلشد شور جوانی ز سر
می نگریم از دہوں حاصل خود بیش و کم
موج زناں خون دل گر چہ فروزد رُخ
شب ہمہ شب باغبان کردہ درباغ قفل
پیک پیوہ از مصر گر نرسد گوہر مس
گر متفرق شوند ہر دو جہاں کے شود

۹

گرچہ بدست جفا خصم کشیدست تیغ
پائے بروں بہ حسن دوست ستارہ بہر

۳۸۹

رہ تدبیر گم کردم چہ تدبیر
رعیت را بیاید ساخت با میر
کہ دایہ آں میم دادست با شیر
ملک چوں صورتش میگرد تصویر
کماں پیدا کشد پنہاں نہ تدبیر
رخش را کعبہ دان و زلف زنجیر
بیا مطرب ہماں آہنگ برگیر

بقید عشق صیدم کرد تدبیر
دل و دین بندہ دلبر شد آئے
مگر باجاں رود مستی عشقش
عجب دارم اگر عاشق نمی شد
زبے تر کے کہ از جہائے ابرو
شنیدی قصہ زنجیر و کعبہ
مراد و ششینی صوت آہنگ طار

بگوش مدعی کے جائے گیرد
ہر اے رمنے کہ بہت اندر مزا میر

۷

حسن را طعنه در عشق جواناں

مرن کو اندریں خونا بہ شد پیر

۳۹

زدوست دور تو انشد و لے نہ چندان دو
یکے بہشت درون و برون او پر حور
چہ چارہ چون قند پائے پیل بر سر مور
و لے بر اہل محبت محققیت حضور
درونہ ایست مرا ہم بیاد تو معمور
مرا امید وصال تو داشتت صبور

میرس کرتے فزفت چگونہ مخور
کجاست حضرت دہلی و خوب رویاںش
چہ حیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ جلاں
اگرچہ غلبتے افتاد بر طریق مجاز
اگرچہ کردہ از حسد بروں خرابیاں
ہزار بار ہی مردم از فراق ولیک

۷

میان ما تو آئینر نیست سخت حسن

چو اختلاط موافق میان دیدہ و نور

۳۹۱

چشم رعناے تو از زکس تر رعنا تر
خود گچو تا چہ صفت باشد ازیں بالاتر
روے ازیں جو بترو قامت ازیں زیبا تر
دل چو دوزخ شدہ سوزاں شہ چلے یا تر
بلکہ ایں بار زہر بار دگر شہید اتر
دوش رسوا بدہم امروز ازال رسوا تر

اے رخ خوب تو از عارض گل زیبا تر
طوبی از غیرت بالائے تو پہناں مائید
خوب زیبا بتواں یافت و لے نتواں یافت
طرفہ حالیت مرا روز شب اندر غم تو
شب بچوے تو شدم نعرہ زناں دریا و او
حال دوشینہ شوریدہ مای پرسی

۳۹۲

دل مسکین حسن عشق تو ناپیدا شد
صبر از آل غم سمرده دل شده ناپیدا تر

۵

شمکے عجبے داری رفتار عجبتر
صفت عجبے می کشی از مورچه گویم
پاراں لب خوانو عجب خیر کشته بود
این خشم زخوے خوش قوس عجب آباد

بلعت عجب از اعل تو گفتار عجبتر
بر بست کند دگر از مار عجبتر
اسال عجب ینمش از یار عجبتر
آمنخت زیاتو تشرک بار عجبتر

۳۹۳

بے هیچ گنه کشتن همچون حسنه را
از چرخ عجب دارم و از یار عجبتر

۴

ای بے پشتے مجلس مارا تو نور
ای پری روی بنی آدم فریب
حور روح مطلق آمد چوں ملک
در وجود من چو می باشی تو سر
بهم بکنیکے تو خواهم داشت چشم
آنچیز بر من میرود در غیبت

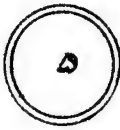
حور از رشک تو دایم در قصو
نے فرشته ای صفت دار و نه حور
تو میان این و آن خیر الامور
در سرم چوں دیده در دیده چو نور
گرچه چوں چشم بدان ام از تو دور
اگر خدا خواهد بگویم در حضور

۳۹۴

وصل تو جوید حسن بذا محال
کے رسد ملک سیمانی بمور

۵

اے خال ہند و پیکرت از ترک غارتنا کتر
 نامد ز ہند و ستاں گہے تڑکے ز تو چلا کتر
 در کشتن بیچارگاں بے باک می بیستم لببت
 واں چشم اندک شرم تو بیارزاں میبا کتر
 می گفت امشب بلبلم یارب کہ داند در چہاں
 من از تو اندہ گیس ترم یا تو ز من غمنا کتر
 گفتی کہ از ہر چشمہ آلودہ دامان دل
 واللہ کزین تہمت منم از آب دریا پاکتر



باشند کہ روزے یا شبے طوفے کنی سو حسن
 تا در بہت خاکے شود از خاک غیر خاکتر



ذہن من روئے تو ہر دو چو ماہ منیر
 قد تو و قول من راست بود ہچو تیر
 موئے تو و روز من ہر دو شب گشت تیر
 وصل تو و کام من یسج چو امید پیر

خال تو و حال من ہر دو سیہ ہچو قہر
 قد من و ابرویت ہچو کماں کز بود
 فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نوست
 قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آمدست



لطف تو عشق من ہچو نسج جاں فرا
 حسن تو شعر حسن ہر دو روان دلپذیر



بندہ روئے تو ام تا نہ کنی رائے دگر

مستوا جائے کہ از تو نشدم جائے دگر

ہر کہ رویت نگر کے نگر و سبزہ و گل
نیست در سینہ بجز درد تو اندوہ کے
اگر تو یک پائے بدیں سینہ نہی ہم بامید
روز بازار سر کیسے تو تانا با قیمت
یا تو صد سال اگر باشتم چیرے نشوم

اہل فردوس چه محتاج تمنائے دگر
نیست د شہر نجر عشق تو تو غائے دگر
چشم و ابریم کہ بر دیدہ نہی پائے دگر
سود حاصل نتواں کرد اسودائے دگر
بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

۳۹۷

گر تو صد بار بخاک افگنی امید حسن
خاک بروے کہ کند جز تو تمنائے دگر

۷

مشوای چشم مردم راز تو فور
مرا گفتی کہ بے من چیست حالت
مرا با تو قیامت عشق افقاد
الا اے چشم جاں را روشنائی
بیا کرد و حسن خویش امروز
اگر پیدا شوی در قصر فردوس

بگفت دشمنان از دوستان دور
چه باشد بے طبعی سے حال نچو
قیامت کے تو انم کروستو
بچشم خانہ کن فوسر علی قہر
تو مستی و جہانے از تو محمور
بگنج باغہا پنہاں شود حور

۳۹۸

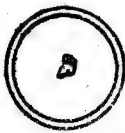
نکردی هیچ وقتے از حسن یاد
سیلماں را کجا یاد آید از مور

۹

الا اے ساربان محفل فروگیر
بگو آں ترک ترکش بند مارا

کہ بگست این دل دیوانہ رنجیر
کہ بنوازیں شکارے را ایک تیر

<p>چو جانان میرود جان ہم بروگو باو بخشید خواه ہم زندگانی لب او بوسه دادم دوش در خواب شکست آن میر خروباں عرصہ دل مرا از شان آن آیت بگویند بحر خوں خوردنم دیگر غذا نیست</p>	<p>بگو بر ما چنین رفتت تفتیر اگر در مرگ خواب بود نقصیر توان دانست و نتوان کرد تعبیر فراہم از کہ خوابد گشت از میر برائے خود نیارم کرد تفسیر تو گوئی دایہ خونم داد باشیر</p>
--	---



حسن و نبال آن سر و رواں رو
 ویکن در جوانی کے رسیدیر



رولیف (۲)

<p>از جاں قبول کرد و کرد از تو احترام ہر سو کہ قبلہ یافتم آنسو کنم نماز زنجیر یان زلف تو اش آورند باز کس دزدو رانداد چنین رشته دراز</p>	<p>جانم ہر آن بلا کہ ز عشق آتش فراز گفتی کہ سجدہ نیکنی آن روئے را عجب دل از درت گر نختہ ہر سو کہ میرود دیرست تا بغارت دہاست زلف تو</p>
--	---



بارے بگویم این غم دل بیش ز گشت
 با آنکہ نزد مست نشاید کشاد راز



<p>از چہ دیرے رسیدی دیری آنی ہنوز</p>	<p>سر فلے ہائے تو چندین گیتی یانی ہنوز</p>
---------------------------------------	--

<p>ماتے در انتظار مفرد دست بود دست جاں یوسف من گر چه چشم گشت بے رویت سفید چند بے زنجیر زلف خود پریشان داریم نے ترا از جلد عالم در دل من جاے بود نغمہ ہجر تو حلق عشق تم را تلخ کرد</p>	<p>جان سکیں برب آمد توئی آئی ہنوز دارم از بوئے خوشت امید بیانی ہنوز یا من دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز عالمے گشتی و در معنی ہما نجائی ہنوز عیش این بچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہنوز</p>
---	--



دل شدہ از دست جاں پاد رکابست آگے
در چنین حالت حسن را صبر نہائی ہنوز



<p>مست خواہم شدن ہم اول روز ساقیم صورت جہاں افروز یار ہم مہربانست ہم کہیں توڑ برو اے خواجہ بندگی آموز خار از پا بکشی دہن بردوز نیز فرماں ہی رسد کہ مسوز</p>	<p>مے دوشینہ در سرست ہنوز من چه گویم جہاں معنی را اے کہ مغرور میسر وی زہنا نیست این راہ راہ رعنا یاں جستجویش بگفت گو نشود بر مرآتشم ہند چو سپند</p>
--	--



اے حسن بہر خود بروں دادی
مے دوشینہ در سرست ہنوز



<p>ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز کشید نیست ز دیدہ جفا و از جاں ناز</p>	<p>کجا ست بچہ تو اندر دو چشم فقاں ناز ناز جفاے کند چه شاید کرد</p>
---	---

شگفت ز کس و لیکن کجاست بآں ناز
مزید کرده بر آن چشم ناسماں ناز

رسید لاله و لیکن کجاست یا اں لطف
چہ ظلمهاست در آن زلف کافرش یار

۷

حسن ز ناز بتاں سر پیچ کر عاشق
ہمہ نیاز توقع بود ز جاناں ناز

۴۰۳

عمر فانی شدہ را بوئے بقا یا ہم باز
یار بآں دولت آں روز کجا یا ہم باز
گرچہ تو یوسف غائب شدہ را یا ہم باز
از رقیبان تو تشریف جفا یا ہم باز
صبح رویت بنامتا کہ صفا یا ہم باز
سم دعائے بکنم کال بدعا یا ہم باز

گر من دل شدہ یگبار ترا یا ہم باز
دولت آں بود کہ یک روز گذشتہ بر من
دیدہ روشن شودم بار دیگر چون یقوت
طمع خلعت خاص تو ندارم اے کاش
چوں شب تیرہ خود عیش مکدر دام
روز و شب قبلہ من بہر دعا روشن بود

۷

چوں حسن در غم تو دل بخداے بندم
کہ آنچه گم کردہ ام از فضل خدا یا ہم باز

۴۰۴

سبزہ با آب آشناست مہنوز
شاخ یا برگ بانواست مہنوز
غنچہ در بنداں قباست مہنوز
مرغ را میں کہ در دعاست مہنوز
اندک اندک شمارااست مہنوز

خہ کہ گل ہمدم صباست مہنوز
از دہان گل و لب لببیل
خارا ز گل قبائے رنگین و خت
غنچہ از شتم خویش فارغ شد
لعل ساغر طلب کہ در سیاح

باغ را خانه گیرگر بتوان کاب را مهره در خواست هنوز



حسن از صورت خزاں بگذر
دور معنی بهار راست هنوز



خورشید و شش کشاد دلم با داد باز
اکوئی دشمنان خبر دوست داد باز
هر دل که تنگ بود چو غنچه کشاد باز
عجده گذشت و میکندان روزیاد باز
این اتفاق مردمیش چو فدا باز
بخشاد قفل آن بکلید مراد باز

امروز آسمان چو در دل کشاد باز
آینده رسید رونده تراز صبا
الحق صبار و کس که دشمن از مبارکی
یارم که بست با من روزی حساب عهد
بر خاسته است باز خلافت زمر دماں
الحمد از غم رفته بود در ضمیر



در باغ خرمی شده طبل صفت حسن
سودا بسان دل بگو شش نهاد باز



غم فزون گشت که غمخوار نمی آید باز
بر که بندیم که دلدار نمی آید باز
وہ کہ جاں میرود و یار نمی آید باز
چه فدا دست که این یار نمی آید باز
چیت سال که چوں یار نمی آید باز
صبر بهوده من کار نمی آید باز

دل ز جارف که دلدار نمی آید باز
دل ز بچرانش ہی باز کند بند از بند
یعلم الله که مرا یار چو جاں بود عزیز
چوں برفتن به منش باز گزار افتادے
یار هر چند سفر کرد چو گل باز آمد
پری از من بشد اکنون من دیوانگی

۷

شب من تیرہ تراز روز حسن شد زیرا
ماو من سپج بیدار نمی آید باز

۳۰۶

دردا کہ من از راحت جان دور شدم باز
جان رفت و کز آن جان و جہاں دور شدم باز
آن سرور و اں گشت ہی نالم از یرا
چوں کبسل از اں سرور و اں دور شدم باز
پیوستہ با بروش نظر داشتہ ام راست
وہ وہ کہ چو تیرے ز کماں دور شدم باز
چوں شام و شفق یک بدگر آمدہ نزدیک
ہم صبح صفت جامہ در اں دور شدم باز
با او چو دولب یک نفسے داشتہ ام وصل
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز
پروانہ آن شمع بدم دوش ہمہ شب
امروز چہ آمد کہ از اں دور شدم باز

۸

در روئے کسے باز نمودم بچان چشم
تا چوں حسن از روئے فلاں دور شدم بچاں

۳۰۸

منہ امروز عشق ترک طناز
کہ ترکیہاش کہ خشم است کہ ناز

<p>هزارش بچین بادش یک انداز شنیدم محتسب گومی شکن ساز ہی سوزد میسر نیستش کار نشاید بود صرعی رارسن باز تو کار خود بخام خود سپرد از ترا گر ما به خوش میدارد آواز</p>	<p>هزار از ما بیند از دیک تیر من از هر گز نوائے زخمه او بسا کس کو چو شمع از عشق ان لب مکن اے دل بزل و تعلق چه خواهی اے حکیم از من درین کار به پندارے که داری ز بد فروش</p>
--	---

۶

حسن را گفتی از فردا میندیش
 تو از انجام ترسی و از آغاز

۴۰۹

اے پیوسته بود ابروے تو با ما کز
 وعده چشم تو چوں زلف تو سرتا پاکز
 الف قد تو از قد الف راست است
 ابرویت راست چو دوزلف تو دو طغرا کز
 اے قد غوب تو چوں دین مسلماناں راست
 طره کافر تو هر سچو خط تر سا کز
 دل چو برگشت ز من من هم ازو برگشتم
 تیغ کز رانتواں ساخت نیام الا کز
 بنشین یار منی حکم گر انما یه فکن
 کعبتین که نشست است بخت ما کز

۴۱۰

در رہ عشق چو رخ راست رواند ہم
اے حسن تا تو چو فرزینِ نروی زانجا کثر

۷

اے ملک منعم مفلس نواز
از تو پدید ارشده عرش و فرش
قطرہ از ابر عنایت بریز
آن خودم کن نفسے تا کفم
رحمت خود بر سیر ما کن کہ است
با کرم تو دل ما نشکند

نامہ بنام تو تو اں کرد باز
ہم تو ازاں وہم ازیں بے نیاز
بو کہ نمازی شودم یک نماز
از خود وہم از دو جہاں احتراز
مر حلد بس دور رہے بس ہراز
زانکہ کریمی و شکستہ نواز

۴۱۱

بندہ حسن را کہ امیدش بہتست
کار تو سازی کہ توئی کار ساز

۷

دل بقصدِ بیدلاں داری ہسنوز
زاریم میں چند آزاری ہسنوز
کار ما بر ہم زدی و میزنند
ترکِ چشمیت تیغِ قہاری ہسنوز
کردی اشکِ عاشقاں شکر فام
ناکشیدہ خطِ ژنگاری ہسنوز
بر طرف نہ مستی دوشینہ را

جام دیگر کش که ہشیاری ہسنوز
 لے چو بادہ در کشدی خون من
 ہم ازاں مے در قح داری ہسنوز
 شہرے اذ انعام عامت تازہ شد
 از غریباں یاد می ناری ہسنوز

۷

از وفا در دست گشتہ حسن
 تو بگشتہ از جفا کاری ہسنوز

۴۱۲

ترک باشندہ آنچنین غوریز
 یا یکے پردہ فرو آویز
 ہر کراپائے ہست گو گریز
 من محنوں خوشم براہ حینر
 دیدہ بردوز زیں بلا انگیز
 سرچو فراد در سہم شبیز

باز پیکان غم سہ کر دی تیز
 یا بر آویز جسلہ عالم را
 عشق تو بر کشید دست ستم
 تا چون نیلے شدی تو ماہ عرب
 لے دل ار چشم می زنی ز بلا
 ترک شیریں سوار کو کہ کشم

۷

حسن آمیختہ ابد در دش
 زان سخنہائے اوست درو آمیز

۴۱۳

بیاساقی اسباب شادی بساز
 بیاراں جگر پرور دلتواز

چو گل را میسر شد اسباب ناز
 جگر خوردن جام از حد گذشت

بخلوت نشیناں خبر دہ کہست
بے ہر بر نہ لہم را از انک
امام محمد گدہ می کند
نگویم غنم سینہ بادل بے

در میکدہ چوں در توبہ باز
حریفان ملولند قصہ دراز
بت اندر دلم چوں گذارم نماز
نگویند بامست دیوانہ راز

۴۱۴

نیازے کہ در عشق دار حسن
کہ داند بجز حضرت بے نیاز

۷

ردیف (س)

اے چہرہ گلزنک تو گلزار ہمہ کس
خط گرد عذار تو شبے گیر مست
کنجے طلسم با تو پری روچہ کف من
در ویش ترا جوید نے جنت فردوس
ساقی خس از اں جام بروں آرومن
در خانہ پنجاہ مرا عمر حیاں رفت

مقصود دلم از گل و گلزار توئی بس
خوے کز رخ خوب تو چکد ماہ شمس
آں طاق سیمائی وایوان مقرنس
بیمار شفا خواہ و نئے بستر طلسم
تا کو رنگم دیدہ اندوہ بدای خس
چوں تیر کہ از شست چہد رو نکند پس

۴۱۵

از پائے درآمد حسن دست کہ گیرد
جز فضل خداوند تعالی و تقدیر

۹

نامہ بایاد تو ام یاد کس

اے ہمہ شب یاد تو ام ہم نفس

<p>خواستمت کرد دیں سینہ جائے جاں در قویافت کم تن گرفت گم شدہ من ماندہ ام از کارواں تا بجفا دست بر آورده یک نفس ماندہ ز ماطر فغانک از تو بغیرے چه شکایت کنم بیش تو هر فصل کہ خوانم خطاست</p>	<p>رفتی و از سینہ زلفت این ہوس مرغ ہوایت چه کند این قفس قافلہ سالار بجنباں جرس پائے نمی آریں ازین باز پس با تو ازیں در نتواں زد نفس اے تو ز فریاد بہ فریاد رس اصل ہمہ نظم نظامست بس</p>
---	---

گفتیم از من بگذر اے حسن
 چوں گذرد از شکرستان گس

خواہم کہ بوسم پائے تو چندانکہ یا بم دست رس
 اے صبح دولت یکدم بادوستاں شو بھم نفس
 باز آ و بنشیں یکزماں تا بسگرد نظر ارگی
 جمشید ہم خوان گدا سیم رخ بہان گس
 از ما جو برگیری قدم گردد وجود ما عدم
 ماذہ و تو آفتاب اے تو ہمہ ما ہیج رس
 اے خسرو خواں براں عیشہ بشیرنی کہ من
 رفتم جو فرما د از چہاں دست ہی سر پر ہوس
 از طرف گونی گے عین بلا شد چشم من

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس
 گے صومعه سازیم جاگہ مست را بوسیم پا
 فریاد ناواہسم ز ما مارا ز ما فریاد رس

۶

فریاد بیچارہ حسن بہت از حدائی دلت
 ست عنایت بر کشا بشکن بریں بلبل قفس

۳۱۷

کہ بقائے ندم بہ ملت دہ رونہ بکس
 در نہ خواہ شدن از دست نگہدار نفس
 تشنہ گذر کہ رواں میگذر دآب ارسل
 نرسد روز پس نیز بفریاد تو کس
 چوں شتر باں شدہ خرستہ آواہ رس

مٹولے خواہ ازیں پیش گرفتار ہوس
 فرصت امروز کہ داری نفسے دریابش
 توشہ بردار کہ بر باد یہ خواہی رفتن
 اگر تو امروز بفریاد ضعیفے نرسی
 کارواں نمی گذرد یکیک و تو بر سرِ راہ

۶

گوش کن پند حسن تا کہ دیانے نہ کنی
 انگلیں را بچھے تو مگر از کار نگس

۳۱۸

مے اندر وے چو یاقوت اندر الماس
 کہ چہ را نیم ماچوں دانہ در اس
 چہ بر خود می نہی بیہودہ پر خاس
 سہ نیمہ خشت فیک پر کالہ کر پاس
 نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

خوش آں شیشہ کز میاز دشت کاس
 بیادورے بگرداں آسیا وار
 خاک بگر خدنگ فتنہ در شست
 مے اندر دہ کہ ما خود میہہ نام
 حریم قدسیاں شد مجلس ما

۴۱۹

جہاں دیدی حسن بگزار و بگذر
چہ داری خانہ صد رخنہ را پاس

۷

ردیف (ش)

کجائی آخرای ماه قصب پوش
مشوغترہ چنیں بر خجئی خود
چو در گفتن نباید حد حسنت
گرم مدہوش از وصل تو ہش دار
چو بخزیدی ہنسنا دیدہ مارا
خطت برب چوزگی دایہ میں

مہ تو غرات را حلقہ در گوش
خلت فتنہ است و انگہ بر بنا گوش
ازیں گفتن بیاید بود خاموش
کہ ہوش اندر فراقت ماندہ مدہوش
کنون نا کردہ جرے باز فروش
گرفتہ شیر خوارے را در آغوش

۴۲۰

حسن دل یادگارت داد و خود رفت
مکن آن رفتہ را از دل فراموش

۸

بیاساقی طسیر ناز را باش
چو یک ذرہ دریں نہ شیشہ چسب
ہوا ہائے نوارا مرغ مجلس
اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ
بیک ہی ساخت نے با چنگ حسنت

چو دور عشرت است آغاز را باش
صفائی نیست سنگ انداز را باش
چکاوک ساخت میں پرواز را باش
کہ ایں پیر جہاں آواز را باش
نواز شہائے آں دمساز را باش

چو شمع چند سوزی کا زرا باش
زہے پروہ در آخر ازرا باش

بیایے دندہ کردہ لب بریں لب
برآوردی مرا از آب و گل من

(۷)

ندیدم گاہ یک گشتی حسن را
سخن از صد برفت ایجا را باش

(۲۲۱)

کہ هیچ بر من خاکی نمی فتد نظرش
دیں سہ روز کہ دورم زوے چو شمش
سہ روز شد کہ فی یاجم از کسے خبرش
مرا نباشد سولندہ جز بجان و سرش
مگر زویدہ من تا در دل دل نگرش
خدائے بادنگہ دار از ہمہ خطرش

کجاست آنکہ مرا سرمہ بود خاک درش
ضعیف و ناز شد ستم چو ماہ سی روزہ
مگر ز غصہ من شرح داد بود کسے
گرش بجان و سرمہ قصد ہا بود و آہ
چہ علم باشد شش از زحمت سفر کہ نبود
مرا اگر سفرے اوفتاد یا خطے

(۷)

حسن کہ بود ز روئے بتاں دلش داغی
کنوں ز آتش دل داغماست بر جگرش

(۲۲۲)

دست از اں معشوقہ زیبا مکش
اگرچہ او سرمی کشد تو پاکش
گفت سرمہ در چہ سہر سودا مکش
گفت ہے ہے پائے تا اینجا مکش
داغ دیگر بر دل رسوا مکش

اے دل از عشق جیباں پاکش
پائے در آمد فشد کوش خوش است
گفتش سرمی نہسم بر خط تو
خواستم زلفش کشیدن تا کمر
اے ملامت گوچہ رسوائیت ہیں

مصطفیٰ در گوش ہجور راں گو تو تیا در چشم نابینا مکش

۷

چشم گریان حسن میں دم فرن
روز باراں رخت در صحرا مکش

۴۲۳

دل کز غمت محروم شد حالے جب گریخوں کردش
چشم از جالت دور ماند از خانہ بیرون کردش
اشکے کہ می آمد برون چون دزدان تو خوش
ہیچوں درون عاشقان یکبارگی خوں کردش
عشقت رسید و ملک و دل گرفت شاہنشاہ شد
عقلم فضولی می نمود از شعل یکسوں کردش
بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر
از خاک بوس در گہت طالع ہمایوں کردش
شب لا بہا کردم بے باگیسوے شہرنگ او
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافسوں کردش
مگفتم طیب عشق را ہاں جان بہارم چہ شد
گفتا تیش دیدہ بدی درد سرافزوں کردش

۷

دوش از دہان قایلے در گوشم آمد نام او
من از غزلہائے حسن پر در کمنوں کردش

۴۲۴

<p>آنکہ بے او بے خبر بودم خبری یا بمش اگر ضلالت نام نہی ایں اثری یا بمش اللہ اللہ من بصد خون جگری یا بمش امشب گیسو شبست درمی یا بمش لاجرم ایں بار بر آبِ دگری یا بمش صبح بئی آید از گل تازہ تری یا بمش</p>	<p>یوسف کز خانہ غایب بود درمی یا بمش اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد کم مکن بمش اے فلک آں یک جگر گوشہ گیسویش از تار خود میداشت وزم تیرہ ز چشمہ خضرش دہن نطق اندر او ہشت خار خار عشق او خواہم کہ از جاں برکنم</p>
---	---

۷

اے حسن برچشمست یار عاشق شد دولت
 زود دریا بمش کہ در عین خطری یا بمش

۲۲۵

یہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش
 چو دل شیریں برد از ملامت کے گندہ سودش
 گرفتہ انک من فرمان دل بردم بدل دادن
 گنہ کر دم دے ایں بے گنہ کشتن کہ فرمودش
 دل از چشمش امانے خواست آں کا فرزند اورا
 ز زلفش ہم قفا ہنہا کرد آں ہندو بنخشودش
 نکو داند کہ مقصودم جز ازوے نیست یک عت
 بمقصودم نہی خواہد ندانم چیست مقصودش
 خوش است آں روے چوں آتش بہ عالم از او روشن
 ولے ترسم کہ آب از چشمہا بیرون زند دودش

دل یک شہر در ضبط مثال حسن او یابی
خصوصاً کہ خط جاں بخش طغرایے برافزودش

(۷)

حسن بے یار و بے دل آنچنان شد کوفی و اند
کہ روزے دلستانے بود یا وقتے دے بودش

(۴۲۶)

زیار نوش لب کردم متح نوش
ہمہ درگوش گویند ہم در آغوش
کہ ہوش از حیرت او بودہ بیہوش
کمان ابرواں آوردہ تا گوش
بلا آموز خطے بر بن گوش
شہ افلاک را گسترده سر پوش

تعالی اللہ چہ دولت داشتیم دوش
فنون دوستی افسانہ ناز
چہ گویم آں جمال بے بدل را
کمند گیسواں انگشت تاپائے
فریب آمیز خالے بر زخمدان
بساط حسن افگندہ در آفاق

(۷)

مغیر کردہ دوش از رلف مشکیں
حسن امروز کے دریابی آں دوش

(۴۲۷)

وز بہم و ہمنشیں فراموش
خند دست در آستیں فراموش
حقا کہ کند نگیں فراموش
شد سنبل و یاسمین فراموش
با خاطر ناز میں فراموش

اے بے قوم از دیں فراموش
آگفتیم ز غمت فرو درم حبیب
اگر رعل تو بس کرد و سیماں
بازلف و رخت جہانیاں
گویم سخنے اگر نگر دو

یاد آر کہ ہر گزم نکر دی یکبارگی انجین فراموش

۷

در خسرت حسن تو حسن را
دل گم شد عقل و دین فراموش

۲۲۸

زمن بیزار شد گوہچناں باش
خرد بیکار شد گوہچناں باش
ز سر بیکار شد گوہچناں باش
بساطِ خار شد گوہچناں باش
خلل بیار شد گوہچناں باش
در خمار شد گوہچناں باش

دل از غم زار شد گوہچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بختاد
وے کاندک دلیل صحتش بود
مقامے کز ریاحیں فرش گل بود
بنائے زہد و بنیاد و ریح را
ہماں خانہ کہ دیر طاعت بود

۷

بعشقم طعن می کرد خستہ
حسن ہم یار شد گوہچناں باش

۲۲۹

جانے تو ازاں عالم ارواح با بخش
مہرے بغیریاں کن تہرے بگدا بخش
بر عادت دیرینہ ہاں نقد جفا بخش
وا نگاہ برال کج کلہ و جست قبا بخش
اے بخت ہراں خواب داری تو مرا بخش
اے عقل تو دم در کش و مارا بجا بخش

جانا ز سر زلف نیسے بصباب بخش
بکشتائے رخ و رخ و دہن تنگ
تشریف و فا از تو طمع می توان داشت
می گفت مرا عشق کہ جان را کرے بند
ناگاہ شبے غنیم و دیم سر خود را
ایں عشق یکے واقعہ بود حسدائی

۴۳۰

اے دوست کیے درد حسن را نظر کن
زاں ز گس نوخیز بہ بیمار دوا بخشش

۵

ایک آں سروے کہ من می جستش
ایں سہیل اندر دیار بہت بود
بلکہ با من بود آں یوسف مدام
منت بیرونیاں حاجت نبود

چوں صبا در ہر چمن می جستش
من ہاں سوئے مین می جستش
کاش ہم دیر ہن می جستش
اگر درون غویشتن می جستش

۴۳۱

خود حسن می گفت کو خواہد رسید
من بدایں فال حسن می جستش

۷

روز عید ست از لب یاقوت جلوائے بخشش
چوں ترا ہم در ازل خرمائے شیر آلود ہست
اے ہلال ابرو بخ داری چو عید آراستہ
خسرو خواہاں شدی تیمار مسکیناں ہمار
چشم ز گس غنچہ لب چوں سبز زائے گرو
حیف باشد کاں چناں بہا نہی بر ہر لبے

تشفگان ہجر را رحم آور و مائے بخشش
عید وقت کشتگان را شیر خرمائے بخشش
روزہ داراں را ز خوان عید جلوائے بخشش
با ہمہ مستیز جائے قہر کن جائے بخشش
پردہ از رخ بزرگن مارا تماشا ئے بخشش
ایں طہر ز ہا ہم چون من شکر خائے بخشش

۴۳۲

درو با ئے ہجر تو در ماندہ ام ہچوں حسن
آخر از لعل لب یاقوت حمرا ئے بخشش

۷

<p>زلفت کہ باد بر رخ رختاں رساندش دل پیش دارواز سر زلفت شبے دراز عاشق امید بر خط سبز تو داشتست دیوانہ کہ بر پر موریش دست نیست بستم آہ خود دل خاکی خویش را بر دست دل دہم پس ازین قصہ حسن</p>	<p>ابرے بود کہ بر مہ تاباں رساندش آں طاقت از کجا کہ بہ پایاں رساندش تا آں خضر بچشمہ حیواں رساندش یکبوسہ ات مہر سلیمان رساندش ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش باشد بارگاہ انجھاں رساندش</p>
--	---

۵

اعظم معز دولت دین آنکہ روزگار
ہر آرزو کہ او طلبید آں رساندش

۲۳۳

چہ اندازی سوئے دشمن بسان تیرم از ترکش
کماں دار از پئے قرباں بسوئے خویشم اندرکش
مرا گویند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است
چگونہ ترک جاں گیرم نیس گیر دلم ترکش
بلائے عشقت لے دلبر بلائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم ز لائے محنتم برکش
خطت را اگر خطا گفتم کہ مشک نافہ چینست
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا درکش

۷

حسن گر عشق میوزی چرا سر میکشی بابے
ولائے عشق جاناں را ز بام عرش برترکش

۲۳۴

رویف (ط)

<p>۱ آ نقطہ نیست دائرہ رانیست دور خط آں حرف ذات تست تو در خود مشغول خط ذات تو بود تا بم آخر و وسط واژوں چو دیو گشت و خدایں محب خط جہدے نمائے تاکہ شناور ثوی چو بط زیرا کہ تاب ماہ نمی آورد شملط</p>	<p>۱ اے در میان دائرہ مانند نقطہ حرفی کہ ستر ہر دو جہاں مندرج در دست اول جواہرے کہ زافوار شد پدید ہر کس کہ ماند بے خبر از ذات خوشین در بحر معرفت کہ مچھلے است پر زور در نیستی سمندر ازیں نار کن حذر</p>
---	---



خاموش یک زبان منشی احسن تو ہیج
میکن بیان جوہر انساں بدس نمط



رویف (ع)

<p>۱ جاں بدو ادلی تر اے جاں الوداع گل سفر کرد اے گلستاں الوداع الوداع اے پیر کنگاں الوداع دیو بر بود اے سلیمان الوداع اے قریم ان دبستاں الوداع اے سخن گویان گیہاں الوداع</p>	<p>۱ دل زما برداشت جاناں الوداع یا سمن رفت اے سمن زار الفراق کاروان مصر یوسف را بہر د خاتمے کا قبال بروے ختم بود خط عمر از لوح جانم شستہ شد مہر خاموشی بریں لب مے نہند</p>
--	--

۵

دوستان رفتند و ما پا در رکاب
اے حسن دستے بدہاں الوداع

۴۳۶

دیدہ شد عاقبتم در سرایام وداع
نخسیدست مگر جود از جام وداع
بشکند کام بنا کام بہنگام وداع
آخر الامر ہمینست سرانجام وداع

دوش خوں نخیم از دیدہ بہنگام وداع
آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ
ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط
چوں بر فتم بود اعت دل دین با تو برفت

۶

از وداع تو حسن نامزد موج بلاست
وہ چہ بودے کہ نبودے بجہاں نام وداع

۴۳۷

ردیف (غ)

ماہ را از غیرت بر سینہ داغ
زلف تو بر روی دزدے با چراغ
سبزہ رستت گردا گرد باغ
غنجہ ہر اے کے دارد در دماغ
از تکلفہاے مشاطہ فراغ

اے تو اندر دیدہ چوں شب چراغ
چشم تو در غمزہ ترکے با خدنگ
خط سبزت را چگویم گویا
پیش روی چوں گلت بیرون کند
حسن مادر زاد تو دادہ ترا

۷

خال تو حال حسن را تیرہ کرد
بر چہاں لبسبیل نشاید جور زاغ

۴۳۸

ردیف (ق)

<p>سر رفت ہم میرود از سر خار عشق یارب ازیں تیر نشود روزگار عشق خون بود شیر خور دغم اندر کنار عشق بامن بس است اندوه و غم یادگار عشق اشتر دے کہ اندکشیدست بار عشق آئے ہیں شکوفہ دید نو بہار عشق</p>	<p>کارم بہ جاں رسید ہمینست کار عشق بدر کرد روزگار مرا عشق نیکو اں مادر بزاو دایہ عشقم بپس روید اے گور کن سرخ ترک ساز گور من ناید فرو بمنزل مقصود محملش اشکے چو لاله دارم و روئے چو زرد گل</p>
---	---

۵

آ کے ہو س کنی گل و گلزار اے حسن
خارے طلب کہ رہ کندت خار خار عشق

۳۹

ردیف (ک)

<p>از گل تازہ تازہ تر ز آب روان ترک غنچہ صفت جوان تر بلکہ از جوان ترک جیب باد و اخندہ چشم ز چنان ترک اکوری آں قریب یک نظری نہان ترک</p>	<p>ووش درآمد از دم آمدن نہان ترک شکل قدش چو سر و نورنگ خوشتر ترک زلف سیاه پاکشاں بے سفید عرق خے گفتش اے نگار من گر سخنی نمی کنی</p>
---	---

۷

گفت بخندہ اے حسن کے بر تو کشیدے
گر نہ بدے سوائے تو ام خاطر کے شان ترک

۴۰

رولف (گ)

<p>که دانت چو چشمت آمد تنگ از شکر تنگ دیده ام بر تنگ رخش را چاکانه برکش تنگ ماند میز را نیکوای بے سنگ کج بماندست است بچوں جنگ هم بسوئے تو میکنند آهنگ</p>	<p>از دانت چو چشم دارم رنگ گرچه تنگ نیست لیکن اندروے وہ کہ میدال منراخ یافته پیش رویت کہ زہرہ را ماند کار عشاق بے نوازش تو عاشقان تو ز خہما خورده</p>
---	---

۹

حسن آنجا رسید توانست
راہ بس دور بود و مرکب لنگ

۲۲۱

می یک رنگ خواه چند رنگ
صبح رنگے ز حقہ نیرنگ
باد خوش بے و بادہ خوش رنگ
دل چو داری چو چشم ترکان رنگ
ناے مطرب ساز کرد آہنگ
ننگرد، سیچ در تواضع چنگ
بگریاں چنگ در زده چنگ
برده از طبع در و نوشاں رنگ

صبح چوں می زند دم نیرنگ
خورم صبح رنگ بہ کہ کشید
وقت صحبت خوش بود ایں وقت
ساقیا عیش ز نگیانہ ساز
خیزد آہنگ بزم کن اینک
باد اندر ہروت وارد نامے
چنگی از بہر دامن مجلس را
دف کہ در دور خویش آئینہ است

۴۴۲

ہر زمانے حسن زکشتی بزم
بحرے اندر کشیدہ پہچو ہنگ

۵

رویت (ل)

ہنجے از عنبر تر مر ترا خال
میان ہر دو زلفت نسرق دیدم
لبت را یا رب آں کجند چہ زیست
مرا آں خال مادر زاد تو کشت

خط مشکیں زیادت کردہ با خال
ندیدم فرقے از خطِ تیر تو تا خال
چناں کاں روئے گندم گون را خال
چنین ہا مادرست فرمود یا خال

۴۴۳

حسن چوں خال شد از تو سیہ پوش
مدار از روئے خوب خود جدا خال

۵

خط تو ز عنبر خطیت برگل
جُز بر دل من نیست بارِ جوت
بس طرذ طریقت عشق بازی
بسیار نوشتہ ام حدیثِ خواباں

اے خادم خط تو گشتہ سنبل
بلکہ کہ چہ جدا باشد ایں تا مل
تا چند تو اں زیست بر تھل
ششم ہمہ جزو ہا کنوں گل

۴۴۴

ہاری چو رود نظم را تفکر
در مدح شہنشاہ کغم تا مل

۷

اے کہ از بسزہ نہادی دام گل ایں نہ خط خوانم کہ بر طرف چمن آستیں از روے زیبا دُور کن گفت و گویم از ہوائے تست باز ذوق لعلت از کیے دہ شد بلے عارضت صف سمن خواہد درید	آزہ می دارد رُخ تو نام گل موئے در مو یا فستی دام گل جامہ حاجت نیست بر اندام گل مرغ ہنگام کند ہنگام گل مے گوارا تر بود آیام گل زال بچوب اندر کشند اعلام گل
---	--



عاشق گلگون رخت چوں شد حسن
اینک اینک گونہ زر فام گل



از دست فراق تو بجاں دل
بر بندہ چہ میسکنی گراں دل
از دیدہ ہی و ہسم رواں دل
اگر اہ شد اندراں میاں دل
کز زلف تو ساخت خافاں دل
از زلف خوش تو مو کشاں دل

اے دادہ بتو ہمہ جہاں دل
گر نیست دلت ز سنگ خارا
دل می طلبی و گر چہ خوں شد
یک روز میاں بزلف بستی
بنگر چہ خوش آمد اں سوادش
گر دست رسد تو انم آورد



بشنو ز حسن حدیث دردش
اے یار قدیم مہرباں دل



در سینہا غیزی و در دیدہ قبول

اے در کمال حُسن تو حیراں شد عقل

برجہ تہ تو آیت رحمت نوشتہ اند
عشقت خراب کردلم ہچنین بود
نرمن شکایت آید و نر تو فروتنی
مارا غم تو کشت و گفتیم قصہ باز
بار امانت تو ز سر کے ہنم فرد

اے بخت آں کے کہ تو بروے کنی نزول
ہر کہ کہ بادشہ بدیارے کند دخول
تو چو سپھر سرکش و من چوں زمین حمل
ما کشتہ بہ کہ طبع لطیف شود ملول
گر نام من طبع کسوم کنی یا لقب جہول

۴۴۷

گر بشوی حدیث حسن ورنہ مامام
گفتیم و جز بلاغ نباشد علی الرسول

۷

چنین یکبارہ مشکیں زلف مقبول
ز گریہ چشم من تیر شد آرے
ز چندیں خول کہ کردی تو چن چمن شہد
کند صد صنعت اندر بیت خود نخل
رخت ہم آتش آمد ہم گلستان
دراں خلوت کہ محرابم تو باشی

کہ زیر ہر شکن شہریت مقبول
بشتن کے شود آئینہ مصقول
نشہ شہد از لب نوشینت مقبول
وے معنی اواز تست منقول
بہجر ہا نشاید جست معقول
باستنفار نتواں بود مشغول

۴۴۸

حسن را قابل اسرار خواندی
ہمیشہ متابل تو باد مقبول

۷

اے بُخ چواہ تو دادہ جہاں را جمال
عید نکردیم ما پردہ ز رخ بر فلک

از تو تو دور باد آفت عین الکمال
عید بنا گوش تست گوشہ ابرو ہلال

روئے چہ پوشی از انک بے تو جہاں یچ کوئے تو جویم ز باغ اینک نعم البدل گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر منفی عشق تو باز این چہ روایت کن	چشم جہاں روئے تست مردک دیدہ حال روئے تو خواہم ز گل اینک حسن سوال دوستی تو بست مملکت بے زوال کردہ وصال حرام خون جہاںے صلال
--	--

۷

گر تو بدانی کہ چیت عاقبت عاشقاں
حال حسن میں سخت بگزاراں حسب حال

۴۴۹

وواع عزیزاں رٹا نیدن دل
یکے عہد نابستہ بستند محمل
زہے سوز مہلک زہے دور مشکل
ہمیں بود از وجہ امید وصل
گہے دست بردل گہے پائے در گل
چواں قبلہ من برفت از مقابل

برایم باکارواں یک دو منزل
شبے عیش ناراندہ رانند جملہ
زہے دور ناخوش زہے بخت سرکش
ہمیں بود از رفتد ایام باقی
منم ز آتش سینہ وآب دید
میترسند یک سجود و داعی

۹

حسن چند سیارہ اشک رانی
نہ مہ را طریقت منزل بمنزل

۴۵۰

ملاحتے تہاے لطافتے بکمال
بجائے نقطہ دراں جہم جائے یافتہ
شدہ ضعیف گرفتار شحتہ قتال

زہے طراوت حسن زہے مزید جمال
ز مشک دائرہ جسیم کرد صفحہ سیم
اسیر غمزدہ شوخ تو شد دل تنگم

دل منست بچو گانت خئے کردہ چکوائے
 غلو کن پہلا کم کہ ذوق می نہ ہد
 بیاریک قح اے در چشم مشاقاں
 ستاہ باری چشم چو دید گفت حکیم
 مرا ہی خردیہج کس بیازارے

رسیدہ ہر طرفش کو بگشتہ حال بحال
 چون نکارے وچلق سوار درد نبال
 ولے چو چشم من از خون دیدہ مالامال
 کہ حکم طالع باراں تقررت امسال
 غلام را ہنرے نہ چہ عیب برد آلال

۲۵۱

زنا پہلے حسن خل گریت ہر کشید
 چگونہ حکم کم زخم خوردہ را کہ منال

۷

شائل تو لطیفست صورت مستبول
 اگر قبول نیفتد ترا ارادت من
 چو نامہ تو بخواندم ہزار بوسہ زدم
 ز زندگانی من بے تو حلق جلیزند
 وجود تو یکے آیت است از رحمت
 امید آنکہ شود با حصول دیدارت

مباد جز تو مراد لب بگرے مشغول
 ز نجم از تو کہ ہم قابلی و ہم مقبول
 ہزار بوسہ دیگر بدست پائے رسول
 کہ بے وسیدہ جان نیست زیتن مقبول
 امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول
 مراد ہر دمہ جاں حال و غرض محمول

۲۵۲

ردست عشق چناں عاجزست عقل حسن
 کہ پیش شمع جبار عامل معزول

۷

ایں منم کز تو سلامے بمن آورد رسول
 نامہ آورد رسول تو من از شادی

آزہ ترک کردہوائے من امید وصول
 اگہ سزنامہ ہی بوسم وگہ پائے رسول

<p>گر جوابے نویسم کرمست بیارست من خود از شوق تو پیچیده سرم چوں نایا روئے خود ساخته ام صفحه بجائے کاغذ قلم از نوک مره کرده بیا ہی از چشم</p>	<p>فضل کن ہر چہ ترا در نظر آید ز فضل تن نالال چو قلم از کشش عشق ملول عذر قرطاس بود نزد کریمیاں مقبول ہمہ شب شرح غمت را بجاتب مشغول</p>
---	--

۹

گفتیم حال حسن چیست ز اقبال غمت
کار بر حسب مرادست غرضها محصل

۴۵۳

بار ما گفتیم بخواب ہم گفت وصف آں جمال
نے خیال است ایں نیاید حسن او اندر خیال
ماہ خوابست و در ہر خانہ کو منزل کند
یہیچ اندیشہ نباشد با چاں سر از وبال
ہر اگر یک روز ہم سر خود بنام او زند
کس نہ بیند بیش ملک نیمروزش راز و ال
عاشقاں را ضربت معشوق در کار آورد
گوئے را بر زخم چو گاہ ہی بینیم حال
ایں چہ پیدا دست کاں در مجلس ما میرود
دل مغنی دزد دو طنبور یا بد گو شمال
یسلے اندر قافلہ بس تند می راند شتر
کاروانے در جل حیران و محسنی در جمال

اے صبا بختا نقاب از صفحہ رویش یکے
 فال ما فرخندہ گن زان آیت فرخندہ فال
 از فراق او غمے برسینہ دارم، سچو کوہ
 کوہ ہسم نتواند این غم را نمودن احتمال



اے حسن دست تو در فتر اک وصلش کے رسد
 ایں طرف فقر قوی آں سو غنائے اکمال



وی گذر کردم بہ صحرائے کہ بد ماوائے گل
 ببل آسا شد دلم اندر سر و سودائے گل
 ببلان دیدم بر آوردہ فغاناں با یک دگر
 از سرستی و بیہوشی دراں صحرائے گل
 نالہ چوں بسبل بر آوردم کہ بود اندر دلم
 یاد روئے یار چوں دیدم رُخ زیبائے گل
 ہچو گل در غنچہ رُو از من نہاں کرد آں نگار
 ورنہ بارویش کجا بودے مرا پروائے گل
 ہر کہ خواہد کو بہ بیند چہرہ زیبائے یار
 گو بیا اکنون و بنگر چہرہ زیبائے گل
 گر نہ گل در جست موجئے رُوے یارم آدست
 پس چرا رفتست چندیں خار اندر پائے گل

Down whit No 9902

۴۵۵

ایسے حسن چہ جائے گلزار سنت چوں بلبل بنان
ز انکہ باغ آراستہ از روئے شہر آئے گل

۷

رویف (م)

مرا کا مشب تویی بہر از و ہدم
توئی می نوشی و من در خمارت
و عشق آں رخ چوں آفتاب
چگونہ آدمی حیران نماید
چہ زلفت این چو شام تیرہ من
کجائی اے بہشت این جهانی

یروں زد خواب ما خیمہ ز عالم
تو از شادی نمی خسی من از غم
چو صبح اینک شمرہ میزنم دم
پری پیدا شدہ از نسل آدم
کہ یک روزش می بینم فراہم
فدایت این جہان اُنجہاں ہم

۴۵۶

حسن از آشنات ماندہ محروم
نشد سگ در حریم کعبہ محرم

۷

چہیت مطلوبی تا از سراں برخیزم
اندریں رستہ دکا نیست مرا از طاعت
یک جہاں طعنہ زندم کہ نشینی بیکار
بے تو از دنیا و عقبہ چو غنیمت چیزے
سوئے گور من اگر بگذری اے سرور و دل
اگر از مزہ عشق تو در نفعہ صور

و در بجاں حکم کنی از سراں برخیزم
اگر نہ سودائے تو باشد دکاں برخیزم
اگر تو دستے بدہی از دو جہاں برخیزم
تو بیا تا ہم ازیں و ہم از اں برخیزم
سر و تو بنگرم از دور و رواں برخیزم
نیم بانگے شنوم قصص کنان برخیزم

۲۵۶

دردے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن
تا ازیں زہد فروشی زباں بر خیزم

۵

صورتِ جاں فرات می بینم
از خوشی عید خوانمت شاید
تا نہ بینی ندانیم خرسند
نظر از چشم او بدوز دلا
جان خود خاک پات می بینم
اکہے روز بات می بینم
اگرچہ چند ہیں جفات می بینم
اکہے سین بلات می بینم

۲۵۸

نشیدی حسن نصیحت من
چہ کنم مبتلات می بینم

۷

سرگرداں کہ خاک پائے توام
تا تو چوں آسماں شدی سرکش
تا تو سلطان آرزو بخشی
چند بیگانگی کنی آخر
من مگر داں کہ خاک پائے توام
تا تو چوں آسماں شدی سرکش
تا تو سلطان آرزو بخشی
چند بیگانگی کنی آخر
من کہ خود زندہ ام برائے توام
من شب روز در دعائے توام
من که خود زندہ ام برائے توام
من شب روز در دعائے توام

۲۵۹

از درت دور نیستم چو حسن
چہ تو اں کرد مبتلائے توام

۷

دل خوں شد ندانم با کہ گویم
چہ دل کزد دل بجایم با کہ گویم

نه در کوشش ره و نه بردش بار
مرا ز اشکال و صلش می برسند
سخن در وصف رفتن خواهم گفت
کمر گاهش صفت می خواهم کرد
حدیث آن دهاں خود هیچ حاله

چنین بے خانم با که گویم
من این مشکل ندانم با که گویم
اگره شد بر ز باغم با که گویم
غلط رفت از میاغم با که گویم
انگنجد در دهاغم با که گویم

۲۶۰

حسن را چاره خواهم ساخت می
من بیچاره آنم با که گویم

۷

اے مرغ بنال تا بنالیم
از دوستی هوا تو نالی
تو بهر سال گل زنی پر
میدان فراق را شده گئے
تو یافتہ جمال محبوب
تو ساختہ ہزار دستاں

از اختر خویش درو بالیم
ماہم پیوائے دوست نالیم
ما دیر پر فراق بالیم
انگاہ پیرس در چہ حالیم
ما گم شدگان آں جمالیم
ما سوختگان بسوز لالیم

۲۶۱

ما و حسن و نوا و ناله
اے مرغ بنال تا بنالیم

۷

بیا که تا تو برفتی ز خویشتن رفتم
تو بچھو یوسفی در مصر حسن خود باقی

مرا بآدمت شاد کن کہ من رفتم
کہ من ز بیت الاخران خویشتن رفتم

لب تو باز زبان بند کرده بود مرا
 رخت اگر چه گلے بود از چین به بود
 چو لاله و گل خنداں نهاد عشقم خار
 مرا نه چو لسنخ خود رواں ہی کردی

و وعید رفت ہماں ہر بدن رفتم
 من ارچہ لیل بودم زین چمن رفتم
 کہ سوختہ دل و آلودہ پیرہن رفتم
 رواست اینک من ہم برلنخن رفتم

۴۶۲

رواج شہر تو از بودن حسن بودست
 حسن چو رفت من اندر پے احسن رفتم

۷

قرار و عہد تو ایں بود من نہ انستم
 ہمہ سخن چو دل خویش سخت می گوئی
 چو دل بدادم و جاں لالا لاله الا اللہ
 کمان وصل ترا خواستم کشید و لے
 دل ایں قیام ترا در گماں ہی دست
 دم وفات زد دم سہج صاقل آہ

نوید ہر تکیں بود من نہ انستم
 دل تو سخت جنیں بود من نہ انستم
 جزاے اس ہمہ ایں بود من نہ انستم
 فراق تو بکس ایں بود من نہ انستم
 گماں نبود یقیں بود من نہ انستم
 دے کہ باز پس ایں بود من نہ انستم

۴۶۳

حسن کہ دل تو بخشد و پیش ہم بردی
 بے دل تو بدیں بود من نہ انستم

۷

اے گل بیا کہ از چو توئے دور ماندہ ایم
 تا باز چوں بہشت شدت از تو گلستا
 دم و سہج کہ سنگ زلالہ نشان گرفت

بے روی گل فشاںت گلابے فشاںدہ ایم
 ما از گل بہشتی خود دور ماندہ ایم
 داغے چو لاله بر رخ خویش فشاںدہ ایم

مرفاں برہم خویش چمن خانہ ساخت با
ناگل بیاض و فستہ پاریںہ باز کو
سبز برزہ چہ ہنر نہیدل بیاد دست

مادہ صفر کہ رسم نہ بدست ماندہ ایم
بایج حرف از ورق آں سخاوندہ ایم
رخش دل از درجہ میوں جہاندہ ایم

۳۶۳

زد گر چہ پرستشے ز سدا حسن صفت
ہر دم بدست باد سلا مے رساندہ ایم

۷

از من چہ گنہ آمد کت یا د نمی ایم
گر تو ز دیاری بیداد کنی میکن
اند رہ عشق تو خوں جگر م زادت
تا تو دہن از پرشش چوں غنچہ فروستی
تشریف سلام تو دیرست نشد حاصل
باختہ تنے در ہم می آمدے کہ گہ

در بند فراق تو آزاد نمی ایم
من بر در تو بارے بے داد نمی ایم
الضاف کہ از خانہ بے زاد نمی ایم
شب نیست گہ در کیت چوں یاد نمی ایم
دل کوفتہ کہ دوستی تا یاد نمی ایم
آں لاشہ ہم از محنت افتاد نمی ایم

۳۶۵

گفتی چو حسن بر من چوں شاد نمی آئی
من غمزدہ و عشقم چوں شاد نمی ایم

۷

ما بجاناں زندہ می باشیم از جاں فارغیم
نجاں فدائے دوست شد از دشمنان پاکے نما
دوست میدانیم بس کہ بہر چہ باشد دیر چہ
گر تو زین کلبہ گلہ داری برو از ما میر

خاک کوش یا فیم از آب حیواں فارغیم
از کہ اندیشیم چوں ز اندیشہ جاں فارغیم
ما قلد در پیشہ ایم از کفر و ایماں فارغیم
کز عطائے پادشاہ و منع در باں فارغیم

نوح داریم آتشنا از بروج طوفان فارغیم
ما بیدہ نم کنیم از ابر باران فارغیم

عشق دارم در درون مینا کاں چه کجا
کشت مارا اگر دعا میخوانی اے زاهد خوان

۵

عقل و جان یار چنیں را دور می دار و ز ما
ما حسن را یار خود کردیم زیشان فارغیم

۴۶۶

داغ غمت بر دل و تن میکنم
ایں چه دلیریت که من میکنم
بهر خدا ایں چه سخن میکنم
خاک خجالت بدین میکنم

باز بگوئے تو وطن میکنم
دوش سہ بوسہ زدہ ام بر درت
دی سخن از وصف تو کردم بے
پستہ دہن گفتنت اینک بعد از

۵

گر تو بزنجیر تسلیم کنی
پیشکشت جان حسن میکنم

۴۶۷

بیا که هر چه که دارم همه بے تو دارم
اگر تو عیب نیگیری بنار پائے تو دارم
که ایں متاع که ہم از عطائے تو دارم
بخاک پائے تو گر من کے بجائے تو دارم

جفا کن کہ من از جان سر و فائے تو دارم
خرد که از سر و فکر تو ز غیب شناسد
گرت بہ پیش کشم جاں مراں ز خود زیرا
چو خاک پائے تو گشتم بجائے من کہ کن

۶

تو بادشاہ جهانی حسن گدائے در تو
من ایں کلیم قناعت از اں گدائے تو دارم

۴۶۸

<p>امروز چہ روزست کہ از روئے تو دوم ہر بار نمازے کہ ادائیگی کنم امروز اصحاب محبت را با صبر چه نسبت بے زلف رخت خود بچشم من بصد جا باطلعت و گیسوئے تو خود یاد نیاید بوسے لب جام زن در دہم ریز</p>	<p>از رویہ چو من شدم از ضعف چو مورم والہ چو قوایب شدہ نیست حضورم لے ولے من کر چو تو محبوب صبورم دیوانہ زنجیرم و پدوانہ نورم نظارم فردوس از طرہ حورم تا بوسے بہشت آید ازین فسق و جورم</p>
--	---



نزدیک بمردن شدہ ام چہل حسن امروز
دور از تو چو از صورت زیبائے تو دوم



<p>پنج روزست کہ در شش مدہ ہجر نم تا ازاں راحت جاں دور فاقم افتاد او چو کعبہ بحرم ساکن و من گم شد دل بار بار خواستہ ام وصف جالش کرد آفتابیت کہ آسیب زوالتش مراد لے دم صبح توانی کہ دعاے بدی</p>	<p>دل کہ از دست بتاں بردہ بدم می مانم آتش در دل آوارگی در جہانم متے شد کہ دریں بادیہ سرگردانم سالہا رفت کہ در صورت او حیرانم وہ من سوختہ بڑسایہ او لرزانم اں بے را کہ برو بوسہ ددن نتوانم</p>
---	--



من ندانم کہ سلام حسن آنجا کہ برو
ایں کرم کس نکند ہم تو کنی جی دانم



<p>دریں شش روز کردوئے تو فردم</p>	<p>گذشت از بہت چرخ آہنگ دروم</p>
-----------------------------------	----------------------------------

<p>نخوردم آب جز از چشمه چشم ز رنگ آمیزی عشق بتاں ہیں نه عاشق گرد راه دوست باشد سحاب ادا رجمے آب چشم بخار حشر عشق آلودخت ذیلم دیں غربت ہمیں بود آب خودم سر شک لعل بر رخسار زردم من ارگردم بجوئے دوست گردم صبا اجر میستان آه مردم بدست خون و باد افتاد بردم</p>	<p>نخوردم آب جز از چشمه چشم ز رنگ آمیزی عشق بتاں ہیں نه عاشق گرد راه دوست باشد سحاب ادا رجمے آب چشم بخار حشر عشق آلودخت ذیلم</p>
--	--



حسن را قصه محنت درازست
من این قطعہ میں جا ختم کردم



ہفت روز از تفت بچراں دل چو دوزخ تا فتم
روز ہشتم رہ بصدر ہشت جنت یافتم
بر بساط حسن معشوق از بسا آد کے
من چو بیدق کو نشود فرزیں بسر ہشتا فتم
تا ز بازوئے خودم بالیں نہاد ایں دتاں
بازو عنسم را بزورئے عنسی بر تا فتم
تا ز زلف او چو چنگ از پائے تا سر تلخ تلخ
خویش چوں شائے با گیسوئے او در با فتم



گر حسن سرے نگہ میدارد او میدارگو
من زمستی انچہ مد دل داشتہم بشکا فتم



اے بخونم ملے کر دے من برائے تو خوشم
 باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم
 توزدہ در کشتنم راء و خسرد گوید گریز
 من بتدبیر خرد ناخوش برائے تو خوشم
 یک خوشی ناوید و بختنم گر چه از ادبار من
 گو میا و ز من باقبال جفا کے تو خوشم
 تو بخندہ ہچو گل خوش باش زیر امن چو ابر
 گر چه غرق گریہ ام ہم در ہوائے تو خوشم
 گر سر افرازاں بتاج زر سر افزائی کند
 خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم
 ہر کہ میسر د صوفیاں گویند اندر پردہ شد
 من بہر پردہ کہ باشم بانوائے تو خوشم

۷

گر کشی بندہ حسن را چوں حسین کر ملا
 ہم بیک حق من خود در بلائے تو خوشم

۸۴۳

ترکی آخامی کند چه کنم
 ناوک اندازی کند چه کنم
 ز گش نازی کند چه کنم
 کشف این نازی کند چه کنم

ترک من نازی کند چه کنم
 چشم ترکان اسش بہر غمزہ
 سرو او سر برستی دارد
 دہی من عشق دست شک خطش

چشم را بازی کند چه کنم
ہوس کا زمی کند چه کنم

ہر زمان بہر قصد مرغ حسرت
دل چوں شمع سوختہ ز لبش



بر حسن کو بزخمہ اشش خود کرد
خوئے بد سازی کند چه کنم



کہ چوں ابر پر قطر شد دامنم
کہ طوفان و حسرت پیرا منم
پری یا خود آسب اہریم منم
شد اندر دم از دہا ما منم
چو آتش زد این عشق در خرمنم
چہ تدبیر چوں فتند من منم

تو خوش خوش چو گل خندہ زن کاں منم
بن پائے اے چشمہ خضر روئے
تو کیو فشانہی ندانم کہ کشت
دلہ تابزلفت فرو د آمدست
ز صبرم جوئے گاہ برگے نماز
من این عشق را خود کشیدم بخود



حسن را اگر از تو ملامت کنند
من آل دوست را بدترین دشمنم



از خویش دور میکشیم تا کجا روم
اے ماہ روئے ہم تو بگو تا کجا روم
من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم
جان و دلہ تو دای تہنا کجا روم
نہ رہبری نہ قافلہ پیدا کجا روم

دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بغراں و رائے تست
یاراں ہی روند تماشاے باغ و گل
کہ گہ بطنز گوی کز پیش من برو
راہے دراز و منزل مقصود نا پدید

من ہم ہوس کنیم کہ آیا کجا روم این جا سرے ہی ہم آنجا کجا روم گنج گہر گذاشته دریا کجا روم	خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند سلطان علای دولت دیں کعبہ نیست دست مبارکش بجا گنج گوهرست
---	--

۴

گوید حسن کہ من در جاناں گرفتہ ام
آساں ذاستانہ والا کجا روم

۴۶۶

از یکے دست خورم و زد گرش گردانم بخورم راحت جان و جگرش گردانم کہ بیک جرعه بے بخیرش گردانم بہترش نوش کنم بیشترش گردانم دیدہ خویش فداے نظرش گردانم سر خود را بچیل خاک دش گردانم	مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم رنگ مے ہچو جگر راحت جانست لے عقل کز غیب خبر ادا دم میداند جام شادی ہمہ بر روئے افغان امروز ہر کسے خدمتے آرد من مفلس چہ کنم بامیدے کہ اگر بر سر من پائے ہند
---	--

۴

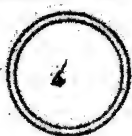
یک غلامیت حسن نام و درونے ناخوش
گر قبول از تو فدا گرد سرش گردانم

۴۶۷

زاں جرعه کہ از لب تو خوریم مانامہ زہد در نوریم مادتم سگانت گردیم دریاب کہ آفتاب زردیم	ماستی عشق تازہ کریم اکنون کہ تو خط خود نمودی ہرگز کہ تو در شکار باشی اسے مہ کہ سر تو سبز بادا
--	--

ما نوبت خود تمام کردیم
کز دور غمت خراب گردیم

تو طبل نشاط خود فرو کوب
مستی چه کنی بے ناز است

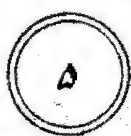


تو شاد بمان که ما حسن وار
دور از در تو اسیر در دیم



در بخت گم زنی دست تو بوسه زخم
موی بر آید ز پوست پوست تن بکشم
سلسلههارا چه باک طوق تو در گردنم
باد بر وز جزا چنگ تو در دامنم
نالہ بروں آمدہ از گداز گدازم
تیر تو تیز است سخت بگذرد از جو ششم

گر تو برانی بیتیخ از تو سپر بگنم
بر بکشم دل ز تو در بخلاف تو ام
غم نخورم در مرا جائے بدوزخ کنند
گر شبے از جور تو دم زده باشم چنے
راست چون چنگم که در گداز است نهادم عشق
چون تو زنی غمزه تقوی من ضلالت است



عشق بتے داشتہ آں صنم اینک تویی
قصہ حسن داشتی آں حسن اینک منم



ایں بند گیم خوش کن تابندہ ترست گرم
پروانہ مطلق دہ تا گرد سرت گرم
چوں مورد کمر بستہ گرد شکر گرم
در خاک شوم رونے ہم خاک دلت گرم

بکشتائے در رحمت تا خاک دلت گرم
پروانہ منم امشب بر شمع رخ خوبت
از مار سر زلفت گراینے باشد
ما جاں بودم در تن باشم سگ کوئے تو

جاں بر تو خدا کردن باید ز حسن آخست

۵	در تیغ زنی واللہ من ہم سپرت گروم	۳۸۰
شرح خونریزی آں نرگست تو دہم خندتے دلب بادہ پرست تو دہم از جگر بر شدم و باز بدست تو دہم کہ اگر زندہ شوم بونہ شست تو دہم	آرد دہاست کہ یک قصہ بدست تو دہم جان پاک دل صافی شدہ را اگر گوی واللہ ارتیر زنی بر جگر ہم ہر بارے گلہ نیست کہ کشتہ شدم از نادک تو	
۶	اے حسن گرد دل تو بشکند از شکر غم عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو دہم	۳۸۱
چہ خوشست گر برانی من خستہ ہم براغم بر جو تو عزیزے چہ بضاعتست جانم نشہ اتفاق گوی کہ بدیں بہا گرانم غم دل تمام گفتن چکنم نمی توانم بر واد آں حکایت مراد از زبانم اگر او فرشتہ گردد منش آدمی نخواهم	نہ تو گفتہ کہ روزے ز تو جوئے خوں براغم چہ سخن بود کہ جاں را کنت نثار مجلس بدو بولست با تو گفتیم کہ مرا ہیچ بتاں غلیان گر یہ من گذر نفس گرفتہ خردم تو بخواند مہ ز بد تو بے من بضمیر ہر کہ نبود ہوس پری جالے	
۷	چو ہوائے عشق گیر دجہت سماع گیرم چو حدیث درد جنبہ غزل حسن بخوانم	۳۸۲
ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم	زہدے کہ من نمودم گم گشت از وجودم	

نخے کہ در خطر گمبکا شتم در دودم
بر ہر دغا کہ گفتم دشنا ہما شنیدم
جاں شوختہ چو عودم سودائے بے عودم
سودم ہمیں کہ عمرے سر بردر تو سودم
شبہا کہ آہ کردم بر مہ رسید دودم

عشقت کہ افلانے میبا ختم بلا شد
بر ہر وفا کہ کردم بیداد ہا کشیدم
حال دلم چہ پر سی در اشتیاق زلفت
سودات پختہ لے جاں سرایہ ہم نیشد
خط برج تو کوئی کر سینه پر آتش

۷

گفتی حسن ز خواں باز آیم اندک اندک
ہرگز تو باز نائی بسیار است از مودم

۲۸۳

ز ہر چہ افزوں ترست افزوں نوسیم
نمیدانم کہ نامہ چوں نوسیم
سخنہا چوں دُرِ مکنون نوسیم
چہ زاریہا کہ از مجنوں نوسیم
حدیثے کہ صفت بیروں نوسیم
مگر ایں ماجرا از خوں نوسیم

حدیث اشتیاق چوں نوسیم
دلم آتش ہی ریزد مرہ آب
بوصف اشک خود از دیدہ تر
اگر دانم کہ خواہد خواند لیکن
درون خاطر خود جائے فرما
سیاہیہا ہمہ از چشم من ریخت

۶

غزلہائے حسن بر تو چنانست
کہ سوئے ساحراں افسوں نوسیم

۲۸۴

زین غم و تیسارنی پرسیم
چوں کھنم اے یار نی پرسیم

چیت کہ یکبار نی پرسیم
یار ہانست کہ پسد زیار

مردن از اندوه تو فخر منست واقعہ بسیار شکیب اندکست پارخبر داشتی از آہ من	اگرچہ تو از عار نمی پرسم زانکہ و بسیار نمی پرسم آہ کہ چون پار نمی پرسم
---	--

۲۸۵	خون حسن آب شد و ہم نگفت کائے بت خو غوار نمی پرسم	۶
-----	---	---

باز دل دادم و دنبالہ دلدار شدم خوہ از من بجانید کہ زلف بت من چہ غمم گر خود صبر و دل از من ببرند طعنہا میزدے آہ گرفتاراں را آسمان نیز زمین کوہ مرا خواند آیین دوش میکشت من غمزدہ را غمزدہ یار	محرم کعبہ بدم محرم خار شدم شکلی انگیخت کہ پابستہ ز نار شدم زانکہ من زین ہمیش از ہمہ بیزار شدم تا خود آہی کہ گرفت آیین کہ گرفتار شدم بارے آیین مرتبہ شد گرچہ گرانبار شدم یا خوش می شد و من نیز بآں یار شدم
---	--

۲۸۶	چند ازین گوندنہائے حسن کردم گوش از قبول سخنش قابل اسرار شدم	۹
-----	--	---

ماگرچہ بدیم یا نکو نیم اے خواجہ بگوئے ہرچہ خواہی بالا تر ہر کہ بہست بنشین ہر چند کہ نیست در جگر آب	چہ نیک چہ بد از آں او نیم بر ما تو گیر ہرچہ گوئیم ما خود ز فرو تراں او نیم یک قطرہ ز جوئے کس بخوئیم
---	--

گر غرق کنند ماں بدیا
گردوست زدست رفت بار
گل آمد و بوئے یار آورد
ایں رفتن ماچو گل بیے کاش

ہم دست ازین صفت نشویم
تا پائے ہی رود پوئیم
آں یار کجا کہ گل ہوئیم
تا باز چو گل رسد بروئیم

۴۸۷

چو گل غمت اے حسن بصد تو
گل داند و ما کہ در چہ توئیم

۷

بنمائے رخت کہ فال گیریم
ما ذرہ تو آفتاب مانی
گردیدن خود حرام داری
مرغان قفس فنادگانیم
گر جبل متنیں بدست ناید
چوں خوش خواہیم روز خود را

با وصل تو اتصال گیریم
از پر تو تو جمال گیریم
ماکشتن خود حلال گیریم
از فر تو پر و بال گیریم
فتراک ترا دواں گیریم
از روئے خوش تو فال گیریم

۴۸۸

روزے کہ تو با حسن نشینی
آں روز ہزار سال گیریم

۹

اے باغ و بوستانم وے بوستانِ جام
نہ صبر ماندنہ دل از دوری تو آئے
برد آں ہمہ خوشیہا دورانِ روزگارم

من جاں بروقتانم کہ تو دہشتانم
در من چہ صبر ماند چل از تو دورانم
آعاقبت چہ باشد تقدیر آسمانم

چندانکہ دیدہ بودی پندار در سر من از دفتر و صالت حرفے نمادده وه از تو چگونہ پرسم آں وقت خوش کہ گرتو خواهم کہ باز گویم احوال نا توانی روزے بہتہ دل جاں ہم کھنم نثار	امروز اگر بہ منی پنداریم نہ آنم ایں غصہ باکہ گویم این قصہ باکہ راغم حال دلم ہر سی من حال آں نداغم از ہم آہ سوزاں آں ہم فی تو انم اگر فرستے دہد دست از چرخ جاں ستانم
---	---



وقتے خوشست و خرم ہاں اے حریف ہم
نظم حسن بروں کش تا این غزل بخوانم



ہر صبح بدیں بوئے بہ کوئے تودور آئیم گیریم کشادہ سر گیوت و لیکن ہر حکم کہ خواہی بسر از قضا کن ہر گہ کہ بھی خوانی مستغرق شکریم امروز گروہے ہنر خویش نمودند گفتی چہ کنی آنکہ ہنر شاں ہم عیبت	گز گیسوئے شیر نگ تو بویے بر بائیم سرسیت دراں مہر بندہ گر بکشائیم ما ہم ہمہ برسنتہ زنجیر قضا ئیم واندم کہ ہی رانی مشغول دعا ئیم مارا ہنر سے نیست چگونہ بنما ئیم گر عیب نہ فروائی آں طائفہ ما ئیم
--	--



یجبار بگفتار حسن داشتہ گوش
ما ہم یکے از حلقہ بگوشاں شمائیم



مے وہ کہ خمار دی نہ داریم ترس ہمہ مردماں ز فرد دست	دورے دوسہ در قینہ داریم ما ترس ز حکم دی نہ داریم
---	---

شاہاں ہمہ رخت خاصہ خواهند
 اے ابرمکن ہولے ژالہ
 واللہ کہ بساج می نیرزد
 با ایں ہمہ نیستی کہ ویری
 اے خواجہ بمعرفت چہ نازی
 گر خلوت تو درون کعبہ است

ما اقمشہ کیسہ داریم
 ما خانہ ز آہ بگیسہ داریم
 ایں جنس کہ در سفینہ داریم
 از ہستی غم دمیسہ داریم
 ایں در نہ از آں خسینہ داریم
 ما عرش درون سپینہ داریم

۴۹۱

ہاں اے حسن از قرابہ خویش
 مے دہ کہ خم سار دی نداریم

۶

فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم
 شبے کہ بچو مہ از اوج حسن جلوہ کنی
 اگر وصال ترا حکم بر ستارہ کنند
 گر فتم اینکہ بہ بندم دہاں ز نالیدن
 نمی توانم دل بر جدائی تو نہاد

مگر لباس حیاتے کہ بہت پارہ کنم
 اگر رضا دہی از دور یک نظارہ کنم
 من از مژہ ہمہ آفاق پر ستارہ کنم
 طبعیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
 مگر فے چو دل تو ز سنگ خارہ کنم

۴۹۲

نیافتہ چو حسن بار بردت یکبار
 چہ بو الفضولم کیں آرزو دوبارہ کنم

۹

دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم
 در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک مست

تا بروں و ادم علم از عالم امید و بیم
 ترک جنت خوشترست ہرچہ و جنت نیم

یا قسم للہ اللہ ہم بجوئے عشق دوست
در گلوئے قمریاں از شوق طوئے کردہ اند
دوش سودائے دگر میدیدم اندر سیرین
مایہ من میں کہ دست عشق تخم می بند
آبِ خضر اندر دین شربت چہ آری ایسے
وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہر چہ

آنچہ در احمد میخواندم صراط المستقیم
تو ہماں خط بینی و عارف نوایے یا کریم
گل فروشان سیم می بردند و دلِ ثنائیں
بر تر از دار الجنان بالاتر از نارائیں
آسمان زیر قدم طالع چہ بینی ایے حکیم
وقت عذر آوردست استغفر اللہ العظیم

۴۹۳

زاں ندیبہا کہ میکروے پشیاں شد حسن
آرے آخرا ز پشیاںی بود حرفِ ندیم

۷

نیم من مرد دردِ او و لے بر خویش می پوشم
بدستِ خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم
ردائے عشق بر بالائے چوں مانا کساں ناید
من این معنی نکو دانم و لے بر خویش می پوشم
بد و گفتم چہ را ہرگز نخندی در حضور من
بگفتا سلک مروارید از درویش می پوشم
بتم از نوکِ غمزنہ بردل من میزند نیش
چو در و شے میرسم خون می نایم نیش می پوشم
نپرسیدم کہ تیرت از کد امین کیش می آید
کہ من آں تیر می بوسم و لیکن کیش می پوشم

زہے غفلت کہ حال سینہ باخوبان میگویم
چہ درماں در دُردِ بدراکز طیبیاں ریش می پوشم

۷

حسن میگوئیم کز دشمنان پوشیدہ داراں سر
مگوازدشمنان کزدوستان خویش می پوشم

۲۹۴

بیا کہ بیش نماذ احتمال جاں بہ تنم
کہ مبتلا بود اندر چنیں بلا کہ منم
مرا کہ سوختہ روزگار خویش تنم
گماں میر کہ بدیں طعنه سپر فلنم
اگر از رخ تو گلاب زیند بر کفنم
میرس کانتش دوزخ بر آماز دهنم

کجائی اے ز نقایت بقائے جان تنم
غدا بے تفرقہ دوستان کسے داند
دگر چہ داغ فراقم نہی بریں دل لیش
اگر چہ طعنہ دشمن مرا بکشت اے دوست
ز خاک من گل راحت بروں دم تا شمر
حدیث سینہ سوزانم اے بہشتی لے

۷

حسن تو نام نہاے مرا بحسن وفا
تو گر دگر شدی اے دوست من ہاں حسنم

۲۹۵

سر سودائے آں دارم کہ روزے ترک سر گیرم
بپایش در فتم زیں رہ مراد خویش بر گیرم
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری برآرم سر
چو زلفش بکشت از سودا پریشانی ز سر گیرم
چناں با عشق خو کروم دریں مدت کہ نتوانم

کے تامل میں درجہاں باشم پے کار سے دگر گیرم
 مکر و طرے میں بند دبرائے آنکھ زر دارد
 من اذر شک مکر روزے رہ کوہ و کمر گیرم
 بت خورشید روگر زر طمع دارد زمین تامل
 ز رنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم
 دوائے عاشقی یا زور یا زور یا سفر باشد
 مرا چوں زور و زر نبود مگر راہ سفر گیرم

۵

حسن نظمی کہ من دارم اگر چوں حسن روزے
 حدیث لعل او گویم جہانے دگر گیرم

۴۹۶

تا کہ بندہ شد مدت از ہمہ آزاد ترم
 من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم
 من خرابیت شدم و دبدم آباد ترم
 من دریں شیوہ عجب از ہمہ آزاد ترم

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم
 بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود
 ہمہ آباد تشیناں ز خرابی ترسند
 چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا

۶

اے حسن اگر تو عشق لب شیرین تان
 بچو فرہاد شدی من ز تو فرہاد ترم

۴۹

کاشفتہ عشق شد وجودم
 از دل بدماغ رفت دودم

امروز من آں نیم کہ بودم
 خوردم دوسہ جام آتش انگیز

در پائے حریف سرفشاندم عشق آرد دم بلای من شد حال بد من بتر شد از تو	از فرق خود کله ربودم تخنه که بکاشتم درودم اے شوخ نکوت آرزودم
--	--

۶

در بند حزن نمی فتادم
گر پند حسن بھی شنودم

۴۹۸

توانم که پیوسته روشسته باشم غم دل بندست تسکین جانم صلاحیت باطن از من مجوید تصرف چه ورزم که نازک مزاجم عمل ناستودست خرقه چه پوشم حسن از ملامت دلم می خراشی	ولیکن زخونے که از دیده پاشم زر چهره کافیت وجه معاشم اگر چند ظاہر بدیں شیوه فاشم دکاں چوں کشایم که کاسد تماشم دروں ناستودست سرچوں تراشم شبے درخروش آرد و این خراشم
--	--

۶

همی پر سیم خاطرے جمع داری
تو خاطر براں دار تا جمع باشم

۴۹۹

تو حسن مطلع حسنی من از هولے تو مستم
ور آفتاب بتانی من آفتاب پرستم
مرا بباغ چه حاجت کنوں که روئے تو دیدم
مرا ز سرو چه خیزد کنوں که با تو نشستم

من آں شکاری عشقم کہ از کینکہ خلوت
 چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم
 رسید هوج معشوق و هوشش رفت ز عظم
 گذشت کو کبہ شام و قصہ ماند بدستم
 خرد و صحبت جانم قدم بروں زرد و گفته
 تو دانی و عنسم جانان من از مخاطره جسم
 چه پُرے از غم مجسوں ہیں کہ حالِ دگر شد
 چه پوشی آں لب میگوں ز من کہ تو بَشکستم

۵

حسن زرد تو گوید کہ کار حسانہ تقویٰ
 اگر خراب شد از من بہ من گمیر کہ مستم

۵۰۰

ور کہے از بخت خوشنودست من بالے نیم
 عاقبت بر حرف مقصودست من بالے نیم
 آکر آں روز مسعودست من بالے نیم
 آں گل سوریست یا عودست من بالے نیم

خلق بر امید مقصودست من بالے نیم
 ہر یک از نوزادگان بوالبشیر بر لوح
 صبح خیرے جان بدروز از غم جانان نداد
 گر کہے ہدست او شد تا بوسد آتش

۶

گفتیم دو شینہ ہمزانوے یا رخود بدی
 آں تو بودی یا حسن بودست من بالے نیم

۵۰۱

دل ز دستم شد آں دل بند عنکے رسم

وہ ندانم تا بیاں معشوق زیبائے رسم

بر لب شیرینش انگشت طبع کردم دراز
دلبرم بالائے بام وصل می خواند مرا
پایه وصلش بلند و پایے بنجمت آبله
بارها گفتم کنم چوں بخت آنجا مدخله
دوستان گویند فردا بردش خواهی رسید

آنکه انگشتم دراز آمد بکھلوا کے رسم
نزد بان عمر کوتا هست بالا کے رسم
اے عفا اللہ من بدن پایہ بدیں پاکے رسم
وہم زحمت میدہد ورنہ من آنجا کے رسم
ایں چنین دے کہ من دارم بغیرا کے رسم

۵۰۲

ہر کسے را ہے کمی پوید بنزل میرسد
چوں حسن من نیز جہدے میکنم تا کے رسم

۵

جاناں شبکے خود را در کئے تو جا خواهم
تو باغ طریفانی ہم باغ ترا ہم نخل
خلقے ز در کعبہ خواہند مرا در خود
گر سلسلہ زلفت بر دور چناں بندی
ہر بار ہے آئی شمشیر ہوا کردہ
چوں بہت بقائے من باقی بقاءے تو

وز جام لب علت یک جہدہ دوا خواهم
در دم چوز تو باشد پس از کہ دوا خواهم
اے کعبہ وقت من من از کہ دوا خواهم
دروغ نماز خود دوزخ عجا خواهم
آں کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواهم
بس ہم تو بیاں باقی خود را چہ بقا خواهم

۵۰۳

بیچارہ حسن گوید لظفے بامید تو
نظمش چہ رواں کردی امید روا خواهم

۵

اشب فلک موافق من شد زمانہ ہم
خاص از برے صید دل ما رسید باز

چشم ز روئے خوب تو افروخت خانہ ہم
از لاف دام کردہ و از خال دانہ ہم

از غمرہ دور باش وز گیسو نشان ہم از دل کنارہ گیری و از جاں کرانہ ہم ایں ذوق داشتہ شکرے زان میانہ ہم عیش مدام بل طرب حساودانہ ہم	از بہر ضبط ملکیت حسن ساختہ گفتم کنارہ گیر بجفتا بشرط آنک بگرفتم آں میان چویشکرش کنار ہاں اے حکیم طالع مسعود من بہیں
---	--

۶

احسن اے حسن غزلے خوب ساختی
زہرہ نسا زوایں غزل وایں ترانہ ہم

۵۰۴

صبر از درون سینہ بر دل شد قرار ہم امروز بخت پشت بہن داد و یار ہم آں روز از جہاں شد آں روزگار ہم سوزن دریں جراحات گم گشت خار ہم کیس دیدہ در فشاں شد یاقوت بار ہم	از دست دل بجانم و از جور یار ہم دی یار کردہ بود من روتے و بخت نیز یک روز نیم نشا و کہ بودم ز روزگار میخواستہم بروں کشم از پائے خستہ خار جاناں کیے دولعل شکر بار بر کشائے
---	--

۶

در دو غمے کہ داشت حسن در فراق تو
کز اشتیاق مردم و از انتظار ہم

۵۰۵

شمع جاں می نندہ نور زجاں دورم ز قصورم خوشی باشد نے از حورم گوشہ چشم تو نگذاشت بے ستورم در نہ من از طرف خویش بغایت دورم	چہ شبست این کہ من از شمع شکر لب دورم گر قصورے بود از ناز خوش او فردا شوخ چننا زبتاں گوشہ گفتم یکچند گر چہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم
---	--

تا پریشان سر زلف تو ام محبسو عم آخواب لب میگوں تو ام معمرم

۵

از لب تو کہ حسن تر سخن از جرمہ است
مست شد جملہ جہاں من چہ سبب مخمورم

۵۰۶

از ناز کویت میکند ہر بار خوش می آیدم
شوخی ز غیرے ناخوشست از یار خوش می آیدم
گویند سوئے باغ کش ذوق مے و میوہ بچش
بے او ہستم نیست خوش ویدار خوش می آیدم
زندہ ز بے صبری نخل و ز بیدی پائے بگل
نہ صبری خواہم نہ دل و لدا خوش می آیدم
آں روئے چوں خورشید و مہ محراب کردم چندانگ
اکنوں از اں زلف سیہ ز ناز خوش می آیدم

۹

بر عشق آں ماہ سخن اقرار کردم چوں حسن
انکار چوں آید ز من این کار خوش می آیدم

۵۰۷

دوستان سچ پیر سید کہ چل شد عالم
راست چوں نامے کہ نالیدن از دیدہ
اے کماں کردہ زابرے و کس کردہ ز جہنم
روئے تو دیدہ دگر قرعہ خواہم انداخت
برجوانے نظر افتاد بہ پیراں سالم
من غمدیدہ ہم از دیدہ خود می نامم
من چہ صیدم کہ جنین داشتہ دنیا لم
کہ بسندست ہاں آیت رحمت فالم

دستے گر بر سراں بندہ فرومی ناری منت سندس واستبراق فردوسم نہ مگر از زحمت خاصم نخرے ورنہ مرا باغبانا کجی و راستی من مستگر	پائے بگذار کہ بر چشم جہاں میں مالم گر زگیوت سلاسل بود و اغلام ہنرے نیست کہ آں عرض دہد لالم کہ بر آنساں کہ ہی پروریم می بالم
--	--



حال خود خواستمت گفت حسن چون دیدم
حال زار تو بے زار ترست از حال م



ما جگر خستگان مسکینیم پاکبازان چاک دامانیم تو ہاں بادشاہ خود کامی باتو در کج خانہ شادانیم باتو اے مدعی بدل نتوان خواہے نوش خواہ صومعہ شیں	جز غمت مرہم نمی بینیم خاک خپاں خشت بالینیم ما ہاں بندگان مسکینیم یے تو در بہشت باغ غمگینیم ہرچہ خواہی بگوے ما اینیم ہرچہ دین تو ما براں دینیم
--	--



چوں حسن میر ویم در رہ عشق
سر ندادہ زپائے نہ نشینیم



شبے آں چشم مست و آل لب خوشخوار را دیدم
زگرہ چشم من ترشد پشیمانم چرا دیدم
مرا گفتند سوئے او بسیں دیدم بلا کردم

مرا گفتند گفت دل مکن کردم سزا دیدم
 ثباتِ صبری پنداشتم در خود غلط کردم
 نشان دوستی میدیدم اندوے خطا دیدم
 سگ کولش بشت آں خوں که چشم ریخت بردمن
 ز مردم مردمی نامد ز سگ بارے وفا دیدم
 شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد
 بجد الله در اں غرقاب روئے آشنا دیدم
 ندید این چشم من جز در سر زلف بلا شورش
 از این چشم بلا جوئیں ہمہ عمر این بلا دیدم

۷

حکیم ارپندخوای گفت میگوهر کراخوای
 ولیکن از حسن گذر که اورا مبتلا دیدم

۵۱۰

رہا کنید که نخے چو بخت خویش بشورم
 بچہ فکند در آخر دالالت دل کورم
 اکند گیسوئے ساقی کشید و برد بزورم
 اگہ از حبش گئے از جبین رسید عارت غورم
 بزیر پائے رعوت فرو مال چو مورم
 کہ آں فرشتہ رحمت بست منوس گورم

نہ دل بید نہ دلبر نہ زرب دست نہ زورم
 چو مرد عشق ز رخدانش بودہ ام من سکین
 نخواستم کہ در پے روم مجلس مستان
 بزلف چوں حبش او نہ از چین چو بدیدم
 پری رختا تو سلیمان دستگاہ مرادی
 ز زلف خویش نسیمے بمن رساں کہ مرد

حسن چه گفت که اے منزهیب ناز کشیدہ

<p>۵۱۱</p>	<p>بدن کرم خود مرا بپوش که عورم</p>	<p>۷</p>
<p>ساتی گل و تل بیار باہم خرقة قلغم کہ راست ناید این بادہ اگر صبحیاں رست مے درودہ و باز جائے خود شو گفتی کہ کعبہ رو دعا کن خم خانہ بنخاص و عام دادی</p>	<p>باشد کہ کنی دے فراہم این جامہ و جام بادہ باہم درودہ کہ شبانہ ایم ماہم ماشہیم و مبتلاہم خود کعبہ ما قوی دعاهم آخر قدحے بدیں گداہم</p>	
<p>۵۱۲</p>	<p>ہر گہ کہ فتح دہی حسن را یک جُسرہ کرم کنی مراہم</p>	<p>۷</p>
<p>بود گہے کہ سرگیسوی تو باز کنم ہمہ حدیث بہشت است آیت رت بموضع کہ مراقبہ مستتبہ گردد نماز کن جہت خود کنم ہمہ ہیجرت اگر ندیم کنم بصحبت محسود مسافرے کہ برو گردے از درت نبو</p>	<p>برائے وصل توا زوے شبہ دراز کنم بفال روئے تو ہر مصحفے کہ باز کنم بجانب کہ قوی آں طرف نماز کنم دعائے تست کہ آں از سر نیاز کنم حکایتے کہ کنم اول از ایاز کنم اگر ز کعبہ رسیدت در فراز کنم</p>	
<p>۵۱۳</p>	<p>کنوں کہ دصف عشقت علم شدم چو حسن رواست کز ہمہ عالم احتراز کنم</p>	<p>۷</p>

دل بردی و منت می پذیرم
وگر گونی بمیسراند رخم من
شبت خوش باد اے مرغ سحر خیز
طلیب آں یہ کہ از در باز گردد
بیادت روز و شب مستم تو گونی
گئے زخم زباں کہ تیر غمزہ

اگر سرخواہی از سر دست گیرم
عجب باشد گرا ز شادی نہیرم
کہ من در دام بدہرے اسیرم
چو بنیدد و نادار ماں پذیرم
شراب دوستی بود ست شیرم
نگار من چہ مرد تنج و تیرم

۵۱۳

زکات حسن خود دادی حسن را
گرا و مسکینت بارے من فقیرم

۱۱

خدا خدائے ماہ روے کبک خرم
آہوئے دام جستہ را مانی
لقب خود اگر نہ گونی تو
مہ توئی در میانِ خواباں
بر لب جام اگر نہی لب خوش
بدہ آں جام نیم خوردہ خود
با تو بادہ حلال میگیرند
گفتیم حال ابتلائے تو چیست
عشق در عہد تو قوی حال است
ہمہ در خواب خوش بیارامند

بسلاام آمدی ز دار سلام
پاکشاں از دوزخ مشکین دام
ماہ و خورشید را کہ گیر نام
آسمانت بود کنارہ بام
جاں چکد جائے قطرہ از لب جام
تا بگیرم نصیب عمر تمام
عمر بے تو با تفاؤ حرام
ایں بلائیت دور از انجام
صبر آوارہ عقل دشمن کام
من مسکین نہ خواب نہ آرام

۵

بیچ شب و غمت نخت حسن
 "عجبا للمحب کیف ینام"

۵۱۵

از بہت دل چہ جاں نگم کہ ندارم
 میفکند من چہ افکندم کہ ندارم
 خیرہ چہ گیسہ نداسم کہ ندارم
 شاد ترا ز ہر ہمہ منم کہ ندارم

از در دنیا چہ دم زغم کہ ندارم
 خلق بکشت امید تخم تمنا
 نقد مراد اندر آستین حیات
 شاد نشسته شما بد آنچہ کہ دارید

۶

دزد چہ گردد بگرد من کہ حسن وار
 شب ہمہ شب لغو میزغم کہ ندارم

۵۱۶

برت را جز گل و سوسن نگویم
 سخن از بوئے پیرہن نگویم
 حدیث دوست با دشمن نگویم
 ز سیر تو سر سوزن نگویم
 صفات کعبہ در گلخن نگویم
 مگر ہم خود بدانی من نگویم

رخت را جز مہ روشن نگویم
 اگر رنگ قبایت بنیم از دور
 نگویم! خسرو احوال عشقت
 مثل گر خود رود سر در سرتیغ
 حدیثت در جہاں پوشیدہ دام
 مرا گونی بگو مقصود تو چیست

۷

اگر در وصف حسن تو نباشند
 غزلہائے حسن احسن نگویم

۵۱۷

رہ ہلاچہ نمائی چو بتلائی تو باشم

در جہاچہ کشائی چو در وفائی تو باشم

اگر ز محرم تو ہزار موج بر آید
اگر بیایے رعونت سرمہ بجاک بسانی
بروز حشر چو خلقے ز نیم غمرہ شوخت
اگر بہشت برندم نظر ز حور بہندم
سفر برائے تو پیم حضر برائے تو جویم

چہ باک ارم از انہا چو آشنائے تو باشم
جو سر بر آورم از خاک خاک پائے تو باشم
فغاں کنند من آن لخطہ در دھائے تو باشم
دریں جہاں در آن نیز در وفائے تو باشم
سخن برائے تو گویم خمس برائے تو باشم

۵۱۸

تو بادشاہ بتانی امید من تبوایں بس
کہ چوں حسن ہمہ سالہ کیے گدائے تو باشم

۷

باز می آیم و سر در قدمت میفکنم
رفتنی رفت بچشائے کہ باز آمدہ ام
بوئے رحمت ز غبار قدمت می یابم
خویشتن را بسر کوئے تو افکندم باز
دوستی در تو مایہ ایمان منست
یہیچ اندہ نبود در دل گورم و اشہ

میر بخشندہ توئی بندہ شرمندہ منم
گر تو دستم نہ دہی دست بیائے کہ زخم
رخت امید بہ کتف کرمست می فکنم
زانکہ تاجے تو ہی باشم بے خویشتم
میکشد ہم بسر کوئے تو حُب و طعم
تا ز اندوہ تو پیوند بود کفر منم

۵۱۹

چہ شد آخر کہ خداوندی خود کم کردی
جان من من نہ ہماں بندہ مسکین حشرم

۷

شمع است رخت یا سر یا ہر دو خطا دیدم
من در تو نظر کردم تو در سخن بندہ

در وصف غنی گنجد روئے کہ ترا دیدم
تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم

تا طاق دوا برویت محراب دعا دیدم
برقد تو ام عاشق من سرود کجا دیدم
مستانه رہے رقم مردانہ سزا دیدم
تاویل وفا کردم ہر چند جفا دیدم

جو عشق نمی خواہم از جملہ حاجتہا
بر روی تو ام فتنہ من باغ چرا جویم
رفتم بسر کویت سر در سر آہم شد
باداد مقابل شد ہر چند ستم کردی

۹

شاید کہ حسن را دل چوں لاله بود پر خوں
کاں ز گس پر خواہش در عین بلا دیدم

۵۲۰

شمع شب تاریکم گنج دل ویرانم
اگر دست نیفشانی در پائے وفا شام
تو دیر بہاں تا من میبازم و میبازم
اے بستہ گرہ بر شب من شکل تو میدانم
اگر پردہ بر اندازی در روئے تو حیرانم
اگر روئے بگردانی من قبلہ بگردانم
خلقے بدر کعبہ من ہم بہ بسا بانم
واللہ نرود بیرون خار تو ز دامانم

من دوست ترا دارم اے دوست ترانجام
لعلے کہ بخون دل بازیدہ بدست آمد
عاشق کہ بباند جال او زندہ کجا ماند
اے راندہ رقم بر من نقش تو می بینم
ہر گز کہ نہاں باشی بایاد تو مشغولم
خود نیست مراقبہ جز کعبہ کوئے تو
شہرے بصف طاعت من ہم خراباتم
با آنکہ دد اندازم خود را بہ گلستا نہا

۷

زین شعر حسن بشنو حال دل سکیںاں
صد درد نہاں دارد ہر بیت کہ میخوانم

۵۲۱

جاں گر چہ کہ دشوارست آساں تو می بخشم

دل خواستہ کجا ناں با جاں تو می بخشم

جان چہ بقا باشد سر خود چہ حاصل دارد
گفتی بہشت اندر ایوان بود و منظر
لعل لب خود بنماتا بہر نفس از دیدہ
چوں باد خزاں گرچہ تند آمدہ بر من
گر نہ علمائے دین گویند کہ کفرست این

یا این بہ تومی آرم یا آل بتومی بخشم
تو منظر خود بنمایا ایوان بتومی بخشم
نوٹو بہ تو میریزم مرجاں بتومی بخشم
من سستی خود چوں گل خندل بتومی بخشم
بسیار کست گوید ایماں بتومی بخشم

۵۲۲

گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من
گر تو سراں داری دیوان بتومی بخشم

۶

چون نیم شب نمودی روئے چو صبح گام
گو غول راہ میزن من مہمان خضرم
گر خانہ می نشینی این دیدہ خانہ تست
شاہ نجواہ و موئے رافقے براستی کن
تو شاہ تخت و تختی من چوں پیادہ پشت

این را چہ شکر گویم و آنرا چہ عذر خواہم
گو باد شمع میکش من ہم نشین ماہم
در غم راہ داری من بندہ خاک اہم
من بر سر عزیزت یک موئے کج نچاہم
کہ در نہیب پیلم کہ در پناہ شام

۵۲۳

گر با حسن درائی از توبہ تو گریزد
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم

۷

اگر از گردش اختر چو شب تار یک شمرم
فضائے فصل را بزم سر و صدقہ سام
مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد
ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم
بنائے عشق را از من شب عشاق را از من
بیاں فیروزہ و صف صفائے عشق فیروزم

مگر بستہ زجوز ایشیم آمد تیر درخت مرا امروزیوں باغ خزاں دریافته منگر ز سلطان سخر نخت ارامید بخنظر باشد	وگر ناید به تیر آہ باجوز اش بردوزم اگر بخت کند یاری بود ہر روز نوروزم نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم
---	--



حسن گوید چراک از سخن شمع جهانم
جہاں تار یک ترکد و اگر کمتر شود سوزم



لعل تو در خون من شد غمرہ غماز ہم
از ہمہ بد خوتری تو شوخ ہم طناز ہم
تو بچشم وزلف غوریزو کند انداز ہم
سینہ ام بشکافتی تنہا نہ سینہ راز ہم
خشم می سازی کرشمہ میکشی وناز ہم
ہر کیے زیشان مقام ساختہ کج باز ہم

اے ترا خوبی ز اندازہ بروں ناز ہم
اگر کیے شوخ ز راہ طنز بدخونی کند
رسم غوریزو کند انداختن عیار است
رازے اندر سینہ من بود بے تو عمر با
یا کرشمہ کن بیا یا ناز چندین خشم حسیت
ابروان جفت طاق افکندہ اینک بین



در ہوائے تو ندانم چوں شود حال حسن
چوں ز نالیدن بماند مرغ را پرواز ہم



وہ چہ رویت امیں کہ ہر ساعت درو حیران ترم
تا سر و ساماں گزیدم بے سر و ساماں ترم
شہسوار اسوئے من میں چند کردی گرد کوئے
اے سرت گردم من از کوئے تو سر گرداں ترم

خانہ آب و گلم در ماندہ از دبارانِ اشک
 مست بنیادم چہر بازنگی ویراں ترم
 تا بدیدم چند کہ آں صورت جاں بخشش تو
 صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

۴

اے حسن گفتی کہ من حیرانم از روی دوست
 اے کہ بے او زندہ نام من ازاں حیران ترم

۵۲۶

و ریچاں خوش نہ ما ز جہاں میروم
 اگر تو نہ بخشی رواج ماند کاں میروم
 خلق براں در رود ما بنشاں میروم
 ما بگلیم سیہ خوشتر ازاں میروم
 ما بطریق امید در پے شاں میروم
 ما بسامع استقص کناں میروم

ہر منہ بر کراں ما ز میاں میروم
 شمع محبت توئی شمع بازار عشق
 کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم
 با شتر سنج مو قافلہ خوش میزد
 راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مردوا
 مدعیان گر شدند سنکر قص و سماع

۵

در ہر جا چون حسن خبر تو نخواہیم دوست
 اگر تو نہ در میاں ما ز میاں میروم

۵۲۷

طاقت بر سید و بقایت نرسیدم
 باشد خبر بے بشنوم از تو نشنیدم
 ہر ناز کہ کردی بارادت بخشیدم

امروز چہ افتاد کہ رُوئے تو ندیدم
 گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد
 ہر راز کہ گفتم بہ تکبیر نہ کشادی

داروئے پیس بود کہ امروز چشیدم

برخاست بلیب از سر من آہ درینا

۶

بکشائے حسن از دل خود قفل تا سفت
چو کعبہ تو نیست دریں باب کلیدم

۵۲۸

صلائے عشق دہم عشرت مدام کنم
کہ بردر تو رسم روز با مقام کنم
نماز را بگذارم ترا سلام کنم
ز صفت برائے کہ شمشیر دنیام کنم
مرا چہ زہرہ کہ در پیش تو کلام کنم
یکے بخند کہ آں درد با تمام کنم

اگر شبے بسر کوئے تو مفتام کنم
دو بار کوچ کنم از مقام خود ہر روز
مثل اگر بہ نماز آیدم چو تو پرینے
زباں فروشی من باتو کے رود آسے
تو از خار بلب بر نہادہ ہر سکوت
ہمہ دعائے من از تندی تو غارت شد

۴

حسن در اہل تصوف تمام بدناست
مگر مذہب مستانش نیک نام کنم

۵۲۹

لاجرم آنچہ شنیدن نتوان آں دیدم
دم سرے ز دم و پردہ خود بدریدم
ہمہ بغر و ختم و عشق تے بخریدم

پند میداد مرا خلق و من نشنیدم
صبح و ار از جگر سوختہ خوں آلود
رخت تقوی و متاع خرد و مایہ زہد

۹

توس می بود مرا در غمش از رسوائی
آخرا الامر ہماں شد کہ ازاں تر رسیدم

۵۳۰

صد بار بار کردہ دگر بار میکنم

باز اندہ تو بردل خود بار میکنم

<p>تا تو بنا زوشوخی خود فخر میکنی و اندر زخمت عشق تو تا خای پر شده چون در ره تو مستی عشاق عطاست ای ترک خوب خطا که مرا بنده ساختی تا خار و خس زره کند تو بوی بزر ای خرقه که پاره شد از عشق زلفت گفتم بغاخته که چی مالی ای چنین</p>	<p>من از صلاح و تقوی خود عار میکنم جمله متاع زهد بسب ازار میکنم خود را به توبه از چه گنه کار میکنم خطا از چه میکشی که من اقرار میکنم خون جگر به آب مره یار میکنم پیوند آں برشته ز نار میکنم گفتا که درس شعر تو تکرار میکنم</p>
---	--

۵

گفتی حسن نقلی غواں چه کار تست
 تا جاں دین تن است بهی کار میکنم

۵۳۱

زاجر یار دل خوں شد کجا شد آں بگوئیدم
 دریں گرداب خونخواره چو گم گشتم بگوئیدم
 گل نواز زبان حال با من گفت آخر شب
 که من بوی فلال دارم بوی او بگوئیدم
 وضو از خوں کند عاشق چو من سجده برم اورا
 بخوں صرف کز دیده فشانم ز آں بشوئیدم
 اگر چه می نباید کرد مویه بر سر مرده
 و لے بے او بدیں زاری که من مردم بگوئیدم

حسن دهر غزل گوید حدیث روزگار خود

۵۳۲

ولے ایں درد دل میشش کہ میگوید گنجویدم

۷

منم یارب شستہ پیش تو یا خواب می نیم
 تو خود گلزار سیلابی زچہ از چشمہ حیوان
 ولے کہ ز شوق آں بہادر میخانہا میزد
 جہانے بادہ ناب از لب میگوشت نوشید
 دو چشم کعبتیں تو بکار رفتہ غلطیدہ
 دو ابرو چوں کمانست شمرہ نیروز نظر ناوک

تو مہمان منے کا مشب شب تاب می نیم
 بھگداند پس از دیرے ترا سیلاب می نیم
 کنوں از طاق ابروے تو در محراب می نیم
 چو دو درین میدان بادہ را خواب می نیم
 بخواب ہم بغتہ با ایشان لے قلاب می نیم
 بخواب ہی کشت عاشق را ہمہ سباب می نیم

۵۳۳

ہمی بنیم حسن را من بزیر پایت افکنده
الہی بخت او بیدار شد یا خواب می نیم

۷

آں دوست کزدل و جاں من دوستدار ایم
 باغم چہ میفرستی سروم چہ می منائی
 گر از خودم بر آندہ مردم بنا امید ی
 ہستم بنزد خلقے دین دار و پاک ہذب
 گرد سرش فشانم جان عزیز خود را
 گفتی چو کشتہ گشتی از چیست شادی تو

مستت نرگس او من مدخار اویم
 با کس قرار نتواں چوں بقرار اویم
 تا یکدست در من امیدوار اویم
 لیک از ہوائے زلفش ز نار دار اویم
 جان و سر عزیزش ہم شرمسار اویم
 کشتہ شدن چہ بینی آخر شکار اویم

۵۳۴

سہاست رفتن دل در عشق روئے زیبا
گر سرود حسن را من بندہ یار اویم

۷

چہ سعادست یارب کہ بخدمت رسیدم
غم عشق و سرسینہ ہمیش تو کشادم
بکش آتش دل من بحضور خویش کیرہ
تو دہی و من گہرا ز برائے تو فشاں دم
بہر ہزار منزل یہ ہولے خوبی تو
خوشم از رفت بر من بخوشی شبے و روز

دل نامراد خود را بہراد خویش دیدم
دل و جان دین نقوی ہمیش تو کشیدم
کہ چو آب دیدہ خود بہ ہزار سود دیدم
تو ہی و من منازل ز برائے تو بریدم
کہ ہزار بار ہستی بہ از انکہ می شنیدم
کہ بست روی و موتی شب و روز عیدم

۵۳۵

حسن انجمن مخالف ہمہ دشمن اندہاں
مگر از دعائے تست این کہ بدو ستاں رسیدم

۶

سحرگاہ در گستاں بودہ ایم
در اوصاف رخسار گل رنگ یار
صبا نرم گل تازہ و سبز تر
مے چند خوردیم بر یادشاں
بشما دگفتیم جوانی کمن

بیاد رخ دستاں بودہ ایم
چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم
ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم
کہ یک چند ہمار شاں بودہ ایم
کہ مانیز روزے جواں بودہ ایم

۵۳۶

حسن و آں وقت را گوئیا
پس از دیر ہا میہماں بودہ ایم

۷

عمر سیت کہ در سینہ سوداے فلاں دارم
بیچارہ دلم خوں شدایں دل توں دان

یک شہر خیر دارند من از کہ نہاں دارم
در حکم کند و اللہ از دیدہ رواں دارم

روزہ بخشایم من از وصل بتے دیگر جز سایہ نماند امروز از ہستی من بآن مستانش چو برگشتند از قاعدہ مذہب یارب نہ بری از من آن مونس جاغم را	کز یاد لب لعلت مہرے بدہاں دارم دیں سایہ کہ می بینی زان سر بچوں دارم ساقی قدحے در دہ من مذہبش دارم ہر کس کسکے دارد من بندہ ہماں دارم
--	--



آرم چو حسن پیش جاں را و جہاں ہم
کز جملہ جہاں حقا آں جان جہاں دارم



دستے کہ زپائے در فدا دیم
نایافتہ مباد دادیم
گوئی بہمیں ستارہ زادیم
زیر قدم تو زان ہنادیم
کشتند و نمی دہند دادیم
یارب برساں بدایں مرادیم

یاراں دل دین زدست دادیم
مشتوق بخشم رفت افسوس
چشم ہمیشہ ستارہ ریزست
جاناں قدمے بنہ کہ ایں سر
من کشتہ آں کساں کہ از ناز
گفتی کشتت بسا مرادی



بند دل در ہم حسن را
بخشائے چو سزاو کشا دیم



من خون دل خود را از دیدہ بروں ریزم
خاک قدمت ہر دم در دیدہ دروں ریزم
نظارہ کنی کیں در دریائے تو چوں ریزم

اگر بہت ترا جاناں آہنگ بخوریزم
تا نور بصر ناگہ از دیدہ بروں ناید
دُر ہاست بہ چشم من گردست دید و

زین پیش کریں درہم داشت پششت

صداک ہی ارزد لعلے کہ کنوں ریزم

۵۳۹

روزے چو حسن بوسم یا قوت شکر بارت
با آنکہ بخوای کشت زان غمزه خول ریزم

۵

آمد آں یارے کہ من می خواستم
خانہ من کرد باغ و بوستان
نیم شب آمد نہفتہ از رقیب
بر سر من سایہ رحمت فگند

راست شد کالے کہ من می خواستم
لالہ رخسارے کہ من می خواستم
ہم بہ ہنچارے کہ من می خواستم
سرور فقارے کہ من می خواستم

۵۴۰

یار خود خواہد ہمہ کس اے حسن
اینک آں یارے کہ من می خواستم

۶

من بچو روئے خوب تو روئے نیدام
تا بر کشیدہ تو سر از حبیب حسن خویش
گفتی چه دیدہ کہ چنیں مبتلا شدی
گفتم باشک خود کہ چمی اوفتی چنیں
پیرانہ سر کجا رود این مستی از سرم

آں روئے تو بدیدہ و دل زان گزیدہ ام
من پائے دل بدامن حیرت کشیدہ ام
اگر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام
گفتا ازاں فتم کہ فراواں دودیدہ ام
کایام شیر بود کہ این مے چشیدہ ام

۵۴۱

دست اردہ حسن بگزد یکز ماں لب
دانی کہ چند دست بدناں گزیدہ ام

۵

سینہ از اندہ بیہودہ سر اسر شستم ماہ من تو بہلا کم چہ کمر بندی چست در تو چوں زلف تو آویختہ ام موئے بوئے سر نہ دیدہ ام از گردہ خویش بدہ	کہ دروں یافتہم آن گنج کہ بیرون جستم کہ من اند صفت عشاق بنایت چستم سخت بے رحم کسی گر بگذاری سستم ور نہ من دست ازین دیدہ پر خول سستم
--	---

۹

نقیم اے حسن از باغ سخن سروی تو
کاج چوں سبزہ بریر قدمت میرستم

۵۴۲

خشم و نازے کہ ترا بود کنوں دانستم آنکہ پیمانہ پیمان تو شد سر بر بست در جدائی تو شد بند من از بند جدا جاش شد کہ خورم بے لب شیریں تو آں تو داری زمین مہر خواں الحق دی درون دل یک شہر زوی آتش تو دیدہ نا دیدہ ہی کردی و میخندیدی زلف تو بوسہ زدم لعل لبست کہ دم یاد	شکل شوخی تو بیرون و دروں دانستم بر تو نزدیک ترے بخت نگوں دانستم من نہ استے این درد کنوں دانستم بے تو ہر آب کہ خوردم ہمہ خوں دانستم قد خوب تو الف ابروے تو نوں دانستم غرض آمدن از خانہ بروں دانستم بدہ انصاف کہ آں تعبیه چوں دانستم آرے از مار چہ ترسم کہ فسوں دانستم
---	---

۶

اے حسن ایں کہ دل دیں بہتیاں بخیدی
بای عقل شمر گر چہ حسنوں دانستم

۵۴۳

من در اندوہ تو ایں حال نمیدانستم	اثر طالع ایں سال نمیدانستم
----------------------------------	----------------------------

<p>لافت بودست که فال دل من نیک آمد غمره شوخ تو چون غارت دلهامیکرد گفتی عمره قتال تو مادر زاد است در هوای تو بتا پر زدم و قتی بود</p>	<p>زیر و بالا شدن منال نمیدانستم ترک می دیدم و قتال نمیدانستم این بلائی دگر از خال نمیدانستم کال زماں نام پروبال نمیدانستم</p>
---	---

۵۲۲

گرچه در کار حسن لعل تو تقصیر است
تا بدین غایتش اہمال نمیدانستم

۶

تم در گوی بازی شد من اینجا عشق می بازم
غیریم چون کف از دور با نظاره می سازم
سرے دارم فدایش لے رقیباں ہاں چہ میگوئید
اجازت ہست تا این گوی با چو گانش در بازم
چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سرخواہد از گردن ز سر گردن برافروزم
من گرتیز بیند زواج حسن خود روا باشد
کہ من چوں موم پیش چشم خورشید بگذازم
اگر فردا نہ بینم در بہشت آن چشم را و اللہ
ز کوثر گر کے آبم دہد در کوثر اندازم
سہ سالہ کند ہفتاد سالہ راز را پیدا
بیا ساقی و برتر دہ کہ تا پیدا شود رازم

۵۲۵

حسن صدباری گوید که چونستان راه او
مرا اگر حسنجو باشد به گفت و گو نپزدازم

۵

چو گل خوش بشگفتم گر در دل تو یادمی آیم
و گر آن نیست بلبس و اردر فریادمی آیم
و گر آزادگان را بنده سازی هم بجان تو
که اول من ز آزادی خود آزادمی آیم
کشیدی گرچه در سلک سگانم هم خوشم و الله
که بازے که گلبه وقت شکارت یادمی آیم
چو خاکم گرچه هر روز بے بروی می افکنی از در
هم از راه هوا داری رواں چوں بادی آیم

۵۲۶

نه بود امکان که یام چوں حسن بوسیدن پات
چو اکنون داده ره از رخت دلشادمی آیم

۶

مرا عمریت کاندر جان غم جانان خود دارم
یکه جان دگر گویی درون جان خود دارم
بعشقش کرده ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من این تصدیق و این اقرار از ایمان خود دارم
ز عاشق سُرخروئی خواست عشق او بجمه الله

من این دولت نخست از چشم غل افشان خود دارم
 ز چشم خون دل بیرون فدا دے میرمہ رویاں
 نظر کن بر خسراجے کزدہ ویران خود دارم
 تو لے ہمسایہ زیں آتش گرفتن از چہ می ترسی
 کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم
 فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
 کہ من این تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵

حسن از تو بر جسم گر کنی در مان ڈر دمن
 کہ من شادم براں در دے کہ از در مان خود دارم

۵۴۶

اگر گل رفت گورو من گلستانے دگر دارم
 خلاف باغها من باغ وستانے دگر دارم
 گلستانے چہ خواہم کرد کز یاد رخ و لب سر
 بروں این گلستانہا گلستانے دگر دارم
 کم این جان رسمی را فدائے جان و لبنداں
 مرا از مرگ بیم نیست من جانے دگر دارم
 بیک کشتی کہ نوح انجمن کے ماند جاں سالم
 کہ زیر ہر مژہ چوں نوح طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں جہاں ترک کافو کیش خود داری

۵۴۸

من این کافر دیہا از مسلمانے دگر دارم

۷

بہ جان تو کہ چو جانن عزیز می دارم
خیال زلف تو ام ہر شبے شب قدر
ز سلک خیل سگانت شدم تعالیٰ
بہر از جو رکجن لیک روئے خود بہنا
چہ باک گر ہمہ آفاق دشمنم دارم
گرم مقابل این درمہم جہاں بخشند

چو بچشم عزیز تو آہیں خوارم
ہوئے روئے تو ہر روز روز بازارم
کجا رسید باقبال عاشقی کارم
ز روئے خوب تو آرام اریا زارم
کز انچہ داشتمت دوست نرہمی دارم
ہمہ جہاں بگذارم در تو نگذارم

۵۴۹

اگر از حسن گنہے آیدت در گزراں
کہ قمر ساری او را شمع می آرم

۷

دست کجا میرسد تا زلفت بر خوریم
قلب ہمہ عاشقان نامزد دوست
بندہ شد بیدت و لے بند شو عاثریم
چند براں ایستی تا کنی ام غرق غم
کعبہ ما کوئے تو قبلہ ماروئے تو
غیرت یعقوب بود دیدہ فرو بستنش

درہوس پلے بوس عمر بصری بریم
قسمت ما کم مکن ما ہم ازاں لشکریم
صید گرفتہ و لے تیغ مکش لاغریم
آب دو چشم بست بگذر تا بگذریم
اگر نہ نانی تو روئے ما بکہ روئے آوریم
گفت چو یوسف گسست ما بکسے ننگریم

۵۵۰

گر ز فراقت حسن گم شدہ حیرتست
ما کہ ترا یافتیم یافتہ حیراں تریم

۷

شبگون رقصے بر رخ آں ماہ بدیدم
گویند کہ در سال نہانست شب قدر
رخ را چه صفت گویم و خط را چه توان
از عارض و گیسو و زخندانش بیکجا
نور صحر عشرت و مہتاب شب مہر
از غیب ہر اہل لطف کہ صورت تو است

مقصود دل المنستہ اللہ بدیدم
من آں شب فرخندہ بیکجاہ بدیدم
آمینتہ صبحے بشبانگاہ بدیدم
ہم یوسف و ہم رشتہ و ہم چاہ بدیدم
از دولت رویش کہ و بیکجاہ بدیدم
یک یک ہمہ در صورت دلخواہ بدیدم

۵۵۱

میگفت حسن چون رخ دوست نظر کرد
از مات برستم چو رخ شاہ بدیدم

۶

روئے تو ہچو باغ می بینم
تاز شوق دو چشم من چارت
لبک را در ہوائے رفقا رت
دل آتش گرفته در زلفت
می نخواہی کہ بوی من بجشی

ماہ را از تو داغ می بینم
دورخت بہشت باغ می بینم
شیوہ کبک وزاغ می بینم
گوہر شب چراغ می بینم
اتفاق دماغ می بینم

۵۵۲

اے بازی گرفته شہرے را
باحسن نیز لاغ می بینم

۷

من کہ از ہجر یار نمی گریم
یار من برق وار جست از من

بے دل و بے قسار می گریم
لاجرم ابر وار می گریم

راست چوں ابرجامر چاک زده گوهر گمشدست از اں ہیشب خاک از خون من نگار گرفت بند بندم جدا شد است امروز	در ہوائے بہار می گریم تو توے آبدار می گریم بس کہ بے آن نگار می گریم کز جدائی یار می گریم
--	---

۵۵۱

اے حسن راتو دیدہ روشن
ننگری تا چہ زار می گریم

۵۵۲

من از دست گیر جہاں آگہم جہاں خود تخت تصرف شود زمن یوسف دور دارد زماں مر تو کجا شد کہ ہر شب مرا کشا دل از دیدن دوست ہم آخر ازین نستخ مرده دہد	کہ نصرت دہد بر جہاں ناگہم کہ بر تخت الفقر فخری شہم کہ بے دوست روی زمین چوں جہم دو عیدست یک غمہ آں ہم بدین استخ امیدے بد کہ گہم ندائے اذا جاء نصر اللہم
---	---

۵۵۳

من آں باد را کز رہ اور شد
حسن وارا ز دیدہ خاک رہم

۵۵۴

صبح را خوش بامدادے داشتم ساقیم چوں آفتاب می چو سج یک نفس از بعد چندین روزگار	بستگیہا را کشادے داشتم راستی خوش بامدادے داشتم روزگارے بر مرادے داشتم
--	---

دوست حاضر ہجو شلخ گل لے
ہم صلاح حال من بود آن قریب
من بکشم لوح دل از ہر دو کون

از قییش تند بادے داشتیم
ورنہ در خاطر فسادے داشتیم
عشق مشفق اوستا دے داشتیم

۵۵۳

از شب ما خوش چہ پرسی لے حسن
صبح دم خوش بادا دے داشتیم

۸

خیز تا خوش خوش سوئے صحر اکشیم
رخت خود چوں سبزہ بر صحر اکشید
باغ از گل می بخند دگل ز باد
چوں بیک رہ سرہی باید نہاد
ہم از اں آتش کہ دی در مازوند
پردہ پسندار ما را بر دریم
عقل را منشور عشق آیم پیش

باغ جلے خوش شد ستانجا کشیم
ما چو سبزہ ہم سوئے صحر اکشیم
بادہ ہم گل می کشد کشش تا کشیم
مرد وار از ہر دو منزل پاکشیم
داغ بر رخسارہ فسر دا کشیم
سائبان بر قبہ مینا کشیم
وز خط ساغر ایں طفہ اکشیم

۵۵۴

اگر حسن یکبارہ شد درے نر
ما بزلت ساقیش بالا کشیم

۵

دوش از غم فراق تو خفتن نیافتم
بیار خواستم کہ نم را ز دل ہماں
عمرے چو غنچہ بودم دل بستہ در بہار

در رخیم زد دیدہ و سفتن نیافتم
از دست آب دیدہ بہفتن نیافتم
ناگہ خزاں رسید و شگفتن نیافتم

گفتم بگویش غم دل آہ سینه سوز
در حلق من گرہ شد و گفتن نیافتم

۵

گفتم برویش چو حسن خاک آستان
ترشد ز خون دل مژہ رفتن نیافتم

۵۵۵

بر یاد نام نیک تو در نیک نامیم
تشریف ما ہمیں کہ بداع غلامیم
شاہا مپرساں لغت از ما کہ عالمیم
آں ترک را بجوئے کہ ما اہتمامیم

تو شاہ و ما اسیر کند غلامیم
تعریف تو بقاعدہ خواجگی خوشست
گفتی چه حاصلست شمار از فحشت
چشمست بر نیم غمزہ جہانے خراب کرد

۷

گفتم پنج بیت بیادت چو پنج گنج
ما خود حسن نہ ایم غلام نظامیم

۵۵۶

نوشاب نے شکر را بر بانگ نے کشیم
در زیر سنگ بو کہ بیاری نے کشیم
ناجام صاف پیش نیاری تو کے کشیم
آداغ بے نیازی بر ملک کے کشیم
ہنگام آں رسید کہ سردی نے کشیم
ہم در ازل شکستہ شدہ چند نے کشیم

اے خوش نوا برابر نواے کہ مے کشیم
اے یار مے بیار کہ دست طب بانڈ
گفتی کشید کین خود از چرخ کینہ دل
کے در عرب بمعنی داغست مے بیار
ہنگامہ بہار جوانی منسا ند گرم
پے در کمان کشند لیکن کمان ست

۵

آمد خیال دوست اگر کوئی اے حسن
درے کہ ریختی تو ہاں پیش وے کشیم

۵۵۷

امشب کند گیسوئے مشکینت در کشم
زلفت دل مرا ز نخلدانت ساخت چاه
زین پیش گر ز نظم چو در تحفه کردی
روزے فشانده ام گهر از دیده بردت

امشب از آن دو پسته شیرین شکر کشم
امشب رس بگیرم و از چاه بر کشم
امشب ز دیده بهر نثار ت گهر کشم
امشب عقیق خد میت از جگر کشم

۵۵۸

وم دم کشیده چو حسن دُردِ درد تو
امشب حریف من تویی آهسته تر کشم

۴

دلے پر خوں و جانے مبتلا ایم
نگار اہم بجا ک آستان
چہ نسبت حد را با آدمی زاد
مگر یک شب بکوی غویش مارا
جہاں در جہ جہ جام تو شد غرق
نمے خواہم بجز زنجیر زلفت

چہ با این پیشکش پیش تو ایم
کہ خاک آستان را نشا ایم
تو از شہری و ما از روستا ایم
تو بخشی جاو گرنہ ما کجا ایم
نہ مادر یا کشاں ہم آشنا ایم
زہے دیوانہ عاقل کہ ما ایم

۵۵۹

حسن چوں از سگان در گہت شد
فلک گفتش کہ ماہم از شما ایم

۵

رخت آئینہ رنگ می بینم
لب شیریں و غمرہ شوخت
دل تو میکند ز بر دستی

خط بر آئینہ رنگ می بینم
نخہ صلح و جنگ می بینم
دست خود زیر سنگ می بینم

صلح کردم بوسہ دہنت	چہ کھم وقت تنگ می بینم
<div data-bbox="236 331 342 442">۷</div> <div data-bbox="397 313 770 472">اے حسن کے رسی بمنزل وصل مرکب بخت لنگ می بینم</div>	<div data-bbox="826 336 933 448">۵۶۰</div>
<p>باز عهد نیاز بشکستیم بس کہ دنیا لبتاں رفتیم زہد گم گشت دیں فدا کر دیم دوش بارے صف رعونت را یک طپا پنچہ بروے حرص زدیم رہ غلط شد غناں بگر دانیم</p>	<p>تو بہ کر دیم و باز بشکستیم ہیچو زلف دراز بشکستیم رود بگست ساز بشکستیم بسپاہ نیاز بشکستیم ہمہ دندان آرز بشکستیم قبلہ کج شد نماز بشکستیم</p>
<div data-bbox="228 1001 342 1113">۹</div> <div data-bbox="397 984 770 1143">چوں حسن جامے از صفا خور دیم شیشہ نوش و ناز بشکستیم</div>	<div data-bbox="826 1001 933 1113">۵۶۱</div>
<p>بر سر و روانِ توفدا باد روانم تو از دلِ حیاں دوست تری اے دل و جانم باروے نکویت چہ بد افتد ز زیانم کیں شیوہ نکو دایم اگر سیج ندانم تا غاشیہ ردوش نہم پیش تو رانم من مٹھڑہ آب ز دیدہ برسانم</p>	<p>خوش میروی اے شمع سراپردہ جانم گر دوستی جان بود اندر دلِ ہر کس یکرہ بمن عمر زیاں کردہ بکن روئے بگذار کہ باز ہمہ بروئے کھو عشق راے سفرے داشتہ دوش برانِ خوش آخاکہ کند غمرہ خولِ خوار تو خوریز</p>

ہمراہ شوم از سیرِ خلاص چہ گوئی	یا سورۂ اخلاص ہم از دور بخوانم
زیر مایہ تو انم کہ شوم پائے ترا خاک	بوسہ زدن از بیم رقیباں نتوانم

۸

ہرگز چو حسن دست ندارم ز عنایت
واللہ کہ نماغم بہ از اں کز تو بسانم

۵۶۴

دیگر مدہ اے راحت جاں دردی دردم	من مستم از اں بادہ کہ بریاد تو خوردم
ہر شش جہنم عشق دغا باز تو بگرفت	دشوار برون آید از پی شدہ زردم
گر دعوی عشق تو کنم ہست مویہ	اینک بدور رخ ہر دو گواگو نہ زردم
نالہ بفک بر شدہ و زخم نہ پیدا	بیچارہ طیبیاں ہمہ در ماندہ زردم
اے کاش کہ در راہ سگان تو شوم گرد	آں نجات ندارم کہ سگ کئے تو گردم
از خاکم اگر بادا جہل گرد بر آرد	گر دے شوم و گرد سر کوئے تو گردم
کویندم را تو بہ کن از صحبتِ خوباں	بیا رحبیں پسند شنیدم کہ نکر دم

۷

گفتی کہ حسن باد گر آنے شدہ مشغول
من در غمت از ہر دو جہاں فارغ و فرودم

۵۶۵

گرا ز جورت بجاں بودم بہیں کا خر بجاں رفتم
رقیباں را بشارت دہ کہ من زیر آستان رفتم
کمندت را ہماں صیدم اگر در کعبہ ام بینی
سمندت را ہماں گردم اگر بر آسمان رفتم

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں کردی
منم شاگرد اشک خود که در رفتن رواں رفتم
چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو
خروشنے صعب و بادے سرد و چشمے در نشان رفتم
جگر پر درد و رخ پر گرد و جاں در تاب تن در تب
چہ پر سی ہچناں زارم کہ دیدی ہچناں رفتم
خطا گفتم چو بر خط و فائے تو نہا دم سر
ز خار و خاکہاں جستم بباغ و بوستان رفتم



بیاد طلعت خوبے تو دیدم قال روشن را
مرافال حسن روداد من بارے براں رفتم



بکن اے شوق در مانے کہ از شوخیت در ماندم
غفا شد گر غبارے بود من از دیدہ بنشاندم
سواد زلف تو فرمان ضبط است از پے دلہا
چہ پنہاں داریش از من کہ تا پایاں فرو خواندم
خیالت در سخن با من گہرمی سفت یک صبح
زہے در بائے ناسفتہ کہ من در پایش افشاندم
باشک خویش گفتم روئے مردم ہیں مرو گفتم
دلہم خوں کردہ خون جگر می ریز من راندم

۵

حسن دوش از غمت می گفت با صد ناله زاری
مرا از جاں جُلانی به که از جانان جدا ماندم

۵۶۶

چه رویست این پری رویا که من حیران آں ماندم
به پیوند تو دل بستم ز خود دامن بر افشاندم
ببلای بر شندی گیر و زبا بالا لای چوں سر می
تو بالا آمدی و من بصد حیرت سر و ماندم
خدا داناست کای دم کرد و بیرتنای شندی طالع
مرا اخلاص واجب بود و من الحمد می خواندم
کلوخ راه تو بردیده نشاندم ز به غفلت
چرا دیده نکنم و ال بجای دیده نشاندم

۶

زبان خوش کردم از نام تو مانند حسن الحقی
برافتم در جهان کامی چون نامت بر زبان راندم

۵۶۸

بیا که بگسلم از خویش و با تو پیوندم
اگر دل از چو توئی بر کنم کجا بندم
چو روزه دار بمایه نو آرزو منددم
تو چه نمودی و من خویش را در افکندم
بهر چه می رسد از گرم و سرد خورندم

کجا شندی که بصد جانت آرزو منددم
فرشته بو و پری رو و آدمی غوی
سرازدیچه برون کن که ابروان ترا
گنه مرا نه ترا بود کز زنجیر خدانت
اگر پرسی گرم و اگر پرسی سرد

خلاف عہد بود گر گلے گنم غارت بیوئے کردن گلزار نیست سو گنم

۷

سزد کہ چشم ارادت نہی بہ ہستی من
کہ چوں حسن نظر از ہر کہست برکنم

۵۶۹

مے از لب خم و نقل از لب نگار چشم
کجا ست شیشہ مے تا یکے از آن بکشم
کہ پیش چرخ زبردست دست زیر کشیم
امید دانگ نداریم ما چہ مرد ششیم
کہ ما بنا خوشی روزگار خوش خوشیم
ہنوز از طرف موئے والی حبشیم

دوّمہ گذشت بجز جام دہنی نکشیم
ہزار غصہ ازیں ہفت شبشہ در دل ما
چگونہ دور مرادے توان کشید امروز
ز شش جہات جہاں جہنیم مہرہ مہر
خوشی زما رود و درودش خوش باد
چرا کنیم ز غم روئے خوش صاحب چین

۹

حسن در اندہ شامست چاشت تا ہر روز
بہر کمرہ خود تازہ روئے صبح و شیم

۵۷۰

دیں اسیر زلف شد ایماں بہم
آں بروں ناید مگر با جاں بہم
سادہانش بشکنم دندان بہم
خضر را با چشمہ حیواں بہم
مصر را آتش زدے کفناں بہم
خال و خط بوالعجب با آں بہم

دل فدائے دوست کردم جان بہم
عشق با جاں در تن من جا گرفت
از لبست لافہ صدف یارب کجا ست
ماہ من خط و لبست شرمندہ کرد
یوسف ارویدے فروغ روئے تو
نیکو اں ہستند لیکن آں تراست

گر بگوئی دل کہ از تیر تو خست چشم تو با خط خوں ریز تو یار	خد متے پیش آورم پیکاں بہم ترک میں مست آدہ فرماں بہم
---	--

۶

بر حسن رحمت کن آن ہندوی تست
اود تنہا جملہ ہندوستان بہم

۵۷۱

ہر لحظہ جان شیفٹہ را در بلا نہم ترک خانی آفت جاں شد خطاست موزہ چو بہر گشت پیادہ بدر کشید اگر پر تو جال تو یا ہم شبے چو شمع لب مے چکان زلف پریشان چشم مست سیکفت بار با دل بد روز من مرا	یعنی نظر بصورتِ خواباں چرا نہم بر دیدہ عیب گیرم و بردل خطا نہم من جائے کفش چشم خودش زیر پا نہم پروانہ دار ہستی خود را فتنہ نہم ایں یک دل خراب شدہ چند جا نہم روزے ز دوست دیدہ ترا در بلا نہم
---	---

۹

گویند این قصیدہ بہ پیش حسن بخواں
داغ دگر چہ بردل آں مبتلا نہم

۵۷۲

مادر دوست قبل می گیریم ساقیا مودی کن انچہ کہ ہست ہر کجا زہد آتش و آہیم خلق آفاق شعبہ زور اند جاں بپایش فشانہ ایم نہنوں	ہر چہ زان درد ہند بپنیریم کہ نہ ما مردمان تزویریم ہر کجا عشق شکر و شیریم ما گرفتار نفس زیریم ہیچناں شر مسار تقصیریم
--	---

<p>ماز شوق سماع می میریم خانہ در کوئے مطربان گیریم ماسک آستانہ پیریم</p>	<p>مصلحان می کشند ناں از طعن مطر باز را بخانہ نتوان بُرد شیر گردوں بگردان رسد</p>	
<p>۷</p>	<p>اے حسن ماز اہل تحقیق تسم گرچہ ظاہر ز اہل تحت سیریم</p>	<p>۵۷۳</p>
<p>مے دہ کہ بلب رسید جانم بارے بلب قدح رسام آوارہ گست ز خانام مفریب بدور آسمانم من طالع خود بہ از تو دانم واللہ کہ بہیچ ہم گرانم</p>	<p>ساقی زخمار سر گرانم جانیت مرا بلب رسیدہ آوارہ حسن خانہ زادت اے ماہ زمیں بیار دورے گفتی کہ ستارہ توسعت در قیمت من چہ می فزائی</p>	
<p>۷</p>	<p>گرداغ نبی سگان خود را من بندہ حسن دران میام</p>	<p>۵۷۴</p>
<p>کز لعل تو میہد نشانم مہرب تست بردہ نام من آہ زدن نمی توانم چون دست گرفتی آنچنانم</p>	<p>اشکے چو عقیق از اں فشانم از دست تو نالہ چوں توان کرد گر تیغ زنی تو می توانی از پائے میفکن این چنینم</p>	

برابروے خود گرہ چہ بندی در حق تو ام گمان فضل است	من بنده نه مرد آں گمانم شرمنده مکن ازیں گمانم
---	--

۵

گفتی که دل حسن که آزد
از غمزه پیرس من چه دامن

۵۵۵

خاک پائے تو آبِ حیاتم
زود جز برابری جانم
من ازاں تو بهایشی مانم
من ازل کوئے رونگردانم
من سکیں شنیده حیرانم
جمع گردان دل پریشانم

لے دت گشته متبله جانم
غم تو کاں برابر جانست
تا شنیدم لب تو میگوشت
گر بگردانیم بهر کوئے
طاقت دیدن رخ تو کراست
تارے از لطف خویش تحفه فرست

۶

چند پرسی که چیت حال حسن
قصه اوست اینک می خوانم

۵۵۶

اگر شود چشمه دوست تر داریم
داغهای که بر جگر داریم
همه عیبیم این هنر داریم
هر چه گوئی ازاں خبر داریم
ما جز این غم غمے دگر داریم

چشم کز روئے دوست تر داریم
خون دل ریختیم شسته نشد
هنر و عیب ما چه می پرسی
ناصحانند ما چه خواهی گفت
چند گوئی ز دوزخ و ز بهشت

<p>۵</p>	<p>حسن گفت از درم بگذر ما جز این در کدام در داریم</p>	<p>۵۶۶</p>
<p>بارها گشت و باز می کشدم در میان نسا ز می کشدم مژہ ترکست از می کشدم چشم بستم چو باز می کشدم</p>	<p>چشم مست بنام می کشدم طاق محراب ابروان شما گر چه مہلت حیات می بخشند چشم بستن نداشت سود مرا</p>	
<p>۶</p>	<p>گر حسن شد ز عشق بیچارہ چہ کنم چارہ ساز می کشدم</p>	<p>۵۶۸</p>
<p>کجا راضی شود جاناں بدیں جانے کہ من دارم کرا مہاں تو اں خواندن بدیں خوانے کہ من دارم روا باشد مرا گر خون جاں خود خورم زیرا غم این جاں نخواہد خورد جاناں کہ من دارم دل من حالے آوردست بر ہر سوئے از بفس فراہم کے شود حال پریشانے کہ من دارم دریدہ دامنے دارم بخوں آلود پنداری گریبان گل سرخست دامنے کہ من دارم دل پر آتشم شد از حضور دوستان بستاں خلیل آباد میخواند بستاں نے کہ من دارم</p>		

مرا ایمان غم یارست و مذہب عشق و دین مستی
خداوند امزیدی دہ با میسانے کہ من دارم

۵۷۹

۸

دریں غم چون حسن دارم ز خود سیر آمدہ جانے
کہ ذوق زلیتن دارد بدیں جانے کہ من دارم

رویف (ن)

ساقیا جام مے آور پیش من
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازین
سورہ خواہم کہ خوانم در نماز
اے مسلماناں مرا قرباں ہنہاد
میل او بر مال و بر عقل است دیں
تالیش ہر بار میریزد نمک
ناصحا چون نیست پندت سودمند

دور کن ایں عقل دُور اندیش من
عشق پیوند منست و خویش من
صورت ناخواندہ آید پیش من
زخم تیر ترک کاف کشیش من
چوں شود حال دل درویش من
کے فراہم خواہد آمد ریش من
چند می ریزی نمک بر ریش من

۵۸۰

۵

اے حسن چشمش اشارت می کند
نوش می خواہی منال از نیش من

اے آرزوئے امیدواراں
از دشمنی انچہ بود کردی

وے مرہم درد دل فگاراں
اے دوست چنیں کنند یاراں

تا سایہ زلف را گزیدم اینہا کہ تو میکنی بریں دل	دیوانہ شدم چو سایہ داراں از دل زود بروز گاراں
۵۸۱	تا کے گذری حسن بر آں در چوں بر سر کشت خشک باراں
۶	نہ دل ز تو خبرے یافتہ نہ دیدہ شاں ہماں دلیل کند عشق آفتاب و شاں چو روز شد شوم از ہر قرہ تارہ شاں ز ہم نشینی خوش خاطر ان خوش نشاں مرا مقابلہ ز مرہم است ز مرہم شاں سمع در سر من رقص در بخارہ کشاں
۵۸۲	حسن ز جام لب تو خسار ہا دارد اگر حریف نسا زیش جرمہ بچشاں
۷	غرق بلائے عشق تستایں دل قبلے من خیمہ بروں زو از جہاں صبر گریز پائے من ماندہ پیرہہ عدم حاجت ناروائے من اشک زواں من نگر صوت باجوائے من حلقہ گیسوئے تو بس سلسلہ دوائے من
۸	اے ہمہ شادی دلت از غم و از بلائے من بر دل من چو شمعہ شد عشق دراز دست تو آہ کہ برا میدانم تو عمر گذشت و ہچشاں قصہ محنت مرا شمع و بیاں چہ حاجت قبلہ جان من توئی کعبہ چہ کار آیدم

لاف و فائے تو زخم بس قدم سگانت را
خاک چرانی شوم خاک بریں و فائے من

۶

اینست خطا کہ چوں حسن بوسه دم دز ترا
پیش کمال عفو تو سهل بود خطائے من

۵۸۳

منم امروز و عشق مهر ویاں
تا نہ دم بیائے خواباں سر
من سگب آستانه عشقم
گرچه بر رخ زخون دل جویت
گوئے صد زخم بیش خورد منور
با گل ار خلوتے کفم گردو
دل گرفتار سلسلہ میاں
لقیم شد سر سخن گویاں
آدمی کردہ پیری رویاں
دل و جانم فدائے دلیویاں
ہست پیش رکاب شہ پویاں
خارنا محرم از زمیں رویاں

۷

پا بدریائے عنم نہاد حسن
دست از آب دیدگان شویاں

۵۸۴

بتاں سلطان ملک حسن مادر سلک درویشاں
دلداد من فراہم کن کجا ما و کجا ایشاں
شوم از کنج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں
مگر بیروں ز نظارہ نیامد متهم درویشاں
ندانم تاچہ خواہد آں دلارام جگر خوارہ
ازیں مشتے جگر پالودگان چند درویشاں

درآمد عشق و عقلم برو و نادرش پشیمانی
 پشیمانی کے آید گرگ را از غارت میشاں
 کسے کاں ترک ترکش بند رادل واد نندیشد
 کش از بند مہباں گیرند یا از کیش بدکیشاں
 اگر تو با عنہم لیلیٰ بر غبت خویشے داری
 چو مجنوں فرد باید شد ہم از خویش ہم از خویشاں

۷

حسن در پائے خواباں سر بجد اللہ فدا کردی
 نگو اندیشہ کردی علی الرغم بد اندیشاں

۵۸۵

بر یاد لببت خلتے خوں از جگر آشاں
 سر در سرکارت شد نہ سر شد نہ ساں
 کے در تو رسد ہرگز ایں دیدہ تروماں
 کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سر انجاں
 عاشق صنعتاں عاجز خواباں ہم خود کاں
 تانا نام تو در زنا ید در دفتر بدماں

اے در ہوس رویت گل چاک نہ داماں
 سر گشتہ بے گشتم بہر سر و سامانے
 اے خشاک فرومانہ عقل از در دیدار
 اے خواجہ مرد چندیں پے بر پے عشاقش
 نابود چینیں بودست ایں خستہ دل سکیں
 برو جہ نیگور ویاں ندہند برات تو

۷

بازار حسن گرمست از آتش عشق تو
 ایں دود کجا خیزد از طائفہ خاماں

۵۸۶

سر شک لعل مرا میں بگو عقیق ترست ایں

سرشک نیست نگارانشانے از گریست این
 گر آفتاب و ستارہ نظیر روئے تو گویم
 ز بندہ عیب مفراتفاوت نظرست این
 خیال سبزہ خطت کہ ماند در نظر من
 مزید باد این روزید فی البصرست این
 دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق و مغرب
 ز بے کبوتر ہمت مہنوز نیم پرست این
 ز روز وصل تو ماندہ بشام ہجر دروغ
 دم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست این
 شنیدہ کہ شبے نیست بعد روز قیامت
 شہم کہ روز ندارد قیامت دگرست این

۷

اگر رقیب تو پیر حسن چہ ماند بریں در
 برات روئے دہ اورا بگو کہ خاک درست این

۵۸۶

قد تو تیرست یا شمشاد یا سرو چمن
 لفظ تو خوشتر بود یا دُر یا عقد پرن
 موئے تو باریک تر یا معنی دُر یا من
 چشم تو غوریز تر یا ترک مست پر فتن
 وصل تو خوشتر بود یا عجم یا جاں در بدن

روئے تو ماہست یا خورشید یا برگ سمن
 ابرو تو کج تر بود یا ماہ نو یا دور چرخ
 زلف تو تار یک تر یا روز من و عشق تو
 زہرہ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیست
 ہجر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے روا

یوسف مصری تو یا سلطان خواب خشن	فتنه روئے تو یا حور بهشتی یا ہے
<div data-bbox="215 301 339 425">۵</div>	<div data-bbox="819 301 943 425">۵۸۸</div>
<p>لالہ بہ میان یا سہیں کن بے را و پیالہ راقیہ کن اے ماہ من آن کیت زین کن آن سرکہ کہ ہست انگلیں کن</p>	<p>ساقی دم نقد را کہیں کن خورشید ہلال را قراں دہ ز دزدہ آفتاب جولاں روراچہ ترش کنی سخن گئے</p>
<div data-bbox="218 822 342 945">۷</div>	<div data-bbox="814 822 938 945">۵۸۹</div>
<p>در جگر خوردن جگر خوارم کن از تو زین بہتر طمع دارم کن این خنیں یکبارگی خوارم کن من کھیم آخر ہماں یارم کن در شکنج او گرفتارم کن من کن گفتن نمی آرم کن</p>	<p>من کہ غم خوار تو ام خوارم کن روزگارم زین بہتر خواہی کہ ہست گر سگم خوانی بخواں سنگم من اول از یاریت تعصیرے نبود زلف مشکن از گرفتارے بترس زخم ظلم خود ہمہ بر من میار</p>
<div data-bbox="215 1474 339 1598">۵</div>	<div data-bbox="819 1474 943 1598">۵۹۰</div>
<p>چوں حسن از ہجر زارم کردہ از سلام خویش بیزارم کن</p>	

<p>بیا کہ باز نشست ایں دلم بچوں خوردن تو آفتابی و من سج می توان دانست بزیر سایہ خود پرورید زلف تو ام کنوں مبارک باد تو طواف ہندستان</p>	<p>چہ شد کہ با زنی ایستی زخوں کردن کہ بے تو من نتوانم نفس بر آوردن غریب نیست ز ہند و غریب پروردن کہ طوطیاں را آموختی شکر خوردن</p>
--	---



زہے حسن کہ بدین سال نوائے عشق زنی
 کہ قمر یانت غلامت در طوق در گردن



اے ترک گلرخ بیش ازین درد دلم حاصل مکن
 اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل مکن
 خواہی کہ حال عاشقاں آشفتنہ نبود روز و شب
 برگرد ماہ عارضت زلف سیہ حاصل مکن
 از لعل جاں بخشائے تو بوسے تمنای میکنم
 اے صاحب روئے نکو منع دل سائل مکن
 رفتی و با بدخواہ من پیوستی اے آرام جہاں
 من چوں ہوا خواہ تو ام امید من باطل مکن
 جاناں چہ رفت از من خطا تا قصد غم کردہ
 بے جرم غم رخسار بد باشد اے غافل مکن
 اے عیب جوئے عاشقاں ہستی ز عالم بے خبر
 من غرقہ در بحر غم تو خندہ بر ساحل مکن

۵۹۲

مانند یارِ خوشی تن دیگر کجا یاد حسن
جز بر دیارِ یار من اے سار باں منزل کمن

کیست از یاراں کہ دار و درجہاں یارے چنیں
دل ندارم درجہاں از عشق و لدارے چنیں
گل اگرچہ داشت رخسارہ بصد پردہ نہاں
ہم ز یک پردہ بروں ناوہ رخسارے چنیں
کبک در کہ زیر پا آورد چندین تخته سنگ
وانکہ از یک تخته ناورد و رفتارے چنیں
دوش در نخل غرق گشتم تا خیالت داد دست
اللہ اللہ شب چناں و نور باز اے چنیں
اشب آمد جام مے را جائے برکت کردہ یار
مرحبا جامے چنیں جائے چناں یارے چنیں
میدہم جان را بجاناں گردہد پیمانہ پر
حاقبت پیمانہ پر خواہد شدن باے چنیں

۵۹۳

خوب کن کارے حسن جاناں ز گفتار حسن
زانکہ جوئی دنیا بی خوب گفتارے چنیں

اے بادازاں بہار نسیم ہارسا
یوسف زمانہ نسیم ہارسا
دشت حریف گشت ندیم ہارسا
یوسف زمانہ نسیم ہارسا

از غنچه لبش که لطافت بر دستم
 بلیقش وارہر پرستم ماز دور
 از حسن او بخوف رجائیم و مبدوم
 از خلعت مراد کراں در رسد بتو

گر یک فوج یابی نیمے بارساں
 بدہد صفت کتاب کریمے بارساں
 از لب امید از مژہ بیمے بارساں
 زان نوے یک سیاہ گلیے بارساں

۵۹۲

نظم حسن بیک نظر ز گردش در آ
 یکیک صحیح کن ز سقیمے بارساں

۷

اے ترک کو خنائی چندیں خطا مکن
 دامنہ برخ نہادہ برسم خائیاں
 با سینہ کبودہ از جائے میسر
 گفتی کہ نیل کردہ ام از بہر چشم زخم
 دل راست بچو تیر بروش ز گردش من
 زلفت کہ شد سواوش طومار ساں در آ

بکشا قبا و پیرہن ما قبا مکن
 اے ماسگان داغ تو رسم خطا مکن
 ایں نیل را بگوشہ خورشید جا مکن
 آں نیل چشم زخم کند مر ترا مکن
 در شست اوقاد و زوشش رہا مکن
 تعویذ جان اہل دست زیر پا مکن

۵۹۳

اے حاجت حسن بتو حاجت روا کنش
 اگر از تو جز تو خواہد حاجت روا مکن

۸

اے آئینہ جاہنا در خود منکر چندیں
 صد شب نگریستم از حسرت تو تار و
 بادوست گمہ خندہ پیدانہ کنی دندان

با ہم نفسان خود آخر نفسے بنشین
 بیک روز نکردی توا از بازوئے من بالیں
 من خود تو نیم بے تو نہان چکنی پرویں

<p>اے دل تو صلا در وہ گرے ندبدا رکاب یارست قبولے جان تا کیست قبول او فرآد کہ شیریں را گشتت بجای طاب</p>	<p>اے جاں تو جگر خوں کن گرے نچند تمکین یا سینست دل قرآن تا چیت لایس تخت ہمہ چیزش جز دوستی شیریں</p>
<p>۵۹۶</p>	<p>مسکین حسن ست ازوے سرفر مسکینا یکشب نشد او ساکن در مسکن این مسکین</p>
<p>اے ملک ہمہ ہستی گرد سر درویشاں خاک قدم ہر یک در دیدہ روشن کش دست ہمہ عالم را ہیہات کہ گرد آرد گفتی کہ چرا بنود پیوند بخویشانت در کیش نکوناماں من راست تر از تیرم تو نرم دلی یارا از سخت دلاں بگذر</p>	<p>سر ہاے سراں زبند خاک قدم انشاں اندیشہ نیکستایں کوری باندیشاں چوں موج زندگاہ خون دل درویشاں تخویشی چہ محل دارد در عالم بخویشاں چوں تیر بروں جتہ از صحت بدیشاں با گرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں</p>
<p>۵۹۷</p>	<p>بسیار خطا کردی باز آئے حسن کنوں روئے بزمیں آور درویشی درویشاں</p>
<p>اے دیدہ ہائیکے نظر کن گرد رخ خود بکش خط تر دے کہ بگوش تست زخاں اے جوی بہشت چشمہ خضر</p>	<p>از موج دو چشمہ ماحذر کن گلزار حیات تازہ ترک کن آں زہرہ اتابک قمر کن ایک روز بسوئے ما گذر کن</p>

اے جان عزیز را خبر کن
دل خوں شد و حیلہ دگر کن

اے باد لب رسیدہ جانم
تا کے غم جاں خوری حسن خیز

۵

معتوق مزاج چوں دگر کرد
تو نیز علاج خود دگر کن

۵۹۸

وے گشتہ بھجوزلف تو آشفته کار من
اے راحت رواں و خداوند کار من
اے توح وقت من نظرے کن بکار من
کاند رخم تو سو ختم اے غمگسار من

اے برده روئے خوب تو صبر و قرار من
دریاب کز فراق تو جانم لب رسید
طوفان شد دست گردن از آب دیدگان
وقتت گربعین عنایت نظر کنی

۷

امشب دگر چگونہ بروز آورد حسن
کامد نماز شام و نیامد نگار من

۵۹۹

بے اُبدن نہ طاقت با او شدن شام
من خاک راہ اورا در میکشتم بدام
منزل بمنزل اکنون چوں ماہ شد خرام
رخسارش از کونئی چوں یاد نیکنا ما
از رنکش از نسوزد باشد یکے ز خاں
اقبال بردر اواز کمترین غلاماں

آں سرور کہ دیدی رفت از برم خرام
زین خاک رہ اگر چه دامن ہی کشد او
مجلس مجلس اول چوں شمع بدستادہ
رفارش از طراوت چوں ماہ صبحگاہی
عود از ہمہ صفتها هست از دوزلف او خوش
ور از قبول پُرسی خود بہترین عیت

وصفش حسن کند کو اندر سخن تہاست

<p>۵</p>	<p>وصف کہست بیرون از وصف نامتاماں</p>	<p>۶۰۰</p>
<p>شام امید غلن راصح جہاں افروز کن اے شمع جاہنا کار من گر میکنی از سوز کن پردہ زخ یکسو فلکن روز مرا نوروز کن اے روز من بے تو چو شب آں روز را اموز کن</p>	<p>اے آفتاب نیکواں آخر شبم را روز کن اے صبح دولت بار من گری بری از ہر بر اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قندے دگر گفتی بہاں آمدن روزے شوم روزی تو</p>	
<p>۷</p>	<p>مغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی خواہی بدارش در نفس خواہیش دست آموز کن</p>	<p>۶۰۱</p>
<p>ما را قرار با تست از ما فرار مگزین امروز یہاں شوزانو برار و بنشین ہم خانہ غنبریں دار از زلف غنبر آگین بے آں دو لب نگرود کام حیات شیریں اکنون کہ روز وصل ست تلخیر حیات چنیدین گوئے طرب در افکن حال زمانہ می بین</p>	<p>اے دوست یکرمانے بادوست شاد بنشین ما یئم و مجلس مے زانوزدہ صراحی ہم جام شکر میں کن ہم لعل شکر افشا بے آں دورخ نباشد روئے ملو روشن آخر بوقت ہجراں تجیل بود چنداں میدان عیش خالی تا کے بود نکارا</p>	
<p>۶</p>	<p>بندہ حسن چو نوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسین</p>	<p>۶۰۲</p>
<p>جہاں شدہ ام بے تو بے تو شدہ ام حیراں</p>	<p>اے جان بربت دورم دورم زبرت اے جاں</p>	

<p>درماں نکنی دافم، دافم نکنی درماں شاداں نزدِم یکدم، یکدم نزدِم شاداں فرماں نہ کنی دافم، دافم نکنی فرماں بتناں و بدہ بوئے بو سے بدہ و بتناں</p>	<p>دردِ زغمتم دارم، دارم زغمتم دردے بیچارہ من مسکین، مسکین من بیچارہ باتو سخن گویم، گویم سخن با تو جانے زہاں دارم، دارم زہاں جانے</p>
<p>ہردم حسنت گوید، گوید حسنت ہردم ۴</p>	<p>۶۰۳ اے جاں زغمتم مردم، مردم زغمتم اے جاں</p>
<p>وجود تو در جاں نگہ داشتن ہمینست میزاں نگہ داشتن برزنجیر نتواں نگہ داشتن شب قدر نہاں نگہ داشتن خوشم ہم بہ یکاں نگہ داشتن حدیث ایماں نگہ داشتن</p>	<p>خوشست ارچہ نتواں نگہ داشتن بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو دلے را کہ بازلف افتاد میل ترا ختم شد جعد در پیرہن کشیدی اگر تیر خود در دلم اگہ مردم گرنہ حاضر شوی</p>
<p>حسن مے بہ پیمانہ عشق کش ۵</p>	<p>۶۰۴ نہ شتر طست پیمیاں نگہ داشتن</p>
<p>ماہ در سایہ کلاہ مکن روز بر عاشقاں سیاہ مکن دزد را سوئے گنج راہ مکن</p>	<p>سایہ شب حجاب ماہ مکن خط شبگون بر آفتاب مکش زلف را جائے بر سر بریدہ</p>

ننگہ داشت آئینہ نقشت در من آتش زدن گنہ باشد منزلے نو بگر ہر روزے	ہیچ رواندرون گاہ مکن تو بہشتی و شی گناہ مکن آفتابی تو کار ماہ مکن
۶۰۵	بشکستی بظلم عہد حسن ایں دلیری بعہد شاہ مکن
۷	۷
نگہ میدار یا را حق یاراں ہما امید ما در برقع تست دل من یک جہاں غم دار و ازیار توئی کہ عشق آن بہلے میگویت بوقت گریم خندہ تو معافست اینکہ نالم در ہوت	ہجی دوستی دوستداراں برار امید ما امیدواراں دو چنداں از ملا متہائے یاراں چو من مست عقل ہوشیاراں چو خورشیدے کہ خند روزباراں نشايد منع بلبل در بہاراں
۶۰۶	حسن ہر شب حسینی وار گوید کجائی اے قرار بہتاراں
۷	۷
پریش لے یوسف عہدار نہ نیسے برسا چیں تو جانے بمن سوختہ خود زرسد زلف تو برد دل آگاہ نشد مشاطہ تا تو رفتے من بیچارہ بصد فوجہ گری	ما مقیم در تو گشتہ تو در شہر کساں ہوے می پریم آخر چو دگر بوالہوساں شب چو ہم خویش بود و زوچہ عیساں ابن دعا خواستہ ام ہر نفس از تنہنساں

یارب آں یار مرا گرچہ چو یاراں ہرگز
از برائے لب تو خواست نفیر عشاق

ایک سلامی نرساند سلامت بر سال
بہر شیرینی میخیزد شور مگساں

۵

از خساں چشم مزن خیز چہ جائے آنست
جائے در چشم حسن ساز علی الرغم خساں

۶۰۶

کردم جگر از درد تو خوں از تو چہ نہاں
رازے کہ دروں بود مرا دیدہ بروں داد

خوں کز مرثہ افتاد بروں از تو چہ نہاں
اے محرم بیروں و دروں از تو چہ نہاں

خوں را ہمہ دارند نہاں من ز تو دارم
اے ہمنفس من بہمہ کار چو کارم

ایں دامن آلودہ بخوں از تو چہ نہاں
بایک نفس افتاد کنوں از تو چہ نہاں

۷

آں قاعدہ عقل حسن جلد فروشد
آوازہ برآمد بحسنوں از تو چہ نہاں

۶۰۸

زدست آں خط شبگون کہ بر مہ میکشد جاناں
مسلمانی بفسر یادست فریادے مسلماناں

مجنباں اے صبا ز نفس کہ بہت آسایش دہا
مشور آں روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں

خیالش گر بخواد جاں بشیرینی بر افشائے
ترش روی نیاید کرد اندر روئے مہماناں

بر آئم تا بجاں بازی نہم سر بردش امشب

درش گر بوسہ نتواں زد بوسہ پائے دبا ناں
 چہ رختہا کند یارم چو گرد آگہ از کارم
 ولے احوال درویشاں کہ گوید پیش سلطاناں
 پیشانم کہ بے اوزیتم ہم پیش او میرم
 شنیدم تو بہ مقبولست آنجا از پیشیاناں

۷

حسن گر عشق میوزی چنین بردل چہ میلزی
 بیک دل در نمیکنجد غم جان و غم جاناں

۶۰۹

طاقت نماند ما بے روئے یار بودن
 تعلیم گیر اول مانند خار بودن
 گریایت چو مہر در صدر یار بودن
 کاندہ غم عزیزاں تا چند خوار بودن
 از مردی نباشد مردم شکار بودن
 حاصل ازاں چہ دارد ناپائیدار بودن

عمرے گذشت تا کہ در انتظار بودن
 اگر تو بیابغ وصلش خواہی چو گل کشی ہر
 از سوز سینه دم دم دودے بر آتش خوش
 کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند
 اے ترک تیر غمزہ بر ما چہ میکشائی
 در برق میں کہ کہ گہ تیغ افکند ہر دم

۷

خیزاے حسن کہ جاں را در باختن بشقش
 کارست بد نباشد دنبال کار بودن

۶۱۰

جز بردت ایستاد نہ توان
 آنجا نظر فساد نہ توان

دل جز بہ غم تو داد نہ توان
 روئے تو بہشت عارفانست

چیزے کہ خدائے داد نہ تو اس
بے تعبسیہ مراد نہ تو اس
آساں آساں کشادہ نہ تو اس
لُح برُخ تو نہ سادہ نہ تو اس

گفتی غم ما ز دل بروں کن
شطنج وصال تو تو اس برد
ہیہات کہ پیل بند عشقت
تا سہو نیفتدت ببا زی

۵

ہے ہے چو حسن روی میں راہ
بے رہبر اعتقاد نہ تو اس

۶۱۱

زرد عشق تو عاجز طیبیاں
بلا باد بر جان رقیباں
یکے بر پرس حال بے نصیباں
کہ شب دشوار باشد بر غریباں

الاے مونس جان غریباں
رقبیاں گرد تو ہر یک بلائے
چو راجہتا نصیبت آمد امرو
خلاصی بخش دلہارا ازاں لب

۷

حسن را بس خوش افتادست با تو
کہ خوش باشند با گل عندلیباں

۶۱۲

ہر چہ مراد تو بود دست مراد من ہاں
بر صفت پری چہ آزا و میاں شومی نہاں
من چہ گم کہ چوں توئے بر چو منے کشد کماں
کیست ازین نفس مرا با نفس دگر ضماں
و اے بد و چشم جانستاں فتنہ آخر الزماں

خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں
آدمی پری صفت چوں تو نیا فتم دگر
شیر فلک نیاورد طاقت تیر غمزہ ات
تا نفیست در تنم بے تو نفس کجا ز غم
اے بد و لعل چوں شکر زبدہ اولیس بشر

من بخدا کہ از خدا جز تو نمیکنم طلب
روئے نیاز بر زمیں دست دعا بر آسمان



نزد تو آورده حسن قصه عجز و بیکیسی
تو بکمال مرحمت یکس عاجزش مان



سینه بر آورده آید فرو ریخت خوں
ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں
راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں
پیشہ ہمیں داشت تیشہ زن مبتوں
دل شدگان کے روند از دلبر بردوں
ابنما میرسیم نحن بکم للاحقون

عشق ہنقم ہے صبر نذارم کنوں
نائب آہ نیست قصہ غور شید زان
عاشق صادق کیست کو بریاضت رود
بارغم عشق را ہیچو ستوں پایدا
مورچہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ
اے دل لے جاں شاما ہمہ دلبر شوید



نیست عجب گردوست باز سی احسن
ہمت تو ہرست رحمت اور ہمنوں



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بازی ہچیاں
آخر سید افسانہ ام شب را دازی ہچیاں
از جو چشم کافرت گشتم چو خاکے بردت
واں خال ہند و پیکرت در تر کتازی ہچیاں
گرچہ ز ناز بے عدد کردی سجد و بندہ رو
من میکنم از اشک خود رخ را نمازی ہچیاں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش
من در فراقت شمع و ش در جانگدازی ہچیاں

۶۱۵

غم با حسن دساز شد آشوب شب آغاز شد
در ہائے رحمت باز شد و آل عشق بازی ہچیاں

من از نماز خوشست مستم بیاے مست ناز من
دروں دیدہ آ کر دل بروں افتاد راز من
بست می ساخت کارم پیش ازین کنوں نمی سازد
ہم آخر کار خواہد ساخت روزے کار ساز من
چگونہ شکر گویم ایں سعادت را کہ پیوستہ
منم از ہندگان تو تویی بندہ نواز من
در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامت دام
مگر چوں قامت خوبت قبول افتد نماز من
بعثت فتنہ شد شہرے زہے قد بلند تو
رزق لغت تازہ شد عمرے زہے عمر دراز من
سر و کارے کہ من دارم اگر از عاقبت پُرسی
ہمہ محمود خواہد شد چو تو ہستی ایاز من

۶۱۶

حسن ہر صبح میگوید کہ اے روزم بتور روشن
بحق نماز مقبولت شبے بشنو نیاز من

۷

<p>اے زگلزار رخت عالم چین بستہ زلف و زرخداں تو ام جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو عشق ندید بر خلل در اعتقاد ہرچہ بد گفتم تو خط عفو کش قامتت را سر و گفتم برگذر</p>	<p>بندہ رویت ہمہ عالم چو من درچہ افتادم چہ می پرسی رسن جان من نشنیدہ حب الوطن خواب خوش ناید گس پی رہن من مقرر بر خطائے غولش گیسویت را مشک گفتم بر شکن</p>
---	--

۷

کے قبول خاصہ و عام آمدے
 گر نہ نقش حسن تو بودے حسن

۶۱۶

مشکے کہ کشید آں بت بربگ گل نسریں
 ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل بہر ہم دیں
 آں شاہسوار اینک آمد بکنار صف
 بنگر کہ ندیدستی ماہے بمبیان زین
 واللہ کہ چناں شاہے گر رخ بہ بساط آرد
 در صحبت او ہرگز پا کج نہد فرزین
 دانم کہ دعائے من نہ پذیرد و تنگ آید
 خلقتش چو دعا گوید آہستہ کنم آمیں
 یار ازل لب شیریں گر گوید سخن با من
 فرہاد صفت بد ہم جاں زان سخن شیریں

حیف است ازین حالت بامدعیال گفتن
گر مذہب ماداری با مرده گو تلفتیں

۵

گفتی چو حسن شینم در زاویہ درویش
گراز سر ہستیہا بر خاستہ بنشین

۶۱۸

با من نمی سازی دے اے یاد تو دمساز من
امشب کہ ہمارا تو ام چوں صبح بکشتار از من
کہ گہ سرے میبا ختم در کوئے تومی خستم شکستی ساز من
بانا خوش می ساختم بر ہم شکستی ساز من
زابر و کمانے ساختی بر ما خدنگ انداختی
از خویش دورم ساختی اے ترک دور انداز من
در سینہ دارم تب ز تو خلقے پراز یارب ز تو
اے مردم امشب ز تو یاد آیدت فردا ز من

۷

گفت حسن از تست بس ہرگز نہ گفتی کینفس
کاینک گرفتار قفس مرغ سخن پرداز من

۶۱۹

مر عیدست و فصل گل قلع از بادہ خنداں کن
رخ چو ماہ خود بنما و عید ما دو چنداں کن
برویت عشق از اں بازم کہ در کویت سر اندازم

من از تو عید می سازم تو از من بنده قرباں کن
 بہار عالم افروزی یکے خمیہ صبح رازن
 سوار شکر آرائی یکے نوح سوئے میداں کن
 سرت گردم بہ روز عید رسم گوئے می باشد
 سر خود گوئے گردم من تو زلف خویش چو گل کن
 بجنباں لعل میگوں خرد را ہوش یکسو نہ
 بغلطاں چشم ستانہ فلک را دیدہ حیراں کن
 وفا خوب آید از خواں اگر ایں آیت ایں بہ
 بہ بیداد تو ہم شادم اگر آں بایت آں کن



اگر فرما یدت دلبر کہ چون دل در میاں نہ جاں
 حسن تو بندہ فرمانی کمر بر بند و فرماں کن



ندانم تا چه خواہد کرد عشق یار من با من
 دل غمخوار من با غم غم دلدار من با من
 چہ خوش جائیست غم گزست ترک مست من با من
 چہ خوش جائیست غار ارہست یار غار من با من
 مرا و راز و دولت یار و یار غار من عشقش
 آہی یار او با او بدار و یار من با من
 نگہ میدارم از گیسوش یک مولے مسلماناں

وقت مرگ بگذارید این زنا من با من
 بنائے ہر امیدم بازمیں مہوار شد آخر
 چہ کینہ داشت یارب بخت نامہوار من با من
 شکارے افگناں ہر سو کہ خواہی بارگی میراں
 مرا افتادہ بگذار و دل افکار من با من

۷

بخواہم حاجت خوش بچو گفتار حسن از تو
 اگر حجت نخواہی ساختن کردار من با من

۶۲۱

نخوری غم غریبی بطریق غمگساراں
 قدم بصف یاری گذرے بسوئے یاراں
 بوجد گر یمن نکند دعائے باراں
 ز تو بشکند گل دلچسب گل از بہاراں
 چو سراستین مقلس بجائے قرض داراں
 تو درای تا بر آید غرض امیداراں

چہ فادک نیفتد نظرے بسوئے یاراں
 چہ شدت کمی نیاری ز سر بزرگواری
 سوئے زابدان عالم خبرے برید بکس
 بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسیرۂ نو
 صنما بقائے گل میں ز صبا دیدہ دامن
 من و عالمیست چہل من با امید و شش

۵

حسن ارکند گناہے بکرم نہ بخش اورا
 کرم شہاں یہ بخشد گنہ گنہ کاراں

۶۲۲

کوئے بتاں نظارہ کن تجانہ اسلامیاں
 اگر دین دل غارت کند احمد شد زیں میاں

اے آنکہ محکم بہ کعبہ پرستی رامیاں
 خواں فریم میدہند استغفر اللہ زیں سخن

اے دوست من بست تو ام دریاغ فردو محرم
 مرغی کہ جنبد زیں ہوا آتش نند در آشیان
 یک رہ سچے گلزار شو با جامہ نیلو فری
 تا گل بصد جابر درو پیرا ہنہ از پرنیاں

۹

جاناں کجا آب آور و جان حسن با عشق تو
 روباہ مسکیں را چہ تاب از حملہ شیر زیاں

۶۲۳

ساتی سوئے مایکے گذر کن
 حلقم کہ زلف و آب خشکست
 از قفل شیشہ عفل انگیز
 من خود ز غم بہتہاں خرابم
 چوں میدہیم جگر گوں
 اے چشم و چرخ نازنیناں
 از بوسہ لب مرا استفادہ
 عشق آمد و صید کرد دل را
 جاں را ز حیات فوخر کن
 یک جرعہ می بریز و ترک کن
 و این بخت مرا ز خواب بر کن
 جامے بدہ و خراب ترک کن
 نقلم کہ کنی ہم از جگر کن
 یک رہ بہ نیاز ما نظر کن
 و ز خندہ شب مرا سحر کن
 اے عقل تو فکر خود دگر کن

۷

با پنجہ عشق زور نتواں
 تا بہ توان حسن حذر کن

۶۲۴

کنوں کہ باغ ز گل تازہ شد گل از باران
 طراوت لب معشوق برگ غنچہ بہار
 چگویم آں رخ خوئے کردہ را بہ نام ازو
 ہولے بادہ بجنبد در سر باران
 نسیم طسره اور روزگار عطاران
 گل آوار برو چیدہ قطرہ باران

چو دورم از شکر او بروزه مشغولم کجائی لے کہ در زابداں ہی پُرسی توئی چو سر و زاسیب فتنہا آزا	وگر نہ شیعہ من نیست کار بیکاراں بیاد آشتی کن ز نو بخت اراں بمرحمت نظر کے کن باں گرفتاراں
--	--

۷

حسن ز طاق دو ابروت قبل میسازد
مگر قبول شود طاعت گنہ گاراں

۶۲۵

نوش بے در رسید ہوش برفت از حسن روئے چو گلبرگ او تر بگللاب عرق بر گل تر کاشتن سبز و مردم فریب مرغ بگل عاشقت با بگلستان او قاعدہ اتحاد لازمہ عاشقی است پیر بن ہستیم از تن من بر کشید	شکر خداوند را اذہب غنا الحزن بوئے گلایش بیرون در سر من ز من اگر دمہ آویختہ طسره توبہ شکن کعبہ ما کوئے او کعبہ مرغان چین تا کہ بد و حاضر نمایم از خوشی تن یوسف من بانست من چکنم پیرین
---	---

۷

ایں چہ حدیث است باز کو توبروں میفتد
تبیغ بلا بر سر لب کشائے حسن

۶۲۶

پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن لے شدہ دل از لب میگو نیست بوئے ازاں بادہ بفتاق بخش بے رخ تو تازہ نگردد جہاں	لب بلبم بر نہ و جاں تازہ کن شب قدحی دادہ آں تازہ کن عمر کہن گشتہ شاں تازہ کن پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن
---	--

از تو دم خستہ خار بلست بر ورق حسن خود از خط و خال	بر گل تر خط اماں تازہ کن جحت نوساز و نشان تازہ کن
--	--



اے حسن اندیشہ اغیار رفت
باز سر عشق فلان تازہ کن



رسم عاشق چیت جاں در عشق جانان با ختن
ہم بیک داؤ نختیں کفر و ایساں با ختن
بر بساط عشق بازی قائمست این تعبہ
از بتاں دل بردن از اصحاب دل جاں با ختن
این دل گردیدہ رسوا چہ بازم در رہش
پاکباز اند و انجا قلب نتواں با ختن
ذہ را گفتم کہ رقصت این کہ پیدا کردہ
گفت عشق آفتاب انگاہ پنہاں با ختن
نقد جاں در ششدر عشقش بنہ عیار وار
این چنیں نزدی نمی شاید ہر ساں با ختن
گیسوئے او بردم منضو بہا آورد کج
حاقبت او برد با چندیں پریشاں با ختن
کعبتین چشم غلطانی و باز ہیادی
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں با ختن

۶۲۹

اے حسن باز اے از زلف و زرخندان بتاں
پیر گشتی خوب ناید گوئے و چو گاں ہاستن

کار عاشق نیست بے معشوق چندین زیتن
بے لب جاں پرور او مرد نست این زیتن
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل ' بے
جز دریں مذہب نشاید بے دل و دیں زیتن
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بعشق
تا قیامت بعد از اں بر نام شیریں زیتن
من بروئے تو ہمی بنیم جہاں از من مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں میں زیتن
ہر زماں از شرم می میرم چسگویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است این بے یار چندین زیتن
گر بیانی مے خور و سیج از غم ما غم مخور
عاشقان را عادت است اے دوست غمگین برستن

۶۳۰

مرگ مسکیں واردہ یارب حسن را پیش دست
چوں کرامت کردیش پیوستہ مسکیں زیتن

دل خوں شد و شد چشم تراں دلبر بہا ہچناں
عہد وفا کمتر شدہ عشوہ گریہا ہچناں

ساحریدی در دلبری احمد شد دیدمت
 آن ساحرینها برقرار آن دلبرینها همچنان
 از شهریان دلبا بری لشکر کشی خونها خوری
 در شهر زینساں بنیمت در لشکرینها همچنان
 هر بار می پوشد دلم از صبر بر خود پرده
 و آن چشم شوخت میکند پرده درینها همچنان
 تا سر بریدی زلف را موئے نه سنجیدی ز ما
 ز نار بریدی و لے آن کافرینها همچنان
 گر غمزه خوریز تو در خون جاغم شد چه شد
 هست آن لب جان بخش لاجاں پرورینها همچنان

۸

اگر از قف آه حسن هر هفت دریا خشک شد
 در چشمه چشمش نگر در وے تریبها همچنان

۶۳۱

بجاں افتاد کارین دریناروزگارین
 دریغ میخورم هر دم دریناروزگارین
 نه آنم شده آنم شد دریناروزگارین
 کنی پرسد کرا گویم دریناروزگارین
 چه روزست این که پیش آمد دریناروزگارین
 چه شد آن زندگانی ما دریناروزگارین

ز من برگشت یارین دریناروزگارین
 زهر در ماں که من کردم جوئے کمتر نشد در دم
 نه دل در غم قرینم شد نه دلبر من نشینم شد
 بته بود دست دلجویم کنول در حسرت یوم
 بجائے نوش نش آید بلا بر جان پیش آمد
 کجافت آن جوانینها نمانداں کامرانی ما

بترس از گل کن خارست این نے بگذر خارست

چہ ناخوش روزگارست این دینار و زگار

۶۳۲

غمی که سینه می‌رید دل از جان دست می‌شود
حسن هر روز می‌گوید درینار و زگار من

۵

بے لعل لبست پر شد چشم ز در مکنون
ا بروئے تو خوش نقشه و آں خال آن بالا
قانون طبیبانست غم خوردن بیمار
اے لیلی اگر محمل را نی بسوئے کعبه
اے مردمک دیده آخر نظرے مکنون
نوں شد مگر ابرویت و آں خال قطبر نوں
من جان بدیم پیشت گر گذری قانون
اصحاب حرم منی دیوانه تر از مجنوں

۶۳۳

مردم چو حسن آرم از دیده و دل پیشت
اشکے چو عقیق منخ انظمے چو در مکنون

۵

اے سرو سمن بومیں روئے چو بهارستان
چوں رفت بباغ اندر شد باغ از جنت
هر جا که گله باشد از شرم فرویزد
در سوئے شکار آید خورشید ز رشک او
بے چهره گلرنگش عالم همه خارستان
چو راند سوئے خانه شد خانه نگارستان
آں شوخ چو بنماید روئے چو بهارستان
چوں فیه نهان گردد در گردن شکارستان

۶۳۴

کم لاف حسن چندیں از جامه زبد خود
جام لب میگوشت بے نوش چه کارست

۴

سرویت قامت تو ز باغ که خارست
آرے لطافتی که تو داری که راست است

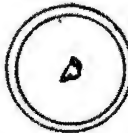
ہم سہلت پریشاں ہم نگر کس تو مرست رویت کہ ہست مصحفی از آیت جمال با دل حدیث عشق تو میگفت دل گفت معلوم شد جرات ظاہر ہر آنچہ بود شب بودہ ام بخون جگر آشنا کنان	اے عالم خراب نہادہ چہاست این برخیرہ خط ہمیشگی انجا خطاست این ایں درد را دو مطلب لا دو است این خون کز دو دیدہ میر و دم از یکاست این ناگہ خیالت آمدو گفت آشناست این
--	---



دلبر بچشم دل زمیاں رفت صبر کن
از ہیچ کس منال حسن کو خداست این



اے کہ از شرم رخت روئے نہفتہ پریاں مشتری کی طرفے دارد از افلاک تو ماہ لشکر غمزہ تو دیں مرا غارت کرد شب ہمیشہ غم عشق تو ندیست	برودہ لعل لب تو آب ہمہ جوہریاں میشوی طالع وز ہر طرفے شتریاں چہ کخم غارتیانند ہمہ لشکریاں ذکر خوبی تو افسانہ شاہ پریاں
--	--



حسن از جملہ جہاں روئے بدیں درد دارد
لاف ازین دہتوانند زدن ہر دریان



آں جان ہمہ عالم واں میر ہمہ میراں دل مست بدام او بربستہ بدام او عشقم ز کجا افتاد تا کرد دم پرخوں ایں کو دک نورستہ چوں سرور وں یاز	بگرفت جہان دل بر رسم جہانگیراں بیکشہر غلام او بر رسم ہمہ میراں ایں فتنہ ز چشم بود اے خانہ او دیراں از کوسے کہ می آید تو بے شکن پیراں
--	---

۶۳۷

بایندہ حسن گرچہ پیوستن او خیر است
پیوستہ مسلم باد از آفت شریراں

۷

ساقیا جائے بیاور پیش من
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازین
اے مسلماناں کند قرباں مرا
میل او بر مال و بخلست دین
تالیش ہر بار میریزد نمک
سورہ خواہم کہ خوانم در نماز
دور کن این عقل دُور اندیش من
عشق پیوند منست و خویش من
زخم تیر ترک کافر کیش من
چوں شود حال دل درویش من
کے فراہم خواہد آمد ریش من
صورتش ناخواندہ آید پیش من

۶۳۸

اے حسن چشمش اشارت میکند
نوش میخوای منال از نیش من

۷

اگر یابم از تو کیے نامہ من
بیاد دہان چو انگشت ریت
ہم از ہر آں ہر بیر دل کشم
کجائی تو بے باد آراستہ
نظارہ کند چرخ ہنگام شب
سرے دارم از بہر تیغ تو نہاں
نہد سر بر خط آں خامہ من
دہم بوسہ بر ہر آں نامہ من
لکینہا از این ہر دو بادامہ من
کہ بے تو چو گل میدم جامہ من
چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من
ندارم سر خاصہ و عامہ من

۶۳۹

حسن دار روزے رسم عاقبت
بکام خود از یار خود کامہ من

۷

<p>اے مدعی کم دیاں آخرچہ کلاست ایں بیار بدم گفتی بسیار بنیاد گفت من بر قدم فقرم سرمایہ فخر است ایں چوں دور نیست اینک ریزم معنیہا براوج شریا میں تکبیر گدرویشاں پُر شد ز گل نظم هم مشرق هم مغرب</p>	<p>لاف از دم خاصاں تن شمع عیست ایں تو نیک نیشی و نشامہ تماست ایں تو در طلب سببی اندیشہ خامست ایں بتاں قلعہ درکش یا بر توجہ است ایں اے سخت نثری ز فتنہ بنگر چہ تقاست ایں تو بونے نمی یابی آخرچہ ز کامست ایں</p>
---	---



نامم کہ حسن باشد از عالم غیب آمد
 ہم نامورے چوں من اند کہ چہ نامست ایں



نہ در اندازہ شہرست منہ در حد زباں
 ایں قد رست کہ دیو از شدند آدمیاں
 روح چوں بند کم پیش لبش بستہ میاں
 کار سودا است گہ سود بود گاہ زباں

ایں سعادت کہ بگدیش از دور عیاں
 آدمی بود پری بود ندانم کہ چہ بود
 عقل چوں در شدہ در خدمت او طعہ بگوش
 گفتہم اورا کہ ز سواست زیاں دیدم گفت



زباں آمد از آسیب غمش جان حسن
 گوئی کہ بوسہ بدہ مردہ خود را ز دہاں



یا جنبش آں سرو من بجئے منت ایں
 من سچ ندانم ز کلامین چہ منت ایں
 اے دعیان قصہ آں پیر منت ایں

بوئے دل من بر دینم منت ایں
 سرویت کہ چوں در دل عاشق مخوام
 چشم ہمہ پر نور شد از گرد قبایش

زین پیش بیک غمزہ بختست جانے اے عقل چه شکر کشی از توبہ و تقوی دی بیک غزے در و فرا در نظرش بود	اے دل سپر افکن کہ جان تیغ زنت این بگریز این ترک کہ شکر شکست این میگفت بیاران طریح حسن است این
--	---



جاں را چو شکر از لب جاناں نتوان داد
فریاد بدانند کہ چه شیریں نخست این



جاناں ظلم خراب نہادی چه باشد این روزے ہزار بار دل از دست عشق تو گفتم کہ دل بندہ بدگفت دشمنان شہرے ز پند من بصلاح آمدند باز	از خط و عہد دور فدا دی چه باشد این فریاد کرد و داد ندادی چه باشد این دل بستی و زبان بخشادی چه باشد این تو ہم ہاں طریق فساد دی چه باشد این
---	--



ہر خطہ سینہ حسن از ناوک مرہ
خستی و مرہی نہادی چه باشد این



زہے محراب شرع و قبلہ دین تو بر تخت نبوت شاہ بودی ترا آں روز شد بنیاد این کا خدایت شکرے دادہ ز قرآن الا اے مردم چشم دو عالم	نبوت راز تو امکان تسکین برس قصہ نشہ بود و نہ فزین کہ آدم بود بین الماء و الطلین پس آنکہ قلب آں شکرچہ یاسین ایکے در حال ما بیچارگان ہیں
--	--

دعا اے حسن در دین و دنیا

۶۴۴

بآسین تو مقرون باد آسین

۵

گل تو میرسد نے شکل سروخانہ خیزست این
 چہ جائے گل کہ بوئے آں بہار مشک نیزست این
 نگارم آفتاب حسن رویش قبلہ گاہ جاں
 طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیزست این
 چو خوبان عرب محل نشیں آمد بیا مطرب
 بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت تجیزست این
 مرا غمزه زناں میگفت تا کے لاف این تقویٰ
 ترا سچوں نمازست آں و مارا تیغ نیزست این

۶۴۵

حسن در وصف عشق پانہفشردند سربازاں
 تو خواہی در پناہ تو بہ بگریزی گریزست این

۹

ردیف (و)

جاں بصد جاں کمتر مولائے تو
 اے سمرت گردم کہ گشت از رائے تو
 دلو خوں بالاست از جزلے تو
 ترک فرماں گفت از طغرائے تو

اے بہ خلوت گاہ جاںہا جائے تو
 راے سرگردانی من داشتی
 تا کہ بستی تو چشم آفتاب
 تا خط آوردی تو سلطان خرد

آسماں چول بندہ در خدمت دوست
بر رکابت بوسہ خواہم زد و چو بخت
دستبوس ارنیست دستوریم وہ
مدتے شد تاسہ نو گشتہ

سما کشاید بندے از یکتائے تو
دست آں نند کہ بوسم پائے تو
سما گس میرا غم از حلوائے تو
اے جہانے چوں حسن شیلے تو

۶۳۶

این غزل آرایش ہر نرم رست
راست چوں رہے جہاں آرائے تو

۵

آہ کہ سینہ سوز شد آہ من از فراق تو
رائے بکشتہ زدی روئے پیچ از آنکہ من
یہ کہ بیکدم کشتی ز آنکہ من اندریں میاں
ابروئے بخت اے صنم طاق فدا دہ لاجرم

خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو
روئے برائے تو کم کار با تفراق تو
شمع بلا شمع کے سوختہ فراق تو
دل ہمہ داد صبر را داد بخت طاق تو

۶۳۷

مرحسں شکستہ را نامہ روزگار میں
روز گذشتہ و شبہ ماندہ ہم دفاق تو

۶

گل خواہم از جہان و منے چوں گلایے تو
اشب ہدیدہ و دلم ارمیہاں شوی
روزے بہ بینم آں شب اندوہ خویش را
خواہم کہ در خرابے من سرد روں کئی
گفتی جواب خوش دہمت نہ تو خود بیا

در درّ ناب ریختہ یا قوت ناب تو
تا وقت صبح ما و شراب و کباب تو
صبحے دمیدہ و مے چوں آفتاب تو
من باشم و ولے کہ تو کردی خراب تو
دانی کہ فرقہا ست میان جواب تو

۶	گفت حسن خوشست که گویاش کرده در وصف و مدح کرم مالک رقاب تو	۶۳۸
رنجبتی سیم و زر ریخته در پائے سرو صبر روده ز باد قامت زیبائے سرو کرده ز گل خرمنی رست ببالائے سرو دیدہ مکروست باز جز تماشا ئے سرو تا که نه بیند فلک سایه بالائے سرو	خلعت نوروز میں راست ببالائے سرو شوز فگندہ مرغ خندہ شیرین گل سرو قدال جا بجا دیدن سرو آمدہ نرگس سرست تو تا کہ در آمدن خواب ابر منظر کنایا بر سر باغ آمدہ	
۷	یک گرہے بر کشا از سر زلف دو تا کار حسن راست کن چوں قد یکتائے سرو	۶۳۹
نوروز ما بس است گل افشان روئے تو چشمے کشادہ داشتہ حیران بروئے تو مرغی که خو گرفت بہستان روئے تو پروانہ ششمار ز دیوان روئے تو ما پاک مذہبیم و سلمان روئے تو مائیم چند روزے همان روئے تو	امروز ماہ باغ و گلستان و روئے تو دی چوں بیاض فتم نرگس ستادہ بود پرواز کے کند بہوائے بہشت بیش خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او خلفے ز زلف کافرت ارگم کنند راہ روتازہ دارائے گل دلہا کہ ہچو مرغ	
۸	جاناں نوائے خوش ز حسن خواہ زانکہ او خوش بلبلست بر گل خندان روئے تو	۶۵۰

دو وصل تو کہ مر امید بند جاں ہر دو
تو کیسو اں بیاں بستہ وز پریشانی
ہلال و قوس قزح با چناں بلندیہا
اگر قلم نہ دہانت صفت کند ہر دم
مرا کہ چشم چو چشمہ شد است گرائی
غرض تویی ز جہاں ہر دو ورنہ خود و نشہ

و لے وجانے دارم قداے شاں ہر دو
نکر دہ کم سر مئے ازاں میاں ہر دو
چو ابرویت نکشید ندیک کماں ہر دو
بزخم تیغ فرو برش زباں ہر دو
نثار سر و روانت کفر رواں ہر دو
بیک پیشینے ارزوم جہاں ہر دو

۶۵۱

بہائے بوسہ بہنخواہ از حسن دل جاں
بیا کہ او بتو بخشید رائیگاں ہر دو

۷

بانگ نوائے عشق را پر دہ کجا و ساز کو
پس سر اعتقاد تو در دم ایاز کو
رقص و سماع شوق را صوفی خرقہ باز کو
کت ہمہ صفہ صفا پست قناد را ز کو
ساز صلاحیت نندیں سوز جگر گداز کو
مائدہ خود تمام شد چاشنی نیاز کو

اے دل اگر تو عاشقی ناہ جاں گداز کو
گردم عشق میزنی چوں سپر سبک تنگیں
حرقہ ہستے کہ ہست از سر سرخی کشی
دوش من خراب را راز بباد داد دل
نقش سجود بر زمین نقد دعا در آستین
اے بہا طرازی کاسہ کجا پریم شدہ

۶۵۲

ہست طراز نیستی زیب قبائے معرفت
اے حسن ارتوایں قبا یا فتنہ طراز کو

۵

چشم مستش کہ دے گوشہ نشین دارم از
خوش کمانیت کہ پیوستہ کیں دارم از تو

تغیر برداشت اگر خون دلم خوابد رخت یار بد ہر کہ بامہب کس نمی ورزد حاصل ہر دو جہاں در سر و کارش کردم	گور و اواں باش کہ مقصود ہمیں دارم ازو با کہ گویم من دست خستہ کیں دارم ازو آخر الامر نہ دنیا و نہ دیں دارم ازو
--	---



اے حسن تاشدہ ام بندہ آں خاتمِ صل
ملکتِ رویے زمین زیرِ نگیں دارم ازو



بیا در مان در دمن کہ در ماندست جاں بے تو
نذارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو
تو تا چوں ا نواز چشم مشتاقاں شدی غائب
نمی خواہم کہ بینم ہمیش سوئے آسماں بے تو
اگر چہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماند یکزماں بے تو
مرا بے تو مغیلاں در سر و خار و خشک دریا
نکو تر یا معاذا اللہ بہار و بوستاں بے تو
بہستان و باغ میفرستی من نمی خواہم
توئی بستان باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو
سخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من و اللہ
عذاب جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسن را ہر زماں گوئی چہ برستی زباں بے من

۶۵۴

۹

تو گل ابلبل آں بہتر کہ نکشاید زباں بے تو

زہے شرمندہ گلبرگ ترا تو
بنہ لب بر لب جام و مرادہ
چو سروے رستہ اندر دل ما
نہ خوبے چوں تو خیزد و ریمہ شہر
اگرچہ غایبی از روئے ظاہر
مرا ہر شب بیا و روئے خوبت
مرا کشتی و این بد کردن امر تو
ہمہ در روئے تو حیراں با مانند

حلاوت و ام کردہ شکر از تو
اک ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو
کہ یارو کو خورد جز من براد تو
نہ چاہی بکتر بجز بملہ لشکر از تو
بیاطن نیست کس حاضر تر از تو
گل و لالہ دم در بستر از تو
چہ نیکو میرود لے دلبر از تو
کہ خواہد داد روز محشر از تو

۶۵۵

۷

حسن کہ سر نہد در پات گروئے
نہ سر دارد در بچ و نہ زرا از تو

قد تو سرے عجب دیدم مہ تاباں برو
آنچہ رخسارست تو آوازہ است با آن خوش
گر قدر روزے خضر را بر لب شیرین شیم
دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف دان
زلت جاں آویز چشم دلتاں بنامین
گفت مشاطہ روم رویش بیا ریم چومہ

روئے تو ماہ و غور شید فلک لرزاں برو
یا گل سوریست رستہ جا بجایاں برو
وہ کہ تا چوں تلخ گرد و چشمہ حیواں برو
کا پنجاں کو میرود عاشق شمل تنہاں برو
تا تن خاک کی بریں خوبی نشانجاں برو
چوں حریر سادہ بہت از مشکے فرماں برو

<div>۷</div>	لب ہی خاید ہمہ روز از فراق او حسن تا چه حد دارد آہی بخت بد و ندان برو	<div>۶۵۶</div>
مصروف باد عین کمال از کمال تو سیارہ را سپند کند بر جال تو ریحاں توئی و عالم خاکی سفال تو عیدے دگر کنیم زہر یک ہلال تو جائے کہ بہت فتنہ روئے تو خال تو دورخ فراق تست بہ شتم وصال تو	قال مبارکت نظر بر جال تو ہر صبح دم بر آتش خورشید آسمان جانان توئی و جان جہانے فضل تست گر بنگریم ابرویت لے ماہ یک شبے مردم چگونہ سر کشد از خط عاشقی بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت	
<div>۸</div>	مسکین حسن خیالے ماندست در غمت زاری کمال ہمیشہ بنزد خیال تو	<div>۶۵۷</div>
دیدہ شود گر شبے آں رخ بچو ماہ تو سا با بد مباد کج گوشہ آں کلاہ تو تا بد عابدل شود کینہ داد خواہ تو اے من یک جہان چمن خاک شکار گاہ تو از تو گر بزر کردہ ام و آمدہ در پناہ تو من کم جاں گرفتہ ام بہر مزید جاہ تو تا بد عابدل شود دعوی داد خواہ تو	میکشتم ای دو دیدہ را سر ز گرد راہ تو اے ز ازل قدر ترا چست قبائے نیکی در عرصات ہمچنین روئے کشادہ اندر آ تو کہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است بندہ خویش را چہ نام گر زیر پا نہی گر ہلاک عاشقان کار تو پیش میرد در عرصات ہمچنین روئے کشادہ اندر آ	

۶۵۸

ہر گنہے کہ میکنی عذر کہ میکنہ طلب
اے ہمہ طاعت حسن گرد سر گناہ تو

۵

لعل دلار اعم نگر آرم گاہ جاں درو
حوریت دصورت قمر انجم از وزیر و زبر
در ظلمت زلفش مرو رو گرد لعل ناب او
زلف و خطم دم کشش این چنین گشتش
کفر سر گیش میں سرمایہ ایماں درو
روحیت در ظاہر بشر و جانیاں حیراں درو
ایک سبزہ میں خضر و شصتہ حیواں درو
پچشم از ہمہ خوریز تر از غمرہ ترکستاں درو

۶۵۹

خود کیت بیچارہ حسن تا خون او یزد کسے
یکشت خاکست او بے از یاد حان جاں درو

۷

اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو
اے دیدہ مردمی کن جهان من شو آب
تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت
اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن
چہ پاک اگر زمانہ جاں از تنم برآرد
برخیز تا کہ ہر دو رقصہ کنیم یک جا
ویرانہ غریباں گلزار و گلشن از تو
بر چشم من قدم نہ اے خانہ روشن از تو
قمریت بودے من طوقے بگردن از تو
بسیار شکر گفتم بادوست دشمن از تو
حقا ذخیرہ دارم صد جاں میں تن از تو
من مستم و مستی تو از مے و من از تو

۶۶۰

جان حسن مرغیاں زیر اکہ ہستی لے جا
تو پاک دامن ازوے او چاک دامن از تو

۷

گر غم قسمت کنی غم باش گو
در بلائے دادہ ہم باش گو

عقدہ عشق تو محکم باش گو آں دل خونخوار خرم باش گو ہر کر ادل نیست بغیم باش گو ورزبانے نیست یکدم باش گو جوئے خضر و باغ آدم باش گو	عقدہ عقلم گرفت از انتظام گردل غمخوار کردی غرق غول از غمت ہر زخم کاہد بردست روئے تو دیدن چو صبح آرزوست بے لب رخسار تو راحت کجاست
--	---

۴	مہرہ ہراز از حسن بر میچینی برنجیں این مہرہ در ہم باثر گو	۶۶۱
---	---	-----

در دست چرخ خانہ بہائے سراگو اسیم گرو سلاح گرو چارپاگو صفہ گرو رواق گرو بارجاگو قزعاں گرو تفسار گرو آسیاگو شادی گرو ملیح گرو زیرکاگو حجت گرو قبلا گرو ماجراگو	مائیم یک قبائشہ آں یک قباگو اکنوں کہ وقت لشکری آید چہاں رویم گر میہاں بیاید جائے نشست کو شرمندہ مانم از پے ترتیب نان شاں کس نیست تاکہ کوزہ آبے دہد مرا یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نہاد
---	---

۵	حالم ز بے نوائی اکنوں چناں شدہ بر خلق می نہم چو حسن خویش راگو	۶۶۲
---	--	-----

ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او می نگنجد ہچو گل در پوست او	دل بدو دادیم چوں دلجوست او چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد
---	---

دل ز زلف او شکایت میکند ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر	مقبر نبود پریشاں گوست او عالمے بدگویش نیکو گوست او
--	---

۹

گر کسے را بہت در عالم کسے
مرحسں را ہر دو عالم اوست او

۶۶۳

اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو حاصل عالم چہ پسی عشق را برکش علم در مقامات رخسار چو آئینہ یک روی باش زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را ظاہر اندر جامہ زہدی و باطن سوئے جام جاں شیریں در رہ جان بدہ فرادوا پنجہ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار در رہ دلبرمنہ بر خویش و بر بیگانہ دل	دام ہستی بر درو مرغ بلار داندہ شو دہ بدہقانان رہا کن شمع ویرانہ شو در صفات گیسوانش صد جان چشمانہ شو اے خرومند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو مرداں پیاں نئی دنبال این پیمانہ شو گرفسانہ میشوی باے چناں افسانہ شو خواہ شیر کعبہ خواہی سگ تجانہ شو خویش کن از خود جدا و ز خویش ہم گانہ شو
---	---

۹

کار مردانست بر روئے نیکو عاشق شدن
اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو

۶۶۴

قوت جاں در لعل خنداں دارد او در ہمہ عالم نظر کردم بسے انچہ یوسف داشت در حسن و جمال	آب حیواں در زرخشاں دارد او آن ندارد ہر کسے کاں دارد او بیش زان اکنوں دو چنداں دارد او
--	---

<p>دل بسختی پہنچو سنداں دارد او عاشقاں را باغ و بستاں دارد او بے رخ خود، سپیچو زنداں دارد او وہ چه شیریں دردنداں دارد او گوئیابہر چه پنہاں دارد او</p>	<p>سینہ سیمین ترمش را مبیں از رخ چوں لاله وز تہ چو سرو عرصہ روئے زمیں در چشم من زیر دج بعل و یا قوت لبش گرد روز رخ شب زلفین خویش</p>
--	--



گر حسن از غم بنالد آشکار
درد پنہاں در دل و جاں دارد او



<p>یک دلی دارم در و صد گونه تاب روئے تو جلہ مجلس در گلست و در گلاب روئے تو چند روزے عایت بود از خطاب روئے تو میسر و از آفتاب و آفتاب روئے تو قبلہ من تو دعایم مستجاب روئے تو دہ اجانت تا براند از من نقاب روئے تو</p>	<p>اے منور گشتہ روئے آفتاب روئے تو روئے خنداں غمئے آلودہ چمنی پوشی از آنکہ راحت جاں گر لقب کرد نگل را در بہا مہ چو رویت کے بود زان روئے کو سپور رو بسوئے قبلہ باشد ہر کس را در دعا حسن یوسف را سخن سازان صفہا کردہ</p>
---	--

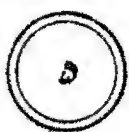


روئے بکشا از آنکہ اکنون حسن را از فتق
وعدہ کردند باوئے فتح باب روئے تو



<p>دیوانہ و درپائے او بند گران زلف تو من بندہ شوریدگان اول از ان زلف تو</p>	<p>دارم دے دیوانہ در ہم بیان زلف تو اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چوں حال من</p>
---	---

گفتی کہ حال خود بگو این حرف گفتن کے تو چوں محدہ دیدار شد زلفے بشوخی برشاں والفجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم گرچین زلف کافرت زو بر خراسان دلم	قصہ درازست اے صنم چپستان زلف تو بر کنگرہ کے رسم ہے ریمان زلف تو والیل گر خوانم دوشب یام نشان زلف تو آباد باد آتا ابد ہندوستان زلف تو
--	---



کلک حسن رازاں بود و دے عطر او رواں
کو مشک بند دبارم از کاروان زلف تو



باز فدا در سرم غفلت ہو اے تو دیدہ تار می کنم در قدمت قبول کن دل طلبیدہ زمین پیش کش تو می کنم سرچہ بود کہ تا از تو بسر رضا شوی	سوختہ غم تو ام ساختہ بلائے تو تحفہ نام نہ لے ما خود بود سہرائے تو وز ہمہ رے مگر کشی نہ کشم ز رے تو ہر دو جہاں فدا کنم ز پے یک ضائعے تو
--	---



زار شد از غمت حسن لے مر آفتاب رخ
گر ہمہ ذرہ شود کم بکند ہو اے تو



ردیف (۵)

اے غمت آشنائے دیرینہ عمر مایار چند روزہ ماست گر شبے از درم در آئی شام	با تو مارا ہو اے دیرینہ عشق تو آشنائے دیرینہ اے تو شادی فزائے دیرینہ
---	--

<p>دید ہا ماجرا سائے دیرینہ منہم آں مبتلا سائے دیرینہ کے گزاریں جا سائے دیرینہ</p>	<p>من و سروریزم اندہ نو نو گر زیارت دیم می پری سرا آستان حضرت دست</p>	
<p>۷</p>	<p>تو جہاں ہمیں کئی حسن ہمچناں بروفا سائے دیرینہ</p>	<p>۶۶۹</p>
<p>لاف محبت چہ زنی چوں نہ سنگ دلی قابل افسوں نہ چوں تو ازیں دائرہ بیروں نہ رو کہ چناں چاکہ موزوں نہ یا تو چہ گویم کہ تو مجسوں نہ تا نکشی مار و سریدوں نہ</p>	<p>مرد نہ تا ہم دل خوں نہ یا تو چہ ضایع کف افسوں عشق طعن مزین نقطہ تقلید را مد عینے گفت بلی بہ طعز لیلی ازیں حرف بخندید گفت خشم فروغ ہر عالم تراست</p>	
<p>۷</p>	<p>اے حسن احوال تو دیگر شد دست انچہ کہ اول بدی اکنون نہ</p>	<p>۶۷۰</p>
<p>آتش غم در رواں عاشقاں افگند داما عاشقاں را اندر کھاں افگند کشتگاں عشق را در ہر کھاں افگند کایں چہ فریادست کاںد حیم جاں افگند</p>	<p>شورش ز اہل شیریں درجاں افگند یوسفی یا ماہ گردوں یا فرشتہ یا صنم خون دلہا ریختی چنداں کہ بیند حیم من ماہ رویا ناہائے زار من بین و بگو</p>	

جیف باشد زان چنان روی بجز مهر وفا	گر چه تو جور و جفا اندر میاں افکنده
من بمیدان غم تو پہلو انی کرده ام	زین جهت گویم که شا پہلو اں افکنده

۷

در ددل دارد حسن از لعل غودرمانشده
تا بگویند که سایه بر فلان افکنده

۶۶۱

اے بہ خوبی در جہاں افسانہ ہر چہ در کاشانہ خلعت جو چشم از خوں جگر در آشتا ست من تہی کردم دل از پیاں زند گردل دیوانہ بردی جاں مبر یک ششم بر وصل خود پروانہ دہ	خود تو گنجی و جہاں ویرانہ نزد تو نقشے است بر کاشانہ با تو میگویم نہ با برگانہ کیست کو پیرمہ دید پیانہ گفتہ اند از خانہ دیوانہ گو بسوزان شمع تو پروانہ
--	--

۶

قابل سنگ حرم نامد حسن
کاش خستہ بودے از بتجانہ

۶۶۲

خہ کہ از ماہ خوبتر شدہ راز من ہمچو روز پیدا شد آئینہ در نظر مقابل دار دوش دیدم بہ دگر بارہ خوبی و ناز کبیت چہ توان گفت	سمن اندام و سیمبر شدہ آچو خورشید پردہ در شدہ گر چہ منظور ہر نظر شدہ مہ ہانست و تو دگر شدہ ز انچہ گویند خوبتر شدہ
--	--

<p>۷</p>	<p>چند گوئی رحیم دل شده ام بر حسن رحم کن اگر شده</p>	<p>۶۶۳</p>
<p>وز بندہائے شیریں ہم تنگ تو نکر نہ گل در شب نختیں می باشد و درگز ور سر و سر بلندست ہم با تو سر بسر نہ در باغ ہم باز آمد آں نظر نہ چون شمع میگذازم همسایه را خبر نہ آنکہ ز آشنایان کس را بجا گذر نہ</p>	<p>اے از در لطافت ہم سنگ تو گہر نہ ہرگز نبود بستہ چوں غنچہ دہانت شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود چوں دید در تو ز گس چشمش باز حیرا ہر شام تا سحر کہ در سایہ دوزلفت پیش آ کہ از دو چشم صد جوئے غل روا</p>	<p>۶۶۴</p>
<p>۷</p>	<p>زلشک حسن حسن را لب رسید طوفان اے دستگیر عاشق دستے بکیر در نہ</p>	<p>۶۶۵</p>
<p>لوویت آتش ز لعل انگبختہ اے لب تو آب کوثر ریختہ خانہ خانہ از رخت بگریختہ ہر سحر از روئے خود گسیختہ آہواں بانافہا آمیختہ ماند جان من بدال آویختہ</p>	<p>اے زلعل آب حیواں ریختہ از قد تو شاخ طوبی بشکند شاہ انجم بر بساط آسماں آسماں عقد ستارہ در ہوا خاک در گاہ ترا از روئے عطر زلف جاں آویز تو دیدم شبے</p>	<p>۶۶۵</p>
<p>۶</p>	<p>گفت لغت حسن تو بندہ حسن بس دقیقت آں و نیکو بختہ</p>	<p>۶۶۵</p>

عمرم خدائے روءے تو اے مہ چگونہ
 بے تو چوماہ داشتہ تمام کا ہشے تمام
 امشب اگر ہے نہ تمنائی رخ چو صبح
 مہ نیم جام شکل بدیں گا و پشت راند
 کفنم دلا بچاہ ز نغداں او مرو

عمر سیت تا ندیدہ امت وہ چگونہ
 بے من تو اے تمام تراز مہ چگونہ
 چوں صبح از افق دمدا آنکہ چگونہ
 مایم و یک صراحی و خرگہ چگونہ
 اے پا بگل بانہ دراں چہ چگونہ

۶۷۶

رہ میروی دل حسن خستہ می بری
 اے بروہ صد ہزار دل از رہ چگونہ

۶

اے درمہ روم درے یک روئے چو رویت
 یوسف شدہ در خوبی بل خوبتر از یوسف
 تنہا نہ منم دل را بر بستہ ہوئے تو
 شوریدگی عالم از خوئے تو شدنے نے
 تو چشمہ خورشیدی من ذرہ خورشیدیت

کوئے تو چو فردوست فردون کویت نہ
 از دیدن ادسیری و ز دیدن رویت نہ
 کو آنکہ بہر موئے دل بستہ ہویت نہ
 از بے نمکی پخت است از تلخی خویت نہ
 ہر سو کہ روی چشم مشنوکہ بویت نہ

۶۷۷

بگذار حسن دعویٰ کہ عالم معنی من
 رنگیت نمی بینم چہ رنگ کہ بویت نہ

۷

شاید از یار کشد پردہ ہراں روئے چوماہ
 گر بہ داور برم اورا کہ دلم را بردست
 آب حیوان نتانم بدل خاک رہش

چہ توان کرد دراں روئے بدیں دیدہ نگاہ
 نبود راست تراز قامت او ہیچ گواہ
 نور یوسف کہ بدل کرد بت ایکی چاہ

توبہ فرما دیم از عشق مبادا کہ کفر ہر یکے از ورقے عشق فرو خواند و نشد چہ توان کرد اگر رخت بمنزل نرسید	نیست در مذہب عاشق تیر از توبہ گناہ بحقیقت کے از سر حقیقت آگاہ خضر را نیز دریں باد یہ گم گردد راہ
--	--



حسن از سر طلبند از تو بشکرانہ بدہ
طالب سر شدہ "ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ"



آہ یارا کہ ز درد دلم آگاہ نہ ہمچو گل محرم ستاں شبانگہ می باش تخت شاہیت کہ بریل نہد فرزند رخش تسلیم تو دصف صفای لنگہ سیر سیارہ چہ پُرسِی ز نیم شب و روز منم و باد یہ حیرت و مگر اہی چند	آہ من می شنوی محرم ایں آہ نہ اگر چو گل منوس مرغان سحر گاہ نہ رخ دریں عرصہ نہ بید و این شاہ نہ مرد میدان تو گلت علی اللہ نہ کہ تو در احسن تقویم کم از ماہ نہ تو عشاں باز کش اے خواجہ کہ گمراہ نہ
---	--



گفتیم اے حسن ایں خرقہ چہ کردی تو کہ بود
وہ زدودے کہ بروں میدہم آگاہ نہ



چو بنوائی رخ گلنار گو نہ ہمیشہ چشم تو مست است جانا بدفع چشم بد گرد لب لعل شفا حاصل نشد درد دلم را	گل اندر حال گرد و خار گو نہ ولے درد لبری عیار گو نہ یکے خطے بخش ز نگار گو نہ اگر زان ز گس بیمار گو نہ
--	--

اگر تو سوائے ترکستان نگر دی خود در صدر دیواں خانہ عشق کجا بودی کہ ثرولید است زلفت چہ عمر است اینکہ بے تو میگز ارم	اگر دآید بت فرخار گونہ ہمی باشد ولے بیکار گونہ لبت ہم اندکے افکار گونہ نفس پیودن بیکار گونہ
--	--

۹

حسن ہموارہ در وصف قدت
ازاں گوید سخن ہموار گونہ

۶۸۰

نہے بہ آمدت بخت مر جبار کردہ غنائے جوں شب گیسوئے خود کشیدہ تبارک اللہ تآں چہوئے آنچہ خطست ستارہ خط را خواندہ و ثنا گفتہ بگرد تو ز ریدہ بتان چاکبک حصی بسان سرمہ سیر کردہ روز بر خواباں ہزار خوب بچشم در آمد و بگذشت چہ گویت کہ چہ نغز آمدی صبح صفت	بنفشہ زیر کمرہ سرو در قبا کردہ ولیک صبح صفت عاقبت صفا کردہ گلے و سبزہ از رحمت خدا کردہ فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ ختائیاں بدوانیدہ و خطا کردہ دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ ناکردہ تو نور چشم منی در دودیدہ جا کردہ بیک نفس ہمہ در دمر دوا کردہ
---	---

۷

حسن بگردت گشتہ بر طین طواف
تو کعبہ دار ہمہ حاجتش روا کردہ

۶۸۱

ساقی مے لعل فام در دہ	منشیں و علی الدوام در دہ
-----------------------	--------------------------

من ہم گفتم مدام در ده	مے را بحرب مدام گویند
ما سوخته ایم حنّام در ده	گر خنجه نصیب پخته گال است
چهل سجه نماند جام در ده	مپند مرا چنین تہی دست
ما را قدح تمام در ده	بر عزم صلاح ناتماں
امروز صلائے عام در ده	فرذا تو و دوستان خاست

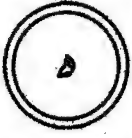


گرد دست گرفتہ حسن را
آں دشمن ننگ نام در ده



اے غیرت حورو پری وے حیرت خورشید نہ
مہ بیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ
گرد و لت از ماشد چہ شد با بخت باقی باش تو
گر چہ رگم شد چہ شد بر عرصہ قایم بادشہ
جان پریشاں خاطر اں در زلف تو آسودہ بس
زلفت عجب شوزیدہ شوریدہ حالل را پینہ
شبکہ خیالت این طرف یکبار گشتے گرد و من
وہ بار گشتم بر سرش پا داش یک نیکبیت وہ
ساقی تو کان عیش را علی سدی بالعل و در
مہ را چگویم چو کہ تو طالع شوی با بدر مہ
ساقی بمیگوں لب بے بروی خمار مردماں

اے چشم و جاں رام دمک تختے ازین سوکن نگہ



یک جرعہ پرده بشو جلد گناہان حسن
از توجہ آید جز کرم وز ماچہ آید جز گنہ



مرا ز دگر جمع یک خط افزوں ده
مرا جگر مدہ آل بادہ جگر گوں ده
بیار و سجد و سجاده را بحسبوں ده
ہمارا شیریلی بدست مجنوں ده

بیا عزیز من از شیشہ بادہ بیروں ده
کباب شد جگر م بے مے جگر گونہ
ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعہ
عنایتے مکن اے میرکارواں یک روز



حسن لطائف ضعی بہاں نشاید داشت
جواہرے کہ درون دست بیروں ده



بلبلان عشق را سرمست و شیدا کردہ
من کیچے زراں پارسیانم کہ رسوا کردہ
تو عجب ترکی کہ چندیں شہرینما کردہ
وہ کہ دریک وعدہ چنداموز فرما کردہ
ما بجل کریم بارے ہرچہ با ما کردہ
من ندانم تاچہ دعوی آشکارا کردہ

سبزہ ترک گل سیراب پیدا کردہ
اے بعدت پارسیا ہمارسوائی بدل
ترک بسیار آمدست از ہرینما ای طرف
می نیندیشی کہ فردایت ہر اموز را
ہرچہ می خواہی مکن باچوں توئے خصمی کرا
از لب از غمخہ ہم جان بخشی ہم جاستاں



اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز
خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ



<p>اے سروِ خراماں و گل تازہ دمیدہ صبح آیت زیبائی و افنون لطافت در آب حیات آتشِ غیرت زودہ حقا ہر لحظہ دلم را ہدفِ ساختہ چشمت از گونے تو باید صفت دوستی آموخت ابر کرم لطف تو بارانست بر رحمت</p>	<p>ز گس گل سرے چو تو در خواب ندیدہ ہر روز بخواندست و بروئے تو دیدہ بادے کہ ز خاک سر کوئے تو دیدہ صد تیر درو شامزدہ کیے را نکشیدہ سردادہ و ہم پیش رکاب تو دیدہ اے بر ہمہ باریدہ و بر ما نچکیدہ</p>
--	---



گرچہ ز سیدت حسن را ز تو بوائے
بادات ہم ہیوہ مقصود رسید



<p>اے صبا گردے کہ زان خوں ریز ما آورده آشنا با میکدم در خون چشم از انتظار تیر شوقش در دل من می نشانی بے خطا نیست اندر شہر ما امروز آتوبے دگر آں دہستانی نماز عالمے بر ہم نہاد اے سلیمان پری رویاں کیے آخر ہمیں</p>	<p>چشمِ خل افشان مارا تو تیا آورده ہاں بدہ گز نامہ زان آشنا آورده ایں نشانیہا کراں ترک خست آورده جز ہاں شورے کہ زان شیریں قبا آورده اے معلم بت مسجد از کجا آورده سوے مورے کش زمستی زیر پا آورده</p>
--	---



آز چشمِ شوخ یک غمزہ بزمی بر حسن
زخم دیگر بردل آں مستلا آورده



<p>اے غم عشق تو راہ جاں زودہ</p>	<p>چشم مست زخم بر لیاں زودہ</p>
----------------------------------	---------------------------------

تیغِ را زہ بر ضعیفاں آشکار
شعنہٴ عشقت چہ خواہد از دلم
آں دہاں شکرینت غنچہ وار
بارخِ خوئے کردہ برام آمدی
زلفت آورده ز فتنہٴ لشکرے

وز قترہ تیرے دگر پہاں زدہ
خیمہٴ اندر دہ ویراں زدہ
خند ہا بر پستہٴ خنداں زدہ
چوں گلِ نوحاستہٴ باراں زدہ
گنہ بچین و گنہ ہندستاں زدہ

(۶۸۸)

پائے بند زلفت تست اینک حسن
دست در سودائے بے پایاں زدہ

(۷)

جان خود جائے تو کر دیم ارچہ خود آنجائے
ما تر ایم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ بہت
ترک من خونریزیت پہاں نمی ما عجب
گفتی از تنہائی تو ہیچ غم نبود مرا
عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق شکنند
تو ز شوخی شیر گیر و ما ز جام عشق مست

ما دے بے تو بودہ گر چہ تو با مانے
اے عفا شد پس کرائی تو اگر مارا نے
زخم تو پیدا تو در ہیچ جا پیدا نے
ہر چہ سخاوی ہمگیونی بگو تنہا نے
ملک خوبی خوش ہمیراں تو دیں غوغا نے
ہاں حریفایں خرابی چند ہستی یا نے

(۶۸۹)

جاں فروشند و غم جاناں ستانند اہل دل
رخت گرد آراے حسن تو مرداں سودا نے

(۶)

اے طبیبِ آخر ز من تا کے نہ پسی آہ آہ
میکشم بار غم عشق تو بردل کوہ کوہ

در زندانِ غمت را پرستے کن گاہ گاہ
خرمن صبرم ببا دنیستی شد کاہ کاہ

در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں ہلال پیل بند عشق تو بر عرصہ دل استوار ورد جاں سوزم بدرماں بہ نگرددائے حکیم	میشود باریک نیں غم میگزیر ز دماہ ماہ شاہ رخ بنالہ مات است از غنائے شاہ شاہ داروئے درد دل ریش از لب دل خواہ خواہ
---	---



از سہرستی حسن چاہ ز نخلانش گرفت
دست بگرفتش کہ لے دیوانہ سستی چاہ چاہ



رسید آتش عشق در مازدہ
بداں حرف کونین را لازدہ
زدہ ناوک وبے محابازدہ
رہ دین و دل ہر دو یک جازدہ
ولے خویش بر قلب تنہازدہ
یکے ہرزہ گردیست صفر ازدہ

بت مست خوئے کردہ گرامزدہ
یکے لام الف بستہ عیار وار
زنوک مژہ بردل عاشقان
کمیں کردہ آں خال بندئے او
ز گیسو برانگیختہ لشکرے
بخونی او کے رسد آفتاب



حسن را چو زلف سیاہش نگر
ہمیشہ پریشان و سودا زدہ



ردیف (ی)

قم علی الساق ایھا الساقی
گرچہ خود آفتاب آفتاقی

مست دوشینہ بادۂ باقی
یکدم از دور ماہ مجلس شو

دل بیک داؤ بردہ احسنت قول خود راست کے توانی کرد پار بستی بقول خود میثاق قصہ جاں میکنی و خوشنودم	ہیچو ابروئے جنت خود طاقی کہ زپردہ دراں عشاقی تا خود اسال ہرچہ میثاقی کہ تو مقصود جان مشتاقی
--	--

۷

بحسن دہ بوجہ احسن وام
یما کند جمیع غصہ در باقی

۶۹۲

زبے خط نہادہ بر قمر پائے من از رشک رخ تو داغ بردل تن از بہر رکابت خستہ کردم اگر یک پائے بر چشمہ بالے سخن می بشکنی تا وقت گفتن ز عشق آنکہ بر خط نہم سر	ز خط عہد خود بیروں مہر پائے گل اندر جیب دارم خار پائے مگر بوسے تو انم داد بر پائے بالم چشم دیگر بردگر پائے ز تنگی دہانت شد شکر پائے قلم کردار میازم ز سر پائے
--	--

۷

اگر جورت حسن را دیر تر گشت
تو از دور فلک ہم دیر تر پائے

۶۹۳

دلا با آں لب دلبر چہ بازی بیازی دین تو برد آں دغا باز حذر کن اے تنک دل زان دل سخت	ترا صفاست باشکر چہ بازی حریف خود نہ بینی ہر چہ بازی کلائے را بآہنگر چہ بازی
---	---

چه زود عشق می بازی بدای چشم چه کردی گرد آں مرگان و غمره چه بهره می نمی در ششدر عشق	ترا باست عذراست هر چه بازی چنین باتیرو باخبر چه بازی که او بدست مطلق هر چه بازی
--	---

۶

حسن اول چو دل برداشت دلبر
کنون داو پس با سر چه بازی

۶۹۳

زاں آب حیات اثر چه داری
از غایب ما خبر چه داری
بخش من از آن نظر چه داری
اے من سگ تو در چه داری
زین عسمر فزای تر چه داری

اے باد ز گل خبر چه داری
گر شسته چو گرد باد گشتم
بر عارضش از نظر فداست
گفتی همه داغ خواهدت دوست
دشنام لبش فزوده عمرم

۷

هر صبح حسن همی نواز
کای باد ز گل خبر چه داری

۶۹۵

سرخیل بستان روزگاری
مه پیش نشست از عاری
اے سرور رواں چه شهساری
امسال کیے از آن هنراری
افسوس بود بهر نشکاری

روئے که صفت کنند داری
تا گو کبه تو مه رواں شد
گل پیش تو کستریں پیاد
پارار چه کیے بدی ز خوبی
بر بنده کماں کش که تیرت

اے چشم تو ترک غمزہ باتیر ہم ترکی وہم سلاح داری

۶

اے زندہ دلے حسن بیادت
یک بوسہ بخشش یاد گاری

۶۹۶

اے رشک ہمہ بتان چینی
مہ می تا بد ز آسماں روئے
ناز تو عظیم دلنواز است
اے چوں تو کیے نیافریدہ
در پرده چہ ماندہ چو غنچه
مہ جہہ مشتری جبینی
زاں روئے کہ تو مہ زمینی
الحق کہ عظیم ناز مینی
در خورد ہر سزار آفرینی
مخرام کہ سر در استینی

۷

با بندہ حسن دے راحاں
بنشیں کہ حریف و ہمنشینی

۶۹۷

ماہیم دولے و آرزوئے
بے مایہ تراز سبوئے بے آب
خلقیقت بخت جوئے آں ماہ
او موئے زموئے فرق کردہ
وصل ار نیموشی دست ناید
اے باد ببریپاے آنجا
در ماندہ عشق ماہ روئے
آبے نچشیدہ از سبوئے
از ہر مژگہ کشاہ جوئے
مادر غم موئے اوچو موئے
زیر پس من و عشق دباے ہوئے
از بستہ بند آرزوئے

کے یوسف روزگار آخسر

۷	دریاب دل حسن ہوئے	۶۹۸
<p>جاں مست جہاں خراب ہوئے ایک جرعہ ازاں شراب ہوئے روح القدس خطاب ہوئے از تفت دلم کباب ہوئے اگر در جگر من آب ہوئے باری شب ماہتاب ہوئے</p>	<p>گر چوں لب تو شراب ہوئے لے کاش چار جوئے فردوس چل جاں دہنت نہاں ست ورنہ اگر سینہ نہ تر بدے ز اشکم کشتہ شدے آتش دلم نیز گیرم کہ ہم جہاں شب آمد</p>	
۷	<p>کرد از تو سوا الہا حسن دوش یالیت کیے جواب ہوئے</p>	۶۹۹
<p>بر لبے دستے بسالم یا لبے نزد روز روئے تو لیلیٰ شبے از تو روشن تر نہا بد کو کبے کز لبث شورسیت در ہر کتبے ہر کرا جانے بود در قبالے ورنہ بجشایم خدنگ یاربے</p>	<p>آرزو دارم کہ روزے یا شبے بالب شیریں تو شکر شریک گریزمیں را آسماں سازد خدا اے دبستانی کہ بود استاد تو عاقبت دم از ہوائے تو زند دست عشق تو دہان من بہ بست</p>	
۵	<p>صد طریق است اہل معنی را وے از حسن وصف تو خواہند اغلبے</p>	۷۰۰

از ماچہ دیدہ کہ جنیں زود میروی	ارا بکشتہ خود گل آلود میروی
از ماغیاں بتافتہ در تاب میثوی	آتش بجان مازده چوں دود میروی
ایں جان دیر مانده ز مازود میرود	زین غم کہ دیر میرسی و زود میروی
ایںجانی نشینی از بہر خاطر م	ہر جا کہ میل خاطر تو بود میروی

4

از بہر یک نسیم تو صد جاں دہن
گر تو بدیں معاملہ خوشنود میروی

601

دل ندیم اگر چہ دستانی	الحق کہ تو حق آل ندانی
کو از دل تست نیم ذرہ	یک ذرہ دراو نہ مہربانی
بے مہر عظیم دیدمت پار	امسال شنیدہ ام ہمانی
از بہر چہ غویت این جنس است	آخر تو بروئے ہم چنانی
گفتی چو زباں کخم بکامت	یا تربیتے بد آں زبانی
با آنکہ بے نامد عہدت	یارب کہ بعہد با بمانی
گفتی سخن روانت بادست	دشنام بدہ بدیں روانی
بیچارہ حسن سگ دست	چہ چارہ کہ از درش برانی

6

گر طوق شکار در غدش نیست
داغیش بنہ پیاسبانی

602

دل تو زنده است مگر جان توئی	منت جاں حیت کہ جاناں توئی
-----------------------------	---------------------------

دولت شہر است کہ سلطان تویی
 وانچہ برون صفت آں تویی
 چیت مگر چشمہ حیواں تویی
 ہم سبب راحت ایشان تویی
 حکم تو کن صاحب فرماں تویی

باتو چہ را شاد نباشد ولم
 آنچہ صفت میسکنم از حد برون
 این ہمہ تاریکی گیسوئے تو
 گر بعباد اندز تو عاشقتاں
 ماہمہ در خوف و رجا مانده ایم



جان و سہر تو کہ وجود حسن
 صورت عشق است در و جان تویی



حریفان خود را فراموش کردی
 سخنہائے بیگانہ در گوش کردی
 ولے بادہ جائے در گوش کردی
 دگر بار این دیگ در جوش کردی
 مگر سر و مارا در آغوش کردی
 مر بارے از ہوش بیہوش کردی

بگلزار رفتی و مے نوش کردی
 ہمہ آشنائی نہادی بگوشتہ
 کلمہ دادی و نقل الوان نعمت
 تفت دل برون میدہ از دہانم
 گل افشاں ہی آئی اے بادخوشبو
 نمیدانمت نافہ یا چیت باتو



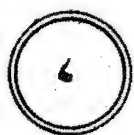
نکوشد کہ بیہوش کردی حسن را
 ازیں گفت و گو با فراموش کردی



عشاق ز سر گیرند آئین سر اندازی
 گر تو بری آنجا از بیخ بر اندازی

از رنوی دلاویزت گر پردہ بر اندازی
 طوبی کہ بہ ہر شاخے از قد تو میل افد

باز آ کہ دریں میدان کس نیست حریف تو لے در تن سکیںاں از تیغ تو جانے نو جاں را ہدفے کردہ نزدیک تو می آیم لے چشم و چراغ جاں ناز تو چہ کم گردد	شمشیر زدن از تو از ما سپہ اندازی افتد کہ بر یک شتہ زخمے دگر اندازی آنا وک مژگاں را نزدیک تر اندازی اگر جانب بد روزاں روزے نظر اندازی
---	---



کت گفت کہ شہرے را بد ہی بکرم دستے
چوں وقت حسن آید از پاش در اندازی



درستم را ستم یک رائے ویکرے عروس دہرتا در جلوہ آمد کہ خواہد آں عروس بیوفا را کیے چوں بگذرد دیگر در آید ہمہ بوسع خود کم می توان یافت نہ در ہر روئے مہنی رنگ یوسف	کجی در من نہ مہنی یکسر موئے دلہ ہرگز نظر نداشت ہر سوئے کہ ہر روزے کہ نوشد تو کند شوئے بآبد شد عمارت یافت این کوئے طبائع را تفاوت ہاست در خوئے نہ در ہر پیراں دریابی آں بوئے
---	--



نباشد حاسداں را با حسن خوش
بتابد ز نگہار از آئینہ روئے



لے کہ لاف از عالم من میزنی دین دل دادی بد نیا لے عزیز روزبان خویش تن را سربہر	ترک عالم کن گرای فن میزنی دوستاں را کفش دشمن میزنی بے زبانان را چہ گردن میزنی
---	---

عربہ با چرخ داری لعجب	کوہ را سنگ فلاخن میزنی
۴۰۶	اے بعضی صدھے بچوں حسن چوں یعنی میری تن میزنی
دلا خواہم کہ یک ساعت توصف یار ما گوئی مرا باریت مدد لے امیر بار بیچ افتد چو نامش بشنوم غمہا بشاویہا بدل کرد ہمہ دشنام گوئی اگر سلامی گویت جاناب	ولے چوں حد حسن ندانی از کجا گوئی کہ احوال گدائے چند نزد بادشا گوئی بشارت نامہ عشق بہت نام یار ما گوئی من از تو خود نیاز از من ندانم تا چہا گوئی
۴۰۸	ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنج حسن اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی
بیائے تازہ سرو جو بباری بیک نظارہ رویت ہم زد ہمہ پیش تو سرگرداں چو گویم چرا خست آں دامن قبایت خیال روئے تو دانگہ دل من	کہ نوشد با تو شرط دوستداری ہمہ ہنگامہ پرہیزگاری بزیں چوگاں کہ تو چابک سواری سرشک ماست یاغن شکاری دریں کلہنجہ آں عماری
۴۰۹	حسن یار تو شد تو یار او شو کہ یاراں ایں چنین کردندیاری

اے برخ شمع بتاں چشمِ حیا دل توئی
عالمِ باطن تو داری میلِ ظاہر حکمِ نیست
گر بکنجِ خانہ شفیقم نورِ آں خانہ ز تست
در سوادِ زلف تو آنشکالِ بینم موبوئے
پرسم از ہر سارباں کتِ چیت در محلِ بگو

روز من از تست روشن اخترِ مقبل توئی
در زباں بادگیراں مشغولم و در دل توئی
و سفر پیش آیدم ہمراہ و ہم منزل توئی
من نمیدانم معمارانِ آں مشکل توئی
پرسم از محلِ وے مقصودم از محلِ توئی

۴۱۰

اے حسنِ جاں بر فتاں بصورتِ مقبول یا
باتو ز اں گویم کہ ایں احوالِ قابلِ توئی

۴

من کہ باشم تمامِ اشرفِ ہمرازی دہی
نزد عشقت پاک میبازم وے رسمِ از آنکہ
چشمت از خنجرِ گذاری عالمِ راخونِ بخت
بندہ خود را میکشد پیشِ زمانے خوش
طرہ را از خالِ کیون کہ نیکو ناید آنک
تجھنا میبازم از نقدِ سخن در وصفِ تو

کاش کز پابوسی خوشم سرفرازی دہی
کعبتینِ چشمِ غلطانی مرا بازی دہی
غمرہ را دیگر چیغِ غفلِ ناوک اندازی دہی
وہ چہ خوش باشد اگر تیغِ باغِ غازی دہی
دزد را با آں چاں طرارِ آبنازی دہی
تا من درویش را ملکِ سخن سازی دہی

۴۱۱

گر بنوشی دُر دے از نخانہ در دے حسن
داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی

۴

اے عشق ترا بردلِ من منت جانی
ایں دیدہ ماسوئے تو دایم نگراں بود

جاں را تو بخشم کہ تو جاں بخش جہانی
اے رفتہ و گدازشتہ بر ما فکراںی

باید کہ یکے شرط کنی با من ازین دو از درد غمت بر جگر سوخته و اذیت پر ویز نصیب از لب شیرین چو شکر برد این درد چنانست که گفتن نتوانم	یا خود برسی یا دل مارا برسانی اے پیغمبر از درد تو ای دلخچہ دانی مارا شکرے بخش کہ شیرین تر ازانی در نیز بگویم تو شفتن نتوانی
--	--

۹

تا چند حسن عشق شراب و غم شاد
باز آ کہ ز پیراں نہ پسندد جوانی

۶۱۲

سر در خرابی من بیچاره در کنی
روزے بود کہ جانب ماہم گذر کنی
ناز و عتاب عریضہ روز و گزر کنی
ایں وعدہ را امید وفاست گر کنی
اگر ای طرف بگوشتہ چشمے نظر کنی
ہم عاقبت بر رفتن من دیدہ تر کنی
اگر این طرف بگوشتہ چشمے نظر کنی

افتد کہ سوئے گوشہ نشیناں گذر کنی
اے رفتن خوش توبہ از چشمہ حیات
امروز آشتی کنی و جہر و حرمت
گفتی بلاغ خاص مکرّم کنم ترا
قصہ ہی ستانی و ماہم بایں خوشیم
دی گفتیم بخون تو شمشیر تر کنم
گوشے بدر و دل نکنی ہم خوشیم ما

۶

چوں برد تو جہاں دہد از دوستی حسن
باید کہ دوستان دگر را خبر کنی

۶۱۳

مہ برفلک آں تاب ندارد کہ تو داری
سرواں ہمہ اسباب ندارد کہ تو داری

دُر در صدف آں آب ندارد کہ تو داری
با خال خوش خط ترا فروں تری ماہ

چشم تو یک غمزہ جہاں بست و زکس
عالم تو نیک است تو بختائے کہ سلطان
نوروز بفضل گل و در صد ورق و

ایں دولت در خواب ندارد کہ تو داری
ایں گوہر نایاب ندارد کہ تو داری
یک فصل ازین باب ندارد کہ تو داری

۶۱۳

بوسے بحسن دہ کہ شود مست بآں لطف
کیس لطف مے ناب ندارد کہ تو داری

۵

جگرم بے تو کہا بست تو ہم میدانی
دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو
بامید تو کنم صبر و بس کن چہ کنم
ہم از ان تشنہ نوازی کہ بہت کرد شبے

دل دیوانہ خرابست تو ہم میدانی
باغ بے دوست عذابست تو ہم میدانی
عمر در عین شتابست تو ہم میدانی
جان من در شکر آبست تو ہم میدانی

۶۱۵

از حسن این چہ سواست کہ مقصود تو
این سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی

۵

بخون دیدہ می غلظم چو مست
چرا چوں تو بتے در پردہ باشد
اگر سرت چنین زبانی خواست
شکست قلب مسکیناں گرازست

چرا ندی دیں غرقاب رستے
مگر از ننگ چوں من بُت پرتے
جہاں از فتنہا امین نشستے
مراقبت اندر ہر شکستے

۶۱۶

اگر خون حسن را ریخت چہشت
چہ میرنجی خطائے کرد مستے

۶

گلے یاسرو یا بدر منیری برے ناخوردہ از نخل جوانی دل و دیں خدمتی تست پذیر ز گور کشته ات می آید آواز یکے در بہت ذرہ نگہ کن اسیرت خواہم این دل را و ہرگز	بہر تو چہ کہ گویم بے نظیری دریں حسرت بسر بردیم پیری سرے شکرانہ گر ہم می پذیری کہ یارب قاتل مارا نگیری ہوئے کیستش با آن فقیری خلاص او خواہم ز اں اسیری
---	--

حسن عمر تو از فوتازہ گردد اگر در پائے سہ رویان بمیری	۷
---	---

زہے روئے خوبت بہار خوشی تو سرے زبالا رواں کردہ خوش رخت خوشتر از روئے گل دبہا ترا گرد لب سبزہ زارے خوش مرادوش با تو شبے بود خوش لبت پرے و چشم ہا پر خار	غم تو مرا غمگسار خوشی من از دیدہ ہم جو بہار خوشی خط تو برو نو بہار خوشی مرا از قرۃ لالہ زار خوشی نہ شب بود لب روزگار خوشی شراب خوشی یا خمار خوشی
---	---

غزل خوب خواہی حسن را بخوان کہ یادت دہد روزگار خوشی	۸
---	---

اے کہ سرتا بقدم جاں کسے	جاں کشم پیش تو جانان کسے
-------------------------	--------------------------

چند دشنام چو زہرم بدی
زلف چوں چترسیہ بازکشائے
خانہ چشم زدم آب ولے
خال تو دل ستد و باز نداد
نیست در عہد لب کافر تو
خوانی از طنز مرا کافر دل
داغ کردی چو دلم صد جا بیش

اے ہوسہ شکرستان کسے
اے بدیں قاعدہ سلطان کسے
تو کجا آئی مہمان کسے
نیست این طفل بفرمان کسے
ناخل یافتہ ایمان کسے
چہ تو اں گفت سلمان کسے
بیش ازین داغ مکن جان کسے

۴۱۹

صد سخن دان چہ حسن عاشق تست
اے تو معشوق سخن دان کسے

۴

بگردان نگار شراب خوشی
کہ مار از زلفت شبے خرم است
من از ناز مستانہ تو خراب
لبت خواہم آخر زبانی بدہ
چو خوش بود و شینہ مطرب کشد
وے ساہا شد کہ این نخت من

باشنگاں دروہ آب خوشی
ز روئے خوشت ماہتاب خوشی
تو مست خوشی من خراب خوشی
سوالے خوشی را جواب خوشی
سرود ترے و رہا یہ خوشی
بخفت است نادیدہ غلب خوشی

۴۲۰

حسن کار بختست ناخوش مشو
خمش باش و در کش شراب خوشی

۴

یک زمان گلشت گرد بنانب صحرا کنی شہرے اندر عشق خودے شوخ رسوا کردہ ایک در عالم بحسن خمیش لیلا گشتہ خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک فتنہ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ	صد ہزاراں زاہداں را بیدل شنید کنی بس کہ آخر چند کس را ہیچ من سوا کنی چند چوں مجنوں مرا گشتہ ہر جا کنی بو کہ یکدم آیں تن مارا بخاک پاک کنی وہ کہ تاکے خلق را بے دین دل چوں پاک کنی یا ہی خواہی کہ باز از سر مرا سوا کنی
---	---

۶

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تاکے حدیث آں رخ زریبا کنی

۶۲۱

حاصل از اں اخترت حاصل نیک اختر
بے لب چوں شکر آب نداد تری
زلف ز لب دوردار دیوزا گشتری
ز آنکہ خوئے میشود ز اں برخ مشتری
اے کہ بدو لعل تر زاب خضر خوشتری

اے رخ چوں زہرات رشاک رخ مشتری
بے رخ چوں زہرات ماہ ندارد کمال
نوش لب وقت بوس زلف چہ آری لب
خوئے زہرت باز شد بند قبا باز کُن
خیز بدو رخ یکے آتش موسیٰ نمائے

۷

شوبہ حسن ختم کُن خاتم گویاے خود
ز آنکہ برو میشود ختم سخن گشتری

۷۲۲

صد اندہ ست یک اندہ گزار بایستے
یک آرزوے فلاں در کفار بایستے

مرا بروز ختم امروز یار بایستے
گزار برد گورم در آرزوے فلاں

مرا خود آہ درونہ ببرد از سر وقت
طیب چونکہ مرا شربتہ دہد گویم
منم غریب ز شہر و تونی غریب زمن
من از غم دل و دل در ہلے یاربخت

دیں چنیں سر وقت آہ یار بایستے
کہ چاکشی ز لب آن نگار بایستے
ہولے غبت ما سازگار بایستے
عجب ازیں دو کیے برقرار بایستے

۷۲۳

حسن تو در صفت عشق استوار کردی پائے
دلیک پایے سمر استوار بایستے

۷

باد آمد و از سر من آورد سلا مے
آباد ہراں باد کہ چنداں بد میداو
لے ہد ہد نامہ بر عشاق اگر صبح
خدمت برسانی و بجز تو کہ رساند
کے باد برد نامہ و ہد ہد خبر آرد
آہ ایں چہ ہوا و ہوس ست آہ کہ نبود

از دوست سوئے دوست رسانید پیامے
کاں سر و ہد آورد کیے سر بسلا مے
افتد سوئے آن کبک خرامند خرامے
در بار کہ شاہ زمین ہوس غلامے
ایں بستہ صحرائی و آن رستہ دامے
نا بختہ تر از ہچو من سوختہ خامے

۷۲۴

بر خیز حسن گام طلب در رہ حق نہ
کالحق نہ سی جز کہ ازیں گام بکامے

۷

چشم شوخ تو کہ در عین دغا اندازی
من باندہ بخطر خانہ مات و تو بہنوز
با تو من دایم شطرنج و فاقوا ہم باخت

ہمرہ بر چید ازیں سوختہ بازی بازی
دست در ہمرہ بد ہمری خودی بازی
گرچہ تو خود بجنالعب دگر آغازی

<p>اگر دو رخ را تو دریں حصہ بہ پیش اندازی با چون مغلس بے مایہ تو کمتر سازی این چہ منسوبہ فتنہ است کہ می پردازی</p>	<p>ببری از شہ انجم گرو حسن تمام کردم امید ز دل طرح چو میدانم آنکہ زلف کج میشکنی چون روش فرزیں باز</p>
--	---



دست بردے بنمایم دو جہاں را چون
 بحر یفی خودم یک نفس را بنوازی



مہ من چہ باشد اگر گہے سوے دو تاں گذرے کنی
 برادران نفس زنی بہ نیاز مانظرے کنی
 شب من نگر کہ چہ تیرہ شد متو تعم بعنایت
 کہ نقاب بر فگنی ز رخ شب تیرہ را سحرے کنی
 چو بہ پیش تیغ تو سر نہم غلطست گر پے کشتنم
 ز خطایہ سپہ کشی ز صف قرہ حشرے کنی
 بجاروم ز صف غمت کہ درید قلب مرا ہمہ
 تو توانی از سر زلف خود کہ نشانہ را طفرے کنی
 دل خستہ را بنایت با امید آنکہ مگر گہے
 ز رخ و ز لب مددے دہی ہم از ان دو گلشکرے کنی
 چہ غمت ازین مضمم اگر بعیا دقم قدمے نہی
 چہ خوشست بر لحدم اگر بزیا رتم گزرے کنی

حسن از طریق رضائے تو در گئے نکر وہ بجائے تو

۶۲۶

نسر دکنوں بوفائے تو کہ بجائے او در گے کنی

۶

بو سے بدہ از شکر چہ پرسی
بردار نقاب از رخ خوب
گفتی کہ چہ حال شد دلت را
سوز دل خویش با تو گفتم
نختہ سخنان بندہ را باش
رو باز کن از سر چہ پرسی
اوصاف بہشت بر چہ پرسی
دل سوختہ شد در چہ پرسی
بریاں شدن جگر چہ پرسی
چندیں زدرو گھر چہ پرسی

۶۲۷

جانان خبر حسن زمن پرسی
از قاصد بے خبر چہ پرسی

۷

بیاسانی کہ قوت جاں تو داری
قدح میداں و مے رنگیں کینتے
سراز چو گان زلفت ہر کہ بتافت
دلم جان تو از چشم تو دارد
چو مے دادی بگو نعتل از کہ غلام
نمک را عاشقان آں نام کردند
بالماس اندروں مرجاں تو داری
بعیاری چنین میداں تو داری
سرش را گوئے کن چو گان تو داری
مے چوں چشمہ حیواں تو داری
شکر در پستہ خنداں تو داری
بمجد اللہ کہ امروز آں تو داری

۶۲۸

حسن دور سخن بر یاد شہ نوش
کہ آں معنی دریں دوراں تو داری

۹

دلا آں در مزن تاد نسانی
یکے شمع برافروز آں جہانی
مراد من بمن کے میر سانی
تو ناز ناز نیناں رچہ دانی
ازوتیغ وز عاشق جاں فشانی
سبک بارے بر آسود از گزانی
کہ نیکو مرد آں بد زندگانی
ولے بر طور تیغ لن ترانی

در جاناں زدن کاریت جانی
چو میدانی شب آمد ایں جہاں را
مراد از شمع نور عشق دارم
گرایں رہ میسروی ہشیار میر
نثار افشاں تیغ یار جانست
بجاناں داد عاشق جان خود و ش
بشہر امروز آوازہ چنانست
بہ ہوسنی گوکہ بہر کوہ تیغ است



بہ تیغ عشق شوکشتہ حسن وار
اگر خواہی بہتائے جاودانی



سر رشته عشق است میلانے کہ تو داری
کابش برد آب دہانے کہ تو داری
بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری
صفہا شکند تیر و کمانے کہ تو داری
جوشن چہ کند پیش سانے کہ تو داری
بارے ہم ازاں سرور وانے کہ تو داری

سر چشمہ نوش است دہانے کہ تو داری
کوثر بحضورت بخشاید دہن لاف
گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم
بشکرت صف عقل مرا غمزدہ و ابروت
از نوک مرہ چاک زدی جوشن صبرم
گرفتہ بعالم فلکند قامت خواباں



گفتی حسن آشفته خوابان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری



چو دل را رفت می بینم بارے
ز خواں یک نظر و چہ ز کاشت
چہ بینم ایں جہاں بیوفا را
چو خرما گہ گہے خارے بازن
دیں رہ کار کار بخودانست
چو جام پارسائی خورد بشکست

بیادت شاد بنشینم بارے
بما بنگر کہ مسکنم بارے
بیا یکدم ترا بینم بارے
کہ گر خشکم شیرینم بارے
تو با خود باش ما بینم بارے
ازاں لب جوع بگزینم بارے

۴۳۱

حسن گزیدہ تقلید خوش کرد
بکن گو ما بریں دینیم بارے

۴

گرہ زد باز بر زلف بلائے
بنام ایزد زہے خال و نہ زلف
بکعبہ بردغم حاجت نداری
ہنوادہ خال بر رخسارہ خوب
بیا اے آنکہ ہستی طالب دے
مرا گوئی کہ جائے او نشان وہ

بہ ہر موی سلسل مبتلائے
بلا لے ہنشین مصطفائے
کہ من دارم در حاجت روائے
فرزودہ دلبرے بردلربائے
دریں دیا ہمیزن دست پائے
بگویم گر نہ خواہی گفت جائے

۴۳۲

حسن صد بار سرآشنائی
بگوید گر بسیار آشنائے

۴

کہ می آرد ز زلف یار بوئے

خط صلحے ز ترک جنگ جوئے

<p>گفتم یسوع بالاد فروئے زہے روز خوش فال نکوئے نشد ہمتائے او در پیچ توئے چنینہا چشم دارند از چو توئے بندست از سر گیش بوئے</p>	<p>فروشد دل دراں بالا و ہرگز اگر روزے از اں رخ فال گیری گل ارچہ تو بر تو شد مہ لطف بہ یوسف چشم روشن داشت یقو کجا پیراہن یوسف کجا ما</p>
---	---

<p>حسن تو جاں بجا ناں وہ کہ خوبست فدائے خوب روئے خوب گوئے</p>	<p>۴۳۳</p>
--	------------

<p>زہے جانے کہ جان بش تو باشی دراں دوزخ گلتاش تو باشی کجا میرد اگر جان بش تو باشی ہراں بلبل کہ بتاش تو باشی دراں مجلس کہ ریجاش تو باشی بشرط آنکہ سلطانش تو باشی</p>	<p>زہے دل کہ جہاں جان بش تو باشی گرایں دل رابنف عشق سوزند دلم در تنگنائے مرگ ماندست شود مرغانِ عرشی را نو بخش چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس فرہ چوں چتر میدارد مرصع</p>
--	---

<p>بامیدت حسن باد و خورکد خوشا در دے کہ درماش تو باشی</p>	<p>۴۳۴</p>
--	------------

<p>کس مبینا و درد تنہائی در کہ بینم چو رفت مینائی</p>	<p>اے دو چشم مرا تو بینائی چشم از طلعت تو روشن بود</p>
--	---

ہرچہ بایست آدمی باشد	ہمہ دارم ولے تو می بانی
درد دیدم ز زود رفتن تو	درد دیگر کہ دیر می آئی
جاں نپاید اگر نپائی تو	جان من پیش ازین چه میپائی
ہر کراپائے بندگشت فراق	عاقبت سر کشد برسوائی

۷

حسن این جامر شک خون می بار
یار یکبارگی شد آنجائی

۷۳۵

دلم را در ہولے خویش بستی	مرا بیدل رہا کردی و جستی
کہ میگوید کہ رفتی از برم دور	زدیدہ خاستی در دل نشستی
مرا گفستی دل تو نشکنم بیش	اگرچہ عہد با کردی شکستی
لب شیر تی تا ہست میگوں	مرا از سر نخواہد رفت مستی
بہل متانہ در پائت شوم پست	مثل نشنیدہ مستی و پستی
بکویت آمدہ در خورچہ پیغم	دروں کعبہ نتوں بت پرستی

۵

حسن چوں از دو عالم در تو آویخت
براں بے خانماں در از چہ بستی

۷۳۶

ترک من دی گزر بہ خم کردی	مست گشتی و راہ گم کردی
مست گشتی و تند را ندی رخش	مور بیچارہ زیر سم کردی
گفتہ بودم کہ دل نخواہم داد	من نہ دادم تو اشتلم کردی

مازلت درازدم کردی	تانه گردند گرد گنج رخت	
۶	حسن از ساکنانِ صومعه بود تو بشویش وقف خم کردی	۴۳۷
ما بے تو چو بلبلاں بزاری تو هم به سزاج روزگاری با آنکه بدیده در نیاری اے دوست بیا که تاجه داری به زیر نبود تمام کاری	اے سرور و روان جو باری روزے نتواخت روزگارم سر مه کنم استخوان خود را ما دشمن عقل و جان خویشیم کارم به تمام کرد ابر	
۵	بستت حسن بزلت او دل جیفت گرش فروگزاری	۴۳۸
پرده ماهمیدری محرم راز کیستی سر و بلند قامتی عسمر راز کیستی اے همه داو و هات خوش چاره باز کیستی حاجت ما روا کنی سر نیاز کیستی	اے تو چو جن بادشاه بنده نواز کیستی دُر بزرگ قیمتی تاج سر که میشوی روئے تو زرد نیکنوی برده ز ماه چاره اے بکرامت آمده بر سر وقت بندگا	
۷	بند حسن ابد زباں گفت کبنده توام تو بزبان خود بگو بنده نواز کیستی	۴۳۹

<p>چو غنچہ در صف گل صاحب کلاه توئی کمر بہ بند کہ سالار ہر سپاہ توئی نہے رواج دراں کشورے کہ شاہ توئی مرا روز و شب آفتاب ماہ توئی ز قوسے کہ گریم گریز گاہ توئی گناہ چیت چو بخشندہ گناہ توئی</p>	<p>بیا کہ برہمہ خوبان شہر شاہ توئی کلہ پیش کہ فرمان ہر دیا تر است زہے نشاط دراں سینہ کہ منزل تست برو نشان فلک حاجتہ مدارم از انک زدست تو بکہ نام ز نام حکم تراست ہر اس چیت چو امید مرحمت از دست</p>
---	---

۴۰

کدام قاضی حکم حسن تواند کرد
کہ ہم میاںجی و ہم خصم و ہم گواہ توئی

۷

<p>چہ گلے کہ ہیچ غنچہ نبود بدیں جوانی سفرے چو تو غریزے ز نظر بودہ از دل تو غناں بدیں طرف دہ چہ رسول میفرستی بحال جانفزایت کہ عزامتست برین ہمہ روزہ می نشانی غم تازہ بدلین بہ ہوائے یک حدیثت من صد ہزار سودا</p>	<p>چہ بتے کہ ہیچ سرے نبود بدیں روانی خبر از بروں چہ پرسم کہ تو در درون جانی تو بیا سلامت اینجا چہ سلام میرسانی اگر ایں حیات گیرم بحساب زندگانی چہ شود شبے نشاطے ببری برو نشانی بہ ہفرے مدد کن ہم ازاں شکر کہ دانی</p>
---	---

۴۱

بحال حسن و قحط حسن ربودہ دل
دل و جاں فدائے رویت کہ مہنوز بہمخانی

۵

<p>من آہ سحر گاہی تو از جام چہ میخوای</p>	<p>منم درویش تو شای مرا با تو چہ ہمراہی</p>
---	---

سر ز دام تو نتوان تا فت میکش هر چه میگویی بگرد نقطه خورشید مشکین وارزه برکش تواز در و فراق من چه دانی زانکه دربارا	مجال م زدن هم نیست میکن هر چه میخواهی ممالک را مستم کن بطغرائے شهنشاهی چه معلوم است تابه او چگونه می تپد مای
--	--

۹

ز غمهای حسن لے جاں اگر آگه نئی شاید
ز اندوه تپی دستاں تو نگر راجه آگاہی

۶۲۲

وعدا می کنی و میگذری هر سحر یک دو گام پیشتر است نشد از من خیال زلف فرخت کس بحسن تو نیست در عالم لے بوقت طلوع بدر منیر نه سلاحه دہی نہ دشنامے من همه عمر خود ندانستم هم بجان عزیز جات کنم	شادمانی مانمی نگری آه من از ستاره سحری من ندانم فسون دیو و پری خود تو از حسن عالمی دگری وے بگاہ خرام بک درمی نیک بیگانہ وار میگزری اکہ همه عمر نام من نبری اکہ هنوزم ز جاں عزیز تری
---	--

۹

حسن از عشق مست و بیخبرست
توازاں مست خویش بیخبری

۶۲۳

لے بشوخی ہما دہ بنیادے دل گرفتار غمزه تو بماند	از غریبان نمی کنی یادے بیگنا ہے اسیر جلا دے
---	--

ہر یکے در فن خود استادے
تا فن چیت گر نمیدادے
ہر کجا شکست بکشادے
کہ ہی بشکند بہ ہر یادے
از تو زیبا تر آدمی زادے
ہست امروز مخت آبادے

چشم تو جاں ستاں لب جان بخش
داد جہنم ز گیسوے تو بتافت
کو نسیم صبا کہ از زلفت
زلف تو تو بیہ سرا ماند
اے کہ تا دور عالم است نژاد
دل ویران من بدولت عشق

۴

بہ کہ در پائیت او فتم چو حسن
نیست مارا جزایں بہ افتادے

۴۴۴

خود تویی سر و فر خوبی بے
ہر گز این اقبال یاد کاہے
آینجاں در آفرینش اقلے
یکد و بیند ہر کجا ہست احوالے
در حرم نبود جنب را مدخلے
وز فراق ہر ربا طے مقطلے

اے رخت اوراق گل را محلے
سر و ہر گز رہ برفقارت نبرد
عقل عشقت را ندیدہ آخرے
از کز اں ناید نشانے باتور است
دل بجاں بستہ چہ آید بردرت
از قدمست ہر مقامے روضہ

۵

باحسن گفتی چرا عاشق شدی
صد جوابست این سوا لت راوے

۴۴۵

چوناز تو مرا با تو نیازے

ز بہا عاشقان نو کردہ نازے

<p>چہ پُرسی مچنتے دارم درازے شوی بیچارہ را چارہ سازے نمیدارد عفی اللہ جاں نوازے</p>	<p>ہم شب در خم آں زلفت مشکیں بود گاہے کہ ہماں من آئی چرا بیمار خود را جاں نبخشی</p>
<p>حسن گروئے تو قبلہ سازد مباد اکش متبول افتد نمازے</p>	<p>۴۶۶</p>
<p>جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے ایں روز روشنم شب تیرہ کجا شدے یار بچہ بوئے اریکے از صد وفا شدے ہستم براں کہ بندہ بندم جدا شدے طاعت قبول گشتے و حاجت وا شدے اے کاش کایں بقلے دور زہ فنا شدے</p>	<p>جاناں اگر امید من از تو روا شدے خورشید رویت ار شدے غائب از نظر از دست وعدہ ہائے تو بایا رب آدم من ایں جذائی ار مثلاً دیدے بخواب تو کعبہ منی و چہ بودے کہ از تو ام چوں خواست بود روز فراق تو عافیت</p>
<p>کے کردے بخوں چو حسن ہر دم آشنا آبِ حیاتم ار نفسے آشنا شدے</p>	<p>۴۶۷</p>
<p>وگر واری بمن بارے نداری ولے تیمار بیمارے نداری مگر جز من گرفتارے نداری زمن دلسوز تریارے نداری</p>	<p>نظر بر سیچ غمخوارے نداری طیب عاشقانیت نام کردند پسہل کرد غم ہر دم کشتی اتیغ اگرچہ سوختی جان و دل من</p>

تو با این کار با کارے نداری
کہ دل داری و دلدارے نداری

بروئے عقل ما دانیم و عشقش
بروئے مدعی عمرت حرامست

۶

دکان لاف کشائے حسن باز
کہ چنداں روز بازارے نداری

۴۳۸

خشم را حدیث آخر آشتی
کردی لے جاں انجہ در دل آشتی
آشتی کن آشتی کن آشتی
عاقبت بگذشتی و بگذشتی
تلبکے در بند شام و چاشتی

رفتی و رسم وفا برداشتی
داشتی در دل کہ بیجا نم کنی
خشم را از سفر کن چوں خوب نیست
گفتی از تو نگذریم نگذارست
روز عمرت بر سر آمد ہوش دا

۵

اے حسن عاشق شدی رفت مجھے
گندمت ندہند چوں جو کاشتی

۴۳۹

ورستے رسد نہ تو داور آں ستم توئی
جز تو کہ رہ برد در آں محرم آں حرم توئی
منت غیر چوں برم زانکہ ولی نعم توئی
خود چو حساب میکنم حاصل آں رقم توئی

گر غم تست روزیم مونس روز غم توئی
کعبہ دل بخون جاں پاک بشتم از بتاں
وعدہ قبول کردہ نعمت خود تمام کن
صفحہ جاں عاشقان بہت نخل رقم زدہ

۶

روز قیامت ار حسن بچو شمار ہر کسے
عرض سخنوراں شود وصف شاں علم توئی

۴۵۰

اے چو ہلال داشتہ شخص مرا بلا غری سی و دو کو کبت من راجع دار تا مگر یوسف اگر چه روشنت آئینہ جمال زو تا ز تو قوتے ہی یا بد اساس حسن تو کامد با سخاوت و تو خورده ز ظلم خون ما	در دو ہلال خود نگر میں دو کو اکب دری مست و دو سالہ عمر را باز رجعت آوری یوسف عہد ماتوئی آئینہ کو کہ بگری بردل من قوی بود قاعدہ قلندری گر پری استخوان خورد تو ہمہ نعل چرخوری
--	---



روئے تو مشتری حسن از پے حوت می تپید
ہم تو بران مقیم شو کوست مقام مشتری



اے ز بہار تازہ تر سوئے بہار میروی خلق مجوئے تو دواں شد سوئے باغباں رواں ریشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ غمرہ چو تیر داشتہ زہر براں گماشتہ رہ چو صبا نوشہ تازہ چو گل گذشتہ	پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میروی اے تو بہشت نیلواں تو بچکار میروی زلف کند ساختہ سوئے حصار میروی رحم فرو گذاشتہ زخم گزار میروی کبک خرام گشتی گام شمار میروی
--	---



اے ہمہ دل بدام تو بندہ حسن غلام تو
ہفت زمیں بکام تو تو ز کنار میروی



اے کس چو تونہ از چو منے سیر چرائی دور از تو چو تو دور شدی بند ز بندم سرے کہ سوئے کس نکند میل بہ ہر باد	چوں دور زمانہ بکے دیر پنائی از دور جدا گشت نہی درد جدائی امروز چہ باد ست کہ این سوئے گرائی
--	--

ہمان منی خانہ من تنگ تراز دل
جان تو کہ من بے تو ندانم کہ کجایم
افلاس مرا طعنہ مزن بہر خدا زلک

دل خانہ تو سازم اگر تنگ نیائی
اے جان من آخر تو ندانی کہ کجائی
کا قبلا طم واد ہارم حکیمیت خدائی

۷۵۳

تند میرچہ سازد حسن اکنوں کہ بر آد
نام تو بسلطانی و نامش بگدائی

۷

اے ماہ کہ شمع ہمہ خواہاں طرازی
امروز دیں کار مرا چارہ کہ سازو
ہرگز نتواں داشت نہاں از دل از تو
پیوستہ بد نبالہ چہشت رود آں خال
بر جلد نیکوئی ترکاں چو طہر از مذ
از بہر سجد در تو دوش ہمیشہ

روئے چو بہت ہست چو شمع چہ گدازی
گر چارہ کار من بیچارہ نسازی
کز گوشہ نشینان نہاں خانہ رازی
ہند و بیکہ با ترک کساندار بازی
لیکن تو ورائے ہمہ ترکان ترازوی
رخسارہ خود کردہ ام از دیدہ نمازی

۷۵۴

از تو برد بندہ حسن جاں بحقیقت
کیں عشق حقیقی ست نہ سودائے مجازی

۷

اے سرو خوش خراماں یار چچ خوش خرامی
سرکش چند سپہری روشن چو بہت کوکب
تا عاض تو باشد سیاب گوں در افشاں
با آنکہ در و صلم بخشیدہ تو خواہم

جانم فدائے نامت با من گچہ نامی
در چارہ نباشد ماہے بدیں تمامی
گر سیم خود پو شوم نوے بود ز خامی
زاں لعل آبدار تیک چند بوسہ وامی

<p>بے قصد بود دامنم "رمیاً بغیر راحی" اے کعبہ را کیشده در حلقه غلامی</p>	<p>عفوست کر چشمت تیرے رسید مارا گوئی تو کعبہ دل دل کمتریں غلامت</p>
<p>۵</p>	<p>سہلست اگر حسن را کردی بکام شمن باید کہ دوستش را بینم بدوست کامی</p>
<p>۴۵۵</p>	<p>اے یار بیعتے کن کر یار بزرگودی گر روزگار با من ز بہار خور و بر یاری چو کردی از نو در گردنت کہ من سرمایہ جوانی بس اندکست جاناں</p>
<p>۶</p>	<p>ہر بار از حسن گر برگشتہ نگارا بارے امیدش اینست کیں بار بزرگودی</p>
<p>۴۵۶</p>	<p>اے دل بہ تمنائے غرض خویش نیابی دروے بتو دادند ترا مایہ ہمانست زاں سوئے ہمانست رہ یافتن دوست از خویش بروں شوز و در دوست دروں دنیا طلباں را چہ خبر از غم مولے</p>
<p>۷</p>	<p>بگذر حسن از دعوی ہر رمز و اشارت دعوی ہمہ چیست چو معنیش نیابی</p>
<p>۴۵۷</p>	

<p>از کرشمہ باز شورے دیجاں انداختی آں دہان پر نمک بر سچکس پیدا بنو شہسوارا اے کہ بیرونی زمینان صفت چست برستی کمرانگہ نہ چہرے در میاں دی کہ رقی سوئے بتاں بچو گلزار ہشت گل دہان باز کردہ میزد از شکل تو لاف</p>	<p>لب فروستی مارا در زباں انداختی خندہ کردی و شورے دیجاں انداختی گوئے بروی گفت گوئے در میاں انداختی یا زوہیے علے را در گساں انداختی غلطے در لب بلان گلستاں انداختی رخش بر کردی و خاش مردہاں انداختی</p>
---	--



بامداداں نامہ دات حسن گریہ کنال
قصہ اش خواندی و در آب رواں انداختی



<p>اے دو جہاں فدائے تو تو ز جہان دیگری گر و بگرد شہر ما بست ہزار گلستاں عقل سپرنی کند پیش خدنگ عشق تو زافت مرگ بیچ تن جان نہر دگر کن</p>	<p>باغ و بہار حسن را سرور و ان دیگری تو بر خان لالہ گواں لالہ ستان دیگری زانکہ تو در صف تہاں سخت کمان دیگری من تو زندہ ماندہ ام زانکہ تو جان دیگری</p>
---	---



اے ز جہانیاں ترا مثل نیافتہ حسن
گرد سرت ہمہ جہاں تو ز جہاں دیگری



<p>اے قاصد از کجائی از ہر کجا کہ آئی از آستینت مارا پر شک گشت امن دارم بشہر ماہ کز خرمن جالش</p>	<p>بہ نشیں کہ ہست در تو سیمائے آشنائی ایں نامہ میکشی تو یا نافہ می کشائی خورشید خوشہ چسپند مانند روستائی</p>
--	--

<p>باوام چشم مستش وں پستہ سخن گوئے عشق کشید کشمیر در راہ لا ابا لی امروز وقت صبح آمد از وسلاے</p>	<p>جان بخش جان ستان بے دعویٰ خدائی سوداش کرد غارت باز ابرپاسائی خوش وقت صبحگاهان آغاز و شنائی</p>
---	---



ہاں اے حسن شب روز آید نہ کہ آخر
روز وصال باشد بعد از شب جدائی



ہنشین مگر باز ایند چشم زخوں آلودگی
خالے و خطے بے خلل چشم بے فرمودگی
استغفر اللہ زین سخن عشق تو و آلودگی
نہ دست تو دار و خبر نہ تیغ تو آلودگی

اے شہد نوشین بے ت پاک از ہبہ آلودگی
داری جمال بے بدل روئے تو بے مثل
گفتم بر غم عاشقاں آسانے گیرم ز تو
اے خون خلتے ریختہ وانکہ از اں خل نچین



نور حضور تو چناں بر ما تجلی می کند
کز خود حسن غایب شد ست از غایت کم بونی



دوش در دل بودہ امروز در جان منی
جاں بزیں پارت افتانم کہ جاناں منی
من ازاں مرغان تو، تو باغ و بہستان منی
تو بدیں بہائے شیریں شکرستان منی
قطرہ در کار من کن کاب حیوان منی

اللہ اللہ ایں تویی یارب کہ مہاں منی
سر بسوداے تو در بازم کہ سر باز توام
مرغ صبح از بہستان و باغ یاد مہیڈ
خستہ و پرویز گر شیریں شکرہ دوداشت
اے کہ عمرے تشنہ بودم شکر وصل ترا

گر حسن صد بار میگویی کہ من زان توام

۷۶۲

کے چناں باشد کہ یک رہ گویش آن منی

۵

اے دو چشم درہوائے لعل تو درخوں کیے
ظاہر باطن بدخ اتحادت سو ختم
دی زردے سینہ بادیاور میگنم جیت
صد ہزار آشوب اگر ہر دم رسد ز اہل عز

جام جاں پرور کمر نساں ب میگوں کیے
ہم دروں باتو کیے دایم ہم ہیروں کیے
خستہ تصاد پارہ شد ہر پارہ درخوں کیے
باک بود چوں دل لیلی ست با مجنوں کیے

۷۶۳

گر حسن آہے زوے دوش از درون بقیار
برقرار خود کجا ماندے ز نہ گردوں کیے

۶

اے بہار خرم از رویت گرفته خرمی
زلف تو با اینک در ہم شد و این مکن او
حسن تو ہر روز از روز گرا فروں تر
عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون
کوئی نغمہائے تواند جایگاہ جاں رسد
گر بخششی و برگیری چارہ جز تسلیم نیست

چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی
چند دلبہار از فرام کرد با ایں درہمی
نعت فردوس را ہرگز کجا باشد کمی
آدم نجا با بلغزیت مسکین آدمی
حال نیست تو ز احوال غریباں غمی
من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی

۷۶۴

آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن
کیس بنائے زہد را چنناں نباشد محکم

۷

اے زطراوت رخت تیرہ شدہ گل تری

غنچہ چہ گروخست سست در نظم تو خوشتری

جملہ تباہ نازنین از خلق اندیاز چیں شکر و گل کیے شوند چوں تو باغ در شوی جاں بخت دہم مگر رحم کنی و دل دہی جاں بہ تار میکشتم بر قدمے کمی زنی روز غم تو مر مرا از شکست گو شکن	تو ز بہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگر ماہی و مہ قراں کنند چوں در آب بگری سر بہت نہم مگر پائے ہنی و بگری دیدہ قدم کنی ہی بر طرے کہ پے بری من بہ شکستی خوشم گر تو شکستہ پروری
---	--



چیت کہ بر شکستی از حسن شکستہ دل
خون دلش بخوردہ ہیچ غمش نمخوری



باز ایں چہ جور راست کہ ہمال میکنی پیش کہ خط نوشتہ اے شوخ کز جفا حالی چون نیست در ہمہ میدان حریف تو ساقی بدہے کہ دہد راحے بہر اے محتشب چو توبہ بدست نہادہ اند جاناں تو از نخست صف صبری دریا	جام اسیر غمزہ اقبال میکنی ہر جا کہ الف می نگری دال میکنی خود گوے می ربائی و خود چال میکنی تجیل عمر میں تو چہ اہمال میکنی خون قرابہ بہر چہ پامال میکنی بس قلب عاشقان را و نبال میکنی
---	--



ایں طرف کز حسن کہ ضعیفست بے نوا
کہ قصد جاں و گد طلب مال میکنی



پریر و یا بنام ایزد جمال حوریں داری
مژہ چوں نیش زنبوے دے چوں انگبیں داری

کہ بیند تیز در خالت ز بیم چشم قنانت
 کہ از بہر یکے ہند و دو ترک اندر کس داری
 اگر مہ روئے روشن دارد و گل بوئے جاں پرو
 ترا چوناں صفت کردن ہاں داری ہمیں داری
 اگر خواہاں بسا عد ہائے سیمیں خون حلقے را
 ہی ریزند این حجت تو خود در آستیں داری
 ز حال دین من کہ گہ چہ می پرسی تعالی اللہ
 مرا چوں خود توئی قبلہ س انگد لاف دیں داری
 اگر در پیں بتاں باشند گیسو ہائے خم در خم
 تو اندر ہر خم گیسوئے چندیں جابے چس داری



حسن گریار سلطان وار حکمے کرد بر جانت
 ترا آں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمیں داری



نزار دل شدہ را بند بستہ بختائی
 اگر بتاں تو سجدہ بر ندی شائی
 تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی
 میان خوبان سر و بلند بالائی
 بگو سخن بدر ازیت یا ز بیبائی
 غلام امر تو ام ہر چہ حکم فرمائی

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی
 شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانمی شانید
 بطنر و طعنہ ہی گوئیم شکیباباش
 بقامتے کہ نہ پندت ولے بلند ترا
 منازعے سخن سر و گرد از کشد
 سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم

۷	اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدنت بعر خویش بیناد روئے بینائی	۷۶۸
چرا روز مرا بدخواہ بودی نہ یک شب منزل مرا ماہ بودی تو مرغ خوش آفتہ در خرگاہ بودی دراں بیعت تو شاہنشاہ بودی مگر کز عشق من آگاہ بودی سفر کردم تھام ہمراہ بودی	چو از شبہائے من آگاہ بودی نہ روزے بردل من ہر کردی من از تو چوں شفق در لشت غم ز ملک حسن میشد در ازل ذکر مرا گفتی سفر کن یا بدل کن بدل جستم کسے چوں تو ندیدم	ق
۵	حسن این راہ صاحب نعمتاں بود تو بارے فی امان اللہ بودی	۷۶۹
مے شہانہ کہ باقیست نوش می نکنی چرا ہماں کرم مشب چو دوش می نکنی چہ فائدہ کہ یکے زان بگوش می نکنی چہ دیگ اے دل سنگیں کہ جوش می نکنی	چہ شد کہ قول حریفان بگوش می نکنی بیک کرشمہ ارمست کردہ بودی دوش ز عشق لعل لبست صد ہزار در سقتم ز کاسہ سر عاشق گذشت آتش عشق	
۵	چہ مرغی اے حسن این ناہائے دلکش حیت اسیر دام شدی و نہموش می نکنی	۷۷۰

چه باشد گر شبی با من بسازی
قیامت کرده از شب کند
اگر رویت نباشد قبله من
چه شکری نماید تلخی دوست

کئی ولداده را دلنوازی
به از روز قیامت در درازی
نباشد یک نفس از من نبازی
چه شیرینیت یارب عشق بازی

۷۷۱

حسن کاریت بر عکس او فدا
ازین سو عجز و زان سو بے نیازی

۶

حریف من توئی امشب اگر چهرت خرابی
در آمدی و بر آمد امیدم گم شده من
چه نیم مست گذاریم شهر بند تکلف
به جستجوی تمنا مباش تا فتنه دل
بدوستی منجم ستاره سعد نگرود

نصیب عمر هینست قدح یار شرابی
حدیث من بچه ماند با هتاب و عربانی
بیا که عالم عقلم نهاد رو بخرابی
چو حکم اوست سراسر تو سر حکم چتانی
بهم نشینی زرگر کلید گنج نیابی

۷۷۲

منم مقیم در او حسن کجا رسد انجا
که آں مقام ندارد محل خاکی و آبی

۷

خواب دیدم که چو گل خنده زنا می آئی
چون سمن تازه و چوں سرور و ان می آئی
گرد ز خساره نیفتانده بحکم عادت
پهچنان ناز کنان خنده زنا می آئی

دیدہ ام رفتن تو نغز تراز چشمہ خضر
 چشم بد دور چہ گویم بہ ازاں می آئی
 من چہ گفتم چو بدیدم کہ در ابسم اللہ
 جاں کنم جائے توکز عالم جاں می آئی
 چمن آب و گل این میوہ کجا آرد بار
 بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی
 بخت را مانی و بنیاد ہمہ دولت ہا
 بخت ایشاں تو کہ در خانہ شاں می آئی

۶

جایگاہت حسن از دیدہ بل کرد بل
 چکند کز نظر خلق نہاں می آئی

۷۷۳

خندہ چہ پرسم از کجا خوے کردہ خداں آمدی
 بسم اللہ اینک نزل جاں کز منزل جاں آمدی
 خوش خوش بہ بخت دل برآ جاں خاک راہ تو چرا
 آگاہ نا کردہ مرا ناگاہ ہماں آمدی
 گنجہ کہ گوہر چینیت سرے کہ سایہ شینیت
 ماہے کہ روشن بینیت صبحے کہ خداں آمدی
 اے شاخ کیسویت علم و قلب عشاق چشم
 از مشک بر گل دم بدم صدف کش کہ سلطان آمدی

رخشے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او
خورشید و ش کے خاستہ تنہا بیدار آمدی

۷

مسکین حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے
در کلبہ تاریک وے چوں آب حیوں آمدی

۷۷۴

چو زلف تو بکڑی وعدہ داد تا دیرے
نکو بازو دریں اعتقا تا دیرے
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے
کہ نے بداری وقت کشا تا دیرے
کہ می بنالہ ہر باد تا دیرے
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

خط خوش تو کہ سر سبز باد تا دیرے
بخد مت لب خدانت غنچہ دل در بت
درون دل کنت جاوے بشکائی
بہ تیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد
مگر کہ فاختہ ہم داغ دارد از تیر بجز
بہار حسن تو خوانیم تا قیامت خوش

۷

سرازدی بچہ بکش یا بکش حسن رازود
کہ بر درت نتواں ایستاد تا دیرے

۷۷۵

جان و سر تو جاناں کاں ہم میانستے
با آن ہمہ تنگی ہم دستے بد میانستے
خون مخور د از حسرت کے کلاں چنانستے
کو با ہمہ خیر خود چیزے بنو میانستے
ہر جا کہ سلیمانست دیوانہ آنستے

دل می طلبی سہلت گر حکم بچانستے
رہ یافتے اریک رہ دستم بدیان تو
غنچہ دہن تنگ است تا دیدہ شد دل تنگ
گل رفت و پس از رفتن عیش بچشم کلاں
انگشتی علت پوشیدہ بازدار نہ

گفتا که در اشک از دیده روان کردم | در گنج سخن گفتی آن نیز روانست



خط تو بعین عشق افکند جهان را
ورنه حسن خسته این حرف ندانست



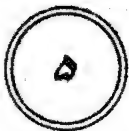
دل ضعیف قوی شد بیک پیام که دادی
دو گانه واجیم آمد بیک سلام که دادی
نصیب بودیم را کنی ز شکر خاصیت
کنون فرشته گس شد صلا عام که دادی
تو دیر مان که نماند سه ساله به دو بوست
سه ساله مست بماند بدین دو جام که دادی
بصفت بار برآ دیده لگام با لبق
که بر دو کون برآید بیک لگام که دادی
عقیقه از لب لعلت بدیده وام گرفتیم
چو دیده لعل نشاند بگیر وام که دادی
پیام دادی و گفتی قرار گیر به محنت
مزید راحت من شد بهای پیام که دادی



حسن زتست برین در مقام یافته 'وه وه
گرش بمقیم گذاری درین مقام که دادی



روزم بہے فروشد در عشق می فروشد خردے ولے بخوبی یک فتنہ بزرگے در وصل دل فروزے در ہجر سببہ سوزے ہنگام عشق داؤن ہر موے از وزبانے دادہ مرالبالب جو نشان مے کہ ازوے گویند ہرست دچیں شہر سیاہ پوشاں	دل را ازو ہر اسے جان ازو فروشدے چشمش بغیرہ نیشے لعلش بخندہ نوشے در ہرست عہدے در کینہ سخت کوشے در وقت و لہوازی یکبارگی نموشے ہر جہہ فگندہ در مغز عقل جوشے در چین زلف او میں ہر سیاہ پوشے
---	--



پیر خرد حسن یا اکنون مرید گردد
کز توبہ توبہ کر دست بردست مے فروشدے



رویش نگر از طلعت خورشید چہ پری یارے کہ کند یار من از غیب چہ جوئی از عقل صفات رخ محبوب نیاید گفتی بچہ حدست امید تو بدلبر	کوش طلب از منہ جشید چہ پری بوسے کہ دہد عود تو از بید چہ پری از بوم صفائے رخ خورشید چہ پری تحقیق امید از دل تو امید چہ پری
--	--



ہر بار ہی پری کا حوال حسن چیت
ہیہات ازین محنت جاوید چہ پری



سرے کہ بر دریاں آستانہ می زنی زلفت از سرموے طمع کند شانہ چہ کرد طوبی با قاست تو پایے دراز	بروں خرام کہ تا زیر پایت افکنے بخاک پات کہ دنا ہناش بشکنے خدائے دست دہ تا زینخ برکنے
---	--

تو یار غار منی و مرا چہ بہتر ازاں اگر نہ خار غمت می گرفت دامن من دلے بر آتش سوزاں ہی زغم یارب	کہ عنکبوت صفت بر در تومی تنمے کہ می گرفت کہ چوں گل دریدہ دامنمے چہ سخت جانم گوئی ز سنگ و صنمے
---	---



فسرہ ماند حسن از غم جہاں اے کاش
ز آتش غم تو شعلہ بر او زنمے



ساقی بیا کہ از شب بگذشت نیم پایے زاں پیش کا درد صبح از زر سحر طشتے با ما پلاس دارد چرخ ار نہ در نہ بستے دارم خار غصہ صافی وہ ارد ہی ہے پیش سگ افکنم دل تا قدر من شناسے	زاں جام جاں نمادہ بر جان ما سپاسے دردہ سبو جہاں رازاں بعل صرف تاسے با فاضلے فضولے با اطلسے پلاسے خود درد را نباشد باد در دامن قیاسے چوں نامدست ز آدم یک آدمی شناسے
--	--



بے خوف و بے رجائے بچوں حسن نباشد
نزد کس امید دارد ز بیکچس ہراسے



شب و روز چوں غریباں کشم از غم تو خاری شکرے ز پستہ کبشا بظرافتے کہ دانی نہ بہت چرخ باشد ملکہ بدیں لطیفے بکرم چو آفتابی چسکم اگر نتابی سر و کار من دیں غم کجارسد کہ داند	ز تو بس غریب باشد اگر م فرد گزاری نظرے بجال من کن بطافتے کہ داری نہ بچار رکن عالم ملکہ بدیں سواری بہ صفت چو ابر رحمت حکیم اگر نباری نہ مرا مجال قربت نہ ترا طریق یاری
--	---

۶۸۲

حسن ارچہ کج نہادے کلہ کرشمہ برسر
بیر تو بند اکنوں کمر امید واری

۵

گل خمیہ بجز از دہان گر ہو سے داری
اے سرو بتو شاد مہ شکت بغلاں ماند
مارا بدعائے مانختاد درے اشب
جاناں ہمہ خواباں را باشد ہوس کشتن

پاے بگلستاں نہ گردست سے داری
اے گل بہ خوشنودم تو بونے کسے داری
اے صبح تو یاری کن گر خوش نفسے داری
من کشتہ اس کارم خیزا ہو سے داری

۶۸۳

گر باتو حسن وقتے صحبت طلبہ مشنو
حیفست کہ گوہر را در سلک خسے داری

۶

گر بود ترا خارے رفت از در تو بارے
اے تازہ بہار جاں رغنم دل دشمن را
گر بندہ خویدن را از خانہ بروں آئی
من سر ز تو بر زانو ہم زانوے تو دونا
چشم نشد از گریہ یک چشم زدن خالی
تا چند بجاں بردن در قصد کساں بائی

دایم امید اکنوں نظارہ گلزارے
امروز کگل داری بر دوست قشاں بارے
امروز مرا باشد از اقبال تو بازارے
ایں کار گراں بختت اے بخت بکن کارے
دریا بگہر دادن مفلس نشود آراے
یکبار بدل دادن دریاب دل یارے

۶۸۴

تو خواجگی خود را کردی بہ حسن ثابت
آں کسیت کمی دارد از بند گیت عارے

۵

میوہ باغ نیکوئی مایہ شوخی و خوشی
کاج مقرر شد قاعدہ سبکدوشی
در دل آن نور ترے شدہ آب آتشی
جرعہ آبچش اگر آب حیات می چشی

کودک میفرودن ہیں کردہ چو عقل سرکشی
من چہ کسم کہ از کفش جام بنید در شمش
روئے چو آفتاب او چوں بیالہ تافنہ
اے خضر از شراب خود جرعہ فشان بخاک

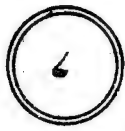


خیز و چو خاک پست شو پیش سگ در شس حسن
گر تو بہمت بلند آدمی ملک و ششی



جاں بے تو ہی نالہ چندیں چہ ہی پانی
با جملہ جاں بے تو فریاد ز تنہائی
صبح شود طالع دائم کہ تو می آئی
تا کرد مرا چون خود شوریدہ و سودائی
نام تو بروں آمد از دفتر زیبائی
ہم چشم کنی روشن ہم خانہ بیارائی

گلبا ہمہ باز آمد وقتست کہ باز آئی
گل آمد و صد گونہ خوابان چمن باوے
گر غنچہ وہد بوئے دائم کہ تو میخیزی
سو و اے سر زلفت انگند بن شوری
فالے کنگو دیدند در شہر بتان جہیں
اے مرد مک دیدہ افتد کہ بنور خود



گفتی کہ بخواہم شد مہمان حسن روز
تاخیر نمی شاید حکے کہ تو فرمائی



چرا بایندگان در بند کینی
دہاں بکشا کہ جسد انگینی
شود روئے بتان روم چینی

مکن ناز ارجہ ترک ناز مینی
ز خاموشیت عیش بندہ تلخ است
زر شک روئے تو اے ماہ بت رو

کھج نہ کہ ماہ راستینی	بر پیش تو کمر بند و ستارہ
زماں داند کہ خورشید زمینی	مرنج ارخوانست ماہ زمانہ
بنزد ہر گدائے کس نشینی	ترا خوبی چو ملک کی قباد است

۵

حسن را در ہمہ حال آفریں گویے
کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی

۴۸۷

مرا طاقت نمی ماند برفقارے کہ می آئی
شدم دیوانہ رویت نمی ترسم ز رسوائی
توئی روشن دریں عالم من سکیں بگرد تو
چو پروانہ ہی سوزم مگر تو شمع دلہائی
اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے
زہر سوسرو ہا تا ز دیدیں خوبی و رعنائی
نظر بر روی تو کردم بیک دیدن ربودنی
دل خود رفت دمی ترسم کہ جاغم نیز بر بانی

۶

حسن چوں روی تو بیند زندغیرہ چسبیں گوید
مرا طاقت نمی ماند برفقارے کہ می آئی

۴۸۸

وز بیج غمے غم نخورم تاکہ تو باشی	من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی
دل تنگ چرا باشد آنرا کہ تو باشی	وحشت چہ گذارد آنجا کہ تو آئی

از طہر ہی گونی خوش باش تو بے ما دینے و دلے بود مرا متبدل احوال کردم تہی از نقش بتاں کعبہ دل را این گرد حرم گردد و آں گرد خرابات	آں روز بود روز خوش ما کہ تو باشی اکنون ہمہ اینست تمنّا کہ تو باشی تا کس نبود در حرم الا کہ تو باشی من گرد سرت گردم ہر جا کہ تو باشی
--	--

(۷۸۹)	اے عقل من لاف کہ یا حسن ام من بیگانہ عشقی تو مبادا کہ تو باشی	(۷)
-------	--	-----

ماہ سبک سیر مرا اشتہر بکار آید ہی دوادہ جو اشتہر مالشم از خار و خار باشم تا اشتہر او شد رواں چوں بحر کف لب دہاں تا آہوئے من یک نفس از اشتہر پیش و پس اشتر چو گردوں ہیچکدہ ناسودہ از ہنجار رہ از سکہ مخ زر کشتم بر اشتہر ز یور کشتم	ترکم برہم سارباں اشتہر سوار آید ہی در پائے اشتہر نا شتم خلخال وار آید ہی جہنم من در ہر زماں گوہر نثار آید ہی از شیر مرداں چوں جرس اواز زار آید ہی اشتر سوارم ہجو مہ منزل شمار آید ہی پس رشتہ جاں بر کشتم کزوے ہمار آید ہی
---	--

(۹۰)	پیش حسن رو بر زمیں بر رخس جاں افکند زیر چوں بہت رختے این چنین اشتہر چہ کار آید ہی	(۷)
------	--	-----

من از مہ توبہ کردم میل خاطر ہمنجاں باقی
ازاں لبہائے میگوشت خوارم بشکن اے ساقی
بدہ یک جرہ ام حالی و نام نیک باقی کن

نگو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی
 مراستی نہ از بادہ ست بہت از چشم ست تو
 کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی
 مثل گویند شہرے و گلے اکنون توئی آں گل
 چہ گل چہ گلستاں واللہ بہارستان عشاقی
 ترا گر روز و شب خورشید و مہ گویندی شاید
 کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی
 چہ فرماں میدہی چندی کہ زہر افشاں شولے غمزہ
 لیے آں لعل شیریں را اجازت دہ بتریا قی

۵

چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں
 چو مرغ در قفس ماندہ برے دوست مشتاقی

۷۹۱

من بندہ آنکس کہ دل و جانش تو باشی
 آباد ہر آں خانہ کہ مہانش تو باشی
 ملک دل من ملک تو شد تنگ نگرود
 اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی
 اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاعة"
 از من مبر آں درد کہ درانش تو باشی
 عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترس از آتش چو گلستانش تو باشی



دل تنگ تراز حلقہ خاتم شدہ لیکن
دیوانہ آغم کہ سلیمانیش تو باشی



وقت ہوئے عود را گیسوت بختا اند کے
شام است ماہ عید را ابروت بختا اند کے
دیم بوقت صبح دی یک نیمہ پیشانیت
چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے
صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود
یک رہ بجنہ باز کن لعل شکر خا اند کے
خلقیست از خاموشیت با شک چوں غائب
وہ آں لب عتاب و ش بختا چو پستہ اند کے
مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابتر شدہ
آخر ازاں خط خوشت ز نار بختا اند کے
ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیارست ہم
گہ گہ مراعاتے بکن احوال مارا اند کے



جاں مید بہیت چوں حسن با انکہ چیزے انکت
بیار بختا از کرم پذیر از ما اند کے



ہر شب منظرہ سیارہ کہ گاہے آں چشم کجا تا بجاالت نگر تم سیز بیداری شبہائے مراعج گواہست ہر تعبیه ناز کہ درست نیست نیکیز روتافتی از من کہ زوم بوسہ بیایت روزے نگری سبز زگورم شدہ پیدا	بروے نظر انداختہ باشد چو تو ماہے بارے بنگر وہ چشم تو نگاہے صادق ترا ز خود تو اں یافت گواہے بارے چو شوم مات بدست چو شاہے وہ ایں چہ عذابت بدیں سہل گناہے صد قطرہ خل بر سر ہر نوک گیاہے
--	---

۹

فانغ منیش گرچہ حسن می نرند دم
آہ ارزد دل سوختہ بیروں زند آہے

۶۹۴

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کر دیم بر سمت کج کلاہے
خیز لے خطیب بر خواں ہر خطبہ کہ داری
رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے
گر سرود مسہ ندیدی بایکد گر موافق
بالاش میں چو سرودے بالائے سرماہے
با آنکہ کرد توبہ فوق از دلم فراموش
ہم گر بکش بہ بے سیم یاد آیدم گناہے
بندے اگر کشانید از زلف ظالم او
از ہر خمے بر آید مسہ یاد داد خواہے

ہر سچ اشک من میں سر بر زدہ ز فرنگاں
 چوں شبنمے کہ افتد بروئے ہر گیا ہے
 یارب نگاہ داری چشم و چراغ مارا
 گرچہ نکو دھسہ گز در حال مانگا ہے
 تاقانی گواہ بخوید در عشق بازی من
 و اند کہ نیست حاجت اقرار را گوا ہے



عقل حسن چه باشد اندر حضور عشقت
 طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے



من پیش کھم خدمت گرے سپرم بخشی
 تیرے بجگہ شستہ تیرے دگرم بخشی
 تا از شکن زلفت یکشب کمرم بخشی
 افتد کہ ز نخل خود خرماے ترم بخشی
 از خندہ شیرینیت گر گل شکرم بخشی
 گر از لب و دندانت لعل و گہرم بخشی

ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگرم بخشی
 دردے بجگو ماندہ دردے بجگو ریزی
 ہر روز بجاں بازی پیش تو کمر بندم
 مہم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ
 درد دل میکنم شاید کہ بیاراد
 گفتی کہ مفرح کن آن ہم توان کردن



من بندہ حسن زان رو پیش دست اقام
 امید شکر دارم و وقتت گرم بخشی



بخ عشق توبہ از راحت جاں بیارے

یا و نام توبہ از ملک جہاں بیارے

بے رضائے تو کرا دل کہ ہند دل بچا میش لعل لب تو سنگ ندارد دیا قوت گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند سرخ گل گیت کہ لاف بخ رنگیت زند جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد	یک سمنائے توبہ از ہر دو جہاں بیائے جوہر جہاں نہ از گوہر کاں بیائے تو براں عادت دیرینہ ہاں بیائے خاک پائے توبہ از خون فلاں بیائے اندکے عفو تو آخر بہ از اں بیائے
--	---

۷

حسن از نالہ مرغانِ قفس عبرت گیر
خامشی بہ بود از زخم زباں بیارے

۷۹۷

ایک ہفتہ گذشت در جدائی افتد کہ فتادگانِ خود را ما خود عدیم بے وجودت مارا بتو هیچ نسبت نیست ناویدہ جہانیاں جہاں ہم ہجر تو علامتِ قیامت	اے ماہِ دو ہفتہ ام کجائی از دور نظر رہ نمائی ما ذرہ تو آفتاب مائی جز نسبت عید و روستائی بے روئے تو روئے روشنائی وصل تو لطیفہ خدائی
--	---

۵

در بحر غم تو شد حسن غرق
دستیش بدہ باشنائی

۷۹۸

افتد کہ شبے بدل نوازی بے آب و چشم خون دل نیست	با سوختگانِ خود بازی رخسارہ عاشقاں نمازی
--	---

<p>در چین و حبش به ترک تازی تاریک شبے بدیں درازی</p>		<p>چوں زلف تو ہندوے ندیدم زلفت چو شب درازیار ب</p>
<p>۹</p>	<p>گر چوں حسن او فتم بیایت زیں پس من و لاف سرفرازی</p>	<p>۷۹۹</p>
<p>ترحم حالتی وانظر بکائی مکن دور از دو چشم روشنائی بصحراء الفراق من فضائی حریفان جلد یاران ریائی فراشی حزن و ہی متکائی چہ باشی کز دم ناگہ درائی شفائی فی شفاکم یا شفائی چہ بودے گر نبودے آشنائی</p>		<p>حبیبی مہجتی قلبی منائی چو نور چشم من چشم تو باشد شربنا شربۃ فی یوم ہجر زبانم نالہ و خون جگرے وجودی مولم قلب جریع چہ خیزد گر پیر سی عاشقانرا رجائی فی لقا کو یا حبیبی اذا ما انت عنی غاب روحی</p>
<p>۷</p>	<p>حسن را و ارباں از ظلمت غم چو داری در رخاں نور خدائی</p>	<p>۸۰۰</p>
<p>ہزار دل شدہ را بند بستہ بختائی اگر بتاں تو سجدہ بر ندی شائی تو حاضر آمدہ آنکہ مرا شکیبائی</p>		<p>بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانی شنید بطعن و طنز ہی گویدم شکیبایاں</p>

منازع سخن سروگر دراز کشد سگ تو با شتم و خاک درت شوم حکیم بقامت که زیست است نه بلند ترا	بگو سخن بد را زیست یا بزیبائی غلام امر تو ام هر چه حکم فرمائی میان خواباں سرو بلند بالائی
--	---



اگر چشم حسن خاص بهر دیدن تست
بهر خویش میناد روئے بینائی



چو بامداد پیکه بر کنار بام آئی مرا به بینی و گر من به بینمت از دور ز تو توقع پر سیدنی نمی دارم منت سلام کنم صد هزار بار ای کاش دلم ربودی و جان می بری چه باشد اگر ز چوں تو شاه سوارے دے نیا سودم	جہاں بطلعت آراستہ بیارائی جمال خود چو همه نو بہار ننمائی سلام می ننخی که گہے کہ پیش آئی کہ ده سلام مرا یک علیک فرمائی دل من بختی و بر جان من بختائی تو از جوانی و خوبی خود بیاسائی
---	---



ز پاد آمدہ دست حسن بگیر امروز
و گر نہ قصتہ او سر کشد بر سوائی



عبت زیبا جمالی آیت فرخندہ فالی
دیدہ در روئے تو حیراں اینت صنع لایزالی
گل کجا روید بہویت مہ کجا ماند برویت
تو گل از باغ بہشتی تو مہ از اوج کمالی

سبز گرد گل عیاں کن خال مشکیں راہناں کن
 باچناں خلے نباشد روزگار از فتنہ خالی
 آدمی زادی تو یا سر یاپری استغفر اللہ
 ہر خیالے کال بندم تو بروں از آں خیالی
 ماو عشق ماہ رویاں عاشقے خود مینویس
 ان لیکن ہذا اضلالی ماہدانی من ضلالی

۵

ہر یکے رامست حالے بایکے صاحب جمالے
 اے حسن تو حال خود گو حال من میں بود حالی

۸۰۳

مرو کہ میرود اینک ز نوک ہر شرہ سیلی
 تو میہمانی عالم دریں میانہ طغسیلی
 نبود قید مجنوں جز از قبیلہ سیلی
 ہمیں اثر دہد الحق طلوع چوں تو سیلی

زہے دروہ دل را زناں زناں تو سیلی
 بیا کہ مائدہ لطف کردگار جہاں را
 اگرچہ در عرب از بہر قیل کعبہ نباشد
 بہان فطرہ باران سرشک من ہمہ در

۷

عنانِ عہد حسن را سزد کہ سہل نگیری
 کہ سخت مشکش افاد با جمال تو سیلی

۸۰۳

در خون من مشکیں چندیں چہ ہی پوشی
 حال من بچارہ می دانی و می پوشی
 جلے بغیریاں کش گربادہ ہی نوشی

مہ را بخط مشکیں چندیں چہ ہی پوشی
 در پردہ چہ می داری آں روے نگارین را
 دستے بغیریاں دہ گرز ہد ہی و زری

گفتی کہ کجا بودی از دولت تو اینک با آنکه بروں بردی رخت از نظم ظاہر اے خواجہ بقلبے چند آں در کہ خریدستی	موقوف بہ بندِ غم در کنج فراموشی وانکہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی
--	---



بگذر حسن از دعویٰ کاشفتہ خو بانم
در تو نرزد آتش بیہودہ چرا جوشی



خلوتے خوش دارم امشب باچہ تو یہیں تنے
سرو قدے چوں توئے سوسن زبانے چوں نے
آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت
مے مہیا کردہ ام جامے بخور شرم اٹکنے
بے لبت مے ذوق نہ دے رخت جور بہشت
بے حضور دوستاں گلشن چہ باشد گلخنے
مہ پیا بوس تو صدرہ افتد از بالا فرد
چوں کند چوں نیست بام آسماں را روز نے
ز حمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست
ہر کرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے
دی مگر دامن کشاں سوئے چین کردی گذر
کاں طرف امروز چاک افتاد در ہر دامنے
دعویٰ حسن بہت من میکنی اے گل شکن

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیرا ہے
دوستے کو مہر و مسہ رویاں حذر فرمایم
نیست و اندہ نزد من دشمن تر از وے دشمنے



خون من در گردش گزناور و یاد از حسن
ہر کہ بازیار خے دستے کند در گردنے



غرق غم کنی بکنی غم گسار یے
گرچہ دلت نہ سوزد بر بیچ زار یے
تیرے ز دوست غمزہ چشم تو کار یے
اندر خور کند تو چوں من شکار یے
آخر بخت بکوت رسد پر وہ دار یے
راہی ہی رویم با مید و ار یے
ناموخت عقل دریں صف سوار یے

دیرست تا نیکی لے دوست یار یے
در آتش غمت دل و جاں زار بختم
درمان در من نہ بازوے ہر گزست
معذوری از بمن نظرے نفکشی کز نیست
خلوت ملے غار اگر اہل قرب راست
از مانہ علم جوئی نہ زہد و نہ معرفت
میدان گیر و دار تو داری ہم از ازل



جانا ز درو عشق تو در ماندہ شد حسن
نشیندہ کہ در حق در ماند یار یے



اللہ اللہ ایں قوی یارب کہ مہمان منی
دوش و دزدل بودہ امروز در جان منی
سر بسو داسے تو در باز م کہ سر باز توام

جاں بزیر پات اندازم کہ جستانِ منی
 مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہ
 من ازان مرغان نیم تو باغ و بوستانِ منی
 خسرو پر ویز گر شیرین و شکر ہر دوداشت
 تو بدایں لبہائے شیریں شکرستانِ منی
 اے کہ عسری تشنہ بودم شربت وصل ترا
 قطرہ در کام من کن کاب حیوانِ منی

۷

گر حسن صد بار میگوید کہ من آن توام
 کے چہاں باشند کہ تو گوئی کہ تو زانِ منی

۸۰۸

بتے شوخے لطیفے دستانے
 خوشے خوبے جیبے مہربانے
 ظریفے نازکے تیرے کمانے
 قضائے محنتے رنجے قرانے
 امیرے بادشاہے پہلوانے
 لطیفے سرکشے جانے جانے

بہر داز من روان من روانے
 ہے ہرے گلے مشکے عبیرے
 حریفے دلبرے شنگے دلیرے
 طیبے داروے دردے بلانے
 کندے نام کے تیرے خدنگے
 شریفے شاہدے خمرے خمارے

۸

حسن مداح او گشتی ازاں شد
 زبانت در سخن گوہر فشانے

۸۰۹

<p> نہ بر گشتہ خود وفا می‌کنی نہ فکرے ز روز جزا می‌کنی نہ از قید جورم رہا می‌کنی چرا کام دشمن روا می‌کنی مکن جان مکن جان خطا می‌کنی بگویم کہ با من چہا می‌کنی جفا با من آخر چرا می‌کنی </p>	<p> نہ دردِ دلم را دوا می‌کنی نہ یک شب بجا لم نظر می‌کنی نہ کامِ دلم یک نفس می‌دهی چرا زخم بر دوستان می‌زنی بخون غریباں کمر بستہ فغانے بر آرم ز جور تو من چو جاں در ہوایت دہم مردوا </p>
---	--

تزا در جہاں نہیت عیبے خزاں
کہ بیداد بر آشنا می‌کنی





رباعیا و سرفرا

روئے زردم زرد واروئے او	دور از دل دارو آں رو آو
آرزوئے روئے او دارو آو	آه از درد درون و آرزو

دورِ دول و اوری آرزو روح
داروئے روئے حسن شد روئے او

اے دلبر بے وفا کجانی	تا کے بر عاشقاں نیانی
بیگانه زدوستان شدتی	با دشمن دوست آشنائی
روزاں و شبان دو دیدہ بر در	تا بو که چومہ زرد درائی
در بخ کف موسوی تو داری	وز دم دم عیسوی منائی
مانند تو نیست در همه شهر	تو صورت رحمت خدائی

<p>گر خشم کنی حیات جانی عشق چو قضا گرفت مارا بردی دل و رفتی از میانہ</p>	<p>ور تیغ کشتی مراد مائی اے جان جہاں مگر قضائی چوں میس کنی از برم جدائی</p>
	<p>میار دلم بحیثم خونریز بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز</p>
<p>بحسنوں تویم اے پر پرو بکشتائے دوزخ تا کہ زہر خواہی کہ ہنزار دل بانی اے صاحب حسن نیکوئی کن از نافہ امشک گیسوانت کے باشند و کے بود کہ یکدم غم ہائے دل اسیر گویم اے باد صبا گر شوق مینی</p>	<p>بر پائے دلم چہ بندی آں ہو از چرخ در آوری بگیسو یک تیر زن از کمان ابرو تا چند جفا کنی تو بد خو در خون جگر نشسته آہو در گوشہ حنوتے من و تو باشد کہ رہد ز چشم جادو بر رہ گزرے بمان من گو</p>
	<p>میار دلم بحیثم خونریز بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز</p>
<p>تا کردہ غمت ز پردہ آہنگ در ہر سیر موی تے دل آرام</p>	<p>عقل از سر ما برفت و فرہنگ صد دل چو دل منت او نگ</p>

چوں سنگِ ذلی کئی تو من نیز در باغِ درآئے تابِ بسنی از دل بدر آکر و دستان دریاب که جاں بلب ریت نایم چو فراق تست چوں بائے لے فتنه دلبرال چیں چوں	بستم بدلِ حزنِ خود سنگ بر لاله و گل ز خون مارنگ وز سر بنه لے نگار من جنگ لے سرکش شوخ و دلبر شنگ پشتم ز غمان تست چوں جنگ در دامن رحمت ز دم چنگ
---	--

مپار دلم بحشم خوریز

بنشیں وز راه فتنه بر خیز

لے روئے تو بر قمر زده دق مشلے تو نیامد از نه و چپار ہم فتنه زلف تست مضمر گر من نشوم ترا بجای دوست گر زانکہ جفا کئی تو امروز من باتو نظر بپاک بازم لے دلبر جاں فرے سرکش	مویت ز عبیر برده رونق شاید کہ کئی تکبر الحق ہم شیوہ بچشم تست ملحق نام نہند حبس کہ احمق میکن کہ تراست دست مطلق زینہار کشش مرا بنا حق چوں بندہ تو شدم محقق
--	--

مپار دلم بحشم خوریز

بنشیں وز راه فتنه بر خیز

در لب صنما چو لعل نابی	در روی ہما چو آفتابی
در مسجد دل کند خرابی	محراب دو ابروئے کمانت
تو بامے و چنگی و ربابی	من با غنم و غصہ و شقت
بنگر تو خودش کہ بازیابی	در زلف تو جان بندہ گم شد
باماتو ہمیشہ در عتابی	آخر چہ خاست من چہ کردم
زیرا کہ مدام بر صوابی	حاشا کہ ز تو خطا بساید
محبوب حبیب شیخ و شابی	تنہا نہ حبیب مائی اے دوست
اگر طالب رحمت و ثوابی	یغمائے وجود کرد چشمست

مپار دلم بحشم خونریز
بنشیں و ذراہ رفتہ بر خیز

مے زلف تو دل کشاد و پرست	اے چشم تو دلربا و سرمست
وز عشق تو نیم داما مست	از ہجر تو نیم چو خساراں
جاں بر سر درد و غصہ نشست	قدت چو بناز و عثوہ بر خات
کز ما ببرد با کہ پیوست	آخر بنگر با بروانست
با غنم عشق روئے تو بہت	گر زانک دل تو نیست باما
پا در غنم تو بہت آراست	چوں دید دلم کہ چارہ نیست
اے جاں و رواں چو قمر از دست	مپسند جفا و جور چندیں

مپار دلم بحشم خونریز

بنشیں وز راہ رفتہ بر خیز

بر بست رواں جان مارا
ہم لطف و ترخے نگارا
چوں گوئے مزین دلم سوارا
یک ساعت کے کنی مدارا
دریاب مہا بتا خدا را
از غیرت پے کھم صبارا
بفرست بدرود ما دوارا
گویم کہ بسیار گو کہ یارا

چشم تو بجا دوئی نگارا
ہم رحمت و شفقتی و مہرے
در زلف کہ بہت پہچو چوگاں
آخر چہ شود اگر بعاشق
زینہار مرا مکش بقشود
گر باد صبا وزد بکویت
در درد دلم مدام جانا
ہر شام و سحر بیاذلفت

مپار دلم بحشم خونریز
بنشیں وز راہ رفتہ بر خیز

وز مومے تو در درون سودا ست
اونیز مگر ز عشق شیدا ست
آں رہن دیں مگر چلیپا ست
کال یار ز جان خود مہر ست
کز از سر عبد خویش بر خاست
ور زانکہ دل طیب با ما ست

از روئے تو روئے روح زیبا ست
آں زلف چرا بود پریشاں
زاں موبیاں چرا بندی
اے باد صبا بگو بیام
در گفتن اونکو نگہ کن
بنشینم و صبر پیش گیرم

برخیزم و دست یار گیرم	کز جمع بتان دل من او خواست
الفصل کجوش کای دل آزار	گویم سخن چو تہ تورا است

مپار دلم بچشم خونریز	
بنشین وز راہ فتنہ بر خیز	

آں زلف سیاہ پر فلکن میں	واں روئے چو ماہ پر فتن میں
تا بند و خواب عاشقاں را	در حلقہ زلف اہرمن میں
بخشائے دو چشم را بیا کی	و انگاہ رخ نگار من میں
در ہر طرف ز عشق رویش	جاں دادہ ہزار مرد و زن میں
در ہر طرف ز چشم جا دوش	افزوں ز ہزار راہزن میں
اے دوست تخم چو موشد از غم	یکبار بسا و حال تن میں
یکشب بدرم گذر کن آخر	نالیدن و زاری حسن میں
گذر ز جفا و جور و عشوہ	انصاف و زیر انجمن میں

مپار دلم بچشم خونریز	
بنشین وز راہ فتنہ بر خیز	

زلف شور انگیز او با مہر و مہ بازی کند	چشم سحر آمیز میں با فتنہ طناری کند
شرح حال بیدلاں از غمہ منتش ہر پس	کو یک دم صد ہزاراں کو غمازی کند
ہر کہ دید آں طرہ بر بالائے پیشانی گفت	ہندوی آشفتنہ میں تا ترک سر بازی کند

تاہم اے درد عشق سایہ بر من گسترید
مایہ دار عشق رویش مایہ محنت دہد
تا قبول زلف آں بت گشت جان پر غم
میروم از دست جویش تا در شاہ جہاں

بلبل ذہن منیرم دعوی بازی کند
اہلبی جان من میں باکہ انبازی کند
باز جانم ہر شبے در قید پروازی کند
آنکہ سم خوش او با سدرہ ہمزاری کند

شہسوارے کز بن دریا غبار انگیختست
تارک ترک فلک از طاق عرش انگیختست

چشم کا فرکیش او از دل مسلمان برد
اے کہ گفتی چارہ کن دل ز چشم وارہاں
قصد دل کردن روا نبود و لے مشوق
زلف عنبر نیز او باشد پریشان عجیب
من بدین شیوہ ندیدم ماہ روئے در جہاں
گر بقاشان چشیں رسمے بزد از صورتش
ظلمت غم از رواں جان محزونم مگر

مشکلات عقل را از تن باسانی برد
چارہ او چون کنم کو دل پریشانی برد
کو دست اینہا نذاذ از نادانی برد
کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد
کو بیک ساعت رواں ہر سوی جانی برد
در زماں آں حسنہا از صورت مانی برد
نور را ئے روشن آں لطف یزدانی برد

سرمدے کز فرط جویش نہر اندآب شد
بود تشنہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہرچہ پیش میکند ابرو باو یاری دہد
خطا و باشد موجبہ لیک مشکل ایں بود

آں عزیز مصر دل دایم مرا خواری دہد
کو چو بیند عاشقان را خط بیاری دہد

<p>بوسے زلف غنبریں آن نگار سرو قد اینچنین خورشید رونے من ندیدم در زیا من ز چشمال صدف ہزاراں صل در آوردم تا خود و خل روانم چوں بہ بنید مرا دلبران ظلمے کن در عہد ایں صاحبان</p>	<p>در مشام روح بوسے مشک تا ماری دہد کو بجاہ آسمانی غاشیہ داری دہد او ہمیشہ مر حسن را نا لہ داری دہد چشمہائے مست اور حال ہشیاری دہد آنکہ عدل نختہ را از تیغ بیداری دہد</p>
--	---

سرفرازے کو سزلے افسر و دیہیم گشت
 میران خلق عالم ہچو ابراہیم گشت

<p>آنکہ باز چرخ اندر راہ او پر می ہند مصدر افعال نیکو کف را درود من خسر و اندر خدش بند و میان چرخ گداز گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میسکند رخس او در مرغزائے چرخ چون جلا کند ہر کہ اندر دامن وے دست دل زد و امانا تا زبال را بر کشودم در بخش ہرزبا</p>	<p>و آنکہ شہا نہ فلک پیلے اوسری ہند تابع آن حرفیم کو اصل مصدر می ہند قیصر اندر درگہ او تاج و افسری ہند لیک خوش خوش نختہ ہر ترقی می ہند یک قلم بر قطب یک بر فرق محوری ہند آفتاب اندر کف او صترہ زر می ہند در دامن خاطر من چرخ گوہری ہند</p>
---	--

شد نشانی گر جیش ہر وہم پیدا بود
 لایق تخت قبا و مسند دارا بود

<p>لے کہ فتح و نصرت اندر ہر دست ہمرہ بود</p>	<p>وی کہ شیر چرخ از شمشیر تور و بہر بود</p>
--	---

آیت نصر من الله ورجبیت داما
تو سن تند فلک در زیران چوں وی
دشمن اندر روز حربت گرشود خود عالمی
عقل کل بر قد جا بست گرد و ز جامه
آسمان خرگاه جاه مایع فراش تست
با چنین جاه و جلالت با چنان رای نه
صد هزاران در جان پرورد بدست آختم

همچو نور آفتاب اندر حسین مه بود
در زبان اهل گردون جلد بسم الله بود
خنده طغر نواں دم جلگی قبه بود
از شعار حسن طلسن قدش کوه بود
بنده طبعش شد ندانچه درین خرکه بود
هر اگر شهپر نسوز اند عظیم البه بود
حق تعالی بر ضمیرم شاید و آگه بود

در مدحیت خاطر من شمع جان افروز باد

روز گارت دانا چوں عید چوں نوروز باد

سرور اختر سعادت بر سرست و دوار باد
شاهدان بخت را در کارگاه بے زوال
همچنان کاں جان پاکت بحر گوهر بار شد
دوستان از تنعم در نشاط خرمی
سرفرازا از عطا و بذل احسان گفت
زاد فی الطین نور نغمه می شود گر خواهی
رخش دولت گاه و بیکه در صحاری جبال

باغ اقبال جلالت داما پربار باد
سال ماه و روز و شب بارگاهت بار باد
همچنان کف سخایت ابرو تو بار باد
دشمنانت از غنا و غم بریز دار باد
مر مراد هر چه جبه و دستار باد
از صطبل خاص اسپه تنگ در زار باد
زیر زین غم و حرمت داما سیار باد

ناصرت در کار دینی رائے عقل مستفاد

حافظت در دار عقبی خالق جبار باد

چوں شود عالم دریں سیلاب غم صبر کم دل غایب و دلدار دور	ہم شتر غلطید و ہم رخت افقاد بخت ماسنگر چہ بد بخت افقاد
--	---

اے حسن مردانہ بر سختی عشق
دل بنہ کیں صاعقہ سخت افقاد

دوش دیدم دلبرے عیار کے شاہدے شنگے لطیفے چاہ کے خلوتے خوش بود از یاران جنس گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد صبر کردم تا شد اوست خراب دست در پائش زوم با صد ادب چوں گرفتم از لبش شفتا لوئے قصہ شلوارش چو کردم گفت ہے گفتن اے شاہ حسن از روی لطف گفت بے زر چوں رسی دریم ما اچہ چندا نیچہ بود از ما حضر چونکہ بستہ دیدم آں دم شیخ را در نشانم گفت ہی ہر حسیت اے برادر یازن کاری مداں	مہ رُخ شیریں بے دلدار کے فتنہ حیلت گرے خوشخوار کے بندہ و او بود دیگر یار کے لیک برد از پائے ہجر خار کے پیش رفتم چست از طرار کے تا کفم در نیم شب بازار کے حالے اندر جان سن ز دمار کے من ندیدم ہجو تو عن دمار کے رحم کن بر بند گال یکبار کے کے بیابی ذوق بے ایشار کے میش بردم بستہ در ایزار کے استادہ راست چل مسمار کے رو بساز از بہر خود افسار کے زانکہ بود بہتر از این کار کے
--	--

<p>یک نہاں گلگشت گرد چہاں صحرا کنی خلق اندر عشق خودے شمع رسوا کردہ لے کہ در عالم بحسن خویش لیسے لگشتہ خاک گشتم بر سر ہر کو فادہ ہر آنک فتنہ زوہیت شدم اے فتنہ انگیز جہاں مدعی بگد ز درد عشق او پسند مدہ</p>	<p>صد نہاراں زاہل را بیدل شید کنی بس کن آخر چند کس را ہچون سوا کنی چند چوں محبوں مرا گزشتہ بہر جا کنی ہو کہ یک رہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی وہ کہ تاکے خلق را بے دین دلچیں لکنی یا ہی خواہی کہ باز از سر مرا شید کنی</p>
--	--

چوں کم وصف جمال تو مرا گوید قریب
 اے حسن تاکے حدیث آں رخ ز بیا کنی

<p>رسید جان چہاں نے ز غیب زور ہی طویلہ گہرا ز دیج دل چو خاقانی امید واری من دفتر نیست تو بر تو نثار راہ سم خنک و خاک گلگونش</p>	<p>ہاں بہ بندگی جان خود فرستادم بصد دولت خاقان خود فرستادم بہ تحفہ کہ ز دیوان خود فرستادم گل سخن ز گلستان خود فرستادم</p>
--	--

ہزار جاں بھلائے دلش کہ دریائست
 کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

<p>تیرے تو بدیں قول وہد راست گواہی آتش زہ دور نکو از تن ماہی گرفت جہاں جملہ پیدی و سیاہی</p>	<p>تینت ز پے ضبط جہاں محبت قطعیت دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود اے چتر پید تو در آیات سیاست</p>
--	---

چوں شد حسن اندر ره اخلاص تو یکتا بادا بجاں قاعده کلک تو محکم اندر کف عدلت همه افلاک دستاره	نازد فلک اندر تن اویش تناهی حکم تو بر احوال جہاں آمر و ناهی واند پنه عدل تو شهری و سپاهی
قدر تو معظم تر از است که خواهد عمر تو فراوان تر از است که خواهی	
در پرده چه داری تو آن بونگار دسته بغریز او گزند همی وردی گفتی که بجائی تو از دولت تو اینک با آنکه بروں بردی رخت از نظر ظاہر ای خواجہ بقلعہ چند آن ور که خرمیستی	حال من بیچاره میدانی و می پوشی جلم به غریبان بخش گزاده می نوشی موقوف به بندغم در کنج فخر میوشی واند که درون دل پیوسته در آغوشی در چشم زلفیا دار آن روز که لبشوشی
بگذر حسن از دعوی کاشفت رخ ناہم در تو نزدند آتش بیوہ چہ سر جوشی	
یکے حکایت حال فلان دین سگفت نشانزد وقت ملاقات باز باغ ہشت ز چرخ نالہ برآمد چو او کشید کمان ولے چہ سود کہ یک عیب دارد آن سرہ	کہ شاد با وزہ ذات بار شاد آئیں برخت وقت حکایات آب در شیں بہر لرزہ برافاؤ چوں کشادگیں کہ ایں ہمہ ہنرش را فرو برد بہ زمیں
سوال کردم و گفتم بگو چہ عیبت آن	

بہشت بستہ اشارت نمود و گفت ہمیں

<p>ز خلق تحسین و ز کردگار احسانے بجل و عقد دو گوش دہند فرمانے ز دل تنوری سازم زودیدہ طوفانے بباد برد باد آب خود از پئے نانے</p>	<p>کے کہ خلق حسن یافت یافت ہر عت ولے کہ یک رمہ پارہ کند بات طمع ہاں کہتا شود اسباب حد و حرم حریق شوم بر آتش خود خاک آب بر سر آنک</p>
---	--

برائے ناں نکم پیش دست حق دانست
مگر کہ وقتے آئے خور و مسلمانے

<p>امان اہل ایماں باد آ میں ترا بر خط فرماں باد آ میں چروئے عید خداں باد آ میں بد اندیش تو قرباں باد آ میں فراز چرخ گرداں باد آ میں بہ وید اخضر خاں باد آ میں</p>	<p>شہنشاہ زمانہ دولت تو ہمہ عالم ز مشرق تا بہ مغرب جہاں در روئے تو اقبال یوسف دیں میداں بہر عیدے کہ باشد علوئے طالع شہزاد گانت ہمیشہ شادیت بادا مبارک</p>
---	---

ازاں چار اختر مسعود یارب
مدار چار ارکاں باد آ میں

<p>انچہ من بندہ حسن میگویم سخن امینست کہ من میگویم</p>	<p>خسرو ازراہ کرم بہ پذیرد سخن چوں سخن خسرو نیست</p>
--	--

ضابطہ دائرہ ملک علاء الدنیا تا کہ در دائرہ و نقطہ حدیثے گویند	که بدو دائرہ چرخ ہی گردد شاد فتح در دائرہ لشکر او حاضر باد
اے ہم از زور و ہم از روئے لقب نور رخسار تو شمع ہر نظر بردست آوردہ دانایاں سجد این توانی خواستی حال مرا	آمدہ ارکان این دولت اسد لفظ دربار تو جان ہر جسد وز کف تو بردہ دریا با حسد دل بدیں خستہ کہ گفتم می رسد
	خشم تو از خار خاری خستہ باد در گلویش افتادہ جیل من مَسَد
بخیل ز پے حرمت گذر کند ز سماح کہ اگر حلال بود ہم شنید نہ تواند	کہ خوب گفت بخیل این لطیفہ زمرے ازاں قبل کہ ندارد کرامتے کرے
	نہ صدق بود درو کو سرود گیرد ذوق نہ آں کرم کہ بہ مطرب بخشد او درے
فصل نوروز موسم پادہ است شیشہ نژدہ خاکیاں باشد زندگی چیت دل ہی دادن باد جاں پرورست اما باد	خاصہ روزے کہ باد ہا باشد کہ دراں شیشہ باد ہا باشد مرد باید کہ باد ہا باشد گر پے دال باد ہا باشد
	عقل از باد میسرود گو رو از نمش خمیر باد ہا باشد

خواجہ بر خیز یک دم از سر جاہ	کس چنین پائے بند جاہ نماند
یک بر سر دولت سفید نشد	بیج مو بر سرست سیاه نماند
چوں حواصل بہ دام گاہ آمد	بیج زانے بہ دام گاہ نماند
گاہ گاہے براں خطا ہایت	دم سردی چو دود آہ نماند

اے حسن توبہ آل زماں کر دی
کہ ترا قوت گناہ نماند

ہر کہ ترا نیک گفت نیم درم سنگ	بہ کہ مکافات او کنی تو ہنہا
خلق چو جام سلام نزد تو آرد	تو قدحے بیش بر احسن ہنہا

میکنند سوال از حرفے
کہ بہ تنصیف نقش می گیرد
بست چارست حرف نقش پذیر
کالہوام انچہ نقش بہ پذیرد

اے فضل تو تختہ شوئے نادانی ہا	عفو تو پذیرائے پشیمانی ہا
از لطف بکن کار پریشانم جمع	اے جمع کنندہ پریشانی ہا

اے یک نظرت طبیب بیماری ہا	ما یم گرفتار گرفتاری ہا
دشوار مرا بفضل آساں گرداں	اے فضل تو آساں کن دشواری ہا

صدر القیچے چوں لقب خاص تو نیست	ثلاثانی از وصدت یکاثلث دوست
--------------------------------	-----------------------------

بنگر چه نیکو لشت این جالقببت معنی غریبت دریں حرف بایست

(❖)

ماهیست ضمیر پاکت لے صد زماں کلکت ذنبے ولے نہ برحیں نشان
اینجاست ہفتہ نکتہ از لقببت الزماہ و ذنب مگر بروں آید آں

(❖)

دیدم پسرے کہ پائے مادر برداشت وز دست پدر کلاہ زبر سر داشت
بس دست برآورد پدر را بنشانند ہم بر سر آں پائے کہ مادر برداشت

(❖)

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند از لوح و فاش یک رقم باز نخواند
بر صفحہ دل ز خون دل قصہ خویش بنو شتم و پیشش بروم و باز نخواند

(❖)

جانا چو دلت نرم نگر دو دامن الا بہ نم دو دیئے گریا نم
گفتی کہ چنین سیل مرز از دیدہ در کوئے تو تا ہی رو و میرا نم

(❖)

ہر دم ز تو اشک من دگر گوں آید گاہے ہمہ آب و گہ ہمہ خوں آید
در شیوہ عشق تو ہی غلط جاں بینم کہ تا چگونہ بیسروں آید

(❖)

جانا گل اگر چه رایت حسن افراشت پندار و را چو باد باید پنداشت
گوید کہ قبائے لطف دارم چو تو چیت گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و شاد و خوش می آید با قافله مراد و خوش می آید
فصله خوشست بموسم گل اینک ہم اول روز باد و خوش می آید

— (❖) —

قمری پقنس ہوئے بتاں دارد بازاری ہر چہ زار ترمی زارد
گفتا کہ چہ پر سی کہ فرود آمد دوش او غفلت می کند کہ بیرون آرد

— (❖) —

غنجہ ز دروں چو گنج ز صرافان است شبم ز صفا چو صبح نظر افان است
گلزار کہ درست گل رنگیں گرد گویا کہ محلہ سپر افان است

— (❖) —

امروز صبار از قدم ہا ہے بہار در علم حدیث ہو گوئی تکرار
کہ با خورشید در مشارق جنید گاہے بر چید از گل اخبار شمار

— (❖) —

بر خاست بت سنگد لے سیم برم چوں سیم نما نہ یک درم سنگ برم
چوں سیم و چو زر چہ گراں سنگم لیک گر بے زر و بے سیم روم سنگ خرم

— (❖) —

دیوان برسانت چو فرماں باشد گر بخل کنم مایہ حراماں باشد
تو واحد عہدی ز کرام کر ماں نزد تو سخن زیرہ بکراماں باشد

— (❖) —

یالیت ہزار جاں بہ تن داشتے تا در قدم شاہ زمیں داشتے

بغداد چو حبلآب شد زین حسرت کائے کاش خنیں حلیفہ من داشتے

(❖)

اے خلق مبارک تو حاں پر در خلق وز عدل تو جو شن ماں در بر خلق
خواہند ہمہ خلق ز حق تا باشی تو سایہ حق و سایہ بر سر خلق

(❖)

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد نوبت نوبت فلک بیائے تو فاد
تپانج بودن ساز راقوت وقت اسلام بہ پنج نوبت قاسم باد

(❖)

کارے کہ دل مبارک سلطان بخت آں خواستہ را خدائے می آر درست
در ملک موافق ترازیں کار کجاست کاندیشہ تو موافق حکم خداست

(❖)

دارم د لکے غمیں بیامرز و میسر صد واقعہ در کہیں بیامرز و میسر
شرمندہ شوم اگر پیر سی علم اے اکرم اگر میں بیامرز و میسر

(❖)

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود واندر دل تو غیر جفاے نہ بود
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک باران بہار را بقائے نہ بود

(❖)

دارم دل دوں و سر چہ پیش تو کشم لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد بخشیدہ تست ہر چہ پیش تو کشم

جانا به کرم یک نظرے بر جانم کز طالع خود چو سبغ سرگردانم
من بیچ ندانم بجز از غم خوردن یک بار بگو که غم مخور من دانم

(*)

اے روئے تو دلنہا اذاجلیہا گیسوئے تو واللیل اذایغشیہا
اے عقل تو سربنہ بگو کہ طاہا طاہا کال قبلہ ماست قبلۃ ترضیہا

(*)

یک تربیت تو یا منتم می یویم - دنبال دگر
حال دل خود بجفتم و می گویم - احوال دگر
صد سالہ حیات تو مقرر کشتہ - در روز ازل
از فضل خدا و بعد ازیں می جویم - صد سال دگر

(*)

دل یافت نسیم جاں فزا در شب گیر - یعنی بویت
کردست بہ رفتن گلستان تدبیر - یعنی کویت
چوں کرد مرا بہ سار گہ دیوانہ - یعنی رویت
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر - یعنی مویت

(*)

غافل مرواے حسن دریں رہ زہار بین السعدین است مہدت ہمدار
زاں گو نہ کہ ایچ بودہ اول بار صد بارہ ازاں ایچ تری آخر کار

(*)

اگر نام تو نقش دفتر افلاک است ہم از ورق حیات روزے پاک است
اگر نوح ہزار سال در عالم زیست شد چند ہزار سال کاغذ خاک است

(*)

امروز کہ گل شد است دفتر پرداز کرد است صبا ورق شمردن آغاز

جلہ ورق شاخ چو سر بالا شد غنچہ چو حساب عقل می گیر و باز

(❖)

برابر فرو میسر و داین غم که مراست در صبح اثر می کند این دم که مراست
گویند مرا که صبر کن در غم یار اندازد صبر نیست این غم که مراست

(❖)

عاشق چو شنیدست که رفتی به کتاب از دیده می ریخت سحر که می ناب
از پرده چشم خویش بهر سفرست می دوخت به سوزن مژده جامه خواب

(❖)

ای یار بیا بیار پیوندا حسر با یار مرا بسیار خردند آخر
اگر دولت آن نیست که میرم پیشیت این محنت بے تو زیستن چند آخر

(❖)

هر صبح دمی واقعه با سنگر از آتش بھر سوخته جان و جگر
آه من صفتم در غم آن آه سنگر با سوختگی کوفت گیاره بر سر

(❖)

ما آیت هجران ترا بر خواندیم جان و دل خوشتن بگویت ماندیم
اے آئینه دلالت به کام غم نیست امروز تو کام دل خویش را ما را ندیم

(❖)

در عشوه چرخ ای صبح تقصیر نیست در رفتن عمر ای صبح تاخیر نیست
هر چند بگردم حیل هر می آیم جز فضل خدا ای صبح تدبیر نیست

مفرد بجز روئے در سفر می آرد چندی دل و جان زیر و زبری آرد
برمی دارد دل از همه چه توان کرد کشتی گیرست و سنگ برمی آرد

— (❖) —

چرخ از دل من تمام بر بود نشاط عمرست کیش روی نه نمود نشاط
باغچه بسازم چسکنم پندارم یک خادم گریز پا بود نشاط

— (❖) —

دل را غم یا رخا خدایه دگرست تقوی و صلاحیت شعایه دگرست
مشغول شدن بدو شعایه دگرست بیرون زمانه و روزه کایه دگرست

— (❖) —

تعلیست به از هزار فیروزه ترا خواهم بصد هزار در یوزه ترا
گفتی مه روزه است اینها کم گوئی یک بوسه به ثواب سی روزه ترا

— (❖) —

بقال بجز از همه شوخاں شنگ است بروی همه چیز هست شکر تنگ است
می گفت کسی بدو که سنگش قلب است بر قلب بد او حدیث قلش سنگ است

— (❖) —

جانا ستم تو بر که و مه بگذشت دستان وفای تو ازین ده بگذشت
گفتی شنبه بیایم آخر شد مه از وعده تو چهارشنبه بگذشت

— (❖) —

دل تنگ شوالی حسن از شته دوں دارند هنر کم و مبالغات فزوں

گر لاف زنند قاتل عندهم فاصح هر طائفه بما لایحه فرحون

— (❖) —

دل بسته و بوسه نه فروخته سود از دکان خویش را سوخته
داد و ستد است کار بازرگانان آخر پذیرای هیچ، نیا موخته

— (❖) —

وزد آمد و گرد خانه ام جولاں کرد نظاره افلاس نقش حیران کرد
یک جامه نو یافت یک دانه جو شرمنده او هم شده ام چه توان کرد

— (❖) —

هنگام جوانی که چو گل بشگفتم هم آخر کار راه رفتن رستیم
هرگز نه بود میان ما و پیری پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

— (❖) —

مخل مردی در خرطن و طاعون برخاسته اش هر کس از مناعون
منهی صفتی ز جمله سماعون در طائفه و یمنعون الماعون

— (❖) —

داری خط و لب از کرم یزدانی چو لعل ترو ز مرد ریحانی
مارا به یک بوسه چه می رنجانی آخر پسر خواجه بازرگانی

— (❖) —

ای ترک اگر مرا اسیر تو کنند پایت بوسم چو دستگیر تو کنند
جانم بدف ناوک شرکانت ساز آل روز که استخوان تیر تو کنند

عرضه که تو داده در آن عرصه دشت
چیراں تو بود حور و جنت هر هشت
ابروی ترا رجو کماں گوشه گبست
چشمت بارے سلامت از تیرگزشت

————— (❖) —————

جانا بخ تو که مه در آن حیران است
میزان صفت از دوروی نور افشان است
هر طره برو چو سنبله می بینم
از سنبله بگریزای همان میسران است

————— (❖) —————

امشب منم از شکل مه نوحیران
آل کوکب رخشنده بگرد و قران
گوئی که فرو خنژید روز جولان
یک میخ زرد از لعل سمند سلطان

————— (❖) —————

با آن که نه ایم ماز دنیا داران
خوایم به پیش چشم نعمت خوالان
با این همه شکر باید کردن
بسیار نحو تریم از بسیاران

————— (❖) —————

شطرنج کز و هیز از منصوبه کشاد
قائم به یکے دگر نیار و استاد
شده را چون زار فیل در دست افتاد
این تعبیه تا قیامتش باقی باد

————— (❖) —————

دایم دل خود به معصیت شاد کنی
چون غم رسد تهنه ز فریاد کنی
دنیا ز تو رفته و ترا دعوی ترک
کن بخشک پریده را چه آزاد کنی

————— (❖) —————

مایم زلف غم جگر تافتها
باسله درد تو دریا ففتها

جانا بمراد خود مکن چندیں جور بر طائفہ مراد نایافتہ

(❖)

زرخواست بتے کہ ساعدش سمین است گوئیم کجا است ز سخن اندر دین است
اینک سُخ چوں زرو شرک چوں سیم ہر سیم وزرے کہ ہست مارا این است

(❖)

بکشائے دگر بہ زنی و لطف دہاں دل را ز کف حرص و حسد باز رہاں
بامردم و مردمی جہاں خوش باشد بے مردم خود نمی توان دید جہاں

(❖)

اے گاہ تخم سوختہ چوں سوختہ عود گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ز بخت ناساختہ کار با سوختہا ساختہ می باید بود

(❖)

شیری تو چہ شیر گویت شیر زنی بس شیر دل و شیر و شش و شیر فزی
یک شیر نہ دہ شیر نہ دیدم صد شیر تو شیر ز شیراں جہاں شیر تری

(❖)

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں بنواز و بخوان وصل پیوست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت چوں میدانی کہ خواندنی ہست بخواں

(❖)

نام بت من بیا با خلاص تمام در فاتحہ فکر کن مجہیروں آر

(❖)

محمد گریوں آری زاحسد روا باشد کہ هست احمد محمد

(❖)
 لطف خدا کہ برہمہ واجب سلامت گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

(❖)
 یک حرف تو صد صباح آدم نور یک حرف تو بہشت غلہ را ما یہ سور
 حرف سویمی چیل ولی را دستور زان چار چار رکن عالم معسور

(❖)
 گل آمد و بوئے او ندارد چہ کخم چوں آب زجئے او ندارد چہ کخم
 دی دفتر گل ورق ورق می کوم یک نسخہ زروئے او ندارد چہ کخم

(❖)
 گرمے دہی از دو زر گس مستم وہ وز مشک از ان دو زلف چوں شستم وہ
 زلف تو کہ نامہ مرا می ماند انکار قیامت در دستم وہ

(❖)
 با قاضی عشق داوری پیہود است کورا ہمہ حکمائے نایق بود است
 زانگاہ کہ ماجرائے ما بشنود است غم را و مرا ملازمت فرمود است

(❖)
 از مکید کہنہ نوبہ نو غم دیدم یارے کہ بغم یار بود کم دیدم
 یک چند ز دیدم دست در دامن صبر لے صبر گر نیپا ترا ہم دیدم

(❖)

چند از می غم مست نشینم بے خود من بے دل و ایں دل خرم بے خود
من بے تو ہزار بار دیدم خود را روزے باشد ترا بے سینم بے خود

(❖)

از غنچہ آں دہن دل من باغ است از زلف تو در سینہ من صد داغ است
طوطی لبست را بہ سخن نتواں داشت بر زلف تو دست کس نیابد ز داغ است

(❖)

در جہد تو اے دوست وفائے نہ بود کا نذر دل تو غیر جفاے نہ بود
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک باران بہار را بقتائے نہ بود

(❖)

دعویٰ چہ کنی بہ حسن چندان اے باغ آں عکس رخ گل مراد اں اے باغ
تو ہمیش نہ ازو پس این گلہارا بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

(❖)

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو اے دیدہ و
جاں میدہمت ہم بہ بہائے اول نہ فروشی کہ بوی مشک
.....

(❖)

دوش آمد و زلف غبریں بر سر دست در بر شکستہ شکستہ لایمی بست
گفتم ز بزم زلف چوں مست تو دست خندید کہ نازدہ چہ می گوی است

(❖)

سبزہ ز خط ترش دبیری آموخت گل باز رفت اوراق حریری آموخت

دل را گفتم کہ سحر گیر از چشمش زلفش بگرفت و ماندگیری آموخت

(❖)

گفتم بہ نهم زرے کہ در چنگ آید از بہر کفن چو پائے در سنگ آید
آں خواجہ کہ نان و جامہ داد بہ سال آں روز بہر یک کفن تنگ آید

(❖)

معزمت و ملک اے عزیز کردہ حق مدار دولت الغ خاں سر بہ خاں
بر آمدی و گرفتنی جہاں بنام ایزد چو آفتاب کہ طالع شود زرافشاں
دریں سراچہ شش روزہ زیر بخت طیق تو میزبان کریمی و حسیق مہاں
مخالفتان تو از عہد خود پیشانند چنان کہ مرگ بخند و براں پشیمان
بماندہ اند بریشال حد و چو تخم ہیود کہ ایسح تخم مبادا از اں پریشان
دعائے عمر تو گویم کہ اندراں صورت دعائے خود کنم و جسدہ مسلمان
خدا بتی خدا از ہمہ نگہبان خدات در سفر و در حضر نگہباں باد
ہمیشہ بر سر تو باد سایہ سلطان کہ اوست سایہ سبحان و چشم سلطاناں

(❖)

نوز فلک مستوح خواہم شدہ را افزونی عقل و روح خواہم شدہ را
بگر نوح ہزار سال در عالم زیست من عسہ ہزار نوح خواہم شدہ را

(❖)

گل آمد و مستح نامہ شب بوست در پوست نمی گنجد و جائے آں بہت
یک مژدہ کہ داد جاہ تو بر تو یافت یک خوشخبر کہ گفت زرا بہر بہت

لے شاہ بخلق تو چہ ماند گل لعل از ہر ورقے میج تو خواند گل لعل
چوں خندہ زناں روا کنی تنگہ زر گوئی کہ بہار می فتاند گل لعل

(❖)

در خدمت شایستہ کمر بستن گل وز بخشش بے کراں است زر بستن گل
بر شادی شاہ قبہ می بند دباغ انگاہ رو و ببین بسر بستن گل

(❖)

در شادی شہزادہ خضر خاں بنگر برقبہ چرخ آفتاب اسپر زر
بادا ہمہ زیں سراچہ اش عشرتہا آراستہ تادامن روز محشر

(❖)

العیش کہ عیش بیکراںست امروز شادی شہنشاہ جہانست امروز
الیاس بخلق می دہد ثمرت خاص یعنی کہ شہی زان خضر خانست امروز

(❖)

شہزادہ خضر خاں چوں سکندر رشاد خضریت کہ از سکندر زانی زاد
آخلق کند ز خضر و اسکندر یاد این خضر بدان سکندر از زانی باد

(❖)

شہزادہ مبارک کہ شہ گیمہان است خان ایست کہ تاج مرصع خاقان است
خدی کہ دلیل بخت تہواں دانست در روئے مبارک مبارک خان است

(❖)

شہزادہ کہ شادی دل سلطان است شادی کہ شہاں کنند شادی آن است

تا بہت جہاں شادی شادی خاں باد چوں شادی جاہنامہ از شادی خان است

— (❖) —

تا بہت جہاں فرید حناں خواہد بود از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید الحق کہ یگانہ جہاں خواہد بود

— (❖) —

شہزادہ ابوبکر کہ خاں ایست عزیز باسحق جہاں صدق نہاں دارونیز
ابوبکر کہ او حلیفہ اول بود بخشید بدیں خلیفہ زادہ ہمہ چیز

— (❖) —

شہزادہ عسمر مار دوراں بادا موصوف بہ عدل و بذل سلطان بادا
شاہی کہ کند شاہ عمر عدل امروز یک یک مدد عمر خاں بادا

— (❖) —

زاں گوئد کہ یافت در بنی عثمان راہ آثار بنی گرفت زیں عشاں جاہ
تا در عالم مناقب عثمان بہست باقی بادا مراتب عشاں شاہ

— (❖) —

شہزادہ علی شیر شہ عالی رائے چوں نام علیت نام اوروح فزائے
تا در ہمہ نسخا علی شیر خداست ناظر بادا پداں علی شیر خداے

— (❖) —

شاہی کہ بہ اتفاق شاہنشاہ است رایش ز بدو نیک جہاں آگاہ است
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است ہم خلق کریم او شفاعت خواہ است

شاہے کہ بہ اوج فلکش دست راست
 باخضر چہ پایہ زیستن ہم است
 آمد چو خضر خاش ہمایوں پسرے
 در عالم ہمیں سعادت اور است بس است

(❖)

العیش کہ حق نعمت ایماں بخشید
 ملک عرب عجم بہ سلطان بخشید
 آراستہ شد قصیدہ ملک بہ شاہ
 شہ بیت سعادت بہ خضر خان بخشید

(❖)

خال را گلہ بخت مبارک بادا
 بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا
 چوں بیت سعادتش موافق افتاد
 این نقبتش نیز مبارک بادا

(❖)

شاہے کہ رخ اوست سوئے دولت دیں
 بر پیل نہاد زیں زبے رائے متیں
 پیل از بہت شکوہ خود فرے داشت
 شہ میں کہ مزید کرد با او فرزیں

(❖)

جز بر در شہ کس این قدر پیل ندید
 پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
 زیں گونہ کہ فوج فوج می آید پیل
 والله کہ کسے طیر ابابیل ندید

(❖)

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی
 بگرفت ز نور چہرہ ات زیبائی
 اقبال ترا تعبیه ملک آموخت
 تاہر طر فے کہ رخ نہی بکشانئی

(❖)

ماہم زلف غم جگر آفتگاں
 باسلہ درد تو دریا فغاں

جاناں بہ مراد خود کن چندیں جو برطائف مراد نایاں فکاں

(❖)

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوه ہم باغ جمال یافت ہم کوہ شکوہ
چوں کوہ ہمہ لالہ بہ دامن دارو ز ایں پس من دوست عشرت دامن کوہ

(❖)

چوں ریخت ز ژالہ آسمان ہرہ یستم پیدا شدہ ابرما پر گندہ چو پشتم
ہم غنچہ شد از زرفراواں پر دل ہم باغ ز بسیاری ز گس پر چشم

(❖)

گفتی کہ مرا باغ و زرو کا نشانہ است آں کز تو بجز تو طلبید دیوانہ است
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است باروئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

(❖)

چشم ز غمت دوش ہمہ خون نگیخت باران سر شکم آبروئے جلوہ ریخت
خوں گرچہ ز باران سر شکم بگریخت بیچارہ بہ ناودان شرکاں آویخت

(❖)

اے دل ز لبش شکر و قدے می سائ وز زلف دماز او کندے می ساز
کار تو بیاں دہان زلف افتاد است در جہاں چہ بود بہ تنگ بندے می ساز

(❖)

عاشق چو بہ پہنائی دل می بسند بر عشوہ چرخ شادی شیند
تو روشنی صبح مگر ہر صبح کز چرخ چگونہ مہرہ برمی چسبند

آں دور نویس کو دک تلمبیس ہر چند کہ نقش بادست چوں دلفنیں
نموشہ خطے کہ دور شد بر رخ او ہست ایں ہمہ فریاد من از دور نویس

(❖)

مخاضہ چشم آں بت حور نژاد شب ہماں بود و من بدایں ہماں شاد
صبح آمد اورفت من اندر فریاد خانہ نبود بہ جز بہ ہماں آباد

(❖)

گر آب ترم موج زند دریاوش گہ آتش سینہ سیدہ را دارد خوش
با ایں ہمہ گنج عشقت اندر دل ما چندانت کہ نہ آب بود نہ آتش

(❖)

گردوں کہ بجال زار من خون نکشد یک غم ز درون سینہ بیروں نکشد
ایں غصہ کہ گردوں نکشد از دروش باریت بریں دلم کہ گردوں نکشد

(❖)

لے گاہ تخم بہ سوخت چوں سوختہ عود گہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ریختہ نا ساختہ کار با سوختگان ساختہ می باید بود

(❖)

اشتر ز بہ نہ ہر شتر شیر نراست ایں بیت شتر میں کہ شتر بر شتر است
تا چند شتر شتر شتر را چہ محل احسانت نہ یک شتر شتر بر شتر است

(❖)

بر پیل نشیں پیل تنایل براں تو پیل وشی پیل صفت پیل تو اں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہیت یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

(❖)

آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت کیبار غناں ز نامراداں بر تافت
گفتم کیے بوسہ بہ درویشاں بخش چنڈاں کہ نفس زویم توفیق نیافت

(❖)

امروز خلاصہ زمن جز من کہیت در حُسن ملاقات حسن جز من کہیت
از انجم و انجمن منم نجم ہمین کا خبر بنگر در انجمن جز من کہیت

(❖)

از آتش آب و باد و خاک ست بشر من ز آتش آب و باد و خاکم بر تر
روح نہ ز خاک و آب و باد و آتش بر آتش آب و باد و خاکم چہ گزر

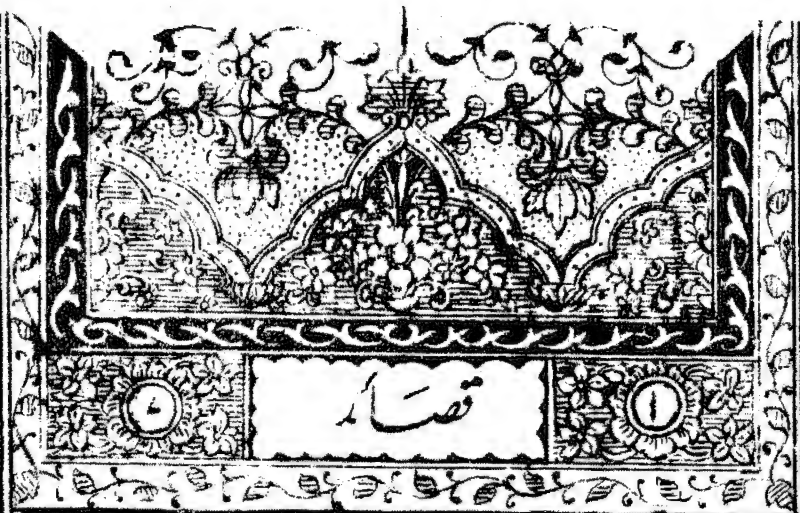
(❖)

فرزند عزیزت بہ امیری بر ساد در ہر ہنرے بہ بے نظیری بر ساد
این بخشش غیب ہست از حکم ازل ہم در نظر پیر بہ پیروی بر ساد

(❖)

ہم لے اوج مالک علای دنیا و دیں فگندہ سایہ انصاف بر زبان و زیں
ہمیشہ تا بجہاں از ہم لے ذکر کنند جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آیں

══════ ❖ ══════



رویت الف

۴۸

۱

شبه که ممد و من بود فیض فضل خدا
شبه چگونه شبه من ز دست تیری طبع
شبه چگونه شبه بر خلاف عادت عرف
شبه چگونه شبه بر سماع دعوت من
زین مثال فرو مانده من منادی غیب
که خیر بر حسب این ندای مطرا کن
با هم حق ز سر سرخسینه کا سگمایل
مرا بشربت این وعظ امید صحت شد
طیب چون بکشاید در دو اسازی
هزار معنی نو یافتیم ز آلف غیب
ازین قصیده خواندم بر آسمان یکست

به اشت یک نفسم از غره نفس جدا
زیاد در آمده و دستگیر فضل خدا
گهر قرین خس و شاه بمنشین گدا
سپهر حریخ زده صبحم دریده ردا
بگوش بهوش من از آسمان سازه ندا
هوای گل زند است چو روی گل زندا
بدین طریق بنج عظیم یم یافت
که اندک دل بیمار من گرفت غذا
در آں مقابله خست و دواع خواهد دا
بنگش که ادا کرد نیست حسن ادا
ز نفث گنبدش حنث خاست گاه صدا

زکا و کا و خاتم چہ غم کہ عصمت حق
 عجب مدار ایں یک شبہ جواہرین
 شنیدہ باشی لوئے ز نفختہ الریحان
 حسن بقاعدہ اصل شو چہ فیض است ایں
 شبکہ ذکر وے اندر ثبات ایں پیوست
 تمام چہرہ شب داشت نگ و می بلال
 شب دراز من اندر نظر آ رہ گدول
 خیال اینک ایز آئینہ یک صورت
 نخت مرکب بہرام آن شکافہ سُم
 عظیم سخت سرو سخت نرم دم رخنہ
 رسیدہ بر پے او چار پایہ دیگر
 گچہ بختن بجا رہ گزار وہ شاخ
 دگر بصف دور و فوجی زرق و فلق
 ز شول آن شجرہ ہر عجب ہدایم
 پدید شدہ دگر آب کار مد بر طبع
 کر یہ کثر و آن پنج پاک علت است
 اسد ہمہ حسد ال بد مزاج کافر چشم
 کشادہ موئے ز سر سبیل بقوت کرم
 دو کفہ دگر آنجا اگر چہ ظاہر داشت

بندہ باشد بیغی و بیخیر مرشد
 چگونہ ساخت بیک شب چنان افسد
 حدیث نغمہ سدا و اور حمد و ثنا
 ز سر گوئی و نغمہ رسا نش از مبد
 چگونہ شب شب تیرہ تراز شب یلدا
 و یک کام سحر بوئے درد بود روا
 شدہ ز جملہ جہاں فرد چشم بر فردا
 بود بریں دل تاریک شدہ زنگ روا
 بدیں شگفتہ چرا گاہ سبز شد پیدا
 فرد ز ہیئت اضداد او شدہ شیدا
 کہ پایہ پایہ بغیر نو درد دلم سودا
 گچہ بکار غریبے لکزدہ عمدا
 بشکل حور کمر بستہ بام او دردا
 کہ یہ سچ خوشہ جوزانہ ہم من جوزا
 برو ہمیشہ کیے زگر نیکار افزا
 چونچہ اسد آفت رساں و عمر گزا
 کہ قتل کاؤ اسلام نزد او ست غزا
 دروں ولے شدہ جو جو روش غزا
 عدالتی ہم نام دسویتے بازا

و المعنی چوں خوئے ناسزایاں کژ
 زبے ترازوئے انصاف باد و پندل
 دگر که کشد دے الحق گزندہ تر ز نماں
 کمان چرخ پے فتنه زه شده که گریز
 بُری که سبز او آسمان شبان حلست
 نداد گو بیکی پشت آب تا داند
 نشانی شده اندر صف جفایاں
 منازل به ازاں شکر بلا فوج
 بدان شدم که دهم شرح آن دگر بهیم
 زمیندوی فلک احوال بخت من تیر
 ز ترک تازی میخ و کیسه سازی مهر
 خسه که دور قمر پیش ازاں که می باشد
 بخلق رخصه ناپسند و کلک تیر از بهیم
 جفائے لیس همه را که توانم و که هست
 سپهر صیت و بستان فتنه را لوح
 برو گناشته شعری معطل از همه چیز
 تمام شب من ناله ز چرخ و آبسم او

بعدل فرق نکرده ز ناسزا و سزا
 که این سرش همه نزل است و آن سر تیز
 ز زور ز سرش گزیده ماراف
 زشت آفت او و اجابت تیر آسا
 از و چگونه که را بود امید کشا
 تعلّقش بد و تارشته صبح و مسا
 کشیده شکر غم بر دل ستم فرسا
 مقدمه شریطن آمدت و ساقه رسا
 مساحت کتم انشاء و حله انشا
 ز شتری همه ایام عیش من چو عشا
 شدت طالع من زین و چشمه چشم کشا
 میان کاه خس بر کران کوه حصا
 هجاں نموده که سرعون را نموده حصا
 بروں ز دانه حصه در خط احصا
 کو اکبش همه از بر کنای بحرف هجا
 به حسن مدح درو بیسم و فتح هجا
 رسیده اند به هفت اخترم به هفت اعضا

همین قدر در این فصل نظم یافته بود
 که ناگهان درے از جنس باز کرد و قضا

رسید وقت صبح و وزید باد صبا
 شد ز کثرت انوار و غایت پاکی
 رکاب خمر و انجم روانه شد اینک
 چمن نموده دوصد جام گل نمید
 می شبانه خور دهنده خوش از لب کاس
 یکے خلیفه ملک معانی آمد جام
 نزدیک خلف آراستہ چوبنت لکرم
 زیائے باد طلب جشن عیش و ادا
 صیرج گویم عیسی چو پامداد شود
 ز بوسج چنان گشت بگل الطیف
 به لاله میں در قے کاغذی سیاہی زد
 دم طرب که زنی آن طلال گیر چو تیغ
 شراب لعل طلب خامه آن را که فلک
 کنوں که صبح برآمدے مصفا جوے
 بردن قتاد ز خمیانه فلک جرے
 فروشت چو سلطان شام ازاد هم
 سر از ریچہ بردن کرد شاه شرق
 خیال دیو چو شہتہ از بسیط جہاں
 چو زیر پائے عم پست گشت صورت زشت

سپہ سبز گل گشت و کوہ زرد قبا
 فلک مدینہ اسلام و صبح کوی قبا
 خروس ہر طرنی در خوشن چون قبا
 فلک کشیدہ یکے خوان زر بغیر ابا
 ترش گرفت چہ شینے چو کاسہ سبکا
 دلیل کفر بود از چنان خلیفہ ابا
 ہزار سال ز چار اہمستات ہفت ابا
 بوقت آنکہ برآمد وصل گرد و پا
 صبحیانہ سبک و در نوش دیریا
 کہ لعل گشت از دجملہ کہہ سرتیا
 چو کود کے کہ بہ مکتب فرستدش یلیا
 غم جہاں کہ خوری آن حرام و اچ رہا
 بدل کند شبہ خویش را بکجا رہا
 و گر نہ عیش مکر کنی و سر رہا
 بشکل چو تہ را بہ رنگ چوں رہا
 سوار گشت شہنشاہ صبح بر شہا
 پدید گشت ز سر عشق بازی رہا
 جمال داد از ایوان جم عروس سما
 بجلوہ دست بر آورد لبت زیبا

بلکہ این دگر آں بود کہ بخت اند
 تہر کی ز پے چیزے آفریدہ شد
 برائے قلعہ شود است ناوہ صالح
 یکے است محض کرم نام ابوسیم
 یکیت تا بہ ابید اثر چو باد سوم
 چونک در نگری در ہر آدمی ہمہ است
 چنانکہ کو کبہ صبح دم دلیل کند
 نوائے فاختہ و برگ تازہ گل شرح
 صدائے نوبت آوائے نوش نوش لبان
 تو بہرہ طلب و ز پیالہ میداں کن
 برائے تسلیت جان تافتہ جگراں
 شب در اندوشتاں چرخ دہانی
 یکے شراہ گلریز بختہ بہ زمیں
 فلک پیچہ خورشید خون دل آفتلان
 برو گواہ چه حاجت بود در صورت
 ہمہ معاملات او بصدق بازاید
 ز بہرہ نمہ آہنگ آنکہ او دارد
 فلک کہ گوہر خود را بر بخت بنداری
 خزینہ ہائے فلک سر بہرقت آسرت

بکار گاہ ازل ہم گلیسم و ہم دیبا
 یکے نشانہ راحت یکے نشان بلا
 ہر اے ہمہ رسولت ناوہ غضبا
 یکیت مایہ نکبت خطاب او نکبا
 یکیت ہم ز ازل خوش نفس چو باد صبا
 نشان فتح و صباحت ہم از اوان صبا
 کہ شاہ شرق بروں تاخت آورند لوا
 صومیاں را ترتیب کرد و برگ و توا
 ہزار بار مرافق شتر از ہزار آوا
 چو ساخت شاہ افق قصر سبزہ را ماوا
 بہ از شام کافور صبح غنیمت دوا
 چنانکہ میل جو امان بود بہرہ دہوا
 یکے ستارہ آتش گذشتہ بہ ہوا
 رواں بر بخت چنانخوں کہ داشت روا
 از آنکہ سرخی شمشیر بوسست گوا
 تخت اگر چه غلوئے کنند را غوا
 گرفت مرغ سحر یا دینست فہن و ذکا
 نکاح دختر نقش است و عقد ابن ذکا
 نصیب صبح کہ یکہ میان خج و جوا

کشید هشت کشور کشائے روی روز
 ز تیغ های سحر در گریز خیل نجوم
 نمود روشنم این نکته کا سماں صبح
 عجائب فلکی را انتظار می کردم
 درین نظاره خیال نگار در نظم
 بر این خیال خطاب من آنکه تا کنی
 دهن خم بکشا باد و دادم ده
 چه خفته اید عرفان باده کش که کشید
 بصبح صادق بیدار خوش مطلع او
 رواں چو باد بباده قریب بایش
 نه خوش بود که رود در ایگان حسن وقت

نماند زنگی شب را هیچ جا سنج
 همه بزاویه غم سرب ساخته لطا
 کند ز صفت آبسم یک صفت میجا
 غرایب فکر اندر ضمیر یافت جا
 گه پدید گئی ناپدید مسجوسها
 من ز پائے در افتاده ز دست
 که بر نهیسم چیر ز دانش وز دها
 زمانه مهر ز راز دهن اثر دها
 خلاف شعر که هست احسن او اکتها
 بد اصف که قریب است دان بدها
 که کس نیافت همه عروقت خوش بها

عروس صبح بدین خوبی و تری آنکه
 مزید کرده بروز یور بهار بها

۴۹

۳

چه شد که آن گلگون نیادری بر ما
 خنک بود اگر آهستگی کند سر ما
 اثر همی کند از آفتاب می گرما
 بر آنکه ذبح کند بزه ثمین سما
 که یافت است زهر برج پایه اسما

کنون که لشکر غم صفت کشید بر ما
 چو در رسید بهار خسته گرما گرم
 چه التفات ز سرمائے گل که در مجلس
 در آفتاب نگر بر کشیده تیغ تیز
 حل ز آفت عین الکمال تمی

چو رنگ لاله بوی سمن گرفت جہاں
 مے طلب کہ نمودار رنگ بہر نام
 چو گل بر آرزو صف طرب نشای عیش
 یکے نظارہ نورستگان بتاں کن
 گل از جواہر شبنم چو تخت کینخرو
 نماز اطراف سیستان ناگویند
 بنفشہ کیست چو خاتون گل جمال ہر
 بصمن باغ بر افروخت گل سوری
 بہ غنچہ بین صبہ نو بہر گل خفتہ
 چو خوش بے است گل اما وفاند ارہج
 زمانہ در ہمہ روئے زمین سوسن و گل
 نظر پیچ نظارہ نمیکند زرگس
 ہوا کہ عطر طرازست از کجاست مگر
 چہ می کشای چندین شاع مشک اے
 بہار از گل و مل باغ آدم و حواست
 گل شگفتہ مگر گفت شرح کجی الارض
 بہار را چہ دہم شرح بو بط پنداری
 غرض اقامت سروسر و بار گئے چمن
 بنفشہ پشت خمیدہ سری فرو کردہ

می چو لاله طلب از بت سمن سیما
 ہماں شمائل اس ہفت گنبد شاما
 کہ چند گاہ نمازند نشان ماوشما
 زابر باد بہاری گرفت نشو و نما
 چمن زرگس جام جہاں نمای نما
 بنفشہ روز و شب اندر رکوع مست و نما
 میان صف کمر بستگان یکے داما
 ہزار شعلہ آتش ز چند قطرہ ما
 چو طفلک کہ گہوارہ بندوشش ما
 خوش آنکے کہ نگونی و رآخرش از ما
 مثال داد بہ تشریح و سنگ و ما
 کجا رود چہ کس سخت علیست عا
 رسید محل مشک از طراز و ازینما
 اگر ولایت نیم نکر دہ یغما
 چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خما
 زبان نامیہ تحریر اصح امری
 بہشت را بر زمین کردہ انداست عا
 کہ بہ ہداں بہ نمازند و لب بلان عا
 گماں بری کہ مگر می بہ پیدش امعا

همه فروشد گان سرز خاک برگیرند
 کتاب خلقت گل اکس خلق شده بود
 چو زلزله زربکف آمد سر از زیر پیوند
 گلاب میچکد از شیشه فلک آری
 بهر ورق که از وجب گل شود تازه
 گزشت گرچه همه عمر شاخ را با شاخ
 طریق عاشق دارند شیوه معشوق
 بجوئے بلغم نگرمار پیچ چون ثقبان
 چه موسم است که مخصوص شد شکوفه گل
 نمود لاله و گل حسن را مراعاتی
 هزار گونه غرور است در سر هر گل
 مگر بهار بنام بتم کند خطبه
 مگر که بر سرخ گل یار من تجلی کرد
 جمال گل هم بار دئے خبر و بیان
 بهار گوئی که می آرد از در خوابان
 سلام از لب دلجوئے من مرا خوشتر
 دو کون صرف ده از نیکوان بوسه بخور
 ع چون طلب از گلرخان آهوشم
 فنون گرمی صبا و خیال باز می سج

بپوش زنده ایس روز را بروز جزا
 فرا، رسم آمده بار دیگر همه اجزا
 اگر چه مرکز پیوند را انگیزد در را
 ز فیض اوست چنین بو خوش گرفته صبا
 بخط سبز کند که خدائے باغ امضا
 ولیک مرغ دمی میزند با سر حیا
 که این تمام سینه است آن نام رضا
 کشیده هر طرفی یاسمین بد بیضا
 بر آینه خنده و گریه چو عید عاشورا
 مرا عتق کن نمایند بر بسیل مرا
 چه حاجت است که با او سخن کند اغرا
 که سر و منبر او گشت و قمریان قرآ
 که نواز از ثریا همی رسد به ثرا
 دریں حدیث نه بنیم مجال چون چرا
 گل و صبارا رسم جامی و هم اجرا
 که مشت باغ درو چار جوئے را اجرا
 چنین کنند بازار عشق بیع و شرا
 پسیده دم چو رسد آهوائے فلک بچرا
 کشیده لاله از خار و نعل از خارا

بنفشہ می گری کوز چوں متد و اتق
بنفشہ پیش بتان چمن سرا فکنده است
چنار خجسته بر آرد و شلخ ز رخوشه
عروس غنچه جلد روئے روئے پوشیده
نوائے مرغ ششونپند ناصحاں مشغو

قد چنار گزراست چوں متد و اتق
که جمله لعل و سپیدند او یکے سحر
تو گوینا اسد است این دُن آن دگر عذرا
بجز صبا که کشاید نفت آب عذرا
که جمله هرزه در ایند بر مثال در

۴۲

دولت مجلس دجله بخواه از مے جام
تو پختہ حذر از ناقصان خام در

۴۹

چه جائے زرق و نفاقت ای غلام بیا
زباں بہریدم ماند مطر باتو بگو
بیاد جرحہ دہدہ بدین شکستہ خویش
بخندہ گفتی بوسی خجستہ یانہ
نذاہی کندست روح یانہ ہم القلب
کہ یائے وصل تو ام صلح میکنی و ہوس
ہوا بہ قالب گل سید مدوم طبعی
دہان بلبلدیکشا کہ گردد از بویش
بخاصیت بدہ بادہ ناتوان از دور
بنجاک اگر چکا نند آں کہ اختیال
نگر چہ روشن شد روز عیش با چو گرفت

بیک دوبادہ مرا و ار ہاں زریو وریا
خرد بہ شہر عدم رفت ساقیہ اتویا
کہ مومیا ئی من نیست جز یہ میم و بیا
ہماں خجستہ نفوت اگر نکوئی یا
انداں گے کہ نذر اراملاست آمد یا
مگر چہ قافیہ بر محل شست کہ یا
یکے عزیز صفت کن نظر ارہ احیا
زبان سوسن چوں سوسن زبان گویا
بے تواند بودن خواص در اشیا
ہمہ زمرہ سوسن بر زند بجائے گیا
ز آفتاب شر آب سماں شیشہ ضیا

شراب نیست که دریائے گوهر طربست
 سمن بے که کشد یک دو جام شرم شکن
 ز جام بادہ اگر قطرہ فروافتد
 چو هست کو شمرے بجلی کنسیم امروز
 طلب کنیم مزا سیر اول از بر ربط
 مغنیانش نیایش کنان ولیکن او
 و گرہاں کہ بیک پای قیام میکند او
 رگش ز پوست بر دل آمدہ عجب پیر
 رباب راست اندلے غدلے روح درو
 گے ملازتش با ورق چو اہل صلاح
 وفات صاحب دو روہاں ہی ماند
 بکوب سینہ دف تارے آرزو کندم
 نے است شور و ناموم بیاری ہمد
 چہ نے کہ زلغ سیاہست خوشنوازاغی
 چو مر محسنی خوش دم بہ خستی فزنی
 مگر ز بانگ کما نچہ خواب شد باقی
 چہ نچ می برم ایں باز کن سر گنجے
 سخا و تم کمن لے ترک یک شرابم وہ
 زغم چو جامہ گل شاخ شاخ شاد دل من

پدید کردن گوہر را وہ از دریا
 بدست باز چو گل بر درون نقاب حیا
 حیات تازہ وہ خاک مرده را چو حیا
 وے چو مجلس فردوس مجلس علیا
 کہ اول اور در محبت کشادہ دنیا
 چو کوکے کہ بود خفت در کنار نیا
 سلام گوید ہر شیب کردہ آہ تما
 کہ در مواجہہ پرست و در سخن برنا
 بپوستے تنکے بر کشیدہ روے انا
 گے معاملت با خرک چو اہل زنا
 کہ حاضرست بہر مجلس اپنے کنا
 بے ز صد ہی فیض نرداے پیر تنہا
 دشمن نما نہ اگر یکہ مے بود تنہا
 کہ ہجو مرغ شکر خوار ہست شکر خا
 چو اہل ہمت کیساں ہشت و بر خا
 بے خواص سمل آمدست استرخا
 کہ انتہاش بہیم ست وابتداش ز خا
 ز تنگ چشمان حالے ہیں بس ست سخا
 بیار جام مے لالہ رنگ لالہ رخا

اگر تو دم کنسند از صفائے صفت
 مے که گر مشکا خور دشن بجای بقا ست
 نشاط می ز دروین گنج بربوین آرد
 مرا هم این دم خوش طیب از می مغنی ست
 بتان سخن بریام بفصده دوده و دود
 تا مے که نمودم در از تر ز امل
 چو در ز صیف اگر چه در از گفتم شعر
 در از گفتن نزدیک من ستوده نبود
 قصیده نیست کتابی شدت از یک شعر
 گر این کتاب من استا در زبیر خواند
 یکے بهین که چو حسن برون آرد
 لزوم قافیہ جنس و زحمات اقوا
 همه مواهب غیب است این دم نیست
 خدای عزوجل اندر یں گریه تنگ
 همیشه حسن از فیض غیب کشف عطا
 اگر خلاصه انشا خود کنم انشا
 سپهر نه هم از احکام طایع نیست
 قلم ز نا قلم آهسته دار چند دماغ

عجب مدار که ز ناز بگسلد ترس
 روانی خوشش اومی رسد بجا لبسا
 کز ان شگفت مگردد سر رجا و نسا
 که تحفه می بردش کارواں پرو و نسا
 گم کرد نقش بروین دوزلف غالیه سا
 مگر که بر امل خود در از کردم تا
 و خوش است چو قلب تا بقلب تا
 و ز زبان خردست این قصیده تا
 کم از کتاب نباشد که نسخ شد به تا
 فرو در دهمه او راق ژند با و ستا
 زکات گنج هنر را هم آید ستا
 نگاه داشتن از شایگان و از ایطا
 این طرف بگی شکر و زان طرف اعلا
 کشاده کرد در فضل از کمال عطا
 چو بر علی رضی الله عنہ کشف عطا
 سپهر چاک زند بر خود ایں کبود قبا
 بے حساب جل حرف چو آمد طا
 اگر چه هست سواد خط تو مشک ختا

درین خط که خاکی و خطه مخدلاں

یکے بصفہ صفوت قرار گیر دلا
 بشهر نفس تو آشوبهاست از شهوت
 در مجاهده زن تا شود دست روشن
 غبار بود و صفا در دل زمین و فلک
 اگر صفا نکند مرد بدست فتور
 اگر ولایت تحقیق ملک خود دانی
 خلیل و احسان راه رو که از بهت
 معائن که ہی پر سیم غلبت پرس
 پرس هر چه که خواهی که خاصگان خدا
 عطیہ است مرا این سخن خالق من
 هر آنچه من کنم ایا عجب که گزیند
 ز چار طاق فلک ساز خیم و حدت
 محاب راه تو طبع چهار پایه تست
 کجاست جائے تو در بزم قرب تا کنی
 گرت چو دریا شور می جو شسته باشد
 اگر بشوئی آلالش فضول از خویش
 دل فرشته شدت خدا خرمی است

که هر چه بر طرف در گرفت گرد بلا
 چه به اگر کنی آن شهره راز شهر جلا
 که هیچ آئینه بجای صفتی نیافت جلا
 که این بسفل گراید و آن دگر بجلا
 اگر وفا نکند ابر غله است غلا
 بیار حجت از وایان ملک و لا
 بجبرئیل نگوئے انا الیک فلا
 از انک حکم ملائیت چو حکم غلا
 جز از خدا نگویند در خلا و ملا
 اگر چه بر ملاء خلق میکنم ملا
 زبان روح قدس بر ملاک استلا
 مسیح وار گرت هست هسته والا
 کجاری تو بدین زردبان بر آں بالا
 بسان چشم قرابه دودیده خون بالا
 بدیده باشد اشکت چو لولئ لا لا
 معاینه کنی از فضل حق همه آلا
 بدست دیو چرامی فرشی آن کالا

بکنج غم کمر بستنی چو لابر بند
 به چار باش لاکه تکیه زد مگر آنک
 به ترک هر دو جهان گونے گریه باکست
 ذخار خارا مل آن زماں اماں یابی
 مراکزین صفت اعراض کرده ام قلی
 روم به سایه دین و خرم گریزم از آنک
 وجود من که یکے بوم عار غفلت بود
 گر آرزوست که بر چرخ پای شرفست
 بهر چه می طلبند از تو این جهان نفروشت
 جهاں چه باشد نزدیک نکت پیرایاں
 اثر نماید تسکین بر دمم سخن
 کجا رسند برین مبر جماعت غافل
 اگر باطل ضلالت جدل زنی صده
 و گر به سوئے دمی سال کنند دعا
 بهار ملک بنا کن بنای خزان دین
 بنص پاک همه به نیکبختی است و لیک
 هوا و صحن کن هر چه هست یابی
 جوایم شد و گر عمر هم رود خوشتر
 مرا از عمر چه راحت که تنگ شد روزی

که گنج در بری از گنج خسانه اقل
 بهار کرد جهان هر دو برود گوشه لا
 از آنک هر چه که لا باش تر بود ادلی
 که این درخت هم از بیج بر کنی اصل
 گماں مبر که دیگر پی در او نستم کلام
 یگانہ نیانستم آن هر دو مرغ را چو بها
 از آن دو غرنها یافت دام غرنها
 بر آورد چو سیاه و باش شب پیا
 برین متاع بدین حد شاید استقصا
 چنانکه مزل در جنب مسجدا قصا
 پدید باشد تطفیق نامر ام سخن
 که غافلان را دورست کعبه از بطی
 چو گم همد میگویند بر نذر بهر دا
 خدا چه گفت فلن یهتدوا اذا ابدا
 ترا هوس بهر مولدست و بر نشا
 ترا هوای تو بد بخت میکند دطشا
 چو رشتنی است زوار الفنا بهار بقا
 که من به آمدن خویش ناخوشم حقا
 مرا از شک چه حاصل چون گشت سقا

چہ سود چشمنیلے کہ میرود در مصر
سوئے خراسان سازے کہ ہست عنقانام
دریں دورنگی دوراں نگہ کن لے خواہ
جہاں خراب و عشرت طلب کنی لا حول
جہاں بہ آبے ماند کہ ایتادش نیست
بشعبہ نہ توانی نصیب از خلق
ہماچہ قیمت تست آن کشند درشت
عرصہ را نہ ہند از جہاں پر گئے
فلک خوشہ خود خوشہ بنجہاں
کے کہ نعمت حق انکا داشت خلق
حسن بہر نفست شکروا بہت از انک
بہیزبانی اصحاب دل زدیہ و دل

کہ مرد قافلہ در باد یہ با ستقا
دریں دیار نہفت ترست از عنقا
حذر بہت ازین دیو فعل جور لست
و سادیت کہ شیطان ہی کند القا
تو برگذر چہ بینی چو بہت لہ احمق
مقا میرے بسہ دار مقام راں بجا
اگر چہ شاہ و سپاہی و گر چہ شیر و غا
اگر چہ محل بسلم در افگند غوغا
مثل اگر بہ شب بمانک شگند غوغا
دریں جہاں خلق است در آں جہاں سوا
رسانہ حضرت حق ہر چہ داشتی در دوا
کمر بہ بند چو کردی در معانی وا

۶

کنوں بیار پس از شرح ہر صفت غزلے
کہ شرط باشد از بعد ہر خورش حلوا

۱۳

کجاست آن مہر کاں گرفتہ ترک وفا
دروں چو شائے بے کین من نہمائل
کشادہ چشم و لبش در ولایت خوبی
چنان ز غیرت پوش قفا خورند نہاں

ز دہ ز ترکش شوخی ہزار تیر جفا
بروں چو آئینہ باہر ہرہہ طریق صفا
بنغمہ دار سیاست بوس دار شفا
کہ بتکراں نشانہ روئے شانہ فقا

چو دل مالک دل گشت عشق و سلطان
کنول رفت من چو یوسف از یعقوب
دل مرا اگر آواره شد ز خانه صبر
حسن تو از ظرفائے زیادہ گوئے مباش
فرو گنار ز از زبان فار فضول
اگر ز ناز طبع شعلہ خیزند
مگوی زین سپر اصف اہل صبح
مہریش بن بوصف جمال غیاں میل
وزیر عقل طلب می نماید استغنا
من بلاء فتنہ سراق و ذوائے یا اسفا
در خدائے بسندست حب و کفنی
بلے فضول نبودست حرفت طرفا
و گرنہ فادہ بمانی چو مردم فنا
یک باب اب واجب آیدش اطفاف
مگر بصفہ الہما روشنی و افشا
کہ میل نبو و صاحب جمال ابوفا

زہ ہوائے تو از من جنس لاصدا مرا
مدار عالمی و علویانت شکر گزار
ایں صاحب سر صاحب سیر و توفی
زیاد نام تو دل را علامت دولت
ز قسردین تو و وجہ کین تو دیدہ
رسول باز پسینی و پیشوائے ہمہ
محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود
زنگ صحبت ایں گندہ پیر شیرین نام

و کلام کنی بارے از کلام رسول
کہ ذوق در صفت مصطفاست متوفا

۴۸

۷

پیامبر نفقت سنی گمانہ دوسرا
مراد آدمی و عمر شیانیتش حرا
سر سران ملک صد صفہ دوسرا
ز خاک پائے تو سر را عمامہ دوسرا
موافقان ہمہ سر امنافقان صبرا
شہ و کوئی و منشور تو بہرین طغرا
بدادہ حاصل این خط زماں خط ابرا
نگاہ داشتہ تا روز مرگ استبرا

زہ ہوائے تو از من جنس لاصدا مرا
مدار عالمی و علویانت شکر گزار
ایں صاحب سر صاحب سیر و توفی
زیاد نام تو دل را علامت دولت
ز قسردین تو و وجہ کین تو دیدہ
رسول باز پسینی و پیشوائے ہمہ
محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود
زنگ صحبت ایں گندہ پیر شیرین نام

شکسته صدقه تو قهر صدقه کسری
 زور نشانی تو بود بحسب رالرزه
 ترا مظلوم مجلس زد و حطوبی
 شبی که مجلس عالی غیرت بودند
 نخست مسند چاروب تو مقرر شد
 اگر نه زیر کف پائے تو نهادی هر
 براتق جاه ترا جبرئیل پر بسته
 ستاره بهر شارت شده در نشود
 حسن زشت ثنائے تو برافاضل عصر
 یکے بهر گره از جنس اوست پیش روی
 ضمیرم این قدرے کرد در سخن یاری
 جهانیاں بر سببے کند و یک
 خیال از تف نور شید ممت چو عجب
 تو شهر علم و درال باب با علی است توال
 ز گنج فضل بریں مطلعے که بمقام شد
 لزوم را و الف کردم این قوافی حرف
 کنوں چه دیدن و القلم بوحث خاص
 نقاد لفظ تو شد چشم و گوش را راحت
 کند دعوت تو انجمن از افتاد

روده صرصر قهر تو افسرد آرا
 ز گنج بخشش تو آفتاب را صفا
 ترا سراپه مطیع ز کتب خضر
 به نبساط ازین هفت نفرش غبار
 ز چه زویده رضوان و طهر حورا
 بهشت سپو کف دست میشد محرا
 ز کار خاندان نجسم اذ اهوئی بهوا
 شب از برای شام تو غنبر سارا
 مقدم است بدین یک قصید غرا
 صف کلنگ نه بینی یکے از ازا غرا
 چنانکه حق شناسیت بود کرایا
 تو آفتاب جهانگیری جهاں آرا
 اگر شود بهت یا قوت و هر همه حرا
 تو بلع فضل و درود و شکوفه فرا
 نشا رکن که بسے گنج ویده ام زیرا
 حکیم آخر صدے نهاده قافیه را
 کتم طلازمت نون پس از نه ارم را
 که نور دیده دینی و در درج دنیا
 که عالمی زور ازی گرفت چنان پنهان

چو اتفاق سواری بود عجب نبود
 کیکه خاک دست را ساخت پیرم
 سزد که برد تو جان خود کنم تبار
 چو همیان مرا میسر تکیه خام
 چه جای فست که مرا وز تا ابد با سن
 طویل ز جواهر شیده ام اینک
 تو قائل انا افصح بخصرت تو خلاست
 بصد تو سخن من چنان بود که کسی
 دلی بفرشتای تو و فضل تو هم
 تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد
 اگر فنا شوم از دوستی نام تو به
 فلک کشد بعد دست ز آتش صبح
 اگر بپای تو افتد فلک طشت کن
 کمال حسن ترا خود حسن چه در یابد
 خبی و قایق طعم ز نیم اشارت تو
 کنم بدلت ارشاد تو من اجلت
 قبول بخت یارب قبول گردانی
 رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن
 چو در محلت ایمان خویش تن کردم

که آفتاب جنیت شود هلال خبا
 شد آب دیده او جمله خوں برنگ حنا
 تو کعبه منی و سده تو جائے منا
 مرا برون ز مرا میسر فقریت غنا
 ز گنج مدح تو وقت رفتت غنا
 نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا
 سخن من روشی چو من فضولی غنا
 کشد بخواجه خورشید ماهی صمنا
 توان شد از فضیلتی زمانه مستشنا
 تو مایه گرمی دستگیر اهل غنا
 بقای نام تو خواهم چشمم خوم ز فنا
 بر آن طمع که شود پیش استانت فنا
 روانم از دم بر پشت پاسبان تو مینا
 بخمار خانه چین است چشم تابینا
 تمام تر از اشارت بوعلی سینا
 بدر گنج دل دیده راست انس و منا
 ز کلمات خاطر من بر خواطر دانا
 بدان قیاس شد ابیات شعر من مانا
 بنام هر یک بیستی ازین قصیده بنا

دریں معاملہ ازایت بندہ را پذیر
حسن چو ستم سخن میکنی دعائے کن

که این خراب حال از پس دنیا
چنانکه رسم کهن آمدست بعد شنا

۸

دریں محل چه کنم جز دعائے خاقانی
که رسا و قناشتم اقصیت لنا

۱۰

ایست بزرگ نمستی صبر بحالت بلا
تو چو زمین را کن قاعده فرستی
هر که بدو را پس زماں کرد جلالت آرزو
خلوت ذکر بر خوششت الفت خلقی شکر کن
فقر اگر سیه کند آینه مراد تو
چون زوفا کش ده بردل خود در یخ
صدق چو بنود اندر دل دروغ اوفتد خل
خلق جهانست یکبیک بر فساد خسته
از سپینا خود بدتر ساز چون حسن
هر که در مکه در جهاں یافت نشان ندگی

وامم طلب قبول کن چون زده و مولا
آل فلک است کوهنا و بر خود علایع
حاصل از ازاں جلالتش فکر گشت یا جللا
جمع علایق خوشی یاد حلاقی خلا
تو بر شکسته رخ سرخ منی بر ملا
روی بدای در یخ کن بام کشا پس اول
نغمه چو بنار دواز فلک بر غله اوفتد خلا
آه که کس نمی دهن خوان صلاح را صلا
بو که بروں بری گهی پی ز گزر که بلا
هستی او بعاقبت هست نیست مبتلا

۹

نوح هزار ساله بچم هزار ساله شد
در عدد و محل نگر بعد هزاران صیت لا

۱۳

از برای عیدی پرسید شهره ماه را

عید من آن بس که بهم آستان شاه را

جشن سلطانی مرتب شد چہر پرسم عید را
بس عجب نبع و کہ ماہ عید از بس بندہ وار
شد علاؤ الدین والدین محمد کا سماں
کرد فراتش ازل نصب پی سلطان عہد
ہست در افواہ کا د سال عمر او ہزار
تیغ چوں آبش ہمہ بر راہ دیں دار گزار
خلق نیکو خواہ شد دست دعا برداشتہ
خصم بدل اخذ گشت لب لب بدوخت
چرخ را با بندگان شد ستیزہ و دنی نیست
تا کہ بر صدق محی الارض نو نوا میسہ
باد از بخشش رسیدہ مرزہ ہائے جانفزا

غزہ میمون شد دیدہ چہر پرسم ماہ را
قبلہ سازد آفتاب و ظل اللہ را
ہر زمان پیشش نہیں بوسد فرید جاہ را
بر تر از نہ بار گاہ چرخ خرم گاہ را
بس اثر ہادیہ ام آوازہ افواہ را
پاک کردہ اخس و خاشاک کفران را
دانکہ بدخواہ چند ابر دار دآن بدخواہ را
تا بروں نارد باسانی ز سینہ آہ را
پنجہ با شیراں نہا شد مصلحت رد ہواہ را
جاں دہد برگ درختاں او برگ گاہ را
دشمن اندر جاں گرفت اندہ جانگاہ را

۱۰

جان بن بندہ حسن شادان جاں بخشی شد
حرز جان خویش کردم بلج ایردن گاہ را

۱۱

ایں منم یارب کہ بوسم خاک پائے شاہ را
خاک پایش بوسہ دادم پائے بوسم آرزو
شد علاؤ الدین والدین محمد کز ازل
جبرائیل از آیت نصر من اللہ ہر زمان
چرخ از جواز کمر بست بہر بندگی

جاں نثار آدم سیر ویر پائے شاہ را
بے اجازت بوسہ نتوان داد پائے شاہ را
شاہ عالم آمد دعالم برائے شاہ را
نقش بند درایت کشور کشائے شاہ را
تا چہرماں روئے خواہد دورائے شاہ را

بے رضائے شاہ جاری نیست گوی آسمان
بکربا صد لکڑہ بریک جائے ساکن شد شرم
منت ایزد را که سرتاپائے من محبت گرفت
میتسی از قانون طلب می ساخت همچونے و لے
شد بهار دولت اینک بستانا چنار

برقصا سابق همیسا در رضائے شاہ را
تا صفت کرم روائے نعمن مصلائے شاہ را
اول این دیدہ کہ می بند لقلائے شاہ را
شربت از نوش حضور دار و شطائے شاہ را
دست بالا کردہ میگویشائے شاہ را

۱۱

چون محمد با شاہ و عصمت عون خداست
این حسن ثانی حسان شد ثنائے شاہ را

۷

ساقی جان تازه کن ز جام می یکدم مرا
گرویس متوقی اند کعبه و زمزم رسید
فتح شد ذوالفتح آرزو با باشد
آخر با هست اگر چه آخر باست نیز
شہ علام الدین والدین محمد شاہ آنک
خسروے کاغام عاش بر طبق معتد

خرمت باد اہمہ عمرار کئی خیم مرا
چتر شہ چون کعبہ و دو کفتیں زمزم مرا
گر کئی پیش از محرم با قدح محرم مرا
اول عمرت حالے از شہ عالم مرا
جز بحد جانفزائش بر نیاید دم مرا
کار ساز و ہر مسد آف ق را و ہم مرا

۱۲

صد ہزاراں سال باد ابر سریر ملک شاہ
زانکہ شادی ثنائش وار ماند از غم را

۶

شہشاہ الاساس ملک با و اتوی بادا
علام الدین والدین محمد شاہ کر عشقش

سر خیم ویش از افسر کیم خیم بادا
ظفر در ہمیری خواہد فلک در پیروی بادا

فلک پر شب ہی آرد نثار شاہ شہری را چو گنج افشا ند سلطان آفتاب آباہر سوئے شہشاہ شہنشاہست باز و ملک آجاں	پس از شہری کہ آور داد و سپیکر شہری با دا صد و چوں بوم اندک بچ عزت منزوی با دا ہیں سرباد پانیدہ ہماں باز و قوی با دا	
۱۳	یہ بیضا ست نے شکل مراد پر شنائے شدہ چو دستش موسی آمد ہم دعایش عیوی با دا	۵
بیا ساقی کہ فصل عید رونق داد عالم را ازیں پس ما و جامی از ہلال عید روشن تر از ان یکجا ہی ایند عید در روز نو اکنون بصف بندگان نوروز و عید اسادہ پندار	رواں شد با دو نوروزی رواں کن باوہ حجر را کہ از اقبال شہ ہر روز نوروزت عالم را کہ ایں ساقی شد رواں میر مجلس شاہ عالم را مبارک باد میگوسن سلطان معظم را	
۱۴	علاؤ الدین والدین کہ از روز خلق او بر از عید است ہر روز کہ ہست اولاد ہم	۱۵
الہی دولت سلطان ہمیشہ کامراں با دا خضر یار بقا بادش ظفر عطف قبا بادش علاؤ الدین والدین محمد شہ دین پرورد درش کا مدزو ہم چار طبع و پنج حس ہر دین جہاں از بندگی شاہ آزادی شد ایم چو از شادی شاہ شاد شد یار کہ پویتہ	چو عمرش جاوداں دوز ملکش جاوداں با دا ہمہ حاجت روا بادش ہمہ فرمان رواں با دا کہ از الطاف غنی انچہ او خواہد جہاں با دا پناہ شش جہاں قبلہ ہفت آسمان با دا جہاں دہر کہ درو سہ بندہ شاہ جہاں با دا شادی کہ پایانش نباشد شادمان با دا	

هراں مجلس که او فرمود زمره مطربش آمد
 چو اقلوچه اندازد زین لاکه برگردد
 برین فرخ بساط کز نشاطو مطرا شد
 خضر خان و مبارک خان و شایجان که هر خان
 عمر خال و شریح و صفت بوکر خان هر یک
 بهان خان مبارک خال از نام فرید الحق
 خدایا حق آل پیر جان بخت بوالتر
 شهنش آفتاب آسارین سیدار گال تمام
 حسن کین آستان کهن عصمت یافت عالم

بهر قلعه که بکشد ای عطار روح خوان باد
 ده و دو برج انرا نیز فتح شده همان باد
 فتوح غیب و عیش جاودانی میمان باد
 ز آفات و مخافات زمانه در امان باد
 چو بکر و عمر حکم بدی را حکمران باد
 که همچون نام مقبولان جمیع انس و جان باد
 که بخت آل جوانان تا جهان باشد جوان باد
 شمع طلعت او نور بخش خال شان باد
 کینه باوج و کمره گس این آستان باد

۱۵

چه باشد گرچه باشد خاطر یک شهر یار او
 من آن گویم که یارب شهر یارش مهربان باد

۶

وقت است که از صفت یک سو نعمت گرد جفا
 ای بحر عفو و عطف کافی کف و صلی صفت
 در پیش او هفت آسمان مهر بر زمین و زهر زماں
 مانع از در باغ کس نیست چاه اولاف کن
 چو نیم صد جنت او چو اول جنت او
 اعداش را چو نگر باں مهر ضلالت دهاں

روشن کنم چشم و فافاز خاک پای مصطفی
 یا قوت روح معرفت خورشید صبح صطفی
 دل او در دار الاماں جان البشر دار الشفا
 چو ماه کامل در سخن چو صبح صادق در صفا
 چو ال تاج دولت بدینچو صفا فرود
 اخراج برده از جهان سیله خدمت از قفا

اکنون حسن دانی چه به پایش بوس و سر بنه

۳	جاں درو فائے اوبہ در عزراں چندان چنا	۱۶
روح آیین دعا کند دولت پادشاه را صفت حق پناه پادشاهین شہ دین پناہ را	دست فلک چو گردش بنیق مجکوار شاہ جہاں علاء دین کوست پناہ دین حق	
۹	عید رسید پیش کش کردہ کہاں ماہ را ہنیتہ بھی کند دولت بخت شاہ را	۱۷
ست دُرد درو بلخہ سرم اسرار را زانکہ جز قلب شکستہ نیت در باز را کار کار راست کس را کلانے با کار را کے خلدہ اماں سر تر دانے را خار را ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم او یار را گر تو ایں رہی سر دی یا بار خود یا بار را آنکہ اصل نیست حاصل نیستش انوار را پس قدم در نہ بہاں حسانہ دیدار را	دیمہ برستی ندارد عاشق دیدار را خواجہ را کوتاہ دکان ہستی گزوار را ناکیے را بر کشیم آن دیگرے را در کشیم خار خارشق ما در جاں جان باز اطلب آنکہ از دنیای و عقی یار غنی می خواہد او بر در ما بار خواہی بار خود از خود بنہ اندریں رہ مہر تاباں یک بد گیر میرسد ای تھمہ ز زنداں خائے خاک کی بر آر	
۲۲	چون حسن را بلبل دادیم اندر نیت او تو صبا خلقی محبت نفسش از گلزار او	۱۸

به شکل دایره غنیمت گرد من محیط شده است
 ہی رود بخل بر گاه مملکت صحر روز
 خورده هیچ به تلخی من آن نواک غنیمت
 مبادیج کس از دوستان چنین که منم
 ز دور چرخ خراب و ز دور حادثه زار
 به تیریں کہ چگونه است در کشاکش بحر
 سفر گزیده ہم مردمان من غافل
 دلاوری جہاں میں کہ از مکار برزد
 ہزار شکر خدا را کہ نقد ایسان است
 چو شیر خفتہ بہ تہنہ ہم ز حصہ خویش
 بعد شستہ عزیزان من آستان بوم
 چو گرد طبع بر ایم صلا دہم بہ
 دے ز طایفہ میوہ در دمی ترسم
 جہاں ز نظم تر مہست چون ہا زب
 بحسن نظم حسن یک زبان شدند ہمہ
 ز بانہش نیت زبان رسول گوید و بس
 مہ چارہ خورشید آفرینش کوست
 کہاست یوسف بختسم کہ چو یقوب
 بمافرت خط عشق بابہ سپو خودے

من ضعیف چو نقطہ در اں میاں تہنا
 ز بہ گرفتہ چو خورشید آسمان تہنا
 سقند یار کہ رفت او بہ ہفت خواں تہنا
 بکام دشمن و از جملہ دوستان تہنا
 ز اہل بیت غریب و ز خان ماں تہنا
 بگاہ آنکہ ہمہ ہیگر دو از کس تہنا
 چو خفتہ کہ بماند ز ہمسایں تہنا
 عجب بود کہ توان بردفت جہاں تہنا
 اگر چہ ماندہ ام از نعمت اماں تہنا
 نہ چوں گئے کہ فرود گیرد استخوان تہنا
 رواندارم و در باں بر آستان تہنا
 کہ از کرم نبود طوف بوستان تہنا
 کہ باغ سخت بزرگست و باغبان تہنا
 منم زبان سخن گو در اں میاں تہنا
 منش ہی نہتایم بیک زبان تہنا
 از اں زبان سخن گوست این باں تہنا
 میان دایرہ کون قطب ساں تہنا
 بہ بیت حسن ان چشم خون فشاں تہنا
 و گر کس بہ پذیرد بار ساں تہنا

جہاں چو حلقہ خاتم شد ست تنگ منہم
نہ گنجد وار بماندہ بیک مکان تنہا

۱۹

دراں زماں کہ نہی پا بر آستانہ خلہ
تو دستگیر کہ بھی مرا مٹاں تنہا

۱۸

دوش مسراج برد از خانہ خسار مرا
جنبشش شہر طاوس ملائکہ خورشید
شب معراج من از خط خوش ساتی بود
ستیم ہیں کہ چہ اسرار بروں میرزم
مدہ اے خواجہ ہمہ سایہ مرا چنیزیں پسند
گفتیم در تو فی یابم ازیں پسند از
چند گوی کہ درد و لستیاں لازم گیر
خارخارہ معشوق بہ از صد گلزار
سبع ایوان تو بخشیدم و ہر شب بہشت
عشق کار بست و گر بار دیگر گویم نہ
دوست گوید کہ عزیز کم کند از آتش عشق
اندکے یار من ار از غنیم من اندیشہ
ز بد بخت لیدیم از جادہ بروں می فکند
بستہ زلف بتال گشتہ ام دی ہرم
مرکب از شیر کنیم مقررہ از مار از آنک

خسرم باز کشادہ در اسرار مرا
کرد آواز لب بلب لہ بیدار مرا
قاب تو سین نمود بروئے دلدار مرا
اینست اسرار کہ بر بود ز اسرار مرا
یا بروں می کنی از سایہ دیوار مرا
کاش درد ہر غمی یافتہ آثار مرا
ہم دریں محنت و محنت کردہ گلزار مرا
گل و گلزار ترا خارجہ گلزار مرا
ثانی اثنین دہن غار و سر مار مرا
حاجتہ نیست دریں نکتہ بتکار مرا
ہیچ دشمن نتواند کہ کند خواہ مرا
بس چہ اندیشہ بود از غم بسیار مرا
گیسوی دوست نگہداشت چو زار مرا
کہ رسن بستہ بر آئند ببازار مرا
جائے جولان نبود جز بہ سردار مرا

بند تصور سر زلف پریشانش بود
هم در زاز لب تو جان نوم امیدت
دجله و جلع چو می از دیده فرو نیت حسن

این همان سسد که دست گرفتار مرا
تا چه روزیست ازین غمزه و خونخوار مرا
جام می تا خط بفت داده ای یار مرا

۲۰

رویف (ت)

۱۰

دل نهادیم بر کلم که از تقدیر است
خانه عاقبت امروز مسلم نشود
عمر آن نیست که صد سال بخون خوردن رفت
و هر سازیت که زیره ز برش آنگست
کثری مطلق از اجزائے کس چون نبرد
گرمیاده است برین نطم و رنگی باشاه
ای به تیر کیر نشسته گنہت یاد تری
ظالماں را بنود پسند بزرگاں ملن
سر به نخوت چه بر آورده ای سر دبلند

ترک تیر پیسنیدیه ترین تدبیر است
بام او خاز گرفتست درش زنجیر است
عمر آن سی طغلیست که اندر شیر است
هر چه آن سوی بم است این سوی بگریز است
اثر راستی حرف که اندر تیر است
همه منصوبه شدت تیریه تقدیر است
که هجاں یاد گناه تو ترا ندکیر است
گور کن را شب آومند چه دانستگیر است
نخبر برگ نه چون نخبه بید انجیر است

۴۱

و انشا امروز همیسی بود دم من که چو صبح
کای حسن این چه راه او اشتن تقصیر است

۱۵

خود ز بنده یک نظر شده عالم است

خفته خوشند و شاه که اندر عالم است

بر شاخ و برگ بلغم کرم میکت بهار
یکدم که آفتاب صفت رخ بین کند
هر کس که راه یافت به بستان فضل او
شاهنشاه جهان که ز خلق مبارکش
سلطان علایق دنیا و دین آنکه رای او
صاحب قرائن محمد شاه جهان کاشائے
و آود و اربکله سیل صفت برو
شد ساهما که در جو حسن دست بهر شاه
در اوج قدرت در اندر سد عقل اقدم
ذات کریم شد که کرم وصف خاص است
بهتند شهری از کف چو آب شهر یار
تا نام باغ زنده ز آثار نامی است
خوش باش فرش مجلس شه چو بساط خلد

بلغم و بهار من کرم شاه عالم است
صبح سوادست من میکیس هاندم است
کارش سر و دست و چو غنچه بهر اتم است
آفاق تازه و آنکه در آفاق خرم است
اندر حرم غیب بهر حال محرم است
کانه جهان همیشه چو قرآن معظم است
هم ملک و هم خلافت ملکش مسلم است
فیروزه سپهر غنچه چو خاتم است
گرچه بر آفرینش گیتی مقیم است
بر خلق کرم آمده و ز خلیق کرم است
امید دار رحمت بنده حسن جم است
تا روزگار نامیده زنده هم از غم است
کاعداش را بسط جهان چون غم است

ایوان ملک شاه مدام استوار باد
کار کاران ادب قاعده عدل محکم است

۷

۲۲

مردی که گمان داشت تمیق فیت
بهیم ازاں کنم از آتش کج فیت
طراوت از گل دترتی زیاس فیت

بریں بساط پیشیم که نهش فیت
ز خلق ازاں کنم انرا که خلق ناپید است
دریں خزان بهر باغبان که باغ مرا

صفای دل نشود چوں در او حضور نیست	شکوہ جسم برود چوں از و نگین نیست
ہزار مردم دیدہ ز چشم من نیستند	ولے مرا نظراعت با میں نیست
کے کہ پار ز نخواست بر آساں میرفت	بسر تکی اسال دز میں نیست

اگر نہ رفت بکام تو در جہاں کارے
حسن مرج کہ کار جہاں بریں نیست

۱۵

۲۳

ز فتح شاہ عالم را بہار است	بہار او فتوح روزگار است
تہال ملک او زانست تازہ	کہ آں پروردہ پروردگار است
دریں حضرت ز نو غنچہ فتح	ہمہ یام گوئی تو بہار است
مگل نصرت کہ ست از سبزہ تیغ	ز سر سبزئی بخت شہر یار است
شہنشاہ ہے کہ دائم طالع او	بہر عنبرے کہ خواہ اختیار است
عمار الدین والدین کہ از دوا	بنائے دین و دنیا استوار است
محمد شاہ بجز و بر کہ اسلام	ز تیغ بقرارش برقرار است
چو پیداکر و تیغ یا سین فام	زمیں از خون کافر لالہ زار است
چو حق را در میاں می بیند حق	ہمہ مقصود ہا اندر کنار است
بجہد اللہ کہ از باران عدلش	ہوائے ملک و دولت برقرار است
الان وقت نصرت رایت مگل	زمیں راز آساں ہر دم شمار است
تبار فتح بر رایت شہ باد	کہ نقش دین و ملت امدار است
دعایش خواستہم گفن چو گویم	کہ عمرش چوں عطایش بیشمار است

خدا کور امنده نمیشم از یار شهنش را بهر تیر تیر یار است

۴

حسن زین بادشاه بنده پرور
چو دیگر بنده گان امیدوار است

۲۴

که گل دولت او هر طرفه خندیدست
گویند شاه جهان مهر زش بخشیدست
کز تری هر درفش یک به کچفیدست
چند پر کاله لیلی که بدامن چیدست
زانکه تا چشم کشادست همه زردیدست
که همه ساز فلک گردش گردیدست

باغ امروز مگر طاعت سلطان دیدست
این چه شادیدست که در پوست نیکبخت گل
دفر غنچه سر اسر صفت خلق شده است
همه از مجلس شاه است گل سوری
برگفته نظر افتاد و گز گز را
شاه ز بخش جهان گیر عمار الدین

۴

فصل حامی و حافظ او
همدعای که حسن گفته خدا بشنیدست

۲۵

موی خود را مشک میدانی که میگوید که نیست
بر من خیل چو میثانی که میگوید که نیست
روستای نور سلمانی که میگوید که نیست
ورم را توخت جانی که میگوید که نیست
آنکه هست اسکند ثانی که میگوید که نیست
بر بهر سمنت جانی که میگوید که نیست

روی خود را ماه میخوانی که میگوید که نیست
چون رخ خود را بهشت عاشقان که نیست
ظلمت ظلمت زلف تو چه شکل اندران
گر ترا من نرم دل گویم که میگوید که نیست
جانم از خاک درشته آب حیا و فیت
شاه عمار الدین که میگوید که نیست

۲۶

شاه را صد بنده چون خاقان میدانم که هست
بنده پیش صد چو خاقانی که میگوید که نیست

۸

تا خط یخن خون سلمان آموخت
شاد باد آں لب شیرین چه خط خوش دارد
مقری تلب خونی تو میدید آخر
حسن اهر و ذنوبی دگر آموخت مگر
سحرهای که بشوای ازومی زاید
غمره تست که ختم است شکاری ز نوش
مصطفی خلق سمر و دل آں کز پی خلق

چشم خوں ریز تو گوئی که دو چندان آموخت
زلف تو گر چه خط آموخت پریشان آموخت
کافیه را چه غرض بود که قرآن آموخت
دوشس نونا له از مرغ سحر خوان آموخت
آں همه غمره جادو بتو آسان آموخت
آں شکار سے زدن از تیر آخ حال آموخت
جبریل از لب آیت احسان آموخت

۲۷

عمر چون خضر طویش چو سکت در بادش
که صفاداری وصف کردن از ایشان آموخت

۹

بلغ بهشت وصف جمال محمد است
نون والقلم هدایه از لوح خلق اوست
کرسی که بهشت تخت فلک تحت قعر است
آغاز عید شادی و انجم صوم غم
زان شد فلک ز تخته خاک این چنین بلند
هست این قسم نواله از خوان اوبل

نعمت رسول صفات کمال محمد است
طایا اشارتے ز جمال محمد است
یک پایه ز جاده و جمال محمد است
موقوف ابروئے چو هلال محمد است
کیس حرف خم پذیر چو دال محمد است
جسمه نواها از نوال محمد است

۲۸

آزاد شد دل حسن از بند هر غم
کو بندہ محمد آل محمد است

۷

ایں دولت بندگیت بنیت
بے نام تو صبح را نفس نیت
جز پیش تو مردم پوس نیت
چوں بوسہ دہم کہ دسترس نیت
ایں طرف کہ بر تو یک گس نیت
آرے شب عید را عس نیت

اے خواجہ بدو لہتم ہوس نیست
بے یاد تو سر غ را نوائے
من شمع غسم تو صبح شادی
آں پائے ترا کہ عرش سایست
حلو اے پسین انبیا تو
گیوئے تو بندہ کثادہ

۲۹

بر بیکسی حسن بہ بخشائے
آں ظالم نفس گرچہ کس نیت

۹

خداے عز و جل بس بود غریدارت
کہ سجدہ میرد از دور چرخ و دارت
کہ نصرت ازلی ہست تا ابدا یارت
جہاں ستانا نیست در جہاں کدارت
چو نور دیدہ ہفت آسمان نویدارت
کہ ظروہ بار و پیش کف گہر بارت

بہر طرف کہ ہند روئے بخت بیدارت
خدا اگان سلاطین علائے دولت دیں
چو کعبہ قبلہ اسلامیات محمد شاہ
جہاں ز خیم ستانی بہ بندگاں بخشی
نظام و مصلحت ہفت کشور از درت
موجہست کہ برابر برق غنہ کہد

نگر چه باز خجسته است مطلع این شعر
نگار دارتو بادا خدائے عزوجل

دوباره میکنم این درغیب اشارت
بهر طرف که نه دروئے بخت بیدارت

۳۰

حسن چکونه شنا گویدت چو بار دہی
کہ جبرئیل دعا میکند بہ ہر بات

۱۱

صبح بر گل خندہ زدند پیرستان و اجبت
بادہ جاں راداحتہ تن اودہ روحہ دگر
مے چو مر جان جام چو نوش چو ساقی رسید
جام بر یاد شائے شہ کشم خود روز و شب
حضرت شہ رادعا گویم چو دیگر بند گلاں
بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا
شہ علاء الدین والدین محمد شاہ لنگ
خاص و عام از بخشش بخشایش او پیونڈ
ز آب حیات شست سرش زادہ دوران بلے
از خدا در خدمت اسکندر ثانی بصدق

بادہ گلنگ و بزے چو گلستان و اجبت
پاسبانی تن و غنہ خوار جی جان و اجبت
در فرج ہم شکر ہم در و مر جان و اجبت
جام این معنی کشیدن بر شاخاں و اجبت
زانکہ بعد ازین فرقیہ بندہ را آن و اجبت
روز و شب مداحی در گاہ سلطان و اجبت
دو تیش اندر ہمہ دلہا چو اقبال و اجبت
خاصہ امروز این طرف بر گل ارکان و اجبت
از پے شستن خضر آب حیوان و اجبت
عمر حضری خواہم داحتی دو چندان و اجبت

۳۱

اندیز مجلس از باغ طبع این گل فشانہ
ہر کجا مجلس مرتب شد گل افشان و اجبت



ز سہ جان جہاں آراو خورشید جہاں دولت

کریم کامیاب و کامگار کامران دولت

<p>نصیبش از فلک است و نصیبش از جلال کہ دار و اوز تا میدازل از لاسکال بردبارید گوی جائے بداران آسمان چو بہر یازوے اور است کردست آسمان کہ ہرگز سر نہ سپید زیں مبارک خاندان زلفہ غایغیش بہ پیش آمد دخواست خدا را شکر کن کاہر و زہیستی باں بقائے جاوداں با بقائے جاوداں دوست</p>	<p>نکورے و نکور دے و نکور ان کو طالع نصیر آتھی والدین اللہ خان ماں اور ہمیشہ اس نہال ملک را سر سبز می بینم کمان چرخ باون کج گشت و تیر کے گرد فلک سر برداریں خاندانی مال پر جوی داند چو در صد سعادت جان ماکش میہاں آمد حسن تو دولت پابوس او ہر بیکستی دعا را باش ہر ساعت بخواد از حضرت</p>
---	--

۱۵

ہمیشہ تاکہ دولت اصل شادی ہوا بود اور
 بہ زمش ہمیش شادی ہوش معنائ دوست

۳۲

<p>ہر چو گل تازہ روئے باید خواست ہم شراب شہانہ باید خواست تاکہ تو فستق این دو گانہ کراست بارے از مسجد کہ عین صفاست وقت بیداری و سعادت تہاست ہم چنیں باشد آنگہ باشد راست دوست بر سر رسیدن خطا است روز روشن شد و جہاں راست</p>	<p>صبح چوں روئے گلستان آراست بسر دے کہ شب ہی گفتند وقت صبح ست رو د باید دے سابق اگر صفائے آموزی خیر یار از خواب و سر بر کن صبح صادق ہر جہاں گرفت صبح را دوست داشتند ہر سر زبالیں بر آرتا گویم</p>
---	--

بادہ بریادشاہ عالم نوش
شاہ عالم عتلائے دنیا و دیں
بادشاہ جہاں محمد شاہ
ہم از اتفاق طالع اوست
مے صاف و کف مبارک او
خواست گفتن حسن و عایش لیک

کہ ز شاہان عہد بے ہمت است
کہ درش از سر فلک بالاست
کہ چو دور سپہر ویر بقاست
بسعادست کہ در جہاں پیدا است
گوئی این گوہرست آن یاست
او چہ محتاج این دعا و شناست

ہر کجا ہست و ہر کجا باشد
حافظ و ناصر و معینش خداست

۱۱

۳۳

افضل خدا نگاہبانت
بخت از دست ہم رکابت
ز بخش عتلائے دنیا و دیں
شاہ عرب و عجم محمد
احسن زہے سعادت من
اے آب حیات جرعت تو
گر ہست کہے پر روم یا چین
تو شاہ جہان و جہد عالم
ایں عالم پیر باد پیوست
تو آسودہ میہان اسلام

سرہائے سراں بر آستان
فتح ابدست ہم عنانت
اے جاں و جہاں فدائی جان
ملک عرب و عجم از آنت
کا حنت کشید از زبانت
نہ جام سپہر جرعت دانت
بادا ہمہ ریزہ چین خانت
پر از علم جہاں ستانت
در سایہ دولت جوان
اسلام چو ملک میہانت

تائب خدا نگاہانت

تو دین خداے را نگہباں

۹

(۵)

روایت

۳۴

قرار جہاں ایں چنین ہم نمائند
شکر خندہ نازین ہم نمائند
جہاں دارا و رنگ شیش ہم نمائند
چہ نقش نگین بل نگین ہم نمائند
چہ جتن بچیں کہ چس ہم نمائند
ندان کہ چرخ بریں ہم نمائند
کہ مونس نمائند قرین ہم نمائند
سخن داں باریک بین ہم نمائند

منزلے بت چیں کہ چیں ہم نمائند
بزم غم ارعاشقے کشتہ گرد
تہی دست ویرانہ خپ ار ببرد
نہ جہم ماند اینجہ نقش و نگینش
نمائند چس ہیچ جہان آف
چرخ بریں میکنی تحبہ دیم
چہ مونس ہی گیری از ہر قرینے
اگر بگذرد مرد کز گوئی و کم داں

۷

ہی نالٹے ماند میکن حسن را
بر رسم از آن روز کیں ہم نمائند

۳۵

کہ زیر ضربت چو گان عشق چوں گویند
ازاں نو آمد گان کز چمن ہی رویند
کہ از کہ یاد کنند آن ماں کہ گل بویند
کہ روزے ایں خبر تو بد و ستان گویند
کساں کہ بر سرتا بوست مرد ماں پویند

گر شتگان جہاں حال خویش چوں گویند
یکے پرس ز نور ستگان بلغ ایدل
فراق دیدہ گل چہ ہر گان نیدانم
خبر شدت کہ فلانی برفت اگر باش
غم جہان زہ خوداے عجب چہانہ خورند

چو روشنت که آن فنگاں کجاستند
هنوز ایس دگران هم کجاستی پویند

۳۵

حسن بکوی عدم گمشدنیادانت
بگوشتان ز جا گم شده کجاستی

۶

فلک با کس دل بختا ندارد
درخت دهر ستر پائے خارست
جہاں از مردیہا مردماں را
دریں کجے اریکے سر که فردش
کے که هفت بام چرخ بگشت
کے کایجا مرغ شنیذ از کبر
ز صد دیدہ یکے بینا ندارد
تو گل میجوی ادا صلا ندارد
نوفیدی میسده اسان ندارد
مرنج از وے که او علوان دارد
بسلغ هشت در مادان دارد
در ایوان شمن جاندا دارد

۳۶

حسن آخر چرا سندی شی امروز
ازان نسد داکه پس نماند دارد

۶

بوی راحت در بہر عالم نماند
چند پرسی از کونماں از آنک
مردم از غم کے رہد انصاف رفت
ماندہ ام بایک وے صد جلے لیش
یک نفس بر کار بود آنم گست
با کہ خواہی دم زدن از نی کوئی
آدمیت در بنی آدم نماند
نی کوئی را نام در عالم نماند
بیشتر از چہ چوں جہر تم نماند
چوں کخم چوں در جہاں ہم نماند
نیم جانے ماندہ بوداں ہم نماند
محریست رایکے محرم نماند

۳۸

حال محرم بشنو از مسکین حسن
در هر عالم یک محرم نمازد

۱۵

کرد جانهار ابحام شادی افزا عید
فضل نور از مشرق محنت آنها بکشد عید
داد استظهار ساغر را و کرد آباد عید
یازده مر را صلاهی عشرت اندر داد عید
دور داد است این نیارد بود دور از داد عید
ملک را نو نوز ماه ریاست او داد عید
بنده شاد از همه بند محسن آزاد عید
عین خود خواهد کند حال بدل باها عید
همچو طبل عید هر سو بر کشد فریاد عید
بر کشد ایوان شادی هم بران بنیاد عید
در رکابت همخان نشخ بفرستاد عید
فتح میگوید که بزم را مبارکباد عید
تا ز ماه نو بر آرد قاست فریاد عید
باد چون عاشور گریاں روئے بر حساد عید

ساقی ساجده که هر سیکه بکشد عید
بود در غوب کلید گم شده چون یافتند
گر خرابی داشت از دوری مستیان بکند
ساخت جلع نو درین یک مر زرد دهنی
دو عشرت داد عید از عین عمل شده و
شمار الدین والدین احمد شاه آنک
عید شکل عید شد بر شاه یعنی بنده شد
تا شود صید از پنهان شاه ببدل
خسر اگر غره است رونق بخت عید را
نعل نعلت بر فلک ماه نو بخیار کرد
فتح ترا بود دست غزم در گشاه فلک
عید میگوید که زمت را مبارکباد فتح
تا ز سیاره نماید خنده شیرین سپهر
عید مندان باد نو نور و زیت از دور پر خ

یک نظر از شاه بر اسم امید حسن

۳۹

پنجان کا نذر رولیف شعرا و انت دعیہ

۱۸

تا چہاراه سخن بر دل من بندہ کشاد
 شاہ جاں بخش جہانگیر ملکہ الدینا
 داور کل مالیک محمد شاہ آنک
 اس خلیفہ بحقیقت کہ ہم اکنون فرمائش
 ہر کجا را ند سپہ پیش وے افتاد عدد
 باد در سر کنہ ریہیج کس اندر عہدش
 بانگ عدے کہ گدگاہ ہی خیر و حیثیت
 دست شد کرد بہر منزل ازین پیرا
 شہر یار اچو توئی زبندہ کونین امروز
 رمضان در سپہ خاص تو میر ہدایت
 دہہ اول این مسد دہہ رحمت بود
 ہر کہ در بندگی شاہ جہاں دل در بست
 دہہ دوم این مسد دہہ مغفرتست
 ہر کہ اطاعت شد کرد شد آمرزیدہ
 دہہ سیوم این مسد دہہ آزاد دست
 ہر کہ در بند غم افتد چو من ز جور جہاں
 خمر و اوقت دعا شد بد عا ختم کنم

دل بہاجی سلطان جہاں کردم شاد
 کز جہاں تا کہ جہانست چو اوشاہ نژاد
 دیر اسلام بدور کرش گشت آباد
 بی منم از دجلہ رواں تربستان بغداد
 در رہ ویں بہ ازین نیست دگر پیش افتاد
 در کنت دادہ بود ہم سر خود را بر باد
 ابر از دست در افتادن آرد فریاد
 اختر ان از زور جنگش نہ نواز پولاد
 حق تعالی بکفشت داد سرشتہ داد
 عرض آن ہر سہ دہہ پیش تو بتوانم داد
 رحمت این دہہ دانی کہ کجای روی نہاد
 این دہہ بر دل آنکس در رحمت بختاد
 کایزدش از پیہ آمرزش ما بفرستاد
 وز اولی الامر ہمیں طاعت شدہ ہست مراد
 در دل بندہ حسن ہیں کہ چہ می آید یاد
 شود از یک نقطہ تربیت شدہ آزاد
 ہم یہ یسینی کہ با خلاص تو دارد بنیاد

دین حق را چون گنجین و نگه داری تو
حق همه جانے نگه دار و نگه بان تو باد

۱۵

۴۰

مرغ هر پرده که دار و همه از هر گیرد
صد در گل نه که در هر که بود در گیرد
غنچه از شونخی او روی بجا در گیرد
جام بر یاد شهنشاه منطفه گیرد
که جها را نه بتیلم پنجب گیرد
از سربخ بیک عزم سرفرا گیرد
که بقای خضر و ملک سکن در گیرد
نوبته دارد در شن نام چو سنج گیرد
کترین حاجب از پای نصیب گیرد
چو شود طالع زو عالم همه زر گیرد
و آنکه گرفت خدایش جها بر گیرد
ابرنیا و دهنش در درو گوهر گیرد
تا چو گل خلعت و چون غنچه تر ز گیرد
ز گس از شادی آن جام منب گیرد

روز نوروز که گل پرده زرخ بر گیرد
روئے گل تازه شود از دم صبح صادق
ز گس آید همه تن چشم بنگران چمن
صبح جام زر خورشید بروں آرد صبح
شاه جها بخش جها نگه علار الدینا
سر شاهان جها ندر محمد شاه آنک
شاه راز آئینه غیب جها روشن شد
نام سنج بچین جانے که گیسو امرو
کمترین بنده او دست چو سنجریا بد
شاه زر بخش خورشید می ناز است
خدا خلق جها نام تو بر دیده گرفت
صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند
همو بلبل حسن آورد نوائے بر خویش
تا بهر کشور امرو ز بو خنداں گل

باش صد قرن چو گل خرم خنداں گفت

۴۱

جام می‌بخشد و خواهد زرکشو زگرید

۱۲

بوقت صبح چو مرغ از بهار یاد کند
 بر آن توانی و جیسی که رسم مرغانست
 اگر زگر می‌آید فصل غنچه‌نگار آید
 سیاهی است در او راقی لاله یا چیت
 علاء دینا و دیس به المظفر آنکه چو جبر
 خدایگان زمین و زمان محمد شاه
 زمرستنه که بدرگاه شاه یافت سلام
 ز دست چرخ ستارگان شیر گرم
 چو دولتت شهنشاه را صلاح اندیش
 اگر نه هم چه ضمیمه مبارکش گذرد
 خدایش شادی نو تو دهد که هر نفی

صبوحیاں را پیش سحر زیاد کند
 هزار دستان هر لحظه مستزاد کند
 هم ابر آب نه ندیم چمن ارباد کند
 مگر مکارم اخلاق شه سواد کند
 به بزم و رزم گهر بخشد ایستاد کند
 که کار دین محمد با عفت داد کند
 همان مای غم صد ساله خیر باد کند
 که شاه سر چه کند بر طریق داد کند
 کمر اجمال که اندیشه فاد کند
 مرا بعد در چنای بادش که یاد کند
 هزار غمزه را همچو بنده شاد کند

۴۲

کلیه حکم همیشه بدست سلطان باد
 که کار صد چو حسن در زمان کشاد کند

۱۵

باز عهد گل بگلشت یاصن در رسید
 دی بگلشت تماشا می‌چمن خوش بود گل
 گل زیکه گیر برونی میرسد کمال به

شاخ اگر در دل امید داشت اندر بر رسید
 دوش چو ترشد ز باران سجد غم خشر رسید
 سال ما سال خود برونی دیگر رسید

<p>نوبتال دیگر از بستان شادی در سید کزت دوم ادبهار نوبت کشته رسید ثانی جمشید از ثانی اسکندر رسید طلح سمش سعادت بخش هفت اختر رسید صیحت خطبایش زانوی برنبر رسید ایس زماں آں نام بر جم نام پیغمبر رسید فضل حق هر سو که رو برداشت زهر رسید گوئی افواج ملائک ممد و لشکر رسید چون گل آمد دورے شد نوبت ساغر رسید هم دهنی پر گهر اسم دانسی بر زر رسید شده خوشتر بگوش این شگفت رسید</p>	<p>غیر فتح از مبرار خسروے شکفته بود سرو باغ سلطنت نسل ریاض ملک هست جمشید دوم با فروغ برنگ تمام شه علام الدین والدین محمد شاه لنگ ضرقتش که اش بر روی هفت اجرام یافت پیغمبر حق نای زهر ضبط کل آسمان هر جا که منزل ساخت او شد پایاں لشکر منصور را هر که که کرد فیج فوج خون کافر همچو جگر زین شد نخت چون حسن بکشا گل شیر دهن درج شاه خواست کردن گوش مجلس از دعای شاه خوش</p>
--	--

شاه ماجا ویدخواهد ماند بر تخت بقا

خاطر م این حرف بر جاسوس غیبی در رسید

۱۵

۴۳

<p>صبح طرب از مطلع ایس بر آمد امروز کی شده عید دگر آمد از آمدن عید حقیقی خبر آمد در خانه خاقان منظم سپر آمد شادی بدل کاف اسلام بر آمد</p>	<p>ماقظ عید که عید دگر آمد زال پیش که فرار سکو که عید ماشا و بدین عید مجازی که حضرت اقبال خبر داد که بر طالع مسود خاب زاده فرخنده قدم کز قدم او</p>
---	---

اسلام از چشم کرم دارد و یارب
تا مژده ملک ابد و دولت سرمد
جان بخش علارالدین سلطان جهانگیر
سلطان قصف علم قدرت رحمد
ہر شاہ تاج است ہر افروز اولی اوت
چتر سہش مردمک دیدہ فتح است
در صبح کمر بستہ بدہ جاحسن امروز
طبعش زرہ تہنیت اینجا گہر افشانہ
شہ را چہ دعا گوید از انروز کہ ملکش

این دیدہ دولت چہ مبارک نظر آمد
در بندگی خسر جمشید فدا آمد
کز صبح جہاں گیر جہاں گیر تر آمد
کافلاک مطیش چو قضا و قدر آمد
آں شاہ کہ بر تاج وراں تاجور آمد
گر دسپہش سرمد چشم ظفر آمد
آمد چونے راست دلی مشکرا آمد
آسے سخن از روی معانی گہر آمد
در عین امانی ملک داد گر آمد

۴۴

تا حشر ہوں شاہ جہاں باد کہ اورا
نصرت چشم و فوج سعادت حشر آمد

۹

طوائف کہ گل و سبزہ را جواں دارد
ازاں میاں چو گل آزادے زید و سوسن
نشاغیب کہ فوروز راست کردہ ہمہ
نگر چہ راست فتاد است پل شب و روز
خدا یگان سلاطین علار دنیا آنک
ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ
عجب نباشد اگر ایں کشتہ ثانی

ز فرولت شاہنشہ جہاں دارد
کہ مدح شاہ جہانگیر نہ زبان دارد
برائے حسن شہنشاہ کامراں دارد
گر کشانی عدل خدا یگاناں دارد
کے چو ابر بہرے گہر فشاں دارد
کہ خلق او ہمہ عالم چو گلستاں دارد
مسرتراخت گیر کہ وقت آں دارد

ہزار جان گرامی فدائی جانش باد کہ زندہ از کرم اوست جسے جہاں دارد

۹

حسن رعایت اخلاص و خود کردہ
دعاے شاہ کہ چون فاتحہ روان دارد

۴۵

نوبہ را آمد جہاں را تازہ کرد
دوش صورتی در دل من میگذاشت
باد بوسے صبحم را تھ ساخت
مہر ہائے نوکشید از غنچہ شخ
گل بدست شاہ دارد نسبتے
شہ علاء دین و دنیا کز کرم
نام او در دوار ضرب معدلت
گرد میدانش صبا بر پیچ بڑ

سبزہ روتا زہ جہاں را تازہ کرد
مرغ صبح اسے ز آواز تازہ کرد
آبروے بوستان را تازہ کرد
گل با طگستان را تازہ کرد
کز زرافشاںی جہاں را تازہ کرد
حسم زمین و حسم زماں را تازہ کرد
سکہ نو شیر و اں را تازہ کرد
گلشن ہفت آسمان را تازہ کرد

۴

حسن طوطی مدحت خوان اوت
زین شکر ہندوستان را تازہ کرد

۴۶

اسلام در پناہ شہ دین پناہ باد
سلطان عسکرا و دنیا و دین بادشاہ باد
احسانش محبت آفریدش گواہ باد

یار ہر بہیمان مدد عمر شاہ باد
تا در جہاں ز دین زدنی سخن آود
بر صدق آنکہ بر صفت آفاق ملک اوست

ہر جانے کہ رعایت اسے رواں کشد

۳	فتح بین و نصر عزیزش سپاه باد	۳۷
تخت او بر فرق مهر ماه باد نصرت سبجانش همراه باد	فتح غیبی همخان شاه باد خست مسودر بهر بنیش	
۹	شعارالدین و دنیا کاسمال چون همگیتیش دولت خواه باد	۳۸
عقیقه در تن الماس پنهانی همی باید مرا از هر دو آل سل جستانی همی باید ز مستانه و اسب زبستانی همی باید همه بهر نشت ر بزم سلطانی همی باید حقیقت شکله که او را این جهان بینی همی باید همایون است او اندر جهان بینی همی باید بله آن کارها را فضل یزدانی همی باید بس این ملک جهان بزم یزدانی همی باید	مرا امشب بزمی چون صبح نورانی همی باید پیاله رنگ در دار و قرا به رنگ فیروزه می خورگاه آتش دران بختی عود بر آتش نکار انگفتم این با چه بیرون کینی گفتا که هر که در حق و در حق سلطان مسلمانان شعارالدین و الدین که تانام جهان باشد فراهم میکند از فضل یزدان کار ملک و دیس چو شد در دولتکش ناز نمیشد در جهان ارزاان	
۷	برین گاه هر بنده فزول آید صد غاقان حسن کردار صدوح چو تاقانی همی باید	۳۹
ختم از مطلع وصال آید	ماه من ز مشرق جهان آید	

عقل توان بخش بر ابروی مشتوق
 نخه چو تار و زنج بر فلک زده گوئی
 صبح و مان خال نیکیب تم از افلاک
 خسر و عالم سلا در دولت دین انگ
 بخت چو زو سکه سحر ملکش را

عید توان کرد چوں طلال برآمد
 کو کب نه ماه بر کمال برآمد
 طالع مش و خجسته فال برآمد
 قرع عمرش هزار سال برآمد
 هر دو طرف نقش لایزال برآمد

درد حسن ش مزید فضل و جلالش

۱۱

و ان همه از فضل و ذاکب لال برآمد

۵۰

روئے گل از هوا نمنه دارد
 مرغ مسر باد او ناله زار
 گره زیر خروس خوش گیرند
 صبح را در هوا نمنه گل یار
 باغ را این درون بیرون خوش
 غنچه از برگ ساری نوروز
 گرچه امر و ز فاخت با من
 ساقی خیز می بده که حسن
 دشن آسوده از غم عالم
 گرچه یک کس بشهرت نیست

پشت تلخ از صبا نمنه دارد
 از چپ دارد دگر نمنه دارد
 دهن صبح هم بے دارد
 جلک بروں رفت تا دم دارد
 همچو کس وقت خرم دارد
 روز کار نمنه دارد
 صوت سحی و ما و می دارد
 سر این گفتگو نمنه دارد
 تا چپ آسوده عالم دارد
 شهر یار معظم دارد

کعبه دیں علاء دنیا آنکس

۵	سرخے چو زمرے دارد	۵۱
<p>یک ذوق در کار کن خاص کے یارم میرید بلبل قوسوت نوبگو کاں نوبہام میرید چوں گئے سر غلطاشم کاں شہسوارم میرید اکون ازاں غہا چہ غم چوں غلکارم میرید</p>	<p>ساتی مے گلگون ہو سے ہسارم میرید لے ابروے گل بشولے گل دل بلبل بجو خیزم سے میدان شوم باقہ چوں چو گاشم زین پیش غم زادم ہے بر جان من دوستم</p>	
۵	<p>گفتم حسن چونی تو ہاں گفت خوشم بے اندہاں کا نچہ از در شاہ جہاں امید وارم میرید</p>	۵۲
<p>سر نہ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد عصمت پروردگار پشت پناہ تو باد نور دہ صبح دم طرف کلاہ تو باد تا بابا بد بچنیں عدل گواہ تو باد</p>	<p>طرہ رخسار صبح چہ سہاہ تو باد ای تو شہین پناہ دیں تو اور پشت عقدہ نہ آفتاب تابکت تو شد سیکنی از فتنہ حق ملکات بیم ملک</p>	
۷	<p>تازہ ہوا بر زمیں سایہ ابرو رفت بر سر ہفت آسماں پایہ حبہ تو باد</p>	۵۳
<p>نویہ قطع بحر ص دراز دست سید خمار حادثہ در زنگسان ست سید کنوں چہ شیشی دیوار خانہ پست سید</p>	<p>سلام ضعف نقیشت سوار پست سید غبار واقفہ در جو بار عیش آمیخت شد آں توجہ در ہائے کار خانہ غیب</p>	

دریں مسالہ یکبارگی شکست رسید
بلائے شیبہ اشد تے کہ بہت رسید
حساب میکنم آن تیرہ ہشت رسید

جو انیم ہر شد چرخ و پیچ حاصل نہ
مزاج عمر براں راستے کہ بودند
چو تیر میگرد سال عمر من امروز

حسن اگر نفسہ داشتی بلند آہنگ

۱۵

بدار کاں ہمہ آہنگہا ہشت رسید

۵۴

بگرد دست من یکبار در پائے شد اندازد
چو سایہ در پناہ دولت نخل اندازد
چو استاد کہن کو طفل نورادرہ اندازد
فلک چرخ زہ شود چوں زہ چو میگیم زہ اندازد
مبادا شیر چشم ششم سوے رو بہ اندازد
بیکت بخت شیران ورنہ چو بخت اندازد
چو باران قطرہ قطرہ کردہ از بالائے اندازد
چو دیوانہ کسی کاتش در انبار گہ اندازد
اگر بر اسپر خورشید و بر جاس مہ اندازد
مہ نخل زرشش کہ بعد ہر مہ اندازد
کہ از عین عنایت کی نظر نہ آئند اندازد
اسد از قوس او خود را چو داو اندر چہ اندازد
خدا در پیکرے کی نیکی دہ اندازد

کر اگر گویم کہ بخت گم رہم در راہ اندازد
کر اگر گویم کہ آرد ز آفتاب غنیمت بیرون
شہنشاہ کہ را شش عقل را دانا فی آموزد
علاء الدین و الدین محمد شاہ کہ شہش
مبادہ شاہ دست قہر بر برج فلک دارد
دگر رو بہا یابد از سگان صد کاش دل
عدو چوں ابر گر بالا ہی جوید وجودش را
چو بے دولت کسی کو کین آنحضرت ل دارد
جہا گیرے کہ تیرش چو بر تے بگذر درویش
فلک بایں زہر روز خنک فویتی شہ
بہ از صد چشمہ خورشید جہی چشم انہ را
چو جو ز او بر بند و کمر بھر کائے را
حسن میزان شہ شاہ سجد بکشت ناف و

الاکاچست تر گرد قبائے شب تابستان بساط روز فراش زیستان کو بہ اندازد

۵۵

بساط مملکت بردرگہ شہ باد گسترده
کہ دولت دخت خود در سایہ این درگہ اندازد

۶

سلطان جہاں جہاں ستاند
اسکندر روزگار سارا
چوں مردم دیدہ جہاں اوست
بر غلق چو صبح مہربانست
فتش ہمسال مہر کا بست
زین پیش ہر انچہ خواست
برگیل مراد کامراں باد
چوں خضر بقتائے جاودان باد
از چشم زسانہ در اماں باد
بر خصم چو سپنخ قہر ماں باد
نصرت ہمہ عمر ہمنماں باد
زین پس چہ طلب کند ہماں باد

۵۶

یارب قلم حسن بدش
پیوستہ چو تیغ اورواں باد

۶

بنامت میکشایم نامہ را بند
خداوند اوقا عالم را خداے
نہاد عالم از فضل تو قایم
توئی پروردگار جسد عالم
نئے گشتت از تو در صدف در
زہ وصف جانت قتل ہوا للہ
کہ جانم را بیا د اوست پیوند
خداوندان عالم را خداوند
نہاد آدم از فیضت برومند
منزہ از زن و فارغ ز فرزند
نئے بستت از تو در کمرند
بیک دیدارشان خشنود و خرنند

۵۷

توزین چابک رواں بسیار داری
حسن را دست بر فقر آتش بند

۱۲

چو شرفال ہمایوں علم بروں آرد
علائے دولت و دین گستان حضرت آرد
محمدی کہ ہم از بہر دین و ہم نامش
بحق کہ ہے چون اوقدم ہند بمصاف
سیاہ روی ماہ از صوف نیت از نیت
شہنشاہ فلک از جنبہ کف بد خطا
دگر زمانہ بسا دافسہ رود و بریں
ز فیض فضل تو آنکس کہ جرعہ بچشد
دل مبارک تو ہر قسم کہ برلوحست
حسن گجو شنایت برآمد از پے آنکہ
برو من از من سر بہ بحر نہ کرو

زمانہ نزل طہر و مہم بروں آرد
ز فتح و نصرت فیل و علم بروں آرد
چہ لشکرے ز عرب تا عجم بروں آرد
ہزار ز فرم فتح از دم بروں آرد
کہ با وجود سپاہش ششم بروں آرد
کف تو خطا اماں اسم بروں آرد
عنایت تو بدست کرم بروں آرد
بجام ہند سہ جام جسم بروں آرد
یگان یگان غرض آن قسم بروں آرد
ز صحن سینہ ہمہ گردنم بروں آرد
ولے چنیس ڈربے مثل کم بروں آرد

۵۸

بقائے ذات تو چنہ آنکہ تا بنی آدم
سر وجود ز جیب عدم بروں آرد

۱۶

ہر کہ انصرت سلطان ازل یار آمد
تا ابد یاری اغیار نہ بدش حاجت

آخرش بندہ افلاک خریدار آمد
ہر کہ یاری یاری دہ او یار آمد

چونکه شسته تازه نهالیت بر آورده حق
 شنه جهاندار جهانگیر علای دل دین
 داور کل اقالیم محمد شنه آنک
 دست افلاک ستاره همه ز کار بماند
 کارزارے که در ایام شنه عالم رفت
 هیچ کس راه گریزے نتوانست گرفت
 رائے باریک شهنشاه چوروشن گرد
 رفت چو چشم جهان دیده سرفتنه خواب
 قاف تا قاف هماغے سرخترش گرفت
 سرپا پوسی شاهنشده دوراں دارو
 چرخ درپایے وے افتاد سرش بزرگرفت
 حسن امانده وصف تو نبی از گفتن
 حافظت با دهنده هم شب هم روز کرد

لاجرم شاخ امیدش همه در بار آمد
 که جهان را ابدالدهم خسریدار آمد
 داورا راه سگنبند دوار آمد
 بخت عالی قوت دم شاه چو در کار آمد
 کار بر خضم چه گویم که چپه شوار آمد
 دانکه بگرفت سرانجام گرفتار آمد
 هر چه از بند سیه غیب پیدا آمد
 این همه از اثر دیده و بیدار آمد
 جان سیمرغ از ازل رشک بمنقار آمد
 دور افلاک از ازل دایره کردار آمد
 گویا هست و الاے در اعمار آمد
 گفت او آنچه در اندازه گفتار آمد
 روز هفت و شصت دین و چو شب تار آمد

۵۹

حق نگهدار و نگهبان سرودش در همه حال
 خلق را او چون نگهبان و نگهدار آمد

۱۱

روئے او خنداں چو گل نه بلکه صد چندان شود
 می نرود گرفت غیش به پشتیبان شود
 در عوطط الح میمون او حیران شود

هر که اول چو گل از باد صبا خندان شود
 شاه ما چو ملت حق را کند پشتی بعدل
 شنه علار الدین والدینا که چشم آفتاب

ابر گردسته زنده بدست شاه از خاصیت
شاه را صف صفا با حضرت حق راست
زان طرف فیلان جنگی بر سریش رسید
مغربی چندین هزار اسل کفر طوم شال
از برای تخت نزد شاه می انگشتند
در بساط ملک فیل افزود حق با شاه
شاه قایم باد بر تخت بقا تا ختم را

ایں کبریا قطعی بار و گهر باران شود
زان شب روز ابلق شامیش جولان شود
زین طرف نین گونه لشکر در حق فرماں شود
آسمان آنگره بر برج هم لرزان شود
تعبیه کان بخشش انگیز حقیقت آن شود
بر خلاف اتفاق فیل آب آسان شود
مهره گردون پیائے تحت او غلطان شود

شاه محمد را باسم فعل امید است آنک
ایں حسن در بارگاه دوستش حستان شود

۱۱

۶۰

شاه مارا از داز شاہان دوران برکشید
خاص درگاه خدا اعظم خدیو اعظم است
شاه طارالدین محمد آنکه رائے کاملش
علاء جوشش آب روان از زهر خور برکشاد
سابال از بهر دفع گرمی خود کشید شاه
چتر ایراں گیرا چون رایت توران کشاد
خسرو العل سخن اپیش ازین نامه نبود
بخشش شد اعطارد و در شمر دن عاجز
بهر جو دست او بشنید و شور می در گرفت

کیست کز فے سر کشد آزا که یزدان برکشید
کو علم بر اوج ماه و فوج کیواں برکشید
روئے ماه آسمان داغ نقصان برکشید
وقت بخشش خول لعل از دیده کان برکشید
سابانے دیگر از خورشید تاباں برکشید
بر سر شہزادہ ایران توران برکشید
دورانعام تو نام هر سخن داں برکشید
زهره نتواند ازین زرد باد ماں برکشید
رعد برق خنجر او دید و انفال برکشید

تو سخن سنجیدہ میگوئی دلیل مدح تو
ہرگز اندر پلہ اندیشہ نتوان بر کشید

(۶۱)

پایہ تخت ترا بندہ حسن تابندہ شد
چرخ و تحمیشش کردن دست احسان برید

(۱۳)

سعادتے کہ پیاپے دریں دیا رآم
جہان و خلق جہاں انوید دولت و کام
خدا یگان سلاطین علایے دست و دیں
ابوالمظفر شاہ جہاں محمد شاہ
رسیدہ از چپ از راست خستج باریدہ
بریدہ گردن گردن کشاں علی الاجمال
جہاں ز پشتی شمشیر اوست روزانہ
بلندی از سرش یافتت کنگرہ وار
ہزار گنج بشکرانہ در میاں آورد
چو گل شکفتن شہر ساز باہمی خواہم
بباغ دولت او خضر خاں نہالے خواست
ہمیشہ باد گلستان ایں ممالک خوش
ثبات ملت ملک از بقائے شہ بادا

ز فرط طالع میمون شہر یار آمد
زمین دولت سلطان کا نگار آمد
زمانہ را بہ زمین پوشش افتخار آمد
کہ چون محمد مقصود ہشت چار آمد
چو باز دولت ایں شاہ دشکار آمد
بنجنجرے کے علی القتل ذوالفقار آمد
کہ پشت مملکت روئے روزگار آمد
دو دو دو برج کہ در دورنہ حصار آمد
کہ ہر چہ خواست بزودیش کنار آمد
کہ ہر یکے چمن ملک ابہار آمد
وزاں نہال نہالے و گربار آمد
کہ گل بدیدہ بدین خصم خار آمد
بقائے اوست کہ اسلام را دار آمد

(۶۲)

حسن چگونہ تواند شمار عمرش کرد
کہ عمر و ملکش ہر دو بے شمار آمد

(۸)

<p>شاه کہ یک جرم صد گنج عطا بخشد خورشید نذیرستی گو برہمہ کس تابد ز بخش عمار الدین بروینا و دیں حافظ یارب تو بفضل خود ہر گنج مرادے را چون سپرخ دم بہت براوج علوراند وقتے کہ شنا خوانند عالم چو نہ انجا در جہرہ او بینی نورے کہ خدا بخشد</p>	<p>تا نام بقا باشت ریوانش بخت بخشد خورشید صفت سلطان زور ہم جا بخشد دیں را بکف د اردو نیسا بوطا بخشد کا ندول سلطانت می بخش کہ تا بخشد چون صبح ز روشن بر صدق و صفا بخشد محصول تمام آن بریسم ثنا بخشد در سایہ او یابی فرے کہ ہر سہا بخشد</p>
--	---

<p>۶۳</p>	<p>ایں مملکت کامل بخشید خدا آرے نقصان کہ تواند کرد آزا کہ خدا بخشد</p>	<p>۷</p>
<p>مرا شبے چوں صبح نورانی ہی باید من خراگاہ و آتشدان دلخے خود بر آتش فلک گفتہ امیں در باز بہر حسیست گفتہ کہ مہا کرد حق در حق سلطان سلماناں عمار الدین والہ دنیا کہ تا نام جہاں گم شد فراہم میکند از فضل بخداں کار ملک دیں</p>	<p>عقیقہ در تین الماس نہانی ہی باید زستانست اسباب زستانی ہی باید ہمہ بہر نشا ربزم سلطانی ہی باید حقیقت شد کہ اور اور سلمانی ہی باید ہمایوں ذات او اند جہان بانی ہی باید بلے ایں کار ہا از فضل زیدانی ہی باید</p>	
<p>۶۴</p>	<p>چو شد در دور ملکش ناز و نعمت جہاں ارزاں بس ایں ملک جہاں برے ہم ازانی ہی باید</p>	<p>۱۱</p>

باز تازہ نعتی از حضرت سبحان رسید
گوئی از فال مبارک چشم عالم نور یافت
کو کجے کان چشم جانز اور بخشد رونمود
صوت ساز غری از کام ہفت اختر کشاد
بوستانے در میان گلشن شاد شکی نگفت
شہ عطاء الدین والدینا محمد شاہ آنک
آں خداوند خداوندان عالم کر خداے
جان خلق و دین خالق را پناہ از عدالت
تا کہ دور از ابقائے ہمت از دور سپہر
داور دوراں ہمیشہ شاہ عالم باو بس

باز نو سروے بباغ دولت سلطان رسید
یا خضر بدیشہ و کان چشمہ حیواں رسید
میوہ کان شاخ جانز اما بخشد آن رسید
صیبت طبل تہنیت بام ہفت ایواں رسید
آفتابے در کنار سایہ یزدان رسید
نعل رخس ہمتشن تارک کیواں رسید
تا ابد بر خلق فرماں دادش فرماں رسید
رونقے در دل فرود و اختی بر جاں رسید
تا کہ نوے خواہ اندر عالم انساں رسید
چون زدور عدل او آسائش دوراں رسید

۶۵
دیج سلطان ختم کن ہم بردعائے احسن
زانکہ ہرگز در کمال عدل او نتواں رسید

۶

ہمت در ہائے ہمت اکلید آورده اند
ہفت گردوں از پے جاہت پدید آورده اند
سبز دیدن چشم مردم را مفید آورده اند
زانکہ نسل تو چو عمرت بر مزید آورده اند
در نہایت بندہ را رشک نشید آورده اند

شہر یار الملک ملت بر مزید آورده اند
شہ عطاء الدین والدینا تو آنی کز ازل
دیدہ روشن شد شہ از بخت سر سبز ت مگر
عیش تو باشادی شہزاد با فرخند باد
اے کھینہ بندہ ات بر تر ز صد غوار ز شہ

جامے کش نام ہے بر ملکے پرور از آنک

۶۶

ذات تو از بهر این منی پدید آورده اند

۹

خلق در سایه اقبال آنغ خانی باد
جان اسلام مغرودل و دین که مدام
خان مار آمد و از دولت سلطانی شد
خان پوشد خانه انصاف و کرم ابانی
خسرو اوئے چو در راه شہ آردستی
شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکن در شد
روح روح تو چو از باد شہ عالم شد
دل پاکت که امان بخش مسلمانست

سایہ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
مدد دولت او سایہ سلطانی باد
ہر دور پشت و پند نصرت سبحانی باد
کرم شہ جہاں ہم مدد بانی باد
روئے بخت ہم از ان آیت نورانی باد
شاہ اقبال تو تا شہر ہشتانی باد
مدد جان شہ از عالم روحانی باد
چوں دل شہ پند دین مسلمانی باد

۶۷

روزگار شد و خاں غیرت خاقان آمد
گفتہ بندہ حسن غیرت خاقانی باد

۱۳

خدا ایگنا فضل خدا معین تو باد
بہر مقام کہ آئی و مسر کجا کہ روی
علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ
شدہ غلام تو خاقان چین و سیگوید
عنایت ازنی چون بنگین دولت تست
جہاں شبہ است بھج سعاد آستن

فتح ہمد و اقبال ہمنشین تو باد
خدائے عزوجل حافظ و معین تو باد
کہ دوست و دشمن در حکم مہر و کین تو باد
کہ صد چو خاقان روز رزہ چین تو باد
کفایت ابدی نقش آں بنگین تو باد
طلوع صبح دے از مطلع جبین تو باد

ہمال فتح کراوج ظفر نایدے
برقع دشمن دیں چوں کمی تواندیشہ
رضائے حق طلبیدی چنانکہ حق رضاست
توئی میں خلافت حسن ماکویت
نہے میں چو خورشید شہزاد جہاں
نہے زمین ز تدم تو آسمان شستہ

ہمیشہ در نظر رائے دور بین تو باد
فلک موافق اندیشہ کمین تو باد
رضائے آل ملک بے قرین قرین تو باد
کہ اعتضاد ممالک ہم ازین تو باد
بحکم تو کرہ سپرخ زیرین تو باد
چو غم گم گمے کنی آسمان میں تو باد

۶۸

چو فتح باب ممالک آستان شہ
کلید جسد مقاصد در آستین تو باد

۴

شاہ را پیوستہ تائید خدا ہمراہ باد
تا کہ سیر آفتاب از شرق باشد سو گزید
بخت عالی رائے او براوج چرخ چہلبر

فتح داعی بخت چاکر چرخ دو تخواہ باد
شرق و غرب اندر پناہ جاہ ظل اللہ باد
تخت فرقد سائے او بفرق مہر ماہ باد

۶۹

سدا کبر کر سدا تہاست بر فرخش کلاہ
ہیچو جزا از کمر بندان ایں درگاہ باد

۵

شاہ با بقائے دولت تو بر مزید باد
حصے کہ عاجزت جہاں در کشادش
صوفی خانقاہ ششم ایں مراد کن
اکنونکہ دین حق ز در تو مد گرفت

دشمن بہ قہر و قوت تو مستزید باد
تیغ جہاں کشائے تو اور اکلید باد
در پیش رائے تیز تو دایم مرید باد
چوں دور سپرخ مدت ملکیت باد

۵	بادات عیب فرخ و اندر و یار ملک از ماه رایت تو ہم عمر عید باد	۶۰
۶	ہر آرزو کہ هست تراد رکنت ر باد پرورده عنایت پروردگار باد تخت بلند پایہ تو استوار باد یارب کہ روز دولت تو بر سر باد	۶۱
۵	یارب قلم حسن بدش پیوستہ چو تیغ او روان باد	۶۲
سر نہ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد	طرہ نشان فتح چتر سپاہ تو باد	

نور و صبح دم طرف کلاه تو باد تا باد بچنیں فتح گواہ تو باد بر سر ہفت آسمان پایہ جاہ تو باد	عقدہ نہ آفتاب طاق کند تو شد میکنی از فضل حق ملک اتا لیم ملک تازہ و ابر زین سایہ ابرادفت
---	---

۵

اے توشہ دیں پناہ دیں تو افزوده است
عصمت پروردگار پشت و پناہ تو باد

۴۳

خلق راضی از تو حق خوشنود باد
ہر چہ خواہی عاقبت محمود باد
بد سگالت سخت چوں عود باد
در مبارک ذات تو موجود باد

خسر و افالت ہمہ مسعود باد
تو محمد اسمی و محمود رسم
نیک خواہاں از رویت عید شد
تقدیرے کز خدا خواہد خضر

۵

اے زحق ہر روز شادی یافتہ
طلعت چوں طلعت مسعود باد

۴۴

دولت تو در جہاں فیروز باد
ہمچو نخل بوستان فیروز باد
پیر گردنش فتوح آموز باد
روز تو ہر روز چوں فیروز باد

شمع اقبال جہاں افروز باد
بزم تو بوستان شاخ دولت
طفل بخت کوست پیوستہ جواں
اے مبارک غرات خوشتر ز عید

۵

عالی خوش از نسیم خلق تو
دشمنت چوں نمبر اندر روز باد

۴۵

<p>شاه راروزنومبارک باد شاه عالم علایک دینا دیس خسرو طارم چارم را بر در او نشا رگرود فتح</p>	<p>حافظش فضل حق تبارک باد کز همه فال تو مبارک باد گردید اشش تاج تبارک باد بر سر دشمنش پلارک باد</p>
<p>۶۶</p>	<p>همه احوال او همیایوں شد همه ایام او مبارک باد</p>
<p>هو خوشست مرا جام باده می باید بنام شاه در آسماں چو بکشدند علایک دینی و شاه جهان محمد شاه گنج که باشد یوزاں شاه را عرضه بیاد فتح شهنشاه اے حسن امروز</p>	<p>شراب رنگین در جام سوده می باید بیارم که در دل کشاده می باید بشکر نعمت او داد باده می باید نخست شیر فلک را قلا ده می باید خوشست باده ولی و باده می باید</p>
<p>۷۷</p>	<p>هزار سال دگر عمر شاه خواهد بود براں سعادت دیده نهاده می باید</p>
<p>بتم چو سلسله مشکبار بر بندد بر رخ همی فگند تار زلف می ترسم رقیب برد خود نصب کرد و عینیت میان سبده چو زانهاں شود از بیم</p>	<p>بخمرن گل از اں مشک بار بر بندد که راه روز بشبهائے تار بر بندد که باغبان ره بلسل بخار بر بندد چو شکر کمز برائے شکار بر بندد</p>

علائے دولت و دین آنکہ باد بر خوردار
 شهنشاهست از مایہ شمال تست
 چو سوسن آنکہ زبان رشقات بکشايد
 ز بخشش تو گرا سپہ طلب کند مایہ
 و گرشتر طلبد سیال از دست حالی
 بروج پوچو توشاے کشادہ دست کے
 دے چو فرمان باشد برائے بندہ تو
 دل حسن کہ چو دریا کشادہ ز ابرو
 سخن اگر چہ بکام دولت یک زبانش
 ہزار گر چہ لقب کردہ اند بلبل را
 بکوہ تانہد ایام نعل بر آتش

بہر چہ از کرم کردگار بر بندہ
 بضاعتی کہ صبا از بہار بر بندہ
 گرہ گرہ زدہ او غنچہ وار بر بندہ
 نخست الملق لیل و نہار بر بندہ
 ز ہفت چرخ فلک یک قطار بر بندہ
 چنیں ردیف ز بہر چہ کار بر بندہ
 بہت فضل حسن چون نگار بر بندہ
 بسکات نظم در شاہوار بر بندہ
 مہابت توشہ کا نگار بر بندہ
 حضور شاہ نفس بر ہزار بر بندہ
 بہ بحر ہم گہر آب دار بر بندہ

تو گنج پاشن گہ بخش تا ز شرم گفت
 دل معاون و دست بجا بر بندہ

۸

۷۸

سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رساند
 ولیک آن سر رشته بہت ما کہ رساند
 بروں زچوں تو کہ یہ چین صلا کہ رساند
 حدیث بندہ مفلس بپادشا کہ رساند
 ہمہ خدائش رسانید و جز خدا کہ رساند

بخدمت چو تو یارے سلام ما کہ رساند
 ز دستگیرے زلفت برگ وصل بتا ہم
 مرا ز خویش بروں بردہ است فرقت
 ترا غیب رسیدت بادشاہی خوباں
 خدا یگان سلاطین کہ ہر چہ در دوش آمد

رسیدہ باد خد گشس بہر کج کہ رساند
بجملہ شہر رسید و بشتاد ما کہ رساند
بسمع شاه جهان زمین این عاکہ رساند

مدار و ہر سلاطین علّائے دین کہ عدد را
حدیث بغضی من کہ نیت حد و قیاسش
نوال او چو دعائے حسن رسید گر او را

(۲۶)

ردیف (۱)

(۷۹)

ملک مہسنی را بخط غیب فرمان دگر
وین کان کن نکان دارم نہ از کان دگر
آفتاب دیگرست این آفتاب افشان دگر
دم بدم زان جابر روید گلستان دگر
نظم و شعر من نگر ہر فصل بتان دگر
روز و شب این داستان خواند زان دگر
دور ہا نوشند بر یاد دم بدوران دگر
وین کرامت بست ز شان سخنشان دگر
او ہمیں سودا پر خورشس ز دوکان دگر
عاقلاں گویند بر ہر نکتہ بر ہان دگر
کو ز نادانی شنید او ہم ز نادان دگر
اہل دعوائے او چو دعوائے غیت نقصان دگر
سکش کش سرقت از گریبان دگر

تازہ کردم باز در نفس سخن جان دگر
گو ہر نطق ہم و رائے لامکان اردو کان
طبعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر
ہر قلم ز کار و بار کیش کنم چوں نوک خار
بوستان ہزار یک فصل گیر دنگ و بوئے
عنایب ایشود یک داستانم از ہزار
گر کے امر و راز معنی من بہرہ نیافت
اے بسان من شد آیات سخن در شان من
اے بسا کہ سخن دانی کند و روئے صدق
ناقلان اور سخن دانی نباشد محبت
راستی حال انا و انداز ناداں پیرس
آہ و دعوائے کمالیت بروں بردم ز حد
اے حسن دگر گریبان کش کن این سرکشی

چند باشی میزبان جهان بوالفضل
چونکه آمد خوانچه الفقر خرمی در میان
دستگیر ماو تنگیس بخش درویشی ما
مصطفی کا لطف غیبی را جهان دیگرست
کفنه مهر و مدارا رفتند در کف ملاک
چشم دشمن گر شب در خواب بند تیر او
کے تو ان زد و صفات نفس پاک و نفس
شتم از خلق او گر بر زمین خواهم حسابا
درفش اندم در نهایت در خدا خواهم کفم
گوهر جاں آورم بر دوزدانت نثار
چون زد یوان قبولت یافتم پروانه
اے رسول هفت شود بعد مفصل هفت

خوشتر از عزت نخواهی یافت جهان دگر
پیش نتوان د دست عهد بر خوان دگر
هست درویشی دگر هیسات سلطان دگر
بل جهان دین و دنیا را جهان بان دگر
او بعدل خود تواند کرد میسران دگر
روز دیگر هر سره بنش پیکان دگر
هست نفس دیگر نقشش ز یوان دگر
بردم از هر سفالی تازه ریحان دگر
بر سر روضه ز دیده گوهر افشان دگر
چون او سیم نیست جانے فرد دندان دگر
مدح خاصیت انجوا هم ساخت یوان دگر
خاست برخت حسن امروز جان دگر

بر حسن گریه کنی یک روز حسن التفات
بسی از دور فلک امروز احسان دگر

۲۵

۸۰

بہار کرد و علامات خرمی اظهار
جہاں بہشت شد از اعتدال لیل بہار
گل آنچہ ہائے زرو سیم آوریدہ نثار
سپیدہ دم چو زندا بر خیمہ در گلزار

رسید کو کبہ عید و کاروان بہار
سپہ زیب گرفت از ہلال نسخ عید
ہلال عید درم ریز کرد از کوکب
نثار عید کند شاہ را دوزار دامن

تاریخ احوال حضرت امام رضا علیہ السلام
بیت سون، مکان و زمان ملک

زمین نام شهرت انتظام خطبه عید
 علای دولت و دیں کز بهار دانش او
 شکوفه چمن مملکت محمد شاه
 گل از خزانة تشریف او بهاری پوش
 مه نواز کرمش مهر مغربی در جیب
 ز فتح شاه در عید شد گلستان را
 بسان قوس قزح دسمه کرده ابرو ماه
 بهار از مهاریات اوست عیدی خواه
 بیش رایات گلگون و عکس لاله او
 زمین عاطفت اوست عید را رونق
 اگر عنایت انیت عید چیست و عید
 مرا بیاوش هر روز عید و نوروز است
 شهاب ملک پناها مبارکت با او
 تو عید عالم و چتر سیاه تو شب قدر
 حجت عید تو آن نوبهار را ماند
 حسن نگار که بهر بیت شرح داد و فصل
 همیشه تا که بعید است وقت مردم خوش
 بهار باد نوا ساز مجلس عید است
 بسا بر صفت عید جشن سیر نشاد

چنانکه سکه گل را از خلق اوست عید
 چو عید تازه شود عیش بر صفار و کبا
 بهار عدل و عدل آورده عید عزت باد
 مه اندر انجمن موکبش عساری دار
 گل از مکارم او آستین هم اندیند
 که دستهای گل از هر سو بسته نگار
 بشکل دسته گل نقش بسته دست چار
 چنانکه عید ز عید سخاوتش اجر انوار
 شدت عید چو تصحیف عید خد نگار
 ز فرمودت او بهار را مقدار
 و گر رعایت انیت گل چه باشد خار
 چو عید روزی او باد عید نوبهار
 چو در سید مه عید و مه گل یکبار
 رخت بهار کرم چست لعل تو گلزار
 که باشد آمده ایام عید او بایار
 بهار فصل و رابع فصل عید انکار
 همیشه تا بهار است زیر مرغان زار
 بقا ز برگ درختان بروی ز حد شمار
 بباشش در چمن ملک سرودیر قرار

چو ماه در شب غره زبرج فتح بر آس

چو ابر وقت بهاران اوج فصل بهار

۸۱

هزار باره بدین فصل عید و موسم گل
هزار باره باشد هزار باره هزار

۱۶

بساط بنفشه تر گشت و کار سر و بالاتر
دل بسبب گل آلود کورا دوست میداد
یکه در غوبی گل بین خط بنفش از بنره
گر گل همچو من اخلاص دارد و دل
علاء الدین و الدین محمد شاه در یکف
محمد آشکارا کرد وین حق بسام ایزد
گراز ابر کفش یک قطره و بحر افتد مینی
کو اکب هر یک اندر صفات بندگی شد
فلک در هفت و فترت نوشت او صفا گفت
جہاں بخشا تو اس شاهی که دست فتح بهر تو
مخالفت خواست تا چون حج گرد و سر برافرازد
ضایت یار خواهم تا به نیم در جہاں هر دم
بدانائے که او دانائے اسرار است انشا
همیشه تابهار نوپے نظاره در بستاں
بهارت باد و فرخنده سران پشت انگنه

دش بنم طره شمشاد هر ساعت مطراتر
نور و دوتاں چیزے کجا باشد دل آسار
خط زیباش تر گشته ز بنره هر چه زیاتر
که صبحش ز طبع صبح می بنیم مصفا تر
کزین کرسی آمد پای تختش معلما تر
کنوں در عهد هم نامش شد این دین آشکارا تر
بشکرش ما میاں بیزبان از مرغ گو یا تر
چون خورشید است یکتا بلکه از خورشید یکتا تر
مداح مجید است از نسخ و اهی کرد گنج تر
کند هر روز اسباب جہان داری همتا تر
دلے آن سر نشد از کسگر در وازه بالاتر
علیہائے جہاں گیر تر باز و توانا تر
نیامد در امور ملک و ملت از توانا تر
کشاید دیدہ ز کس ز چشم یار عفا تر
جہانت کمترین بندہ فلک بندہ مولا تر

۸۲

حسن ہر سال ہر روز نویت گفت شعرو
باتصال تو ہر شعرے زد دیگر شعرا تر

۱۳

چو صبح عید ز مشرق کشید ایت نور
چرا بے کشد دل کہ گوشہ بجا است
سے خمار شکن پیش و ساقی است
جہاں ز عید بہشت ست ساقیا بہشتا
بیاد دولت سلطان علاء دینا و دیں
محمدی کہ چھ صفت بقوت عدل
مخالف ارچہ کہ فقور حسین ہو دکن
بحق حق کہ ندیم ہمیشہ شاہ ہے
درم کہ خواست کند از چین زرخش
بر آفتاب تقاضاے نور حاجت نیست
ہمیشہ تا پیر آفتاب ہر جہم
ز تیغ نشہ کہ ہست آفتاب عالمگیر

کشم ز دور قلع گردول سدا چہ نور
میان جانش کہ پروردہ خوش انگور
ز خوشین پسندم کہ کشتہ ام مخمور
کہ در کشم نے چوں کوثر از کف چو تو حور
کہ ہست دینا و دیں از وجود او مہمور
فروشا نہ غم ز زمانہ مغرور
کھیندہ بندہ او ہیں درابرے فقور
نہ در سیر سلاطین نہ در کتب مطور
بہ نزد من ز طریق ادب بناید دور
کہ خوبجا صیت خویش می نشاند نور
بان تیغ بود در آردن مشہور
کشادہ باد جہاں دشمن از جہاں مقہور

۸۳

سپہر بندہ و اعدائے حضرت شمس بند
خدا کے ناصر و ارکان دولت شمس منصور

۲۳

یکے در جن جاناں میں کہ جانا تازہ کردار

رخش مہبت خطش مشکش در شب

برفت از دیدن آن ماه شک و سرش
 غلام آن مردان شک و سرش کرم آمد
 نه تقدیر کو یک قصه و شیرین باں
 پستش بین انگشتش گرفته شیشه پر رے
 غزل رحم قدیمت از پے آن میکنم رنگین
 و گرنه با وجود مدح شسته توان ستودن خود
 سر شاهان مدار و هر دو ملک و پشت دیں
 مبارک می فرخ رای و گزودن دور یاک
 جوان سال جوان نخت جوان و جوان دولت
 بوقت جام صد شیشه و فرمان صد فریدون
 کینه بنده اش نفور و کمتر چاکر شش خاقان
 نیامد و وفا و عدل احسان و کرم مثلش
 ز عدل و ست امروا من قهرش و ز شر احمق
 کش تیرش ز بد تیغش درد همیش بر دقهرش
 اگر ز فیض فضل و عین عدل بود ناز
 نشاط آورد و چه در و باش خیش و ستش را
 ز به شایه که دارد خاطر و طبع دل روشن
 حسن از غم و اندیشه و رخ جوین بودیک
 کنون می بنیمت از جاده جو و بزل عدل شد

قرار نفس و نفس از هوش و هوش عقل و عقل از سر
 یکے جنت یکے روضه یکے طوبی یکے کوثر
 و دلیل و نه لولود و سبزه کشد غیر
 بلور صاف و سیم صرف و زتاب لعل تر
 لب خامخ کاغذ دل دیوان سر دفتر
 سر سر و بر و بر و سن لب غنچه قدح عمر
 علاء الدین و الدین محمد شاهین پر
 مخالف زو شرع اندوز دین افروزدین گستر
 جهانگیر و جهان بخش و جهان دار و جهان نور
 بداد و گیر صد دارا و بسبب صد اسکندر
 کیمینه پاسبان محمود و کهنه نو بی سحر
 مگر بوی گریا فاروق یا عیث شان یا حید
 بهفت اقلیم و بهفت اعضاء و بهفت افلاک و بهفت
 رگ ملحد پے مردم دل مشرک سر کافر
 چین لاله و لاله و فلک اختر صد گهر
 ثوابت دیده انجم دل ممالک جان ملکات
 رضا بر دین خطا بر کان کرم بر باستم بر زر
 زبان ساکت قلم ساکن مبنی کرم سخن متر
 سخن بیاض و فضل افزون شعر آسان سخن از بر

ہمیشہ تاگل و گلزار و ابرو لالہ ہر سالے
شہ آفاق مادر سالہ ماہ روز و شب بادا
کند جلوہ شود خنداں بود ساقی کشد ساغر
قدر بر کف طرب دل شفا در تن غرض ہر

۹

قضا خادوم قدر خاضع جہاں مخلص ظہیر محمد
فلک بنہ ملک داعی خدیار و خرد یاور

۸۴

ہمہ نظر ہاروشن شو و از ان دیدار
نمایہ شش ہمدمانند آسمان دیدار
نمودہ ہر نفسش بخت کامراں دیدار
مبارک آمدہ از وے ہمدان دیدار
نمودہ ہر نفسے فتح جاوداں دیدار
بہار را شد با باغ و بوستان دیدار
ز ساقیاں مے ناب زرد و ستاں دیدار
بہشت میکن از و عبد از ان دیدار

چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار
چو آفتاب صفت بادشاہ ریز و دور
علائے دولت و دیشاہ کامراں دولت
ابو المنظر و شاہ جہاں محمد شاہ
کشادہ ہر نفسے فصل ایزدی دیدہ
زمانہ را شدہ با عیش و خرمی الفت
ز اہل عشق سمع و ز اہل طبع سخن
بدان خداے کہ ہر بندگان مخلص را

۱۳

کہ باد دولت سلطان علائے دیں باقی
ہمیشہ ذات و را با وجود جہاں دیدار

۸۵

بہار فتح شگفت در ابتداے بہار
ز عدل معشاعتش اعتدال السیل بہار
خداش داشتہ از ملک و ملک بر خودار

فتوح غیب بگریش تخت شاہ نثار
ز فر نام شہت ابتداے فتح و ظفر
خدا یگان سلاطین علای دولت دیں

ابوالمظفر خاص خان محمد شاہ
 سپہ بندہ و سعد سپہر جاگیر او
 ز تیغ آب و عاصاف کرد اسلام
 ز ہند ویشس پنج ہندوئے گرچہ
 رسید بجدہ کناں لائے و ہرچہ بود ہمہ
 زبے مقدمت برد نصرت شاہ
 پیادگان و ریش قبسیہ و اں کردند
 بشاہ باد ہمہ سال تخت و تخت بلند

پناہ ملت و پشت ہدی محمد و از
 زمانہ داعی و اہل زمانہ خند مہگار
 ز تیر و ر بہت تار کرد و در تاتار
 ز حل جفت رود اندر فراز ہفت چھٹا
 بنام خسرو کشور کشائے کرد ایشان
 کہ بر بساط ممالک خداش قایم دار
 ہمہ بدولت شہ باز گشتہ فیل سوار
 بہر طرف کہ ہند رخ شہ ملائیک بار

۸۶

ہزار سال بقا خواہم از خدا شہ را
 ہزار فیل چہ چیرست فیل خانہ ہزار

۴

در سہادت از صدف فضل کوگا
 شہزادہ شمع و یار و یں
 امید ہائے ہر دو سرایشن آمدہ
 یارب پساکی دل پران سج خیز
 بادا ہمیشہ رونق این خاندان ملک
 شہ را دوام دولت شہزادہ اش باد

کرد آسمان بفرق شہ کامراں نثار
 خوشید اوج عزت و جمشید روزگار
 مقصود ہائے ہر دو جہانیش در کند
 یارب بحر مست دل مردان و زنگا
 اقبال درین قوت و حالت بسیار
 سال بقا ہزار از گنجوم کہ صد ہزار

تا مید غیب یا ز حق شہ خاں شدہ
 از فضل حق بحق خاندانہ کامگار

۷	رویف (ز)	۸۷
<p>نامہ بنام تو رواں گشت باز ہم تو از ان و ہم ازیں بی نیاز یو کہ نسا زی شودم یک نما از خود و از ہر دو جہاں احترام مرحلہ بس دور رہے بس دراز زانکہ کریمی و شکستہ نواز کار بسا زشش کہ توئی کار ساز</p>	<p>اے ملک منعم مفلس نواز از تو پیدا شدہ عرش و فرش قطرہ از ابر عنایت بریز زاں خودم کن نفی تا کہم رحمت خود رہبر ما کن کہ ہست با کرم تو دل ما شکستہ بندہ حسن را کہ امید شست</p>	
۵	رویف (ش)	۸۸
<p>از ہر چ گفت ایم و جویم ہست ہمیش روقی گرفت عالم و شد راست دین کش اسلام شرع آمد ہر روز بیش زاں ساں کہ با ہم از شب روز گرفتیش</p>	<p>شاہی کہ برگزیدہ خدایش بفضل خویش اے خسروے کہ از دم لطف عنایت سلطان علاء دولت دیں گز علو او سر تا سر گرفت جہاں را بنور عدل</p>	
۱۳	<p>در خلق چون محمد و حبیب و ز رزم مداح احسن شدہ سلمان یا ز خویش</p>	۸۹
<p>فرخندہ باد یارب ناز و نور و زور عیش</p>	<p>شاہی کہ فضل ایزد از خلق برگزیدہ</p>	

<p>نوروز بزم شہ را افروز درونق نو سلطان علاء دنیا شہ جہاں محمد ہست آفتاب بیت شاہ یگانہ ایرا حتی کہ نیست مثلش در عالم آفرین بینی درم خریدشس ہر دم ہزار بندہ چون شب کھے کہ با افزہ از سید لے دم زین رو کہ خط نویس تیرست یکدیش خود چرخ گردہ شد تا شاہ گوئے بازو بندہ حسن بدش وقت شکر فانی تا عید باشد و گل بادا شہ جہاں را روزے حسن بسازد نوروز عالم آنجا</p>	<p>بہر طرب فزائی عید از عقب ریش کایزد محمد آسا از خست برگزیش در آفتاب گردش گیتی دوم ندیش از خسروان عالم ہمیش آفریش بل صد ہزار چوں من بینی درم خریدش پیراہن سلامت چوں صبح بردیش زین رو کہ زور دار و چرخست یکدیش در نوبت ہمایوں اکتی نکو دودیش بخت افضل دہا بے پارہ کلیش عیشے چو عید فرخ فتحے چو گل جدیش چون نقش عید بادا از کمترین عیدش</p>
--	--

دوران چرخ را شش شاہ فلک سلاش
ہم ملک برداش ہم عمر بر مزیدش

۹۰

۱۹

<p>شہ کا سلام را سکہ منور میکند ناش طغرچوں شیر و شیریں جہاں چوں قبضہ در دستش علاء الدین والدین محمد آن کہ دین حق جہاندارے کہ از تیغ زبانیش در جہاںگیری مخالف تا نگہ کرد آتش شمشیر شاہی را</p>	<p>مبارکباد و در دولت بہایم اعواش فلک چوں موم در کش عہ و چوں غور دلاش تہامیت گرفت اکنون در دولت تماش دہان سخ خندان دین و از جہاں کلامش نماند از تن لرزہ چوں سینما را رس</p>
---	---

<p>اگر از گنبد خورشید بردارند جمالش سمن بر فرق کیوانست اینجا کے رسد گامش کہ نطق فلک یک نر و بانے باشد از باش بے فضل خدایارست در آواز و در انجاش خطا پوشیدن خاصش عطا پوشیدن عامش کنوں کیجونی سنجند آن میزان ایامش بیک پلہ موجب بین یگر پلہ انعامش الہی تاکہ عقب ہست البیت ہریش بہ نسبت یاسان ہفت گنبد ہفت اندکاش عذاب ہفت و دوزخ باد اند ہفت انداش مشرف ہم بہ شریف مکرم ہم باکرامش حیات نوح در جانش شراب خمر در جاش مراور اخضر ہم جام و خضر اعر ہم نامش</p>	<p>نگرد و پاک خضم او چو سایہ از سایہ روئے بہ گفتم تو فعل مرکب ش ہنشی گفتا کہ یار و قصر شامش اصف کہ دین گردوں ہر آن کارے کہ آغاز و خیر و خوبی انجامہ زہے شاہ کہ ہم بفضل و بر ش ختم شد اکنون مواجب دادن شاہاں میزان دگر بودے دریں میزان کہ عدل شاہ آواز راست میدار الہی تاکہ میزان است خضم خانہ امیش چو ہر امش فلک تا ہفت گنبد تخت گداوا کے کیش شاہ ہفت تعلیم اموئے کہ اندیشہ حسن را از نشانے او شرف حاصل کر اصل چو جان خود ہمہ جاتا ہذائے جان او خواہم شہت اسکندر ثانی کہ دائم باد ارزانی</p>
--	--

۸

ظفر مقدور و گیرانش عدو مقہور پیکانش
ملک نامور فرانش فلک محکوم احکامش

۹۱

تخت از پہر ہفتم سازد بجائے خویش
آفاق تازہ کرد از ابر عطائے خویش
کو راست ست در ہمہ جا بخدائے خویش

شاہ کہ ہفت کشور گیرد برائے خویش
آن آفتاب ملک کہ چون کوکب سین
زاں راست آورد ہمہ تدبیر با خدائے

سلطان علاء دینا دیں آنکہ دین حق
گو سر بخت نہ خیسان تا سزا
بندہ حسن چو از کرم شاہ قائم ست
شہ باد تا ابد چمن ملک را بہال

در سایہ سراق او کرد جائے خویش
دیدند از یاست شاہی نہائے خویش
اول ہمارے شاہ کند پس ہمارے خویش
تا بر خور روز دولت بے منتہائے خویش

۹۲

چنداں بقاش با کہ شاہان خویش را
بمید چو خضر دیر بقادر بقائے خویش

۶

زلفت کہ باد بر رخ رخشان ساندش
دل پیش دارد از سر زلفش شبہ دراز
عاشق امید بر خط سبز تو بستہ ست
بستم باہ خود دل خاکی خویش را
بر دست دل خیم پس ازین قصہ حسن

ابریت آنکہ بر سر تابان ساندش
آں طاقت از کجا کہ بپایان ساندش
تا آں خضر چشمہ حیوان ساندش
ہم آہ من گنج گداں رساندش
باشد بارگاہ الفحس رساندش

۹۳

اعظم معز دولت دیں آنکہ روز کار
ہر آرزو کہ او طلب آں رساندش

۵

شبہ کہ باد ہمایوں عزیمت سفرش
علائے دنیا دیں آنکہ بود و خواہ بود
بہر طرف کہ رواں گشت علی بکشاہ
فلک جنبہ کش آستان حضرت او

در آمدن فقرے دیروں شدن گردش
چو دولت از حضرت بل سعادت از سفرش
مگر ز آیت فستحت آیت حضرتش
چنانکہ بود فلک یک قطب را از حضرتش

<p>۱۰</p>	<p>حسن ز جور جہاں در پناہ شاہ گنجیت جو آستانہ شہ نیست ہیچ جا مغرش</p>	<p>۹۴</p>
<p>مرا ز عشق تو افتد وروں جان آتش مرا چو آب حیاتے نماید آتش کہ جائے خار بماند ز کاروان آتش گذرند ارونسہ و بر آن زبان آتش ز روئے توشہ قمازہ چو گلت آتش پیالہ کہ چو آبست و در میان آتش زودہ است دشمن دیں رانجامان آتش کز و گرفت خجالت بہر زبان آتش عجب کہ بخمدش از مغر استخوان آتش کہ ہم چو آب شدش وقت امتحان آتش</p>	<p>شب برات برآمد ہر مکان آتش ہر آتشے کہ بود عکس عارض تو بود تو میردی و من سوختہ بیاں شکم کے کہ نام تو امروز در زبان آرد خلیل عہد منی اے در تو کب من بدست خویش مرا یک پیالہ پیش آور کشم بیاوشے کو بدوستی خدا شہ زمین و زمانہ علماے دولت دیں صو دراز لطف تیغ تیز اور در زرم حسن فرشتایش چنین نوشت این سطر</p>	
<p>۷</p>	<p>رویف (ل)</p>	<p>۹۵</p>
<p>اے خادم خط گشتہ سنبل بنکر چہ باشد این تحمیل تا چند تو اس ریست بہ تو کل شتم ہم جسروہا کنوں کل</p>	<p>خط تو رہبر خطیست بر گل جز بردل من نیت بار ہجرت بس طرفہ طریقت عشق بازی بیا نوشتم حدیث خواباں</p>	

در مدح شهنشہ کنہم تا مل
از خاک در شمع جرح رانجمل

بارے چور و نظم را تفکر
سلطان سلاطین علاء دنیا

۱۸

سرودین ملک باد سلطان
تبارک گلست و فوائے طبل

۹۶

وصول رایت سلطان بستر مہال
یکجا نہ دو جہاں ہم بسن و ہم بھصال
چو خضر از رخ شادی در اہ مبارک فال
در آمدے سعادت بر آمدے کمال
نہ ماہ نقصان بیند نہ آفتاب زوال
چنین کہ دین عرب را از گرفت حلال
ہمائے حیرت ہمایوش ابا زوال
برند غاشیہ در پیش و چتر در نہال
مرا ہوس کہ بشعر اندر آرم اینست خیال
کمند قدر تو پایے عروس را خصال
فلک نے رفعت در آید ازین عوس حال
شہاب ثاقب تو گر رواں شود چو جلال
کہ بارکاب تو دارو قلعے چو دال
مراد صاحب حاجت چاہست سوال

نخستہ باد بتائید ایزد متعال
خدا یگان سلاطین علائے دنیا و دیں
محمد ست محمد صفت بنام ایزد
چو شتری و مہ چارہ است دولت او
اگر بطالع مسعودش التجا باشد
چنین کہ ملک عجم را از وفرد بہا
عجب نباشد اگر چتر ساز و از پر خویش
فرشتگان بچپ و راست شاہ عالم را
علو شاہ کہ ہست از خیال و ہم برون
ہلال رایت تو دست چرخ ریاریہ
اگر فلک را یک روز گئے خود سازی
مخالف تو شفق وار غمخوئی کہ دو
عنان دال مرا دین مانجست گتے
دلت بنور فراست چو سیکند روشن

مگر تو دادہ از آفتاب بدر زر	سپہرا کہ بود کو ز پشت چو قمال
حسن دعایتو گوید در انتہائے ثنا	چو ابتدائے دعا در رہ اجابت دال
ہزار سال بقائے تو باد و دولت	ہزار گونہ ظفر دست دادہ در ہر سال
بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی	معین و حافظ تو باد ایزد متعال

۹

رویف (م)

۹۷

دل بر تو جا گرفت نگارا کجا روم	از خویش دور میکنم تا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرمان حسنیت	اے ماہ روے ہم تو بفکر کجا روم
یاراں ہی روند تماشاے باغ گل	من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم
کہ گد بطن گوی کر پیش من برو	جان و جہاں تو داری تنہا کجا روم
راہے در ازو منزل مقصود ناپید	نے رہبر و نہ قافلہ پیدا کجا روم
خلعے برائے حاجت خود کعبہ میروند	من مہم ہوں ہی کفہ اما کجا روم
سلطان علا و دنیا و دین کعبہ نیست	ایںجا سرے ہی ہسم اما کجا روم
دست مبارکش بنجا گنج گوہر است	گنج گوہر گذاشۃ دریا کجا روم

۵

گویہ حسن کہ من در سلطان گرفتہ ام
آساں ازیں ستانہ والا کجا روم

۹۸

از بہت دل چہ جاں کفہ کہ نہ دارم

از دروینیا چہ دم زخم کہ نہ دارم

<p>می فکند من چه افکنم که نه دارم خیره چه گیرد و امنم که نه دارم شاد تر از هر همه مسم که نه دارم</p>	<p>خلق بکشت امید تخم تننا نقد مراد اندر آستین خسانست شاد شسته شمایه آنچی که دارید</p>
<p>۷</p>	<p>دزد چه گردد بگردن حسن دار شب همه شب نعره میزنم که نه دارم</p>
<p>و لے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم بنائے عشق را از من شب عشاق اروزم بدان فیروزه وصف صفایوست فیروزم و گرنایه بدتیر آه تا جواز اشس بروزم اگر تخم کنن دیاری بود روز نوروزم نظام الملک طوسی نظام الملکی آموزم</p>	<p>اگر چه از گردش گردون تاریک شد روزم فضائے فضل ابا زمره و صدق اسازم مرابا خاتم همت فلک فیروزه آمد کمر بسته ز جواز پیشم آمد تیر خدمت مرام روز چوں باغ خزاں دیافت منگر ز سلطان سنجرخ است ارا امید یک نظر باشد</p>
<p>۱۹</p>	<p>حسن گوید چه باک از سوختن شمع جهانم جهان تاریک تر گردد اگر گمت شود روزم</p>
<p>نظر کردن بروی عالم آرایه ش عالم جهاندارے که میدارد جهان را افضل از خم که سلطان سلاطین است برهان نبی آدم شب قدر از برای نیرزه او طهر پرچم</p>	<p>ز به روز مبارک طالع و وقت خوش و خم شهنشاهی که می سازد شهبان قهر او عاجز علاء الدین و الدینا محمد شاه دیں پرو مرعیان زهولے رح او شد صلحه زیریں</p>

برزم از بخشش او شبجهت آسوده را
 و گر خود برزم و زرش دید بوندے کے گرجے کس
 چہ نیت میدید یار نیکن ملک را ناش
 نہال غم برافت دازنها دول بکیب ر
 زمیر غار شایسته ناع ہست دگر گیتی
 فلک در طاعتش حاضر و گربا کو اکب میں
 چو گوید معجزاتش تو پسنداری اثر دارد
 چو گوید ہفت کشور در خط فلان او ماند
 خدا راضی قضا خاضع فلک داعی ملک مدد
 صفا و صدق او احرام گاہ فتح را غم
 مروج از گل اخلاق او بینی دل پاکان
 مگو یاد آمد اینجا موسم نوروز و فصل گل
 اگر ذکر بہ راند رشتا نفت و مطلع
 ہمیشہ تاک باغ از باد و از غم میشود تازہ

برزم از پنج حس بیکار بر ضیفم
 بروز رزم نام جنگ روز رزم جام جم
 چنان چون درت انگشت چو انگشت خاتم
 درخت دولتش با پنج گرداند جہاں محکم
 بہدا و نیابی نام را جائے نشان غم
 حسن روح او حیران او ہنایا ملک ہم
 کفش از ہستی عمر ان دش از عیسی مریم
 کنوں کیں ہشت چہ آمد بد و دولتش غم
 جہاں بندہ زماں چاکر ظفر ہرہ و فافہم
 ضمیر پاک او خلوت سراے غیب را حرم
 شرف در موسم نوروز یا بدیت را عظم
 کہ نور و سعادت باد روز و دولتش را ہم
 بہارستان غیبی دعائے اوست و ختم
 ز فیض فضل یزدان باد باغ ملک اور انعم

۷

کشید جاہا عیش چوں فرشتہ چمن فونو
 رسید ناہائے فتح چوں اوراق گل ہر دم

۱۰۱

معزات حق انعمان معظم
 شدش نصر من اللہ نقش خاتم

بار الملک کشور گویا عظم
 گرامی گوہر الماس کو کب

<p>زعدش ملک چون غنچہ فراہم زمین تا تازہ رومی باشد از غم زمین در حکم او با و از ماں ہم وے اندر سایہ سلطان عالم</p>	<p>زبدهش خلق چون گل شسته خندل فلک تا تیر زومی باشد زنده فلک داعی او با و الملک نیز من و جمله جہاں در سایہ او</p>	
<p>۱۳</p>	<p>خداش از عسمر بر خور وار دارد من این دامن دعا و اللہ اعلم</p>	<p>۱۰۲</p>
<p>محدث ہمہ بدایع و تو مبسوع قدیم از آفتاب شمع زرا تا ماہ طشت سیم فلغ ز انس جنت و از وحشت جحیم خود مردم و چشم جہانندان و سیم پا چون نگینہ بر سر بخشش بود مقیم آں در کہ بود چندان گمہ در عرب مقیم انصاف چیست از رہ سنی ہم دونیم وے خالقے کہ خلق رسول از تو شہ عظیم طبعے جنس لطیف و خمیرے جنس فہیم در سال دال بود بر و در فسر دودہ سیم لیک از عرب عواقب کجبارگی عقیم نقدے چنان سرہ کہ بود سکہ اش سلیم</p>	<p>اے حاکم جہاں و جہاں و اور حکیم جز تو کہ داد و مفروش لیل و نہار را نقشتم کیست تا تو از ان دورم از دولی سیم محمد آئینہ چشم عالم است ہر کاوریہ خاتم انصاف تو بہت آخر نہ جاہ تاج لہر کہ ہم از تو یافت انصاف بود و بد و نیہ نہادش اے مالکے کہ ملک بقا از تو شہ کبیر این نعمت از کست کر انعام داویم انشاءے این قصید کہ دال سعادت از راہ نکر حامل سہر کبر سنیم مار از در ضرب قناعت عطیت کن</p>	

مرنان خوشنوا که در آری درون باغ درنگن ئے پیچ دامید اوست دہ ایم چوں راست گفت اندک کار تو شد کرم	ہم بخششے کن بہ روں ماندگان مہم چوں کار بر امید تو افتاد پس چہ بیم ایں ہم دروغ نیست کہ میخواست کریم
--	--

۱۰۴	گر از حسن نیاید فصلے چو نام او حرفے ز رحمت تو بسند است یا حیم	۵
-----	--	---

الہی رسم کن کاودہ ایم ہدایت راہ و روئے پدید آر روا بجے نیست اندر سکے ما بفیض فضل نقش نافرو شوے	بخون دل جگر پاود ہایم کہ مادر کار خود گم بود ہایم کہ شتے سرب سیم اندو ہایم کہ از سرتا دم آلود ہایم
---	---

۱۰۴	یکے بروز کار ما بخشائے کہ ما بر خویش نا بخشود ہایم	۷
-----	---	---

ایں نامہ را بنام خدا بایم از جنبش قلم کہ کلیہ معانیت آن بلبلیم کہ شہر پر آواز ہمنست ست سماع قول مند اہل این دیار یار تو بخش آن قدم کا ندیر سماع ساہاں اگر بشاہی خود میکنند ناز	سرنامہ سخن ز سر آغاز میکنم درہائے ذکر رحمت حق باز میکنم کز اوج کنگرہ فلک آواز میکنم اینک ہماں طریق غزل ساز میکنم رقصے چو عاشق سارنڈا ز میکنم من چوں حسن رہنڈ گیت ناز میکنم
---	---

۱۰۵

ہر چند ایں حدیث خوش آئیدہ قطعیست
انصاف را گذاشتہ ایجاب میکنم

۷

روئے خوب تو والضحیٰ گفتیم
سرو خواندم قدت غلط خواندم
خواستیم گفت ندت تو بسیار
اے سرور ارحم جنین رحمت
آستان تو آسمان ماست
خون چشم شد از فراق دواں

زلف والیس اذاجی گفتیم
مشک گفتیم خطت خطا گفتیم
ہمہ گفتیم چو مصطفیٰ گفتیم
عفو کن ہر چہ نامہرا گفتیم
ہم از اینجا منہش دعا گفتیم
حکم فرمائے ماجرہ گفتیم

۱۰۶

حسن از یاد آمدت عظیم
اے سرور ایں ترا گفتیم

۸

کے بود یارب کہ دل اسوئے رحمت کہنم
خاک راہ او بہر میلے بگیرم سر نہار
ہر زماں بر عقل خوانم داستان جن
ماہ اگر پیش رخت لاف کمالیت زند
گرچہ کہ گنج روہ و پایم چو فرزیں زین ساط
وہ کہ بے اوزیتن نزدیکم از اسلامیت

جاں نثار و ضیہ پاک رسول اللہ کہنم
پس یہیل ہر شرہ اندر و دیدہ رہ کہنم
آں بدایا ماند کہ مر را جلوہ برا کہنم
کلک را اس قذیب سازم سزا کہنم
ماقت سرور سر بہر اہی آں شہ کہنم
گر بہ پیش شہ شہنم کاسم گردہ کہنم

نیت خیرگیسوئے او پیش حسن جبل الیتیں

دوش در دے کہ خاست از جگرم
 آتش جان از آن جگر نو رست
 جگرم در دے خورد شب و روز
 جگر از تنگنای پہلوئے خشک
 تا مرا برگ کند نایمست
 کوہ بر فرق مرد مک صد بار
 این نمک وین جگر مقرر شد
 گفتی از آسمان طلب مزی
 در روزیم تنگ بسته چه سود
 چیت حاصل کہ آسمان شب و روز
 در روزی چو آسمان دارد
 کاشکے نام ہم بودی ثبت
 چو حسن مرا امیر شدست
 شخمسہ حکم چند خواهد داشت
 دولتم را ستارہ مانع نیست
 بشکنم بند گر خدا خواهد
 صد فم خورد بشکن آن خواہی

گوی از دوشش باز کرد سرم
 کاب نگذاشت چرخ و جگرم
 بخت این بار بخت ما خرم
 نمک از شورہ زار چشم ترم
 ہشت بستن بتراہ نخرم
 بستم بار منستے بستم
 راتب توشہ خانہ سفرم
 آسمان سفد روزی از کہ برم
 آسمان سفد رخ و نظرم
 می نویسد برات خیر و شرم
 برد و سرم و زید چون گذرم
 در نسب نامہ ابوالبشرم
 چہ گل از گرانی سفدم
 شہر بند خطیرہ خطرم
 از قصف دید باید این قدرم
 چکنم بند بستہ اگر م
 تا بہ بیسی بزرگی گہرم

من کہ از علم گشته آم یا مال
 گرچه گوشه نشین شدم رفیق
 واجب آید زکات فضل از آنک
 مالک الملک ای عطا کردست
 بوریائے بس است در پیچھے
 نیست و روم ز تیر سخت انداز
 آتش خانه سوز بہتر از آنک
 گرفت و خفت مرغ بے مایہ
 روح عسوی و دیو نفسی را
 گر نہ این خفت از خدا باشد
 پدرم آنکہ زادہ ایم ازو
 حکم حق اعتبار کلی یافت
 حکمتے کاں زرہ چناں برگشت
 تابدانی کہ ہم بدیں یک نفی
 می رسد زین دو ازوہ ہر سال
 ہفت سیارہ بر سر این چاہ
 ہفت سیارہ ہفت فوج دل
 ہندوی سپرخ زہر داو مرا
 مشتری ہم بطل علم مقررست

بلکہ با کوہ دست در کرم
 چون سہ نو فصل شہرم
 صاحب گنج من از فکرم
 از فقاہت ممالک بکرم
 تخت بر زیر و قاج بر بزم
 لیک سختت منت پریم
 نور و روزن افگند قمرم
 جبرئیلست موزن سحرم
 بایہ عسوی و دیو نفسی
 بخدا تابد انشائے بزم
 وانکہ از من بزیادہ او سپرم
 حکمت خلق نیست مقبرم
 من چناں راہ کمتر ک پریم
 من ازین ثباتات بیخبرم
 ہم چو یوسف زیانزدہ ضررم
 یوسفی در میاں نمی نگرم
 کافہ از شتر ہریجے شہرم
 ہمہ ہندوستان پرازشکرم
 بہبوط سقر کند مقبرم

ترک گردم سوار بره شکار
 آفتاب ارچ خور می خوانند
 خاک در کاسه ام زند ناپید
 آنکه سوئے عطارش کمیوست
 از جوئے ساخت جانب من
 از عکیم این عطیه حاصل بود
 گفتی بر فلک غبار آنجست
 خاک بر تویائے او که نبو
 روز دولت بلند شد همه را
 تا بدیدم ز عفتل کل آثار
 سستی روزگار میں که نگند
 طیرانم بر اوج معرفت است
 من همی فرق دارم از دودام
 با همه راستی سیرت خود
 خوار چوں خاکم از پس دیوا
 تا مقرب شوم بقربانے
 راست در حق من گو که کج
 که گنجے خاص میمان بهشت
 از خضیض و بال و اوج شرف

که زند شاخ و کاهیشترم
 نیست یکروز خور خواب و خرم
 چه نواز د بقول کاسه سرم
 از دور نگیش سخت پر خرم
 ز شمائے شمایل نظر م
 بر بروج و کواکب صور م
 هم فلک توتیای و دیگر م
 سنگ بصره گوهر بصر م
 من همه شب ستاره می شرم
 عقل جسروئے نید پادشرم
 بچنیں عقد های سخت در م
 زین همه بشکند بال پر م
 خواه عیسیم خوان و خواه خرم
 در لکد کوب چرخ کرد سرم
 می توان کرد آب پیش در م
 همه تن که کمان که سپرم
 پند باز گوش من مبر که گرم
 گاه تنه مجاور سق سرم
 فرد از انم که آفتاب فرم

از وجودم ہے رگے در پوست
آفتابے کہ خاور سخت
من گرفتہم جہاں بصف سخن
بھرا مایہ از چمن ابرست
از سخن آہم از تواضع خاک
علم از غصہ پارہ کر صد
منع بجز یہ میکنی خواجہ
باز بعضے خساں و بد دہناں
طنین این در سخن کنند و مباد
چار مادر کنند و ہفت پدر
دست در شاخ من زند و مباد
در دنیا سرائے بولہ بیت
خانہ بولہ تب چه جائے قرار
قرشی لالہ و ہاشمی نسیم
شجر نرود شاخ نظم امروز
نعت او بروہد رضائے خدا

سُر پائے شکل پا و سرم
ورق چمنہ بیدق فہم
زلزلے ارض تموت باخبرم
بہترین دُر و کہتہ ترین عظم
لاجرم مہربان و مہر ورم
چوں شنید آب باری دُررم
کہ من مذہب منع راستم
زین در منکرند و زین عذر م
ضرب شاں چیت کیشہ سپرم
من زیک مادر زیک پدرم
کہ بہ بیخ کسے رسد بترم
من بغیرت ازین سر ابدرم
چوں در مصطفاست مستم
کز ہوایش بر آمد این شجرم
بے شنایش نی دہ اثرم
حسی اللہ ہے بس است برم

نظم چوں مرزا محمد شہ
چہ غمت از گرانہ صفرم

۱۳

۱۰۸

کر است قدم محراب بیت حرم

سعادتے کہ جہانراست ز آستان کرم

<p>نثار بارگہ بادشاہ عالم باد خدا یگان سلاطین علاء دولت دین مدار ملت و پشت ہی محمد شاہ شہ فرشتہ دشمن کرمیا من ناش ز عدل او غفلتے عرب شدہ حیل زین محدثش تازہ راہ ہا ایمن ز فرد دولت او کار ہفت کشور راست چو صبح گشتہ بدعوے طاقش صادق صفات قدر شہنشاہ بروں از اندازہ دست ہمیشہ تاکہ بر رسم قدیم در ہر سال چو کعبہ باد در شاہ قبلہ حاجات</p>	<p>کہ خستہ گشت برود بادشاہی عالم شہ ستارہ سپہ قطب آفتاب عالم کہ ہست ہجو محمد پناہ اہل ام طر از یافت نسب نامہ بنی آدم چو از کمال جہانگیرش ملوک عجم جہاں بدولت او چوں جہانیاں خرم ز بار منت او پشت ہفت گردوں خم نگر چگونہ جہاں را گرفت در یک دم ہمے تدبیر و اندازہ زبان قلم مسافران سوئے کعبہ رواں کنند قدم ضمیر او حرم ستغیب را محرم</p>
---	---

۱۶

چنانکہ حاجت جملہ جہاں بر آوردست
بر آورد ز کرم حاجت حسن را ہم

۱۰۹

<p>نجمتہ باد و مبارک وجود رایت اعظم رسد بنہ کرہ کنوں عمان شہرت شادی پناہ جملہ اسلام و پشت نمرہ ایمان خدا یگان سلاطین علاء دین محمد زابر رحمت او گشت روی ہفت زمین تر</p>	<p>ز دار و گیر ممالک بدست ملک معظم چو در رسید بدولت رکاب خسرو اعظم مدار ملت احمد را و خلقت آدم کشیدہ دائرہ عدل گرد مرکز عالم ز بار منت او یافت پشت ہفت فلک خم</p>
---	---

محمّد است که دارد بغض نفس الہی
 بدای امید کہ بوسے زند نقش نگیش
 ازاں رسد بقدمش تبار غیب سیا پی
 رساند مردہ فتح صبا بملک ریاضین
 بروز شب مرد مہر شن کند زبالا
 حدیث ملک جم اینجا چہ نسبت است گدہ
 ازاں طواف کند فتح گرد بارگہ او
 زہے بکعبہ شاہی صفات ذات تو رہبر
 بدولت تو نداند حسن کہ غم چہ بود
 زمانہ یار تو بادا بہر مقام کہ باشی

کنے چو موسیٰ عمران دے چو عیسیٰ مریم
 خمیدہ اند ہمیشہ فلک چو معلقہ خاتم
 کہ میکنند ملائکہ دعائے صبح و دوا دم
 ازیں نشاط نیاید وہاں غنچہ فدا ہم
 کہ اے جہاں بتو قایم جہاں تراست مسلم
 فدائے جہد جاش تمام مملکت جم
 کہ یافت اندول روشن نشان کجہ زعفر
 خجہ طراز الہی ضمیر پاک تو محرم
 مگر برائے تو افے کیش یاد دہ غم
 سپاہیانہ بفرماندہی گرفت زمین ہم

۱۱۰

چو بخشش تو ہزارست ہم خداے یغیند
 ہزار سال بقایت ہزار سال بروہم

۱۶

اے چرخ یار من شو کامر و زیار یا ہم
 زحمت بے نودی از روی برف باران
 روئے مبارک شہ دیدن ثواب باشد
 سلطان ملائے دنیا شاہ جہاں محمد
 از اوج بخت شاہی گر گشت سوا الم
 از فضل و ستایش بیدار گشت بختم

بکشاد رسدات خوش خواں بفتح یا ہم
 امر و تربیت کن روئے چو آفتاب ہم
 یارب تو تاقیامت روزی کن این ثواب ہم
 صد روح دادہ ہر دم از فتح این کتاب ہم
 ہم فرد دولت او توفیق کند جوا ہم
 وز عدل پادار شش آباد شد خراب ہم

چو گاہ چو رکف آرد تا گرد گونے گردو ایں روز خوش که دارم در دور شاه حقا نقل مراد گشته از دوشش نصیبم تا نیمه نصب کردم در عرصه کاوشش اوج سپهر مجلس فوج فلک حریم یک شکر نعت حق بهتر ز صد تنم چون هر طرف کشیدم رخسار سخن بجالاں باد اعزیت شد در هر خط مسلم باد اهیستایم بر خاک آستانش باد اسرارش ایں جاہ با جلالش	خواهم که گونے گردم پیشش بر شتابم هرگز شبی زمانه نرود جز بنحو اہم وزیر مراد و ادب اقبال او نصایم خورشید سائبان شد جلالتش طایم طاس تسمیہ کاس فلک ربایم یک بے جری شد بہتر ز صد شرایم اکنون سوئے دعا ہم لختی تنان بستایم اول ہمیں مفید از هر علم و ادبایم تا چون حسن بن سین در ہم نان بود ہم آیم انعام عام روزی سر روزین جنایم
--	---

۱۱۱	دوش ایں دعا که کردم بر شد با سما ہنایا از عرش برگزید شد میگشت مستجابم	۶
ساقی بیارے کہ دے خوش آوریم عرض استدیم کیدہ را در حقیقت زاں مے کہ او بدور قبح قہا کند شادی ما ہمہ قدم شہر یار ماست	جانے و گز جام تو در تن در آوریم اکنون علم ز عالم عشرت بر آوریم و دوران چو قبح فلک اخضر بر آوریم ما ہمہ شرمعتہم او گوہر آوریم	
۱۱۲	سلطان علّادین کہ چو ساغر کند طلب اے بس مے مراد کہ در ساغر آوریم	۱۲

دولت از حق تعالی یافتم
 خسرو عظیم من درین حق
 قدر اورا با فلک کردم قیاس
 ذات اورا در صفاد در صفت
 بزم او فرخنده تر از بهشت باغ
 شد کف در بخش او دریائے جود
 چشم به دور از چمن دریا کرو
 از خیالات بخش در ضمیر
 در بهارستان مداحی او
 در سواد خط معانی شناسش
 در تمت داشت دیدار او

دست بوس غلایا یافتم
 کش ز حسد مدح بالا یافتم
 پایہ قدرش معلایا یافتم
 راست چون غورشید یکتا یافتم
 جرعه دانش جام مینا یافتم
 من در دولت ز دریا یافتم
 چشمه خاطر مصفا یافتم
 هر چه می بستم همتا یافتم
 بلبل هر طبع گویا یافتم
 در شبہ لولو لایا یافتم
 شکر حق را کائنات یافتم

۱۱۳

خواستم صد سال عمرش بر مراد
 این مراد از حق تعالی یافتم

۱۳

چون چشم نیمست تواند جفت تمام
 میخواست صبر در دل تلکم گذر کند
 ملایق است به لب شیرینت نادر
 آوازه از قد تو شد در محفل بلند
 چندان بشک رفتن تو خوش گریست

دست تو شد بر بغین خون ماتم
 غم نیست زانکه عشق تو گرفت ماتم
 دعوے سرو باقد زیبایت تمام
 اسباب از رخ تو شده ماه تمام
 کاندربیان خوش فرو رفت تمام

<p> چوں دولت شهنشہ فرمانروا تمام ہر چہ از خدائے خواستہ دادہ خدا تمام بر خلق و خلق بر صفت مصطفیٰ تمام اندر تمام خانہ یکے بوریہ تمام نیچے رویف کردہ ولے در شتا تمام کمر فضل او مراست ہمہ نیہا تمام کا ندر مدیح طاقم و اندر شتا تمام مانند خضر در شش جام بقا تمام </p>	<p> حسن تاج حسن چہ روایت کند کہ است سلطان علمائے دولت میں خاصہ نام محمد است بنام ازو آمد است خصم تو خواست خرقہ پوشیدہ ہم نیہا شاہا قصیدہ کمر اور شتا کے است من ہم تمام میکنم اس نامہ جواب در آخر مدیح شتا کے ششوز من اسکندر زمانہ توئی دور دور است </p>
--	--

۴۹

رویف (ن)

۱۱۴

ایں کرہ جز داغ تسلیمت نزارہ بر سرین
 دفتر فضلت مبرا از شہور و از سنین
 حکمت تو از مشیمہ پردہ پوشے بر جنین
 نیست بر نہ خاتش جز نام تو نقش نگین
 شد شکہاے صدف آبتن در شمین
 از پس ہر پردہ چندیں لبستان نازنین
 عقل و فضل و افرات اہم رہی ہم رہیں
 طوق تو در گردن گردن کشان شرع دین

اے بصف صنع تو پویاں شدہ چرخ بریں
 پایہ قدرت منزہ از سما و از سمک
 قدرت تو از با تین نقش بندہ در جہاں
 اے فلک چوں علقہ خاتمہ دور ساختہ
 حکم تو چوں نخت در دریا نام صلب سحاب
 کیست جز تو تاشدہ جلوہ گاہ گل برون
 روح حکم کاملت اہم متابع ہم مطیع
 شوق تو در سینہ دفران روح و عقل

اے خوش آنیو انگن کز یاد نامت ماندہ
 لشکر فرو وصف لشکر تو پشہ
 باجو تو ہتہ رمائی ہنی محض خطاست
 اے بفرق ہر سر از تاج تو دولہا عیاں
 روز پریش ہم ہر دل آورم از خوف و حزن
 بردرت آلودہ چوں آیم کہ نتواں آمدن
 با کہ آویزم مباد اگر غم بخشی تو اماں
 غرق بحر غفلتم در ماندہ در گناہ
 جز شفیع آوردنی در من نہ بینی ہیچ کما
 اول آرم آخری انبسیار اعد خواہ
 آنکہ می آویختے در ذیل اوروح القدس
 واں سرافندہ ہنگام سجود از آسماں
 واں چو سبزہ سر بجا کہ از شربت ہر آزمائے
 واں ہلائے کو چو بویخت اشک اندیدہ صا
 واں میانی کو کہے با کو کب فقرش قرآن
 بو ضیفہ ہم شفاعت خواہ می آرم دگر
 پس شفیع آرم ربیع جن شیعہ ہم رابعہ
 آبروے خواجہ ثابت آنکہ ثابت داشت دل
 آن حسن کو بود بصری دیدہ دیں ابصر

خاج از ناز و نعیم و نرسخ از مار میں
 اے تو سلطان ازل باتو کہ یار و درکس
 خاصہ از چوں ماضی چند از ماہ میں
 وے کینچ ہر دل از تو گنج دانشاد میں
 کر غصوبت خایم در عاقبت گشت خم میں
 در بہشت پاک با اماں تر از پارگیں
 وہ کج با شتم مباد اگر نباشی تو میں
 از کرم در مان من فستاد چو در مانچ میں
 ایں چہ آوردم بر جہمت کی نظر دیکھ میں
 نور خلقت انجستین و دعوت راپیں
 و آنکہ می بگریختے از نسل او دیو لیس
 واں کوہ افشاں ہنگام کوع از آستیں
 واں چو لالہ رخ بنوں از خنجر خوباں میں
 واں ہلائے کو شفق سان داشت دل درچیں
 مطلع زہدش اقران زہادت بقیریں
 شافعی کو بود مریدیں ضیفہ امیں
 خلوت خدا امیشاں باغ فلد جوعیں
 حرمت داؤد طائی آنکہ طیب داشت دین
 واں حسن کو بود نور علی فرطاعت میں

آن حسینی کو بتعریف عجم بستے مکر
 پیر بطام آنکو بحسب عشق بطائش بود
 مالک دنیا از صدیق بل گنج صفا
 بوسلیمان آن شد آثار تسلیمش سمر
 آن سعید رازی از راز دشمنان گشته سنگ
 سہل عبداللہ صیتش رفتہ در سہل و جہل
 خیر ساج آنکہ با غیرے نشد در بافتہ
 احمد حضور یہ آن آفاق را خضر و دگر
 و کرد و آنون و حدیث صفوت سیفان غم
 رافت رزاق و سر و سرور و عواجبہ اصل
 شیخ عبداللہ انصاری نیار ان بزرگ
 در دبستان سہر معنی سہر و دی کہ داشت
 آن یگانہ در صف بحسب مولانا فرید
 پیر ابدال صفا با یافتہ قاضی حمید
 حق دیں پنجہ کہ بخش از پنجہ نفسم خلاص
 می طلبہ چون ہای اندر شستہ سودائے چاہ
 سین و دلش بشین شکر خود کرداں بدل
 اربعینے ساخت کہں اہم این خمیس نوشت
 گرز کلاک لاغر شحہ نے بہ تحریر آمدست

واں جنودی کر بنیہ صدق بکشاوی گمین
 پورا دہم کا دہم خلاص پوش زیر زمین
 شبلی آن شیر صفت عشاق بل شیرین
 بوسید آن لوح آیات سعادتش ازین
 واں شفیق بلخی از بلخی خوش گم نہ حسین
 صالح مرئی صلاش حافی اہل یقین
 پور صلاح آنکہ خود را پنبہ کرواز

احمد غزالی آن اسلام را جہل المتین
 باز عرفان دل معروف شمس الحارین
 خلوت خواص و قرب قائم خلوت نشین
 خواجہ عبداللہ مرد آن پیر مردان گزین
 ہم جلالت در تصوف ہم نہائی نظریں
 عین علمش آفریدہ فہر عالم آفرین
 میرا تو اما مبارک روئے سید نورین
 بوکہ کبار از سر این سگ برآرم پوشین
 شت او آن سین و داشتہ طے داشتین
 حرمت حسینی کہ بود ست آن نزدیک تو شین
 چوں عدوئیل نہ خمینیش را برار حسین
 ہم تو از غیث ساحت شتوئے آن عیبین

اے محمد شاہان عصر ازوانِ فضلت زلہ خواہ
دقبائے اعتقاد نیست چینی از صفا

وے عمرستان عشق از جامِ جود جرحہ صیں
از لولہ شریف آں یک صیں از ملک صیں

۱۱۵

دانست یا حتی یاقیوم تا جان در تن ست
ور تو رحم آری گویم وقت جاں دادن ہمیں

۵

زہ مبارک ساعت زہ تجتہ زماں
ظفر جنبہ کش فتوح عاشقہ دوش
ابو المنظر سلطان علاء دینی دین
کش دو قلعه کفار کردہ قطع عدو

کمی در آید در شہر شہر یا رجاں
زمانہ خدمتے آرد فلک تبار اقاں
کہ با تو باید بر ہم جہاں سلطان
بتیغ ہندی گرفتہ ملک مند تان

۱۱۶

خداش در سفر و در حضر نگہبای باد
کہ عدل دوست نگہبان عرصہ گہیاں

۱۳

طلوع کوکب فحست زافر سلطان
تبارک اللہ دین ہدی چہ نور گرفت
سر سلاطین سلطان علاء دینی دین
ابو المنظر شاہ جہاں محمد شاہ
مقررست کہ در ملک مشرق و مغرب
بدفع قبیحہ گردان ملک امروز
عدو زختم جہاں چشم بد نگاہ کند

سعادت ہمہ آفاق ز آخر سلطان
زروے انور و روے منور سلطان
مدار کعبہ ملک و ملک در سلطان
ظفر تاتی فوج مظفر سلطان
شہہ نبود و نہ باشد برابر سلطان
نگر چہ حجب قیطیت خنجر سلطان
زدور چون نگر دگر دشاگر سلطان

<p>ہمہ زرگری آفتاب حیرانند سروشکاری ابراز کف شہنشاہست ہزارشکر کمی پروریم جان و رناز ز بعد بندگی حق ہمیں تفاخر بس ہمیشہ فضل الہی رفیق سلطان با</p>	<p>چو آفتاب ز پاشیدن سلطان چو شور کردن دریا ز گوہر سلطان بزریرایت اسلام پرورد سلطان کہ امتثالِ سولیم و جاکر سلطان حسنِ فکریت غیبی شاکر سلطان</p>
<p>۱۱۷</p>	<p>رضی سلطان سایہ فکند بر سر خلق ہمہاے پتر جہانگیر بر سر سلطان</p>
<p>۴۰</p>	<p>غزہ ماہ می دہم شدہ عسکر جاوہاں خوان سرے شاہ را احمد سراودح خواں خنجر مہر تیغ زر طرہ صبح طلیساں از اثر علوہ اوعین ہلاک شد عیاں حافظ نقد و ملک دین اہب گنج بحر کاں ہیچو محمد امین کافہ ملک را امان چتر جہاں نمائش اسایہ و رائے لامکاں یمن ادا و بس است از شب قدر شد نہاں سورہ ملک در ضمیر است تیغ بزباں چرخ کہ بہریدہ زہ گوشہ گرفت چل کماں صدیک ازان صفت کجتم گرتوان نہتوان</p>

آنچه که کرد و میکند بهر بقائے دین حق
 حصن قوی که بر کشید از پی حضرت انجمن
 خلد ز منظرش غلج حرج ز لنگر شش زبون
 و هم بشیر کج رسد در حد ارتفاع او
 ذات جهان کشائے شه باو سلم از فن
 شاه جهان که شل او چشم جهان ندید هم
 به چو سکن آید طالع شاه پیش قوی
 داعی شاهزاده ام خود بعنایت زل
 عهد شہان و گرش باد ز قمر نیا فزون
 اے فلک آنچه دیدہ از خلفائے ماسیہ
 مجلس عید گاہ میں رونق بارگاہ میں
 خاتم جم در آستین باغ غلیل نظر
 صفہ بارچوں فلک صف ملک چوں ملک
 چتر سفید بر سرش باز چتر زیب مبد
 بر شہ مصطفیٰ سیر چتر سفید گویا
 اے بزمان دولت گر گز مری رہ
 دست تو بر مجلس است اینت عطا کردی
 شاه مبارک اخترے اختر اوج سلطنت
 عید ز عدل تست خوشنزد خوشی که میشود

ہم بخدا اگر کند جز کریم خدایگان
 عاشق تشنگی است دل عاجز شرح اویان
 از سر رخت اینچنین از و صولت آنچنان
 هست و دختش هفت چھار آسمان
 ز آنکہ بدو ریش دار سلام شد جہاں
 شاه جهان چنین سرود داده و جہاں شاس
 آئینہ مقاصدش طلعت شایہ زادان
 در نظر مبارکش حضرت قاست خضر خاں
 در ہمہ وصف بقرین ہمہ صاب قراں
 بر در شاہ ماگذر وصف گذشتہا جہاں
 فرش زار طلس فلک روزه زندس جہاں
 شربت خضر در قح خواں سج دریاں
 شاہ دوتیرش از دو سواہ میان فرقدان
 راست صبح روکشہ آمدہ آفتاب آن
 زابر سفید مصطفیٰ ساختہ اندامان
 وے بزمان رحمت ماہ رخو گر کتاں
 تیغ تو برق معرکہ اینت بلکے ناگہاں
 بحر بلند گوہرے گوہر کان کن فلکان
 عقل نخست او کرد و سر خجما را و گراں

دشمن تو خراب باد از مے محنت زماں
خون عنب چرخم آب حیات در دہاں
کاب ہم از تو یافتم وز دولت تو ناں
از کرم تو بزمے انس و رای انس و جاں
خلق تو چوں می بہشت آفریدے جوئے جاں
وے شد ہر نگاہ تو حیرت بہشت و جاں
ہم بید یہ تر سخن ہم بدمج در فناں
عید در آید و شود جشن زمانہ رازماں
شادی دل نفس نفس نصرت حق با نماں

مے چو بود چوست شد خلق ز جام جود تو
یا دو بر لب آنکے بادہ کشم خطا بود
جز با شارت مباد از نہ آب کے غورم
گو ہر شادیت کرم از پے آنکے میرسد
فکرت تو چو جام ہم آئینہ جاں منائے
اے شد ہر بار جائے تو غیرت بہشت نظرہ
خاست بعد تو حسن از دو جاں گنجائے
تا ہوائے مجلس از پے نفس و زبا
جشن تو باد و بنو عید فتوح و مبہم

۲۱

تخت چو تخت دیر پانچ چو عرش چتر سا
عیش چو عیش بیعد و عمر چو ملک بیکراں

۱۱۸

عالم چو تخت خسرو عکلم گرجاں
سوسن بشکر فتح شہنشاہ تر زباں
چوں عرضہ داشت فتح سپاہ خدا گناں
عالم فرزند گوہرے از کان کن فلکاں
عرش چو عمر خواجہ خضر باد جاوداں
اداء عدل او مدد آخر الزماں
چشمہ کہ در میسانہ دریا بود رواں

مہد مساباحت گلزار شد رواں
بلبل بیا و غنچہ فو خیز خوش نواست
اوراق غنچہ ہیں کہ چہاں نوبنور سید
سلطان علاء دینی و دین شاہ کھکف
مدی محمد اسکندر دوم
آثار فضل او شرف اول البشر
تیج جہاں کشائے کف گنج بخش دوست

خمش بجان سید باز غم فلک نہا
 گفتم بعقل خویش رو آستان
 عقلم ز زبان نہم چرخ باز گشت
 چرخ آخر مرا کب خاص شہنشاہ است
 نور زمی کنند جہانے ولیک کرد
 از تیغ بندگان شد خوان اہل کفر
 کفار گشت گشت کہ روز شمار ہم
 آنکس کز استخوان بزرگ آوریہ فخر
 ایں از کمال دولت سلطان عالم است
 تا آسمان شد تقدیر ایزدی است
 گیتی شس بندہ باد ہمہ عمر بندہ وار
 تابندہ ہمنشین دی و بخت ہمیشہ
 تا روز بہت نصرت نبی ندیم او

از گزشتہ بگردن او منتہ گراں
 اول بوس پس صفتہ کن اگر تو اس
 گفتم چہ تو گفت بلبل است آسمان
 ورنہ در اس محل چہ کند اہل کشان
 نوروز فتح لشکر شہنشاہ جہاں
 صحراے جنگ بوسن تج بودار غواں
 فہم فرشتہ باز نیار و شمار آں
 یارب چگونہ خورد شکستہ استخوان
 وز راے کا نگار و سی و بخت گامراں
 گیتی ز نقش بندی او یافتہ نشان
 سر بر زمین طاعتش آورہ آسمان
 اقبال ہر کاب و دی و بخت ہمعیاں
 چون شب رسید دولت بیدار پاسبان

۱۱۹

و در کشای حسن کم گنجیان او بیست است
 تا رعب پوش و جہاندار غیب داں

۲۰

جہاں آفتاب دین زمین اسایہ نیر داں
 عباد اللہ را راعی جلا و اللہ را سلطان
 کشادہ کشور و روم و گرفتہ ملک ہندستان

ز سہ اسلام راجت خیمہ آفاق سلطان
 امور ملک را ضابطہ روز غیب را واقف
 علاء الدین و الدینا محمد شاہ دریاکف

بنام یزدان چہ چہ شدہ دین دار کز عظمت
 برخ نوری واد چہ و چہ شدہ دولت
 بہ برهان الطیعو اللہ ہمہ عالم مطیع او
 پناہ شش جہات گیتی و مقصود نگردون
 مدار و در نیب و مراد خلقت عالم
 کمند قدرتش افکنده و در جرم عقده
 ملک با عزم او محرم فلک با جزم او ہدم
 کشف همچو کف موسیٰ حاسد گشت مشت گل
 جہاں از عدل او بنیم چمن از خلق او خم
 حشم از جہاںش افزوده خدم از جودش آسودہ
 جہاں را فرخ ز برش گیر با آن زینت وافر
 بساطش اور افند از ہر سو گل افکنده
 زبس داود صد کجوا فریو شش صد ہولا
 شای بے بدل گفتم دعای بے ریابشنو
 ہمدانیشہ با صاحب ہمہ تدبیر ما فرخ
 سہ جان نفس سلطانی چو تخت تاج چہر شہ

پر جبریل را ماند سواوشن چمن خط فرمان
 بتن پشت پناہ ملک و ملکش دادہ سبحان
 بفرخان رسول اللہ ہمہ گیتیش و فرمان
 ضلع استان ہفت اقلیم تو بخش عارکمان
 امین ملت احمد امان نمرہ ایمان
 سمند دوشش آردہ در صحن فلک جولان
 و فاد طبع او ساکن ظفر و قلب او مہاں
 حیاتش جو حیات لوح و من غرق در طوفان
 مراز خاکش روشن خور از فرخ نشان
 ستم در عہدش آردہ جہاں از عدش آبادان
 فلک را کشک سیر شش بے آن دست امان
 نشان فتح اور البر در از ہر طرف باران
 چو خاقانیش صدای ہزار شنید چون خاقان
 بقایش بادید و کما شش باد بے نقصان
 ہمدانیشہ با حاصل ہمہ دشوار ہا آسان
 و چشم اندر سر دولت خضر خان میا کر خان

۶

علی گزاردی گستر جہاں در خد شش قبر
 محمد و آریہ پرور حسن در خد شش حساب

۱۲۰

ذات پاکت آیت از رحمت
نام تو تعویذ اصحاب مرض
زمرہ دیں راجبہ تویار
دستگیر اول و آخر توئی

من چہ گویم رحمت اللعالمیں
یاد تو شد دی لہائے غمیں
حضرت حق را بجان تو ہمیں
اول و آخر ہمیں گویم ہمیں

۱۲۱

یک نظر گرد حسن داری شود
ایں ہمہ خرمہرہ اش در شیں

۷

نہ محراب شرع و قبلہ دیں
تو بر تخت نبوت شاہ بودی
ترا آرزو شد بنیاد ایں کا
ز درویشاں کہ سلطانان قہر
خدایت شکرے دادہ ز قراں
الا اے مردم چشم دو عالم

نبوت را از تو امکان و تمکین
دیں عرصہ نہ شدہ بودے نہ فرزین
کہ آدم بودین المار و الطین
توئی امروز سلطان السلاطین
پس آنکہ قلب آں لشکر چہ یاسین
یکے در حال مابچہ راہ میں

۱۲۲

دعا ہائے حسن در دین و دنیا
بآمین تو مقدر وں باد آیین

۹

دل اسلام شد خرم دل اسلامی خنداں
حصار سے فتح شد اکون ہر زمانہ آرزوے
نگر تا ظفیر آورد بر قوسے کہ بود انجا

فتوحات فلک صد نوع فتح شاہ صمد ایں
بشارت میدہد فتحے دگر از ہر بن ہنداں
بجائے گل ہر سبک بجائے دل ہر ہنداں

<p>بلے این مجزات نیست شمشادیں پرو ش عالم علّٰی الدین محمد شاہ دریاکف فلک را گنبدے پندارد در گریب خورش جہاں گزورد سو گندے سر شاہاں گے انوں ڈرے کز سلک ملک امروزد ترتیب نظم آورد</p>	<p>نہ دروہم مخروگنبد نہ در فہم خرمندان کہ از باد سنان او چو گل شد عالم خندان نہ نوطاق خوش آئینہ خورشید زو اں بود خاک کف پایت سر آں جملہ سو گندان حسن جانثار اندر رکاب خسرو افغانداں</p>
--	---

۱۲

جہاں تہا ہست او باشد خداوند ہمہ عالم
 معین جاہ و ملک خداوند خندانداں

۱۲۳

دعائے دولت سلطان علّٰی الدیناویں
 ندایگانِ فلک چتر آفتاب نگیں
 جہاں ندیدہ چو اوج بخش تخت نشیں
 نہانہ کج روی امروز جسز کہ در فریں
 پس اس خطاب نہانید تا بروز پس
 بلے چگونہ شود و دریں صحبت شیں
 شدہ ز مایہ شکر دوست شکر چیں
 کہ بشنوم ز شہ شرق و غرب یک تحیں
 و گیر نہ حد من مخمس بود چندیں
 حذائے غرور بل خواہش خفیظ و معیں
 بنور روح محمد بحق روح امیں

روا بود کہ کنند اہل آسمان زیں
 سر ہمہ خلفائے امم محمد شاہ
 ز فرق تا بقسم تاج و تخت و دولت
 ہمہ بہ بندگی شاہ راست روشدہ اند
 خدا بکنند شائیں خواہند مسلم اول
 چو او بکنند شائیں سین تحیں حرف
 مرا کہ طوطی باغ لطافت است لقب
 ہر ارفال حسن بر من انچنان نبود
 نفس کہ میزتم از قدر دولت شاہ است
 چو دین و دنیا در خط و در ہونت است
 ہمیشہ قاعدہ دیں برو قوی باردا

۱۲۴

زہفت چرخ شاہ و زستار گاہ صنت
ز چار پیر دعا و ز فرشتہ آئین

۹

اے خدایت برگزیدہ از سلاطین جہاں
جاوداں در ملک فرمان کہ بہر دین حق
ہر نفس فرعون گرگی می نمود ناچسبہ پاک
یامی آید مر از مبت استاد مستدیم
آسمان صد ہزاران یدہ آخر کور نیست
نہ مبارک ساعت زبے خجستہ کماں
ابو المظفر سلطان علائے دولت دیں
کشاد قلعہ آفاق و کرد قطع عدو

ولہ

تا جہاں باشد تو بر تخت جہانبانی بہاں
مالک الملکت بخشیست ملک جاوداں
چون موسیٰ خواست برویں دین و نور امان
شاہ ہم پسندش زیر اہ پندیدہ است آن
تا ترابیند بدست دیگرے ندہ عنان
کہ می در آید و شہر شہر یار جہاں
کہ باد تا باید برمسہ جہاں سلطان
بہ تیغ ہندی گرفت ملک ہندوستان

۱۲۵

خداش در سفر و در حضر نگہبای باد
کہ عدل دوست نگہبان عرصہ گہبای

۷

امر و زوق صبح دم آمد من سوئے من
دور از وصالے داشتہ تیرہ تر از گیوئے تو
آہوئے صبح آراستہ مغرب نہ پیراستہ
با من اسد در آسمان گر خجستہ اندازد چہ غم
سلطان علار الدین کہ باد از حق نظر ہاسوئے او

زیبائی مر از چہ لب و از ماہ زیباروئے من
حالا چو شمعے در رسیدنما و شمعے من
صبح این طرف آن طرف غور شد ہمزانے من
اکنوں کہ بہت از نام شدہ تو بدہر بازوئے من
اتحق ز چشم حمت دار و نظر ہاسوئے من

چونکہ من بندہ شدم درگاه شاہنشاہ را
گیتی غلامم میشود ترک فلک بندوں من

(۴)

از شب گذشتہ چارپاس از مہ گذشتہ چار مہ
مہ در گذشتن یا از شب شبیہ ہم پہلوئے من

(۱۲۶)

فاتحہ بر خوان پس اخلاص با آن یار کن
نثر این شاہ فلک قدر ملک متعار کن
فتح موسیٰ کار نفس مافض عیسیٰ کار کن

شاہ عالم باد و ایم این عابر کار کن
نظم پرویس یار کن انگاہ از بہر نثار
شہ علاء الدین والدین کہ در نزد دیت

(۵)

اے حسن گوشت چربی زبر انتہیت
نیم جانے بہت با صدق تمام ایشا رکن

(۱۲۷)

عدل تو پناہ اہل ایمان
جان عرب و عجم الفغان
صیت کرم تو در خراسان
وزرائے تو جسم عدل اجاں
بادات بہر و بحر نساں
وز دشمن خود غر و نساں

اے دولت تو مدار دوران
ز بخشش معز دولت و دیں
سہم سپہر تو در عراقین
از رویتو چشم ملک را نور
تا خشک و تری بہر و بحر است
بادوست بصد سرور بنشیں

(۲۴)

جائے بکف نشا طامی گیر
رنختہ بصف مراد میراں

(۱۲۸)

ایواں کہ ہند پائے شرف بر سر کیاں

امر و زچ خوش پردہ کشیدند بر ایواں

تا نگہ عرش شد افراشته منظر
 بر صحن طبع میوه مجلس نسج انگیز
 پیمان عمارت کس ازین راه در آیند
 هر رفت ستاره گهر افشاند با انواع
 بر بسته به پیلان جرعه از زرو یا قوت
 بر صحن چو زهره است ازین تعبیه قیاس
 هم مجلس خنده یکے تازه بهار است
 باد چه توان گفت یکے شربت کوثر
 رضوان نگریه آمده در صورت خانان
 میدان شهنشہ زمیں ساحت گردون
 بر آتش خورشید سپند آمده کوکب
 مرغ بران شد کز نسو و آوره اورا
 ز رخسار الدین سلطان جهانگیر
 اے پشت و پناه احم و بازوے خلقت
 خواهم همه ساله بهر اقلیم طبیعت
 چشمتم سوئے شہزادہ و دست سوئے باو
 آن شاه مبارک که ازو چشم بدان دور
 یک شاه دگر نیز مبارک قدم آمد
 شاه تو نگہ داشته قاعدہ دیں

از جملہ فرو و س شد آراستہ ایوان
 از بام فلک خضر دولت گهر افشان
 تا شاه نظاره کند آن کوہ خرامان
 هر رفت فلک نیز متق بست بهر سال
 برگرد عمارت کمرے از دُر و مرجان
 اقبال چو بخت بایں مایندہ ہمال
 ہم بادہ گل رنگ یکے تازه گلستان
 مجلس چه توان گفت یکے رضوان
 از جوے بہشت آب نہ در بر میداں
 خورشید شدہ گوئے و مہ نوشد چو گلان
 گردون شدہ چون لنگرہ گنبدہ دوراں
 پاکوشتن ترکی در مجلس اس سلطان
 سلطان جهانگیر و شہنشاہ جہاں باں
 اے دیدہ اسلام سپندہ سبحان
 خواهم ہمہ عمرت ہمہ آفاق بفرماں
 ہم خضر تو ارزانی و ہم چشمہ حیوان
 خاک قدمش روشنی دیدہ دوراں
 ہم بر تو و ہم بر خود و ہم بر ہمہ ارکان
 دیں را تو نگہبان و نگہبان تو نوزاں

اے کشتی عدل از قدمت ماند بیک حال بادات خدایا رہبہر کلا کہ باشی ہر روز شدہ کار با قبل تو روشن دولت بدعا و بہ ثنایت شد حاضر	چوں نوح حیاتت طلبم بکدہ دو چندان دشوار ترین کار با قبل تو آسان ہر لحظہ زدہ اشہب بیدان تو جلال من بندہ حسن بر تو دعا گوئی و ثنا خواں
--	--

(۱۰)

روایت (۹)

(۱۲۹)

فرخندہ باد بر شاہ آفاق سال نو سلطان ملار دولت ہیں آنکہ چوں بہا روسے عروس سن دین محمد جمال فیت بازیست تیر تہ کہ ہم از دست شد پرو نیز از دیر شاہ محل ماند چوں بدید نقش نجوم راز پے نتج زانوش از ثور بر کشد اسد ار حاجت او فند طبع حسن شد آئینہ چوں ہر نفس درو تامی شود پدید ز تقویم کن فلک	اسلام راز و ریش روزگار فال نو داد از کمال عدل جہاں را جمال نو از چتر شد خداش برافرو جمال نو بخشا و در ہواے ظفر بر زبال نو ہر روز ضبط عرصہ نور امتثال نو اعداد وفق دان و نفہ سفال نو بہر رکاب دولت اورا دوال نو رومید ہر ز بکر معانی خیال نو حرفے بروز نامہ ایام سال نو
--	--

(۷)

شہر بوستان بقا باد آمدہ
ہر بار باغ دولت اور انہال نو

(۱۳۰)

گل خواہم از جہان سے چوں گلاب تو	در در ناب رنجیت یا قوت ناب تو
---------------------------------	-------------------------------

روزے بہ نیتیم این شب اندوہ خویش را
جائے دو کبک بر سر آتش بد اشتہ
اشب بدیدہ دولم اریہاں شوی
گفتے حسن خوش است کہ گویاش کردہ اند
گفتی جواب خوش بہت بے تو خود بیا

صبح دیدہ دئے چوں آفتاب تو
خرگہ تہی یک بطکے بر شراب تو
تا وقت صبح ماو شراب و کباب تو
در مع و در غزل شہ مالک رقاب تو
دانی چہ سرق ہاست میان جواب تو

۱۳۱

خواہم کہ در خسرا بہمن سرد روں کنی
من بشم و دے کہ تو کردی خراب تو

۷

اے سر سر نامہ نقش نام تو
ما پس در کج عنف ماندہ ایم
عاجزے چندیم و لانے از فضول
آنکہ کہ منابنی آدم شنود
اے خوش آگوشنہ کار است
ہست مال مال جام حمت

نام ما در دفتر انعام تو
اے کلیجہ گنج دولت نام تو
دست در فراکشل عام تو
نماک عالم زادہ اکرام تو
گوش اور اخلق پیغام تو
بندہ را یکجہ بخش از جام تو

۱۳۲

سر بند بر نقش نام تو حسن
اے سر سر نامہ نقش نام تو

۷

اے بسر پر دہ جان راہ تو
روح قدس تر دہ دہ مقت

بام فلک پایہ از جاہ تو
روح آیں پایہ کش راہ تو

معنی والیس شب گیمیت ز آمد و رفت سائیدہ حق پیر سپہر آمدہ چوں کودکاں زرہ از نور نگرد جدا	واضح طہارخ چوں ماہ تو آگئے در دل آگاہ تو در پند دولت برنامہ تو ہر کہ چو ذرہ است ہو خواہ تو
۱۳۳	اے سگ در گاہ تو مسکین حسن سگت کہ خاک سگ در گاہ تو
۸	
شاہ رسید و میرسد کو کب شکار او رایت فتح رہبرش فوج فتوح کشورش عاقم ملک در بناں مہر دوام نقش او شاہ جہاں علّائے دین ملکستان مومنین شرع نبی و دین حق نشو و نما زکرت و فر از اثر سعادتش عمر ز حد زیادتش باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمیش	ماہ رکاب دولتش چرخ رکابدار او آخر سہ یاورش فضل خدائے یار او الہی چرخ زیر راں گنج ظفر نشاں او بر ہمہ غالب آمد دولت کامگار او یافت بہمد مصطفیٰ باز بروزگار او عدل چو د عادتش بیل چو فضل کار او باز چو در حضر بود حفظ خدا کار او
۱۳۴	بندہ حسن بصد زماں داعی دولت توشہ خسروا خستہ راں بود مادی روزگار او
۵	
فرخندہ باد بر شہ آفاق ماہ نو سلطان علّائے دین و دنیا و دین آفاق ملک	چوں ماہ نور فضل خدایش جاہ نو عکس ہلال رایت اعلاش ماہ نو

تاج شہی تارک اوباد تانہند
ہر دم وریں سداوق اقبال نصیب
ہر روز در رکاب سعاد رسیدہ باد

گل بر سر پریش ز غنچہ کلاہ نو
از کار گاہ فتح و ظفر بار گاہ نو
از فوج فتح و لشکر نصرت سپاہ نو

۱۳۵

رویف (۵۵)

۷

کمال معرفت آرزو ست بال بد
عروس تی آساں جمال نہاید
منال دنیا چنید یاد خواہی کرد
چو دیو با تو سگال دگر جمع کن زرو سم
جواب سخت مہ سائلان مسکین را
نہے بخت وقت ابرو درویشے

شرف ہی طلبی مایہ وبال بد
ہر آنچہ بہت فدائے چان جمال بد
بریں منال ازین بیشتر منال بد
بنام نیکو و کوری بد سگال بد
حصول ہر دو جہاں ہم بیگال بد
یکے بگوید خواہ نہ کو اقبال بد

۱۳۶

نگار زر طلبہ از تو اے حسن زر کو
سرے کہ داری پیائے او بہال بد

۱۳

کے باشد آنکہ بوسہ زخم آستان شاہ
پیوند جان من نظر رحمت شاہ است
سلطان علّار دینی و دین شاہ بحر و بر
شاہ جہاں محمد شرع محمد نیست

سجدہ برم بجلس راحت رسان شاہ
لے ہر کجا کہ جانے پیوند جان شاہ
از شرق تا بہ غرب ہمہ ملک از آن شاہ
اندر پناہ مملکت جہاں شاہ

<p>بے سیج شبہ شدہ بود اندر پناہ حق ملک دوام را کرے ساخت است بخت گرچه کمان ماه کشد چرخ بس بلند از جام شاه چشمه سرشت خدرا دریا اگر بجیب عدم فرو برو پر دُر شود چو کام صدف گوش من تمام هر روز از فلک همه آفاق است در بزم شاه خوان عاین که چو کشید</p>	<p>زیرا که هست دین حق اندر امان شاه و ان چیت نایدت گرد میسان شاه هم سر فلک گرد و پیش کمان شاه یک جرمه ان بهفت فلک جرمه ان شاه مایم و دامن کف گوهرش شاه گر نیم آفرین شوم از زبان شاه قرصه که هست رابط اوز خوان شاه بنده حسن که هست یک مع خوان شاه</p>
--	--

۹

چون خلق شاه خلق خدا را است پاسبان
بادا خدا عسز و جل پاسبان شاه

۱۳۶

عرضه دارم حال خود برائے شاه
از چه از روئے جہاں آراء شاه
کا سمان سر می نہد بر پائے شاه
از شعاع تاج گردوں سائے شاه
چون قباے ملک بالائے شاه
رائے فتح انگیز و نصرت برائے شاه
راست چون صیت فلک سائے شاه
باد بخت ممالک جائے شاه

دولت من میں کہ بوم پائے شاه
دیدہ امید خود روشن کنم
شہ عمار الدین والدینا کہ هست
آفتابے تافت برگردوں دگر
تاج دولت بر سر شہ چست ہیں
قلعہا بکشا دو کشور ہا گرفت
بردش نظم حسن بالا گرفت
تا کہ تخت چرخ را شہ هست مہر

۱۳۸

شاہ قائم برباط مملکت
ماکتہ پچھیل اعدائے شاہ

۸۶

عید است برباط برباط یک میاں
ساتی در ان کشتی زرد ریاح و اردو بخور
در روئے خوردیدی کہ پوشیدہ چو دامن گویاں
خورشید در کشت نماں چرخ برزہ بگیان
از سختی روزہ مگرتا داشت از گرمی اثر
یکموشد اینک کہاں مہر از نق مہر از ہاں
عید آمد و زو بر زمین قنیل طاق چار میں
برداشت ماہ روزہ پے اکنون سال خواہ مے
جان از جام مے فوی دل از نوئے غش قومی
چنگ ست شکل قالبش آداب مجلس حاصلش
برودہ رباب اندر غم از ہر دل اندوہ ستم
بنے زن تہرکیہاں داروید برضیاعیاں
دف از ورق کردہ سلب حاشیہ نقیے تعجب
ساتی مہر جان چوں پری شاہ بتان آوری
لعلش لبالب نوش بین کمان و سنبل پوشین
بر زمیں خوش خوش بریں مے آتش میں درو

مے از طراوت کردہ گل مجلس مطرا داشته
کشتی ماہ نوگر بر روئے دریا داشته
روئے فلک میں کنون ہوئے عذرا داشته
زاں خربزہ میں آسماں یکشاں پیدا داشته
چند انکم می لرزیدہ خور بارزہ صفہ داشته
می عقد بستہ باہاں رواز تیرا داشته
برجائے آن قنیل میں جام آشکارا داشته
سی روز شہرے بہر روئے دل را شکیبا داشته
بتان بزم خسری مرغان خوش آوا داشته
در خدمت اہل دلش مطرب بیکپا داشته
از بہر دستاویز غم چخبہ میاں داشته
طرفیہ بیضا ست آن شبان گویا داشته
چوں شمع اہل ادب جلے معشا داشته
خوش مثال دہری ابرو شش طعرا داشته
صوتہ باز مے نوش میں منسی مینا داشته
ساعر نقش میں درو سیوہ منفہ داشته

فوج افاضل تاخت اشعار نوپرداخت
 شد در مقام بار خود بادولت بیدار خود
 سلطان علاء الدین کہ او بادا ہمیشہ در علو
 گردوں بران القاب بے الحکم میخواند زبر
 عید از سحر تا چاشت گداز نورست از خان
 شمع حسن شمع تیش خاص غزل سحر میں
 ترک من ساقی مگر چوں سرو بالا داشته
 ایں سرو نوپیر استہ نو فتنہ دان فاختہ
 ایں ماہ پیش یک دگر آزند حلوا ما حاضر
 سودائے چوں من بجائی جست حلوا ازان
 رویشن پاک چو دین ہمہ لہا یقین
 اے برو زلف تافتہ حسن مویش گافتنہ
 زلف آرد ہا و جبر سرخ ہر دو بہتر ز گل
 من چو تن کے یا ہم دگر طوطی بے طاؤس فر
 در عاشق خود ہیں بیا ولدادہ و دلبر تان
 تو افتاب کیوں دل باتو چوں سایہ دوان
 صبح از دولت نقش ستم شکم گراے ماہ کم
 چشم تو در ہر چشم زدستہ کند بیرون صد
 کر چشم شوخت دم بمدم غوغا کند مارا چہ غم

بعضے مروف ساخت بعضے متغفا داشته
 در دست لولہ بار خود یا قوت حمر داشته
 از حضرت اعلام اول القاب علیا داشته
 تشریف ہر نامے نگر از صد رطابا داشته
 در حرف اول کن نگہ انیک ہاں داشته
 ایں شرح و بط عید ہیں ہم پے غزل داشته
 اندر میان لعل تر لوئے لالا داشته
 رویش جو عید آراستہ لب شیر خرا داشته
 او در دو ماہ نو نگر صد گونہ حلوا داشته
 صد ماہ نورادر زماں زیر ثریا داشته
 برگرد دین پاک میں کفرست عدا داشته
 خوبی و یوسف یافتہ نطق سیجا داشته
 خط شام و عارض صبحکہ ہر شش بیکجا داشته
 طاؤس کردہ جلوہ گر طوطی شکر خا داشته
 گرچہ بن گشتہ و تامل باتو بخت داشته
 اے از ہلال ابرواں یک شہر شیدا داشته
 شستہ کجا گرد و رقم بر سنگ خارا داشته
 اے چشم تو مست ابد لب رنگ صبا داشته
 تا عدل سلطان امم بردفع غوغا داشته

سلطان علاء الدین کے بے بالکاشت ہمیش
خوشید بہر جاہ را خصلاصل در گاہ را
پاپوشش تا نامزد از آجاہ داران مید

ملک کندر واریں شد قادیار داشت
نام محمد شاہ را بر چشم بنیاد داشت
اوپایہ کرکی خودش از تنج و آرا داشت

۱۳۹

چترش رائے فرقدال زو با گردہا فرق داں
بختش بر چوں فرقداں عرش معلدا داشت

۴۶

اے پائے ہمت از فلک صد پایا داشت
اے رایتو خوشید ز اندر علو خوشید
در گاہ تو چوں آسمان شد قبل ازل ماں
آنجاست دولت مانعہ سجد گہ پر داختہ
ذات جہانگیر تو شب بخت ممالک اپنے
اے بندہ خلقت سمن تازہ بعدل تو چمن
شمشیر تو آتش نشانوں از دہا آتش فشان
غنیچہ بہر خود نگر در اینی بستہ کمر
بلعشے کہ از دے لالہا بستہ اگرچہ سالہا
ہم ز آب حیوان کرم دے ہوا را دادہ نم
اے دادہ ملک بیخطا چوں در گردون پایا
ارتقام ایں لوح کہن دانستہ تر با بہرین
طغلیت بخت نام جویش فلک در تو تو

افلاک انجم یک بیک بر تو تولد داشت
خوشید آن خوشید اطاعت تو جو داشت
من جاہاں دارم کہ آن حاجب سے جدا داشت
بختش اہل جاساختہ اقبال طلبا داشت
ماندہ عدد در مانگہ چوں رخ بھیجا داشت
گل درشنائے تو چوں ترتیب اجزا داشت
در جوئے جائے سرکش آں مجہا داشت
حقہ پر از یاقوت و زردے سحر ادا داشت
اصداق لبر از شاہا لولوے بیض ادا داشت
ہم زیر چوگان حکم گوئے زمین را داشت
خاصہ فی را خدا فضیلت بر پا داشت
رائے تو در اسرار کن عل مہمدا داشت
پیران چار ارکان ازو خاطر مصفا داشت

چو خلق باغ خوش لقا کوثر می و رضوا صفا
 طفلیست کونیش بکف زو چارادر اشرف
 بل دیده ام بلخ جنال در بزم تو عجب کدکان
 ادریس در بزم تو شمع خورشید را داده ره
 سیدان مسلم بنیت گو از فلک بنیمیت
 خنکست اگر بینی ز جافیز و معلق زیر فضا
 غلش بر میخ انجمن از گیسو نه بر دوش
 دیدم نشانت دیدم هم در عرب هم در عجم
 ترکان بنیم بیگماں نصرت بقضیه چو کماں
 پوید فلک شام و صبح خاکست بود گر
 خضم بد اختر را بین بر چه تو بگریه کن
 اے دوست بد خوانست قلم زانده در دست الم
 بنده حسن بین سال و مرد طاعت این بارگ
 پرورده فضل ایندوش ارشاد غیبی مرشدش
 هست اندرین دولت سر اخذ مگر و رحمت سرا
 از دولت شاه جهان آسوده پیداونهاں
 چرخست اگر چه سرشته مقل از دور سرکشی
 اما بعدت این زمن در بندگی در و اوتن
 من زانچه برستم ز تو دل شاد بنستم ز تو

هرست بستان بقادر و تماشا داشته
 دست تفاخرین خلف بر هفت آباد داشته
 همچو نماز مومنان سجده مشن داشته
 جادوب صحن بارگاه از زلف جورا داشته
 از شام ادهم بنیت از صبح شهباد داشته
 عرشیت پذیری قصن بر فرق غبار داشته
 خورشید گرو از شمش بر آسمان داشته
 در ملک گیری چون علم باز و توانا داشته
 آهنگینا هر زمان بر چین و لغما داشته
 طمع بدین حرف نه نگر آں باد میا داشته
 بگذاشته جبل المتین زمار ترسا داشته
 کشور کشا کردی علم پس عالم آرا داشته
 از بهت و الایه شده صد گونه آلا داشته
 بوده بدایون مولدش دلمیت نشا داشته
 شکر ایادی ترا دایم هویدا داشته
 زخو و شکایت ز جهان بزور خضر داشته
 در حق موسی و شیعیان یهودا داشته
 از کل اوصاف فتن خود را مبردا داشته
 اینک برین ستم ز تو عیثه مهیا داشته

دادن بدرویشان نعم اقبال شامانرا چو کم
 اسے ہر کدانتہ سیر بر خاکیت سودہر
 چوں حرز بر خوبستہ این صحر ہفت آسمان
 اسے پاکفت دریا چو خنجر ہر دو نظمت ہوس
 نظم حسن میں بر محل نظمیہیں شد مثل
 کردم بے حق خسروی بر حکم فرمان سوری
 از شعرا و بیایگان مایہ گرفتہ رایگان
 منصف شہد در بحر و بر انصاف میدہی نگر
 تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راہیں
 صد سال ذات پادشہ چون تاج بر تخت گد
 صد سال اگرچہ شد قسم صد سال برے باہم
 روحانیان اندر نہاں در دو عایت در دہاں
 کرد بیایان از جہاں تو راضی بر قسم راہ تو

بہرام ہم بود از کرم میسے بہتاداشتہ
 چشم مضائے تو نظر بر جان ناداشتہ
 اہل میں تعویذ ساں بر ہفت اعضاء داشتہ
 عین عنایت نفس بر اہل انشا داشتہ
 ہم وصف عید ہم غزل ہم مدح غرا داشتہ
 تا ہم ردیف ہم ردی خاقانی آسا داشتہ
 شعرش نہ داغ شایگان نے عمریہ الطی داشتہ
 اینک سخن از خشاک تر پیش تو شاہ داشتہ
 ہم تاجو ہم تخت شیش ملکہ بہنہا داشتہ
 بر تخت خود بر تاج مرزا بخت بر نہا داشتہ
 صد سال دیگر آن قسم گیتی تمنا داشتہ
 تیغ جہاں سوزت جہاں برفرق اعدا داشتہ
 تا مشر دولت خواہ تو سر بر مصلہ داشتہ

۱۴۰

باد اور تو دیر ماں از دور ہفت این آسمان
 ذات تو در عین ماں اینز وقت لا داشتہ

۱۱

بر ماہ بستہ زیور بر مشک اندہ شانہ
 در دل ہوائے عشرت در سر می شبانہ
 ایں سحر بشارت و آن عشق لہیانہ

دوش از دم درآمد زیبار خفے یگانہ
 در روشن شادی در لب نشاط خندہ
 روئے چگونہ روئے زلفے چگونہ زلفے

<p>در جمع ناز نیناس اسپر در منور گفتم بگو چنانی در نیکو ان کدانی خندید گفت کز من چون باز پرس گدی من بخت کا مگارم کز عالم عنایت سلطان علاء دنیا شاه جهان محمد امسال چونکه شرف فتح هزار سلطیت یارب بدار باقی سلطان عهدا</p>	<p>در صف غریبیاں اسپر علم نشاند کز فطمت تو فردوس گشته خان از نام نسبت خود گویم مت مایان پیوسته هم عنانم با خسر و زمان کور است گنج نصرت بید و بیکران هر روز واجب مد طبل هزار گانه با مملکت محسد با عسیر عوادان</p>
---	---

۱۱

قصه حیات او برتر ز هفت کیوان
بنده حسن بریں در مدح آستانه

۱۴۰

وز درون و برون ما آگاه
فیض فضل تو خسته شوی گناه
شہد انشہ بریں حدیث گواه
وے غنی رفت از تو حاجت خواه
یافت از سجده ملا یک چاه
دآنکہ تسلیم یافت در بن چاه
برو بر طارم چہارم راه
بر نہ ایوان دہشت حسد نچاہ
سر بلندی تازه وہ چو گیہ

اے قسم رانده برفیہ و سیاه
وست لطف تو نقش بند امید
نیست جز خدا اے حکم نیست
اے محل ماندہ از تو حجت گوی
بخت آیت خلافت آنک
و آنکہ تکلیم یافت بر سر کوہ
سر روشندلے کہ چون خورشید
روز بازار شب روے کہ نکرد
کہ حسن راز خاک در گدویش

اوش چوں ز شہر بند عدم رہن سائے تو کردہ ناگاہ

۱۴۱

آخرین روز ہم بیدار تہ بخش
شخصہ لا الہ الا اللہ

۶

مطلع دیوان بنو غریب بر آراستہ
نیت این دیوان بہت از فیض عقل مایہ
خاتمی کو آسمان اوزیں اصلع است
دست لطفش بہت از طر و شمشادیں
دیدہ مہ را بجل شب منور داشتہ
یک بیک الوانیش از فتح ہمیں آراستہ
عالمی از نام رب العلیین آراستہ
ضلع او ہم آسمان و ہم زمیں آراستہ
طرہ چوں زلف نغور دیاں میں آراستہ
گوشں مہی ابد رہائے نہیں آراستہ

۱۴۲

حسن را تا ہمہ بار بمتش افتاد کار
کار دنیا را ست گشت و کار دیر آراستہ

۱۲

ہزار شکر کہ ازین فیض فضل الہ
بدین جلالت و فتح آسمان مقرر آمد
سریر شہ رازاں میبرد سپہر سجود
لوک ماضیہ را پیش ازین ستارہ فتح
ولیکن اکنون ہر دم صد آفتاب ظفر
خدا یگان سلاطین علای دولت و دین
سر جہ خلفائے امم محمد انکم
جہاں جواں شد ز آثار فتح شاہنشاہ
زہرہ مرید جلالت ہزار موسی و جاہ
کہ شد سپہر سریر ست ہم ستارہ سپاہ
بر آمدے سعادت بر آسمان گاہ
طلوع میکند از سائبان فضل الہ
کہ بہت برائے وے از چرخ نار و آگاہ
کہ دین پاک محمد بدو گرفت پناہ

ہمہ سواصل بحر محیط و دہلوش ز فیل تو چہ توان گفت در بیطنیں عجب نباشد اگر فیلس آسمان اینز ہمیشہ تا کہ یکک بہار غنچہ نو	کشادہ روی ز چہ از رفیع و ششان تباہ تو گوئی آن ہمہ فیت رستہ جائے گیہاہ بہ بندگی شہ آزند با عمار ی گاہ بفتح گل بود از ناز کج نہادہ کلاہ	
۳۳	قبائے فتح ہمہ سالہ در بر شہ باد ز دور و امن او دست فتنہ کوتاہ	۱۱
کلمہ فتح شہ بنگر جہاں کار بکشاہ عمار الدین والدین محمد شاہ دیں پردہ فلک در طاعت در گاہ و احرام در بستہ شہنشاہ کی مہی بیستم جواریان عیسیٰ را خندنگ او کلاہ خسرو افلاک بر بودہ ز فیلان جوان زنجیر و زنجیر در بستہ بست عدل جائز اود تن اسلامیاں کردہ یکے از بندگان حضرت اعلا شہ بنگر بیک حمد بفر شاہ چندین قلعہ گرفتہ ہمیشہ تا کہ بکشایند ہر شب چشم اختر را	بر تیغ سپہو دریا کار دریا بار بکشاہ کہ بہت از روی و دانش عالمی را کار بکشاہ زلزل از بہت شمشیر از ناز بکشاہ سراسر در قلعہ فوجش کار بکشاہ سنان او کمر از گنبد و دوار بکشاہ نہادہ ہر شمشیر را بکشاہ و انبار بکشاہ ہر تیغ و ہر خنجر را بکشاہ و گھم بکشاہ ہم بحر محیط از تیغ گوہر بار بکشاہ کہ از خیرہ سراں چرخ فریز دار بکشاہ وزاں ہر چشم باشد چشمہ انوار بکشاہ	
۱۴۳	سعادت پایاں آستان شاہ باد امین در ہر آرزو از دیدہ بیدار بکشاہ	۱۳

اے برحمت گرد کفر از روئے دیں برداشته
 آیت نصر من اللہ ورد جانم یافت
 صبح سان یک نفس شیش حبش کرد و ضبط
 شہ عمار الدین والدین محمد کرازل
 در ثنا اسکندر ثنائیت میگویند یک
 عالمے گشته ز کافر عالمے کرده اسیر
 جمع گرداں بہر گردانیدن بدخواہ را
 باز خواہم گفت مصراع کراول گفته ام
 ہر کجا رو آور دیاری دہ فتح و ظفر
 از دماغے او علودرگشاہیت باد
 آسمان و صبحدم بہر نشاء رقت
 قصہ ضربت بتیج آسمان گون خضر را

وینہ ملک را تو ہم بحر و ہم برداشته
 سورہ انا فتحنا نقشش افسرداشته
 آفتاب آسایک تن ہفت کشتہ
 بر تو شد ہم دین و ہم دنیا مقرر داشته
 سدا سلامی دیکن کے سکندر داشته
 ہر دو عالم زین ظفر عیشش مقرر داشته
 تاقیاست بین دشاخہ ازد و پیکر داشته
 اے برحمت گرد کفر از روئے دیں برداشته
 از فتوحات خدا یں یار و یاور داشته
 آنکہ شہر علم بودت از علی درو داشته
 این طبق بر گوہر دآں طشت پر زرداشته
 آب از چشمش فگند برق دبرو داشته

۱۲۵

بند گمانت ہر کجا رہ بردہ بہرین حق
 حق تعالیٰ شان بفرمودہ مظفر داشته

۱۰

ملک از آسیب ہر فنہ مسلم یافتہ
 ہم خلافت از ازل مانند آدم یافتہ
 بل سکندر وار ہفت اقلیم عالم یافتہ
 از ازل ختم سلاطین مہر خاتم یافتہ

اے ز فیض فضل یزداں ملک عالم یافتہ
 ہم ممالک را تا پیشل محمد داشته
 راست چوں نام خود ہستی پناہ ہر ہست
 شہ علاقے دین دنیا شہسوار شرق و غر

خلق عالم را از شرق و غرب خرم یافته
نوش دارد چون لب قیسی مرغ یافته
عمر خضر و ملک ذوالقرنین را خرم یافته
این بشارت ہفت صبح و عیشاں ہم یافته
پایہ آں تخت جابر تارک حم یافتہ
صبح دار این رود شنائیہا دادم یافتہ

اے زمین صحت کامل بقائے خوشتر
نور صحت چون کف موسیٰ عمراں داشتہ
آب حیاں یافتہ از زمین عون کردگار
طل شادی ہیں درائے گنبد گردان چرخ
ہم بساط از موج و چوں بحر پر گو ہر شہ
خاطر بندہ حسن افروخت از مع شاہ

(۱۷)

رویت (ی)

(۱۴۶)

جہانباے کہ چست آمد بد تاج جہانباہی
پناہ ملک پشت ملت و ستہ مسلمانی
کہ دریا داد ہن باز ست پیش او بجزانی
چنانک انے رشک جو دش قطرہ قطرہ کردارانی
بنام نیر و چگویم تا پس می بخشد تاسانی
زمین فرش زریں بست امروز از زرافشانی
کہ در رحم جہانباہی نہارد در جہانباہی
در ہفت استیلی مراد چارارکانی
جہاں را داد بخشی و ز ستگر دادستانی
بجائ سخی تر از ہر تنے شد منت جان
و گر ہر دم دہی صند گنج ازاں نایب شمانی

مبارک باد بر سلطان عالم جشن سلطانی
مدار عالم و دارا سدورو دار و دوراں
علامہ الدین والدین محمد شاہ مدایکت
چو دریا باریش را دید از رنگے برنگے شد
زرے کو کھاں بردن آمد بشواری خلائق را
اگر فردا زمین از فقرہ خواہد بود شاہ ما
نہے شاہ جہان بخش جہاندار و جہان اور
یگانہ خسروے کرے عدل و بدل و دوہیں
عدایت عمر تو بخشا و نو تا کہ چو سہ
بہ زروا دن سیاہے بر سر ہر کس نہادہی
کے را کہ گناہ خویشماں شد گنہ بخشماں

<p>خود آن نقش سعادت در ازل و دشمن پیشانی مگر اورا بحکم این شرف گویند میزانی ز به لطف الہی تاقیاست با در زانی ترا صد بندہ چون خاقان بندہ صید خاقانی ترا خلق محمد شہ حسن را مثل حسانی</p>	<p>ز خاک آستان نقش شد پیشانی مرا ز جل چو ترازو راست شد باندگان شہ بہمد تو ہر آن نعمت کہ میخواہیم از زانست خدا را صد ہزاراں شکر آمد اندرین حضرت درین شش طاق شش وز و پل ہفت فصل</p>
---	---

۶

ہمیشہ تا جہاں آتش جہت باشد ترا خواہم
کہ در دولت بہفت اقلیم ملک جاودانی

۱۳۷

ترک عالم گوگراین فن میزنی
دوستاں را کنش دشمن میزنی
کوہ را سنگ فلاخن میزنی
پس چرا لاف تہمتن میزنی
شیر بارو بہ چہ سوزن میزنی

اے کہ لاف از عالم من میزنی
دین دول را دی بدینا آدرین
عربہ با چرخ داری اے عجب
ناکشید شیرن خود را ز چہا
یک سر سوزن نداری شیرینے

۹

۱۳

اے بد عوی صدمت بہ جو حسن
چوں بہنی میسری تن میزنی

۱۳۸

مخصوص ز نر ازل و حکم الہی
چہر سیہت مرد مک دیدہ شاہی
اتحق شدیں پرورد اسلام پناہی

احسن ز بہ ختم تو آیت شاہی
گرد سپہت غالیہ گیسوئے نصرت
جان بخش علار الدین سلطان جہانگیر

<p>سلطان جاگیر جہاں بخش محمد گرز افسر داز گاہ بدے رونق شاہاں ز بخششی توابر صفت نے ز تامل تخت ز پے ضبط جہاں حجت قلع دیبا بازل چون صفت شست تو بستند اے چتر سپید تو درایات سیاہست باد ایجاں تا مدد ملک تو محکم چوں شد حسن اندرہ اخلاص تو یکتا اندر کف فضل تو افلاک ستارہ</p>	<p>اے دین محمد وجود تو مہربا ہی توزیب دہ اندر رونق دہ گاہی رز و ادن تو صبح صفت ہم رنگا ہی تیر تو بدیں حرف دہ راست گواہی تا شہر زہ دور نہ کرد از تن ماہی بگرفت جہاں جلد سپیدی سیاہی حکم تو براحوال جہاں آمد و ناهی نار و فلک اندر تن او پیش دو تباہی اندر پند عدل تو شہری و سپاہی</p>
---	--

۱۳

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہند
عمر تو فسر او ان تر از ان باد کہ خواہی

۱۴۹

صفاے غیب بخشد از شنای حضرت شاہی
ہمی خیز ز نوبت خانہ نصر من الہی
ز شش جہات و سیرت افلاک آگاہی
سعادت در رکاب اے عاں دادہ بہرہی
ولیکن تا بد در طعش و رزید بختی
نمی یار و بدای پایہ رسید دوست کوتاہی
ہماں مہر گتہ میرسد ہر ماہ سداہی

مرا تعلق دولت بہ کہ الہام بھر گاہی
شہنشاہ کہ اندر پنج وقت آوازہ افش
علما را دین والدین محمد شاہ کو دارد
ظفر را را بہر بیستم بہر اے کہ خواہ
فلک کہ چہ ہم از روز ازل سپش دوتا آمد
ہمی خواہ کہ بوسہ پایہ بخشش آسماں اما
ہلال از بخشش شاہست روشن و رن از چرخش

ہی لہزد عدد دے چہ ازناہ ریا تاش
جہان پر حیراں در جو اینہائے تخت شد
عیاذ اللہ از قہر شش کشاید چہ گردوں
حسن امیڈال و جاہ واری ح سلطان گ
شہنشاہ رعیت ایزد از زانیت میخوام

چو بر آب و اس ماہ و چو بر روئے زمیں ماہی
جوانی تخت اس است بل آواز نہا ہی
اسد باآں ہمیشتری مقررید برو ماہی
بجہ اللہ کہ آن امید ہم مایست ہم ہی
بخواہشہائے صبحی و دعاہا گھر گاہی

۱۵۰

طرب چہ اندک میرانی ظفر چہ اندک میدانی
جہاں چہ اندک میگیری بقا چہ اندک میخوای

۱۴

بیاساقی دلم بکشا چو ہر شیشہ بکشاوی
وگر سر و نو اندر بوستان ملک پیدا شد
بدہ جائے بنام شاہ ہفت اقلیم آتش ہے
علاء الدین و الدینا محمد شاہ دیں پرور
خدا ہادی خلق و شاہ ہمدی خلق پیوستہ
جہاندار ابرارے رزم و نرم تو ہمہ سالہ
سردین محمد شہزاد ہفت آسمان برتر
چگویم وصف ز بخشیدن ذات کریم تو
ہمیشہ باد عمرت ہر کہ در عالم فدا تو
زہر سیوہ کہ اندر باغ دولت میرسد بخور

کہ از اقبال شہ مارا ہمہ شادیست بر شادی
کز اس سر و ست ہل مشرق و مغرب آبادی
کہ نارد کرد پیش ہفت اقلیم دعویٰ ادوی
کہ از عدلش اساس شمع دار و تخت بنیادی
ظفر بنیاد فیروزی و فتح از مہدی ہادی
کنند خورشید گردون گری مرغ ز نازادی
چو تو پایے مبارک بر سر ملک بنیادی
کہ واللہ از تو انصاف انصاف کہم دوی
تو ہی حقیر بر فور دار عمر خوشن بادی
کہ دلہا از نسیم رحمت چون باغ بکشاوی

حسن اگر گشت شاگرد عطایت در شنائے تو

۷	بقیالت رسد روزے ز شاگردی با ستادی	۱۵۱
چو راسے خسرو عالم شدہ در عالم افزوی نمی بینیش پوشیدہ قبائے لعل ز روزوی نگر چو خاست سوسن تن زبان ہم در نو آموزی کہ خلقتش عین فیروزست و تشبیه نو روزی نبودے آب جان بخشی آتش لاجبانی بر آں فیروزہ نقشے کردہ بجست از فتح فیروزی	فروغ روی گل بگر چو شمع از باد نوروزی گل سوری ز نسج نو خبر آورد بر سلطان دعائے شکر کند تلقین بر اہل بوستان بلبل علامہ الدین والدینا محمد شاہ دین پرو اگر در آب و آتش نبودے لطف و قہر تو بیگین خاتم ملکش نگر فیروزہ دولت	
۷	حسن از صبح دولت را ہمہ فرایں دعا گوید کہ نور روزش مبارک باد فتح نو نوش روزی	۱۵۲
بالماس اندران مر جان تو داری ببیاری در آمیساں تو داری سرش آگوے کن چو گان تو داری مے چو چشمہ حیواں تو داری شکر در پستہ خنداں تو داری بمجد اللہ کہ امروز آں تو داری	بیاساتی کہ قوت جان تو داری فتح میدان دے رنگین کیمتے سرا چو گان لفت ہر کہ بر تافت دلم جان نواز تو چشم دارد چومی دادی بگو قتل از کہ خواہم نمک اصفویاں آں نام کردند	
۷	حسن دور سخن بر یادشہ نوش کہ ایں معنی دین دوران تو داری	۱۵۳

درستم راستم یک رائے و یک رویے
عروس دہرتا در جلوہ آمد
کہ خواہد این عروس بیوفارا
کچے چوں بگذرد دیگر دیر آید
ہمہ بر طبع خود کم می تو اس یافت
نہ ہر روی بینی رنگ یوسف

کڑی درمن ز بینی یک سرموے
دلہ ہرگز نظر نداشت آن سوے
کہ ہر روزے چو نوشہ نو کند شوے
بآمد عمارت یا اس کوے
طبائع را افتاد تھا ست درخوے
نہ ہر پیرا بنے رایابی آن بوے

۱۵۴

نباشت حاصل را با حسن خوش
نباشت ز نگیناں راز آئینہ روے

۱۱

سفیدہ دم چو ز باد معطر سحری
مرا بفرودہ فتح اندون گلے شکفت
چہ فرودہ شدہ فتح ممالک شرق
بفرودت سلطان علاء الدین
جہانکشائے نفع ابد محمد شاہ
شکستہ تعبہ ختم فیل بردن او
نہ آدیت از کمال فضل خداست
خدائے عزوجل ہر زمانش فتح ہا
سپہرادیاتی در گشت تاحشر
ہمہ جہاں شد در دست اوسلیمان وار

سمن بجنہ در آمد چمن بجلوہ گری
چو غنچہ گل سیراب از دم سحری
رسیدہ گشت چمنیں دم خشکی بتری
کہ بر ترست خیالش ز نفرت بشری
غایت از لش راہ دو براہ سہری
چہ بدہمت شرخواست برد چو نگی
حدیث تیغ علای و دولت نہری
جختہ دست وے از قند زمانہ بری
ستارہ در پیکر ان او حشری
بکلم نقش نگینش روزیو پوری

۱۵۵

حسن بھرت او خدمتے کند جاں را
چہ باشد از چو منے آنچہ بہت ما حضری

۱۳

خجستہ باد برفاق فرزدانی
بفر دولت سلطان مشرق و مغر
ابو المظفر سلطان ملک دولت دین
جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ
بجان جملہ اسلامیوں خورم سو کند
بزد ہی ہمہ روز آفتاب را امانم
ہزار سال کہ ہم ملک دولت شاہ
بکوبہ بر شدہ خورشید از صلابت تو
چو ابرو دیدہ بآن نوع تیر بارانست
ہمیشہ تا کہ کند ابرو بہ عالم
در سعادت دولت نثار صد تو با

نشان شد ایمن از ایشانی
بناست نشان از رویا و آواز
نشان شد از رویا و آواز

تو ام مملکت و قوت مسلمانی
چہ پایہ از قدش یافت تخت سلطانی
کہ بہت از بغلاف سکندر ثانی
کہ ختم گشت بر او آیت جہانی
کز دست بر ہمہ اسلام منت جانی
کہ گنج بخشہ و باشد کشادہ پیشانی
ہزار سال و گرباد ملکش از زانی
بزخم تیر بر آورده لعل پیکانی
ز آشک کردہ رواں قطرہ قطرہ بارانی
بشکل دست در افشانے گوہر افشانی
کہ صدر ملت و پشت پیہ ایسانی

۱۵۶

کیمینہ بندہ جاہ توبہ کہ صد خاقان
حسن بفر شائے تو صد چو خاقانی

۷

مبارک باد فتح آسمانی
تو آن شاہی کہ ہستی چشم شاہان

بناست مملکت و عمر جوانی
بفر طلع صاحب قرانی

علاء الدین والدین که دولت
چو دقت چو خورشید است دریا
چنان قلعو گوی آسمان است
همی خواهم که بر خور دار باشی

کند بر آستانت پاسبانی
بزر پاشیدن صاحب قرانی
تو بکشای غلبه آسمانی
ز تخت و تخت و اقبال جوانی

۱۵۷

بنام نیک کشور بر کشائی
بکام خویش دولت برانی

۱۳

بیا که از لب جان بخش سر بر جانی
میرس تا بفرات تو حال من چونت
برو نیاں اگر از حال من نمیدانند
همه جهان را گرد تو گردانم
بخوانمت مر نویا ستاره یا خورشید
اگر نماند برگ ز شاخ گل مثلاً
گره که بر سر گیو زوی نکو کردی
خدا یگان سلاطین علای دنیا و دیں
مرصیف ملک دمل محمد شاه
چو آفتاب در افشانی آفتاب فرمود
بخاک پائے همایوں تو که بنده حسن
دعائے دولت سلطان شرق و غرب کند

مرا بفرقت خود پیش ازین چه نهجانی
بیا که آمدنت منتی بود جانی
تو که درو نه بروں نیستی نمیدانی
اگر عنان وصال این طرف بگردانی
که هر چه وصف کنم صد هزار چندان
تو دیر مان که بنجوبی بهشت رامانی
بعدل شتو این قدر پریشانی
مدار مملکت و بازوئے مسلمان
نشان سج مشائے سکندر ثانی
که مانند دیده جیپ رگان بحیرانی
بقیبت و بحضورت دشنا خوانی
که باد دولت او تا بحشر ارزانی

۱۵۸

جہاں چو پشہش باہزارا پشہست
ہزار سال بمانا و در جہاں بانی

۱۴

ہر فیاض شبانہ ہم مانند از میاں نیے
رخ مشرق ہمہ گرفت مروے آسمان نیے
تو گوئی بوالعجب مہرہ بر آورد از میاں نیے
بجان تو کہ اندر تن نخواہ ماند جان نیے
ہم آخر راست کن آخر ایچے نامہاں نیے
شریشہ ہمہ بکشائے و در خانہ نماں نیے
نثار بشکل بالائے تو سرو بوستان نیے
چو آن ترکے کہ او بیرون نہ تیر از کماں نیے
چہ میر سی مانند اسے دوست بنان میان نیے
کہ گرفتاری تو از اقبال شہ بند و ستاں نیے
کہ چوں جلد جہاں گرفت بخشد از جہاں نیے
کہ خورشید فلک بگزد و بر زباں نیے
کہ در صمدان تو ان گفت از ان کی داستان نیے

بسیاساتی مے درودہ کہ شرف از میاں نیے
غلام گفتم طلوع روز نزدیکست نور خور
نظارہ کن کہ ایک بعضے از خورشید شد طلوع
من از جام طیبت ستم بہ کجہر عدو روشن
مرا کیست نہ گفتمی چہ خوابے بود آن عدو
بہیں تا شب و صبح خوش بودیم بادہ خوار از اخی شتر
اگر دوست بالائے تمام تست در عالم
چہ خویز بست اندر نیم غمرہ چشم تر کانت
دو نیمہ کہ دم از عشق میانت چوں حسن خن را
اگر گیرم کیے را از روزلف تو فلک گوید
عمار الدین و الدین محمد شاہ در یافت
ز بام عرش بر شد قد را و ناگہ رسید انجا
ز باب خلق او در نہر بان صہ داستان ام

۱۵۹

خداوند اتو شاہ کامراں را عمر چندان دہ
کہ باشد عمر فوج از عمر شاہ کامراں نیے

۷

چرا بابا بستہ گداں در بند گیتی

کمن نازا چہ ترک ناز نینی

زخا موثیت عیش بندہ نخست
 ز شک رویتو اے ماہ بت او
 بیش تو کمر بند ستارہ
 مرغ ار خوانمت ماہ زمانہ
 ترا خوبی چو ملک کی قبادست
 علارالدین والدینا کہ هست

وہن بکش کہ جسم انکسینی
 شود روئے بتان و مچینی
 کد کج نہ کہ ماہ راستینی
 زماں داند کہ خورشید زمینی
 بنزد ہر گدائے کس نشینی
 سلیمان وارد حرف تم نمینی

حسن را در ہمہ حال آفریں گوئے
 کہ کردت دشمن اسحر آفرینی

۹

۱۴۰

اے بتوانس جان را زرق انس و جان توئی
 ہستی تے نشان ہست بدین نشان توئی
 ہیچ خل نہی رسد ز انکس نگاہاں توئی
 تیغ زبان بندہ را آبہ بیاں توئی
 منعم عیب پوش تو کرم غیب ان توئی
 خستہ دلان خوف اجلو وہ امان توئی
 کار طبیب این دجاں و جانتان توئی
 آنکہ گناہندگان در گذراند آں توئی

از تو کشا جسم و جان خالق جسم و جان توئی
 نیت مدغمیرا کہ تو نشانہ دم
 شیشہ چرخ برہو آبضہ خاک پے سپر
 ایں سنگم بفضل تو حجت قاطع آمدہ
 سرچہ زغم فروزم ہرچہ بدل نہاں کنم
 گرچہ نظر جہتت از غضب تو خایم
 روز بروز نفس را شربت وعظ میدہم
 چون حسن آنکہ از گنہ در گذشت آں منم

ہیچ وجود کمر ہم بر سر رہ نہی رود
 مرحلہ نجات را رہبر ہر ہاں توئی

۸

۱۴۱

چہرہ روز مرا پد خواہ بودی نیک شب منزل مرا ماہ بودی تو منہ بستہ در خگر بودی دران بیت تو شاہنشاہ بودی گرگز عشق من آگاہ بودی سفر کردم تو ام ہمراہ بودی تو حاجت بخش حاجت خواہ بودی	چہ از شبہائے من آگاہ بودی نہ روزے در دل من مہر کردی من از تو چون شفق در پشت خنم ز ملک حسن میشد و رازل ذکر مرا گفتے سفر کن یا بدل کن بدل جستم کہے چون تو ندیدم علا الدین والدین کہ دایم
--	--

حسن ایں راہ صاحب ہمتاں بود
تو بارے فی امان اللہ بودی

فی المثنویات علی سلطان اعظم و شہنشاہ معظم سلطان السلاطین
علا الدین والدین خلد اللہ ملکہ و سلطانہ انچہ دیو گیش فتح کردہ بدہلی آمد

ز دژ ہا چہ داری بروں کن جیب بہ از دژ چہ باش ترا پیش کش درے در طبق نبیا پیش شاہ فلک وارتاج سر ہر کہ ہست ہما یوں ترش دارد از صد ہاے ز ہفتم گرہ بگذرانیدہ رخس	بیایے گہر جوے دریائے غیب چو آئی دریں بندگی بندہ و شش طبق از ورق کن دراز نظم خواہ شہنشاہ دریا د لے ابر دست خداوند عالم کہ عالم خداے علا دین آن خسرو گنج بخش
---	---

محمد نیکو شاه ہر عالم است
 فلک کے چہ دور است از انصاف داد
 شے کا سمانہا زمین پوشش
 مبارک جہاں بخش آفاق گیر
 کمناش چنان سخت دیم بندہ
 کمندش کی گیتی بام ویت
 سمندش کی برق در زیریں
 خیمہ گلبن ملک را نوہال
 رواں کردہ از بہر میدان خویش
 ز خورشید بر آسمان گوئے زر
 برای و برایت برافراشتن
 توفی در خلافت بحق دست یار
 زہر بادشاہ ہے تو والا تری
 کیو مرث اول جہاں خورشید
 فریدیوں اگر کیں کشید از دوار
 کھنڈر کیے آئینہ کردہ است
 چہ پری کی گنج و نام او
 ز رستم ز طہور شہ دیو بندہ
 اگر رستم از بندگان تو شاہ

بیک تن پناہ ہمہ عالم است
 چو انصاف او دید انصاف داد
 فرشتہ سر آتش پوشش
 سکندر سیر بل سیلماں سیر
 کہ وہم مراد رکشاںش فگندہ
 سر شہ فح نام ویت
 بجستہ ز چرخ آمدہ بر زمین
 بر آوردہ حضرت فوالجلال
 رواں کردہ از بہر احسانش
 ز زر و ادات اندر زمین جوئے زر
 ترا ختم شد مملکت داشتن
 میں الخلافت ازین شد خطا
 ز بالاتراں نیز بالاتری
 پلنگینہ پوشے نب چون تو شیر
 تو از صد فریدوں آرمی مار
 صد آئینہ در رائے روشن تراست
 کہ ہر جہہ است بہتر از جام او
 نمی شاید ایخبا سخن در فگندہ
 بدیدے کہ چون میکشد این سپاہ

نگر و بگر ذکر داستان غیش
 شنیدم ز طہور ش دیو بند
 دیران خودیں بہ تیغ و تبر
 ازاں پل زوراں حکایت خواہ
 ہمہ پل زورند در تاختن
 ز بے آفتاب ستارہ پا
 ازاں فتح ہر گہ کہ یاد آیم
 بہ تیغ چو سیلاب ندر جنگ
 ز تیغ تو خوں سیل نہ بریں
 سپاہ تو لگہ داشت ازاں ہونڈ
 وز انجا بغر خندہ تدبیریت
 رسیدی چو ابرے ز ہندوستان
 ز دی خیمہ ملک چوں آفتاب
 دریں کار ہاکت ہمیں کار باد
 ز سب تخت این تخت گاہ قدیم
 رکاب تو اورا گلنمایہ کرد
 مرا این زمانہ چو بر میدہ
 کہ در باقم عزت پائے ہوس
 منم این کہ کردم ابصد گونہ ناز

نشستی چو زائے دریا و انغیش
 گرفت ز بوسہ نغمہ در کمنہ
 گرفت ہمہ عصہ دیو گیر
 کہ ہر یک از ارکان این بارگاہ
 ز خود پس گیرند ہر تاختن
 فلک جستہ در سایہ تو پناہ
 ز ہر فتح بابے کشا و آیدم
 نمودہ ہمہ خاک شکر فنگ
 ازاں برق باراں چہ باشد ہمیں
 ز شمشیر ہندی ز ہند و اثر
 شدہ اتفاق جہاگیریت
 در افشا نہ بر تارک دستان
 ز شرق بغرب کشیدی طاب
 خدایار بودست ہمو یار باد
 کہ از حضرت یافت جامی عظیم
 چو تو آفتابے برد سایہ کرد
 بد ریائے دولت گزرمیدہ
 ز شادی ز دم برہنم چرخ کوس
 بر دے ہمایوں تو دیدہ باز

ہی نہایت یک جہانے زور
 نشستہ بہ از صد سکندر بذات
 فلک خواجہ کش دریں بزمگاہ
 چنین مجلسے را کہ شد لافظیر
 زمن باید این بزم را غفلے
 جہاں بخت شاہ حسن خاکست
 اگر غیبتش باشد و گر حضور
 دعا ہائے روشن تر از آفتاب
 سخن گرچہ دارم چہ نو چہ کہن
 سخن گوہرست ای گہر بخش شاہ
 گہر با کہ مفتت نظم ترم
 ترا خود چہاں داد طالع شرف
 اگر آں گہر باز کان میکشند
 زبے جوہر جاں زیادت قوی
 تن ملک را تا بد جاں تو باش
 زہفت اخترت باد آن باوری
 سکندر صفت ملک عالم براں
 سعادت طراز قبائے تو باد
 تو شاہ جہان و جہاں یار تو

کذاں نور چشم ہاں باد دور
 خضر ساقی و بادہ آب حیات
 ملک آفرین خان این بزمگاہ
 زمن چون ندیے بود ناگزیر
 چنین باغ را این چنین بلبلے
 چو اقبال دستش بقدر اکت
 نباشد دے از دعاے تو دور
 بہ آئیں روشن دلاں مستجاب
 دعاے تو دارم مراد از سخن
 گہر جز گوہر فردشاں مغواہ
 نثار تو زینبند این گوہر ہم
 کہ گوہر ہی یابی از ہر طرف
 یہیں کیں جو اہر ز جاں میکشند
 بہیں جانے آن قالب خستری
 جہاں را ہمیشہ جہانباں تو باش
 کہ ہر ہفت کشور بدست آوری
 خضر دار تا دور عالم ہماں
 سر سرور اں زیر پائے تو باد
 جہاں دار مطلق نگہدار تو

ایں نیز در مدح دارالسلام

چو پیداشت کلید فتح از دور
 ز بانگ کوس نوبت خانه شاه
 من از بالین عنبر سر بر گفتم
 بحق حق روان کردم نفس را
 کریمه کست روزی بخش هر روز
 کس اورا شکر گفتن کے تواند
 خدائے غیب دال از عیب خالی
 بقدرت گوشمال خود پرستان
 گزشتہ ضعیفان فیض جودش
 سکون جنبش ایں شیب و بالا
 بساط چرخ و چندان مہر نور
 چو خوابد تاجہاں بر پائے دارو
 چنانک امر و زار زمین عنایت
 شد اسلام شاہنشاہ آفاق
 علامہ الدین والدینا کہ پیوست
 محمد نام و انکہ صبح تاشام
 خجہ سلطان جاں بخش و جہانگیر

فلک را فتح شد معمورہ نور
 برآمد آیت نصر من اللہ
 سعادت را سپاس از سر گر فتم
 کہ بنی نامش روانی نیست کس را
 شب امید ہار مشعل افروز
 کہ پیش روز روزی میرساند
 عمل فرمائے ملک لایزال
 برحمت دستگیر زیردستان
 بساط عفو تائیم از جودش
 کہ یار دداشتن جرقہ تعالی
 ہمہ صفت ز صنع اوست معمور
 جہانداران عادل را سپارو
 بشہ بخشید ملک بے نہایت
 بدانائی و دانای پروری طاق
 خدایش داد بر و نیا و دیں دست
 بنام ایزد پناہ دیں نہ ہم نام
 ہمایوں باد چہ آسمان گیر

بجام زر طلب کردن چو جمشید
 جهان کردی بزر مغربی مست
 مبارک باد بر تو فتح اس در
 حصارے با فلک ہمز از گشتہ
 گرفتگی کے حصارے بل جہانے
 شہا شہنشاہ کشور کشا یا
 ترا طالع قوی و بخت فیروز
 خدا چوں با تو خواہد یار بودن
 غلوے بندگان دولت شاہ
 بسال بہت صد فتح دل افروز
 پس از اخلاص چند بند خاص
 مدوے بے سرو پا را دریں کار
 برآمد از جہاں مقصود شاہی
 جہاں تہست تو شاہ جہاں باش
 کہ یارہ انجین کشور کشدن
 چکوہ مختصر عقلی چو سن چند
 ثنائے تو نہ کار یک زمانست
 مگر خلق تو در گلزار رہ کرد
 بنہ پای سپہر از منبری ساخت

بزر مغربی دادن چو خورشید
 بسنگ مغربی بدخواہ را پست
 کہ شکش شرح نتوان داد ہرگز
 فلک نیہ رہ ازوے باز گشتہ
 بہ فتح آسمانی آسمانے
 فریدیوں را یا فرخندہ ریا
 کر اسکر کہ تو تابد گردن امروز
 کہ یار دباخہ خصمی نمودن
 فروشان دایں غبار دشت از راہ
 شنبہ بدزد و القعدہ سیوم روز
 فلک شد بر سماع کوس قاص
 بہ پائے پیل دیدیم و سردار
 جہاں از آن تو چند انکہ خواہی
 شہ فرمان وہ کشورستان باش
 حسن حیاں ست از شرح دادن
 ثنائے ہیچو تو گیتی خدائندہ
 کہ ہر موجود را جودت ضمانت
 کہ سوسن یک زبان خویش دہ کرد
 برو خضر خطبہ ملک نہ پخت

فلک چوں پیش تخت تست کرسی
اگر کو کب کند با هم قرانی
نباشد تا باشد دور افلاک
ترا از غیب غیب ست جوشن
درین عالی حصار تخت بنیاد
دو گونه قوم یک دل بوده بودند
دورنگی می نمودند آن دو دوان
ز قوت یک عطار و آتش افروخت
ترا گردون گردان چو غلام است
چراغ تو چنان افروختند
کلاهت راره از حفظ الهی
بود نامه کلاه چرخ گردان
سرت پاینده باد و ملک باقی
سعادت قرنها با تو قریب باد
بروز بازوای عالم کشادی
مقرر بر تو هر چه از بازو دست خاست
خضر خان و مبارک شمع گلشن

حیث سعد و خس او چو پری
ز بسند طالع میموی زمانه
چو تو صاحب سران از فرمان پاک
ازین آئینه انجسم اچر روشن
که مشل او نذر آدمی یاد
بکفران و کجف آلوده بودند
زلزل پروردگان مرغ خونان
دل میخ با جان زلزل سوخت
ستاره کیست سیر او کدام است
که مهر و مرز نورش سوختند
ز به سر کیس کلاه شبنم و شاهی
سرموئے از آن سر که گردان
شرابت آب حیوان خضر ساقی
ظفر به دست و نصرت به نشین باد
ازین اقبال برخودار بادوی
الغنیان معطسم بازوئے راست
دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمری که سیخو اهد دل تو

مراد هر دو عالم حاصل تو

مدح شاہزادہ

ایک در درج شمع یاری	پیرایہ ملک تاجماری
روشن گہرے چو چشم نور	اے چشم بدان نورے اودور
ہم روح فرائے چشم بنش	ہم چشم و چراغ آفرینش
سیارہ آسمان دولت	درجہ اونشان دولت
دیباچہ رحمت الہی	گل دستہ باغ بادشاہی
شہزادہ از نژاد شاہاں	در صدق جہاں پناہاں
آوردہ بصد سعادست جاہ	فتح ابدی بحضرت شاہ
سلطان جہاں علای دنیا	از دولت او بقائے دنیا
تا باشد دین و دنیا آباد	بر دنیا و دینش و سنگ باد
سرماہ عیش خضر خاش	جان گرے مزید جانش
شہزادہ نسرید خاں ہمیشہ	انصاف طراز عدل ہمیشہ
ہر یک ہزار ناز و شادی	با کام و نشاط کیتبادی
در حضرت شاہ پادشاہاں	چوں گل بہواے صحرایاں
ایں جملہ دعا کہ کردہ شد یاد	از فضل خداے انجمن باد

مدح النعمان معظم رحمہ اللہ تعالیٰ در انچہ فتح سونہات کرد

چو خواہ بہاں خالق بے نیاز	کہ خلق جہاں لشوکار ساز
---------------------------	------------------------

ز عالم کیے را بر آرد مسلم
 چنانک آج اس بخت بر کشید
 سر خسرو اس خسرو پیل زود
 جہانگیر شکر کش کا مگار
 معز دل عز اسلام زو
 شدہ دیدہ دشمنان رنگ
 اتع خان اعظم ممالک پناہ
 جہاں دیدہ این بخت فیروزہ رنگ
 بلند اخترے خاست روشن ضمیر
 فریدوں فرے بل بہترین تنے
 صنم خانہ ہا بر زمیں کرد پست
 خود امسال آں کرد براہل ہند
 چناں را ندیر قلعبہ بدخواہ تند
 ز حضرت براں گوئے لشکر کشید
 بسر سہزاد بچ چوزد بار گاہ
 پیچ آں سیاہی چناں شپاک
 قوی پایہ تر مہرب کفر گاہ
 برا نگندہ بر کند و شکست دوست
 ہاں بت کہ مہبود شان بخواص

کہ بر لوح انصاف را ند قلم
 کہ بر کاف کفر خج کشید
 پنجہ شیراں بر آوردہ شور
 خراسان و ہندوستان امداد
 منور شدہ ہفت اظلام ازو
 ز الماس پیکاں الماس سنگ
 قوی دولت از دولت بادشاہ
 ز دیدہ چنوں خان فیروزہ جنگ
 چو خورشید ز بخش آفاق گیر
 منات افگنے سونات آفگنے
 شکست بت و سخت بت پرست
 کہ اقتد پسندید گاں را پسند
 کہ شد باد پاد پایش کند
 کہ موج پائش پیرا رسید
 جہاں دید کیسر ہند و سیاہ
 کہ نگذاشت یک خال پر رو خاک
 کہ ہر گھر ہے را بدو بود راہ
 چنیں شاید از مشرکان کینہ دوست
 بدر کردہ تر صبح و ز غلاص

خداوند خان شہسوار دلیر
 چو گردوں بر آورد شمشیر
 کہ تا مسجد جمع بر ہر شش
 نہ پائی خسرو ناجوے
 ز گجرات تا عرصہ سومات
 ہی جست ہند و زمہد و پناہ
 چو اسپ اندراں تعبیدہ در گندہ
 پیادہ چوں بخت پوش لیل
 چو سپاہ جہاں دیدہ در در جنگ
 قیامت نمودہ بشکل شکوہ
 بدین فتح شد روح محمود شاد
 ز ریشہ بالا کہ ایں خاں کشید
 ز بے عدو گویا سبکراں
 جواہر ز ہر جنس چندان گرفت
 چنان در کف آورد در ہا یزور
 غنیمت چہ پر سی جگویم کہ چند
 ہم از بابت عطیہ خواراں
 مگر برگ اسپ تازی نژاد
 شنیہ کھال شاں کندیزیں

چو خاش بصد خوار ی افکند زیر
 بگردوں کشاں می برد سوتیر
 رو دپایے اسلامیہاں بر ہر شش
 بنام نگواں جہاں بردہ گوے
 جہاں ضبط کرد از چہ از زور و آ
 ولی خان اعظم ز اقبال شاہ
 قرہ کرد و شکست شاں پیل بند
 بیک پیل مال از عدو مال پیل
 جہاں کردہ در دیدہ خصم تنگ
 قیامت نہا شد روان گشتہ کوہ
 ہمہ ماتحت ہاشم محمود باد
 بعد پیل محمود نتوان کشید
 نہ غصے دریں نے غبارے دراں
 کہ دچوں صف لب نہاں گرفت
 کہ در ہفت دریا درافت و شور
 نہ اندازہ دانش ہو شمند
 شتر خود چہ باشد شتر بار بار
 کہ جوش آتش گہ پویہ باد
 بدین مژدہ نہادہ پابریں

ہمہ خمیہ زربزودہ خوب چہر
 بیک رشتہ یک رشتہ از غلام
 منقش ہمہ جاہائے ثقال
 سپاہ از سرو پائے زیبا شدہ
 پیے یک گلیم آنکہ میخور و سنگ
 بحق خداے کہ برق خداست
 ندیم خود اندم و گر خواندہ ام
 جوان دولت کش سرور
 چہ داتم شگفت زمیں مایہ میش
 بہاں بہ کہ از بحر گفتر خود
 دعاراموں آورم سرز جیب
 دعایت مرا فرض شہادہ و سال
 حسن فال خود مینوی این سخن
 الہی پناہ الغنائق باش
 از ویافت چون چشم اسلام نور
 سر را تیش بر جہاں سایہ وار

مزین چنانک از ستارہ سپہر
 یک جام صلیبت ایتم خام
 نگنجیدہ در کار گاہ خیال
 پلاس اطلس و خمیہ دیبا شدہ
 نخید مگر بر سریر و درنگ
 کہ این سخ کر خان اسلام خا
 ز تحقیق آن بدگماں ماندہ ام
 خردمند خانا ہنس سرور
 ہیں مختصر عقل بشلنگ خویش
 بشرط دعا فلکسم بار خود
 دعا از من آید اجابت مرغیب
 کہ فیروزہ سختی و فیروزہ قال
 بفال حسن برد خستہ کن
 بہر جا کہ باشد نگہباں تو باش
 از آن نور چشم بدان بودود
 برو سائے سائے کردگار

حکایت

علیہ برزودہ ز عالم دل

از غریب شنیدم این غم دل

وقت خوش داشت با خیال یکے
 ایس معانی بدرد دل میگفت
 کاسے چراغ شب سیه روزاں
 حال من میں نظام حالے بخش
 تو کجا من کجا چہ میگویم
 از دو پشت یک اتفات نظر
 پادشاہاں گدائے کوئے تواند
 من کجا بشم کہ لاف عشق از من
 با چنین سستی گسسته خویش
 بار بار آرزو برو دل من
 کاشکے حاجتم روا باشد
 دین تنہا ہم اندرون ضمیر
 کہ زبانہا کہ مردماں دارند
 ایس بہرہ گرم ابودچہ کنم
 بلکہ جلد زمان اہل نفس
 در سرم نیز کہ گدایں سودا است
 گرم را باشد از ہمہ جانہا
 یک یک اندرہ تو در بازم
 چکنم چون کنم چہ تدبیر است

زایں ہی ریخت بر جگر نمکے
 گوہرے از درون جان تحسنت
 مرہم سینہ جگر سوزاں
 بر درویشم اتصالی بخش
 گنج نایاب را ہی جویم
 کار ہا خاکیاں کند چون نذر
 عرشیاں و علای رعبے تواند
 یا بکوئے غمت بود و طعم
 بجنابت کجا رسد در دیش
 کہ بجائے دو دیدہ روشن
 چشم جلد جہاں مرا باشد
 خاطر خستہ را سبب می گیر
 ہر یکے از درے گرفتارند
 نبود جز بہرہ تو بخشم
 بگدائی تو کشایم و بس
 کایں قدر جاں کہ جلد عالم را است
 بنہائم بعشق بر ما نہا
 تپو سوزیر پایست اندازم
 دست از اندوہ تو گلگیر است

پنفس میتواں زون نہ نفیر آپنجاں دارگاہ و بیگا ہسم مونس شادی و عسم من باش جان بندہ حسن کہ شد خاکست	ہم توی دستگیر دستم گیر کز تو جز تو نخواہم ارخام آدمے بہت ہدم من باش خاص گرداں بہ بند قراکت
---	---

در انچہ ریات شاہ عالم بیروں آمد

مبارکباد عسرم شہریاری ظفر آویزش چتر سیاہست مبارک طالع تو یا در تو بحکم تو امور بادشاہی زہے شاہی کہ ہستی ختم شاہان علاء الدین والدینا کہ عالم محمد شاہ گیتی دار جان بخش شہا تسلیم گیر اتاج دارا خلایت یار بادا بخت ہمہ از انجا کار تغاع طالع تست حسن را بر دعا گوینت تفضل	بختی یار دولت سازداری فلک در سایہ گرد سپاہست ہمایوں بہت تو در ہست تو بدست تو کلید ہرچہ خواہی در تو قبلہ مقصود و خواہاں شدش از شرق تا مغرب مسلم جہان جئے و جہاں گیر جان بخش درت رکن قوی دین خدارا صدائے کوس تو نصر من شد کواکب پیش تو بہتہ کمر چست دعا و گفتہ آیں کرد جبرئیل
--	---

در نہایت نوروز

مبارک باد بر سلطان اعظم	بہار نسج و نوروز عالم
-------------------------	-----------------------

مبارک باد بر شه جشن شاهی
 مبارک باد بزم خسروانی
 بجماندن هیالوں مجلس شاه
 شه آنجا دست چل دریا کشاده
 بر در کل موجودات امروز
 بخشش صبح کز مشرق رسیده
 فلک میں دامن از خوشید پُر ز
 صباے از بوئے خوش در مشکبازی
 گل سوری طبق پر ز رویا قوت
 سمن سیم خود و ز گس زر خویش
 برسم مال و جان خاص بلبل
 شہے کو باغ و دولت را پسار است
 علاء الدین و الدنیا که عالم
 محمد شاه جان بخش و جہاں گیر
 خدایش عمر بے اندازه بخشاد
 حسن ہر دم چو مرغان خوش آواز
 سپهرش بر جہاں فیروزہ کردہ

مبارک باد گفت مرغ و ماہی
 مروح از نشاط جسا و دانی
 یکے باغیت بشگفتہ من اللہ
 ہنال ملک ملت بار دادہ
 مگر از تہنیت گویان نوروز
 دعائے خوانندہ و بر شہ دیدہ
 رواں بہر نثار افشان این در
 ہوا از ابر در کافور ریزی
 کہ جاں را قوتست دیدہ را قوت
 در آورده برسم خدمتے پیش
 بر آورده بدمج شاہ غلغل
 سنانش بر دل بدخواہ خارا
 ز فراوست چوں فردوس خرم
 کہ از بختش جہانست عالم پیر
 چو گل نو فوسفات سحر آواز
 بر آہنگ دعا گوئی نواساز
 جہاں ہر روز از نور روز کردہ

بر شمشیر شاهی ہشتہ اند

در ہر مہفت کشور را کلید است

ز بے تیغ کہ فتحش بر فرید است

زمانہ وردعاے دولت شاہ	ہمیشہ ورداوضمن شد
چو دایموج گوسرائے دارد	مگر در دست سلطان جائے دارد
علاءالدین والدنیاکہ عالم	ہمیشہ شیر اورشد مسلم
محمد شاہ تاج تارک بخت	یہ تیغ تاجداران بندہ تخت
جہاں مضبوط تیغش طول باعرض	ہو سلطان ظل اللہ فی الارض
ہے تاتیں را فیض است بنیاد	جہاں دقبضہ فرمان اوباد
سریشس پانہادہ بر سر تیغ	بد اندیش ورا سر در سر تیغ

ہم دران معنی

امروز کہ دل کشادہ داریم	از دولت شاہ ہراوہ داریم
بنگر کہ چہ خرمی است امروز	عیشے بہار کی دل افروز
سریا فتنی بصد سعادت	اسباب طرب شدہ زیادت
فتح آیت نماز خواندہ از بر	آزہ شدہ نو نشاطی از سر
سریا فتنی بصد ایادیت	بر ہر موئے ہزار شادی ست
والا سیر از بزرگواران	الحی ز ترا و تاجداران
فخر نب جہاں پناہاں	روشن گہرے ز نسل شاہاں
خوشید سپہر کا مکاری	از آل و تبار شہریاری
ستارہ سعد بندہ وارث	عز ابدی کہ نہ تار شش
ناہست سرے بر آدمی زاد	شہ تاج سر ہمہ جہاں باد
ہر شخص کہ سر کشد ز رایش	بادا ہمہ سالہ زیر پایش

در تهنیت تزویج

امروز درین سعادت آباد	از غیب سعادت و گرزاد
امروز درین سرچشمه سور	نوبت ستاره کله نور
امروز درین سرای شادی	بکشد فلک در ایادی
خیزید و تنق به تخت بندی	قبه بطنا ب بخت بندی
از نقره کشید فرش مید	از زر خلاصه نقش ایوان
مهاں که می رسد زهر باب	در پیش برید نعتل و طلاب
از لطف زبان تنکر فشانید	در سلک سخن گهر فشانید
چون ابر شوید گوهر افشاں	چون گل بهیمن طرف زرافشاں
ترتیب کنید بزم جمشید	با مجمر صبح شمع خورشید
موجود کنید از پے شاه	طشت از فلک آفتاب از ماه
نزدیک شد آن که شد در آید	نظاره به بام و در بر آید
اینک علم بر آمد از نور	آواز روار و آمد از دور
آن کو کب شتر نیست یا ماه	یا کو کب سعادت شاه
شاه آمد و ماه زیر مفتول	چون سرو بهی قبول و مقبول
شاه آمد و ماه در بنا گوش	شکر بدان و گل در آگوش
شاه آمد و شاهیاں برابر	گلزنگ شده جهاں سر اسر
شاه را نگرید چشمه نور	ای چشم بدان جمال او دور

یاراں ہمہ ہر کاب باشاہ یارب بوفائے نیک مرداں با اول دوستاں دریں کا با خاطر جمع اہل ایں سورا اقبال چو بخت یارشاں باد فائے کہ ز نمنہ باد مسود ایں فال نکو نہال بادا	چوں انجمن ستارہ بامہ زہی خانہ بلائے بد بگرداں بشگفتہ چو گل میان گلزار زہی جمع نشان فتنہ بادور شادی و نشاط کارشاں باد ختم ہمہ کار باد محسود وہ عیش ہزار سال بادا
---	---

در تمہنیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز نوگشت پہر کہنہ در سیر از زادن ایں خلاصہ عہد امروز بوقت بادا داں برداشت زمانہ با صد امید صبح آمد و کرد گوہر افشاں احنت نہ لطیف غیب خورشید و شے چو ماہ منظور اقبال چو بخت دادک او از دایہ ز ہمرہ پیشکارہ	کز اختر سعد و بخت پیروز نوزاد سعادتے دریں دیر نوگشت نشاط ایں کہن مہد زہی مژدہ چہ شد زمانہ شادان زہی دہلے ز جرم خورشید از ہر ہر طرف زرافشاں بخشیدہ غیب دان بے عیب طفلیہ و چہ طفیل آیت نور تأمید خدا انا یک او وز چہر چہ رخ گاہوارہ
--	--

<p>بند از سر زلف و سمره حور افکنده جلای از جلالت باشت نعیم داشتک ناز عمری چو زمانه ده دلازش فرخنده قدم بر ابل آفاق بر مادر و بر پدر مبارک افزوه نشاط کعبادی ایں دقت دعاش باد و آسم کرده در دولت آسمان باز از کوب سعد و فال مسعود ایں شادی صد هزار دیگر</p>	<p>گهواره نگر چو کعبه نور بروے بصادقی حالت پرداخته با هزار اعزاز یارب تو بصد هزار نازش کار همه جهانیاں طاق خود هست بفضل حق تبارک هر روز درین سرای شادی تا هست زمین و آسمان هم هر روز درین سراچه ناز هر روز درین مقام محمود ارزانی باد تا بمحشر</p>
--	--

در شهر شدن شاهزاده

<p>در مقصود ملک شاد امروز گهر سعد بر زمانه نثار دل آفتاب بر دهبام ملک اندر حصار بادی شد ایں همیش معشرت از چپه صیت شهی شاهزاده آفاق</p>	<p>صبح دولت جل داد امروز مشتتری کرد از یمن و یسار آسمان بر سهیل شادی عام زهره اندر سرود شادی شد پیچ دانی که ایں نشاط آرز هست از روئے بهترین میثاق</p>
--	---

این فلک قدر آفتاب تقا
 نور چشم شه زمان وزمین
 شاه تسلیم گیر ملک پنا
 کف اکنوں دعائے شه آغاز
 اے فلک آں چناں کی منجوا
 شد دریں عرصہ بہشت نشا
 بخت راہیں ہوئے پیشانی
 فتح بسگر کہ خادمان سر اے
 چرخ باہفت قبہ گرداں
 بر کشیدہ مغنیاں ہر دم
 شاد باش اے مراتب شاہی
 ہر طرف قبہ ہائے خوش منظر
 مرکبانی ز چرخ بردہ گرو
 تنق ز رنگار ز اوج سپہر
 وقت آں شد ز شہ در آید شا
 اینک اینک رسید موکب شاہ
 نزل شامانہ پیش شاہ برید
 گوہر افشاں کیند چوں باراں
 تخت کسری و کرسی جمشید

خضر خاں بچہ خضر دیر بقا
 شاہ عالم علاء دنیا و دیں
 خضر و خسر و اں محمد شا
 شاہ کشور کشائے بندہ نواز
 بشنوا ز من حصارہ شاہی
 ابر زاب حیات قطرہ فشاں
 رفتہ کرد از بساز مہمانی
 دست بردست ایستادہ بہ پای
 یکے از بندگان ایں دوراں
 لحن داؤد در سراچہ جسم
 رونقے آں چناں کہ می خواہی
 یک جہاں پیل از عاری زر
 ہر یکے با چہار گاہ مہ فو
 نصب کردہ درائے کلہ مہر
 تا چنانست شادی شہ باد
 ماہی از آفتاب کردہ کلاہ
 میوہ در طشت مہر ماہ برید
 بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں
 عود از صبح و جہر از خورشید

شاہ پاک اعتقاد غیب خصال باد ہر روز ہر زمان افزوں باد تا روز حشر ارزانی ملک بر شاہ جاودانی باد حسن از ما و حال این در گاہ ایں دعا مانع خوش کہ او گفته است ختم بر نام شاہ باید کرد خدا شد ملکہ آمین	تا در آید شہ مبارک قال یارب این شادے کہ بہت کنوں یارب این کام و ناد سلطانی شاہ در عیش و کامرانی باد جاوداں باد روز دولت شاہ ایں گہر ہائے ترکہ او سفنہ است نسخہ بر روئے ماہ باید کرد شاہ شاماں علاء دنیا و دین
--	--

ہم در ان معنی

شاہ مارا بکن مبارک باد وز فتوحات عالم لا ریب عقد شہزادہ می شود امروز ایں ازاں چشمہ چشم بد میں دور خادی تست شادی اسلام شادی شاہنرادگاں دگر	اے سعادت در اے خرم شاد کہ ز فضل خداے بخشش غیب عیش آمادہ می شود امروز شہ خضر خاں کہ بہت چشمہ نور اے شہ شش جہات ہفت قلام بعد ازین ہم بریں طریق نگر
--	---

حکایت

شیر مردے چہ خوب گفت امروز	بارے از سگ طریق فقر آموز
---------------------------	--------------------------

سگ کہ بر خاک خوار غلطید است
 اولین آنکہ مسکنش نبود
 کج ادبار باشد ایوانش
 دو میں آنکہ آشکار و نہاں
 عمر او چوں کسے نکو نگرد
 سو میں رسمش آں بود غالب
 ہست گویٰ محب زلف ظلام
 چار میں آنکہ وقت شیون سو
 خشم اگرچہ بر اندش از پیش
 پنجم آں دم کہ رُخ بجاک آرد
 پوستینی کہ دارد اندر پوست
 اے حسن خفتہ ماندہ خطر است
 وہ اگر نیت در سرت سرتی
 چوں سگ اندر رہ نیاز ہوئے
 کالے وظیفہ وہ گرسنہ و سیر
 شیر را حملہ دادہ سگ را تک
 اگر در فضل کم فصولم کن

بیخ خصلت در و پند یدست
 خان و ملے معینش نبود
 ہر کجا شب رود شبستانش
 نان شیرینش کم رسد بجاں
 پیش تو در گرسنگی گزرد
 شب بہ بیداریش رود ہمہ شب
 "عجباً للمحب کیف ینام"
 از خداوند خود نہ باشد دور
 او بدم لایب اندر آید پیش
 چیزے از خود ز حسینہ نگزارد
 این جہاں و اں جہاں برابر است
 سگ نفست ز نفس سگ بتر است
 از سگ آموز آدمی گرتی
 با خداوند بے نیاز بگوئے
 سگ کوئے تو پنچہ برد ز شیر
 حرمت شیر و حرمت آں سگ
 بسگی درت قبولم کن

گرچہ لایق نہ ام بہ طوق شکار
 دولت داغ خود در بیخ مدار

ولہ

<p> وے گم کردہ ام باز از کہ جویم؟ نہ از دل آگہم نزد لبر خویش رسیدہ سیل ورہ کردہ بہ نیاو زما سیم غرحت کیمیا شد دل من خستہ و از ہجر اں بجانم ند انم کس خدنگ از ترکش کسیت چہ کردم تا بدین روز افتاوم دل من کا ختر بختش نگوں شد نہ ہرگز من سوائے کردہ ام بد نہ من پروانہ را راندم از نور نہ من نقشے فرو شستم ز کاخے نہ من آزاد نفسے بندہ کردم نہ بربادی طمع کردم ہوئے نہ از جام جنایک جرعه خوردم چہ گفتم ہر چہ گفتم از کم و بیش ند انتم چہ قدر وصلت یار کسے کش با فراخے اتصااست آہی ہر چہ رفت از نا پندم </p>	<p> چہ گویم حال خود پیش کہ گویم؟ چہ روز آمد مرا امروز و پیش کسے فریاد خواہم نیست فریاد مسلماناں مسلمانی کجا شد کہ رہ داد ایں بلا ہارا ندانم تلفے کا ند دولت از آتش کسیت چہ افتاد اینک از خو نیت یاد بپاداش کہ ایں جرم خوش شد نہ من با ہیچ نیکی ہوہ ام بد نہ من یاری زیالے د شتم دور نہ من برگے جد اگر دم ز شاخے نہ من برگریہ کس خندہ کردم نہ بر مورے ستم کردم ہوئے زہر افتادہ افسوس کردم ہمہ از خویش دیدم آفت خویش شدم لا بد بدین محنت گرفتار بہ نا شکرئی ایام و صااست مگیری کاں ہمہ از غل فگندم </p>
--	--

چو بر جانم در نعمت کشادی	مزیدی کن بدین نعمت که دادی
می کان یا نعمت از دست مردان	ز درو ناسپاسی صاف گردان
حسن را راه بر از فضل که گه	بخوت گاه خاص لی مع الله

حکایت

شنیدم کشتی در موج گاهے	همی شد غرقه نے روود راهے
در آن کشتی در اغلب اہل یاں	یکے گبرو نود نہ تن مسلمان
مسلماناں بر آشفندہ کاین کار	ہم از ہم صحبتاں آمد پدیدار
چو نور آشنائی ہست بر ما	بلازیں مرد بگیاہست بر ما
بدریا انگینیم این گبر را زود	خلاص مانخواہد جز چنین بود
چو بشنید این سخن آن مرد گمراہ	بر آورد از دل نومید خود آہ
پس آنکہ با مسلماناں چنین گفت	کہ خار از راہ خود نے خود توان رفت
گرا ز تاثیر شومی یکے گبر	بلاخیزد چہ تدبیر است جز صبر
چرا صدق نود نہ مومن پاک	اثر نہ دہد دریں حال خطر ناک
در انجا پیر وانا بود مردے	رسید اندر دلش زیں حرف دردے
بیاراں گفت بگذارد این راے	بہفتا رید در راہ رضا پائے
مبیں در جود دست ناکس کس	دریں جادو ستگیری خدا بس
دریں بودند کاوانے بر آمد	کہ اینک روز محنت با سر آمد
ز غرقاب آمد این کشتی بیاب	علامت را ہیا گشت اسباب

<p>حسن چوں ملک ملک بے نیاز است صلاح خود بین و فسق غیرے خداوند اجمال مانظر کن ز ما خود جز لمیمی نه نزاید</p>	<p>سر اندازی درین ره سرفراز است بهر حال از حذای خواه خیرے درین ظلمت چراغ فضل بر کن تو خود کن کز کریمے تو آید</p>
--	---

حکایت در علومت و سخاوت

<p>شنیدم بود گبرے از کریاں ز رو سیم و متاع و اسب و اشتر برو خواهند گال بشافتندے مگر میکنے از افلاس در ماند نشاں پرسید آمد بر سر او بدو گفتند کو در جگہ هست تو بنشیں کوچہ باز آید ز پیکار توقف در توقف داد درویش بیدال آمد و هر سو طلب کرد قناد است آن طرف پہلو درید بے آئین ز رخشیش بود است بهر دناں خرابش کرده ساقی چو آمد بر سر او مرد محسروم</p>	<p>درو نور سخا چوں نور ایماں جواہر سلک و سلک از لعل از در عرضها خواستندے یافتندے ز شہر خویش سوئے شہر اور اند کہ تا وچھے برد از دست او از اینجا تا بدو یک میل راست بزر دادن ترا چوں زر کند کار گرفت آل راہ جلاں گاہ او پیش جوانی گفت اینک آن جوامرد چو تو پہلوئے خود بارے ندیدہ کنوں آہنگ جان بخشی نمود ہنوزش نیم جانی بہت باقی دعایش کرد کردش قصد معلوم</p>
---	---

کہ چندین دہ با میدے دویدم
 سوائے داشتیم ہنگام آن نیست
 چو آن نامہ بگوش خستہ افتاد
 درو دید آہے از سینہ برآورد
 بگفتہ بس اشارت کردش از دست
 بیا راں سنگ دذا نم بروں گیر
 مسافر زین سخن دندان لب ماند
 بگفتش دل ترا بس نیست خستہ
 وگراں مرد دنیا بخش بے دیں
 بگفتا وقتے از جور جہانم
 بدار و چوں نہ پیوست ای برادر
 در دندان سر ز رشتہ چند
 تو ز بتل گر نامے بر آید
 در بیخ آنگہ کشا دی لب دعا را
 بدرد مرگ دندان بر زمیں بود
 ہزاراں آفریں بر جان پاکے
 سخن در بہت است ز رفتاری
 اگر فاسق سخائے در زوایے دست
 وگر زاہد کند با بخل پیوند

چو دیدم از خودت نوید دیدم
 دریں ہنگامہ جز تاراج جاں نیست
 بجیلہ چشم خون آلودہ بکشد
 دم مہر از صفت کیسہ برآورد
 کہ زیر سرمہ ایک سنگے ہست
 ز لب نوش را در موج خوں گیر
 وزاں دندان شکستن و عجب ماند
 دگر دندان چہ میخواستی شکستہ
 فغانے بر کشید از جاں مسکین
 ہی جسبید دندان در دہانم
 مرا دندان بزر بر بست مادر
 چو جاں کندیدہ شد دندان تو کنہ
 ز دندان منت کا مے بر آید
 کزین نہ چرخ دندان غلے مارا
 چہ شاید کرد دندان قست این بود
 نیز زو نزد او ملکہ سخا کے
 حساب کفر و ایمان را تو دانی
 حبیب اللہ طراز دولت دوست
 خدایش دشمن او خلق صد چند

بصد خواری جہاں بتانمت باز
خدایت مدحرم قدس جا کرد
بمردادی ہر شتے را خریدن
جو انمردی ہمین است اے جو انمرد
بخوبی خواند از ایشان استائے

بدہ اے خواجہ ورنہ ہی باعزاز
درم دادہ بدرویش و دعا کرد
چو خواب آید عواقب باز دیدن
حسن جاں بر جو انمرداں فدا کرد
چو اہل ہمت مادر د خوانے

حکایت منع و مسلمان

بامنے اندر رمضان خوردے
گفت بریزند ازیں مردخوں
جانب من روزہ و روزی یکیت
آنکہ بدین است برو حکم کن
دست سیاست بہ مسلمان برید
منع بگزارند و مسلمان کشند
علت من شد گر اسلام من
من منم و منع بچہ ہفتاد پشت
بے ادب آنکس کہ دیں حرف نیت
گردن او جست ز تیغ ہلاک
سر بہ چنیں جائے کشد عقل مرد
بر کشند از آب حوادث گلیم

بود مسلمانے از اقصائے رے
محتسب آمد بصلابت بروں
منع زمیاں گفت کہ این عدل نیت
جزیہ و ہم تلخ چہ رانی سخن
حکم براں شد کہ ز منع بگزید
دید مسلمان کہ چنیں بے ہشتند
گفت ظریفانہ کہ اے انجن
کز پے اسلام بخوابید کشت
گرچہ کہ ایں بے ادبی طرف نیت
حالی از اں یک سخن خندہ ناک
محتسب آں جرأت از وغور کرد
مرد ہاں بہ کہ در امید و ہم

رکنِ دولت گر بخداوند راست بار خدا یا بخدائی خویش عفو کن از بندہ حسن ہرچہ گفت بر من و بر ہر کہ چو من زسیت خام	اگر بنوا ہر خلل افتد رواست یک نظرے بر دل صد جائے ریش از ہمہ تنواں ز تو نتواں نہفت افضل کن لے فضل تو دریائے عام
---	---

ایضاً

ممبر ہر سخن تا سپہریں نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن گہر بایت بر حسن نیست بہ از خندہ روکش نماید زدو چہ باشد چو طالع شود آفتاب بیک صنعت طرفہ چندیں میچ	بری پیش سحر آفریں آفریں لقب چوں نہی ہر سخن را سخن کہ جبہ اگر لعل شد لعل نیست چو دریا زند شب ہمہ موج نور صدف پارہ خشک بر روئے آب کہ در جنب بہزاد نہ بچست ہیچ
--	--

متضمن حساب میزان

بہ ترتیب ہر حرف سرتا بہ بن بہ میزان بہ آید دریں شیوہ رفت بریں نا شود جمع ہر خانہ راست	یکے میگزار و دگر جمع کن زودہ نہ ز نہ ہشت از ہشت زیادت چہ می بایت آن تراست
---	---

میزان جہان

ز یک سیر تا یک متش بے درنگ	بہ یک بار برکش دریں چارسنگ
----------------------------	----------------------------

یکے و سہ و نہ دگر نیست ہفت	بہ میراں بہ آید دیں وزن رفت
----------------------------	-----------------------------

بستہ حسابی است

از یکے تضعیف کن تا نہ فرستم	واں وہ باقی نہ افزوں کن نہ کم
ثبت کن گراں حساب ای سنہ ؟	بعد نہ چار و چار صد ہشتاد و نہ

در استخراج جمیع حسبت

اگر جمیع شوند اہل حسبت	آجمع کنند کل نسبت
آن خوب کہ ضرب ہفتہ فی الہال	در ماہ کنند ماہ و رسال
گویم بصریح ہفت در سی	سی را بہ دوازہ چہ ترسی
وہ راہیں دوسہ بیت بایدت یاد	این بیت ہمیشہ بدولت باد
گفتم کہ تمام نسبت از چیست	گفت از دویہزار و پانصد نسبت

لطیفہ در حساب جمل

دوستے از جمل چہ گفت بہ میں	جنت طاقت طاق جنت نہیں
راست گفتم دریں مدار اندہ	پنج در یازدہ چہ باشد سہ
خود مرا خاطرے ہنہر سنج است	پنج در یازدہ ہماں پنج است

این چند ثنوی در صفت بابست

این در کہ بناے شادمانیت	باب البرکات آسمانیت
-------------------------	---------------------

ایں درہم ازاں صحیفہ باقی	ارباب صلاح را آماہی
ایں درہم سے از مرید لاریب	دارالکنتب معانی غیب
ایں درہم توح بخت مفتوح	سرمایہ روح راحت روح
ایں درہم عمر باد معہور	ہر کج جو پنج گنج مشہور

ایں نیز در آل معنی

ز دولت بارسد گوئی بشارت	چو مردم را شود غم عمارت
عمارت با کہ در آفاق باشد	چناں بہ کز لطافت طاق باشد
اگر خانہ بہ نہ بہت بوستانست	غرض دروے حضور دوست
دل یار از حضور یار جاں یافت	زہے دولت گر این دولت تو اں یافت
و گر غم پے دولت ہمین است	دلے را شاد کن دولت ہمیں است
نکوئی کُن بہ ہر را ہے کہ پوی	نکوئی را چہ آید حسرت نکوئی
جہاں میں گر جہانے یا و کار است	ہنوزش بقیہ راری برقرار است
جہاں ز اچوں وفائے نیست حاصل	بندید از جہان بے وفا دل
کر میانے کہ از ما پیش راندند	کرم را یا و کار خویش ماندند
نگر خود تا چہ ماندست اندر ایام	ازاں نام آواں رفتہ بجز نام
عزیزے کیں نصایح را کند گوش	مراد ہر دو کون آرد در آغوش
نکو روشن ضمیرے کز دل پاک	صفا و زرد دریں مہمورہ خاک
قوی مقبل کے کز بُرد باری	ضعیفے را تواند کرد یاری

<p> بخلق نیک گیر و خلق را دست بدی بگزارد و نیکی گزیند ہر آنکو این بداند او بود مرد دلا بازار رعنائی مکن تیز منہ بر جان حاجت مند در دے دراں درگہ ترا ہم حاجتہ ہست تمامست این کہ خواندی نکتہ چند دراو از شمع دولت نور بادا ہمیشہ راستاں را اندراو راہ خصوصاً صاحب این آستان را </p>	<p> ز جام جود آرد دہر را مست چو در نیک بد عالم بہ ببند ز نیکی گل بر آید و ز بدی گرد ز آزار دل مردم بہ پرہیز گو بر روئے حاجت خواہ سر دے بر آور حاجت محتاج پوہست ترا گر صدق رغبت ہست بند ہمیشہ این بسا معمور بادا برفت راست چوں کاشانہ ماہ سعادت بخش یارب راستاں را </p>
--	---

این نیز در آل معنی

<p> بروں آ از خودی و خود پرستی دل صاحب دلاں دریاب تلختہ ازاں عالم بزن گر میزنی دم بپاوسی تو اں شد بر سر اں بہر ہر آنکس این عمل در زید اں یافت دریں دنیا ئے نامردم ہمیں بہ کہ مردم غیت اں کش مروی نیست </p>	<p> علم بیرون برازمیدان ہستی طلب کن صحبت بیدار سخنے خدا را شو غلات از ہر دو عالم بخیرست کوش گر ہستت میسر تواضع کن براں رفعت تو اں یافت اساس کار خود بر مروی نہ طریق مروی در مروی معنی است </p>
--	--

<p> ترا خود آں نکوئی در جہاں بس دلت آں بہ کہ در نیکی گراید خصوصاً آں کسے آید بر تو غنیمت دارد دیدار قسریں چو نزدیک تو آید میہمانے چہ بہ کاسب مہماناں بسازی کرم کردن زرافشانست ز پیچ سخاوت و رزوا طبع گرامی خدایت ایں مقام آباد دارد </p>	<p> کہ یک نیکی تو یاد آورد کس کہ از نیکیست ہرگز بد نیاید کشادے چشم دارد از در تو بطبع خوش نشین با ہم نشیناں نخست از خجہ خوش پیش آرخوانے کہ دولت ہاست در مہمان نوازی کرم کن کنز تو آں آید دگر میسج برآور نامے اندر نیک نامی دلت را در مقام شاد دارد </p>
--	---

ایں نیز در آل معنی

<p> زہے پر داخہ چوں کار داناں بدولت خوش نشین اینجا خوش باش نکو دانی کہ ایں گردنہ گردوں ستارہ ہر سربانی چوں را کرد ہماں بہ کنز بزرگی نام خواہی بہ مجلس شاد بنشین و پر نور قہر کوری دشمن می ستانی ہاں پیوستہ خرم تا قیامت </p>	<p> چنین راحت سرے میہماناں کہ دل داری خطا پوش عطا پیش چہ بازی ہا کشد از پردہ بیرون جہاں ہم با جہاں داراں چہا کرد بنام ہر بزرگی جسام خواہی چو گردوں عیش را گرداں کنی دور دہی مردوستان را دوستگانی تو و پیوستگان تو سلامت </p>
---	---

در دولت کشادہ خصم در بند
بیابی ہرچہ خواہی از خداوند

دیگر

از ہے خرم بنائے دولت آباد
فلک کردار عالی بارگاہے
مروح منظرے فرخ مقامے
عطار د وید ستقفے آسمان گیر
بگونہ گونہ نقش روح پرورد
سعادت ہاست بروئے رخ بہاد
چو ایوان قمر از روشنائی
ظرافت بخش اوقات قریناں
ہمہ نورست از نزدیک از دور
چہ خوشتر ز انچہ اینچا خوش نشینم
حضور دوستاں فتح مبین است
خداوند از مین ایں مکاں را
مبارک فال کن بریار و بدوست

کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد
نثارہ کمیت اینچا بار خواہے
در استحکام وزیربائی تمامے
چہ گفتہ کاش اینچا بودے تیر
ہمیشہ با ارم قلب دژم کرد
جہاں بروے در دولت کشادہ
چو دوران فلک در دیر پائی
مقام ہمدان و ہم نشیناں
حضور دوستاں نور علی نور
زمانے روئے یک دیگر بیہنم
سرچلہ غنیمت ماہمین است
بدہ قدرے کہ دادی آسمان را
خصوصاً بر کسے کو بانی دوست

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

دل آتا چندان آسایش خاک
خدا را یاد کن ناسنا دامانی

بیابی یاد کن از حضرت پاک
درش را بندہ شو کا ز دامانی

خداے بے نیاز از رنگ از بو
 اگر خشم آورد کونین خاکست
 بلے خوشید فضلش چوں دہ تاب
 خداوند اکرمیا دستگیرا
 توئی روزی رساں از روز شتاب
 تو اندازہ نہی ہر پایہ را
 محمد را تو دادی تاج لولاک
 شب افزوی کہ طابا داشت
 بدو دادی کلید حنائی
 کہ آرد کور ساند جز تو داور
 درو و ماہ زلف مشکبارش
 جز او اشق کہ ایں حاجت بر آری
 دل از تو ہر چہ حاجت خواست آن
 کیا ہے بروہ از تو بے طبع
 ز دل بیدار سر گنجے کنادای
 حسن را طبع بخشیدی و تمیز
 سخن کہ عشق خیزد مایہ دارست

ہمہ اور اطلب گار اے ہمہ اد
 چو رحم آرد زنا پاکی چہ باکت
 گناہ آنجا چہ گویم صیت سیاب
 گنہ بخشا پیشیانی پذیرا
 تو داری لایت ہر یک مرتب
 تو بخشی مایہ ہر بے مایہ را
 کہ شد کیخسرو نہ تخت افلاک
 ز خوان و بعضی ہم پاشت از نو
 درو و ندانہا از سین یا سین
 بروح او سلام روح پرور
 بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش
 مراد سلک ایں دولت در آری
 چو تو حاجت روا کے تو اں یافت
 ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے
 بہر سر سرے از حکمت نہادای
 سخن دادی و عشقے بر سخن نیز
 جہاں عشقت دیگر خاک و خوارست

سبب نظم کردن قصہ

سخن معنی ز بانس حلقہ در گوش

مرا ہم داتاں شد دوستے دوش

چو گل رونازہ چوں سوسن زباں تر
 حکایت کرد از عشق جواں نے
 حدیث عشق خود جاں می نواز د
 شراب عشق از ہریشکر نیست
 نہالے کاں زوجے عشق نم یافت
 گلے کو را نسیم عشق دادند
 عجب را ہیست راہ عشق بازی
 غرض را با شمع کنوں زیر شل خند
 مرا تقریر آں مرد خوش آزاد
 حدیث خوش مقام خوش گزیند
 حسن گوش تو بر گفتار نغز بست
 چو نرم عشق را ترتیب دادی
 بیا مطرب سماع گرم در وہ
 بہ رقص آرا میں دل پر در مارا
 بیا اے شعر خواں شعرے فرو خواں
 چہ داری از غزل لے حسن یار
 بیا ساقی بیا را آں چشمہ نور
 کہ آں چشمہ زوجے آشنائیت

میان سبع چوں شمع زباں در
 کہ در ہر گالبد نور بخت جانے
 نیاز عشق ہر کو جاں نیاز د
 نہ بینی در و او بے درد سریت
 درخت سدرہ با ہم خود قدم یافت
 بہار غیب در حسنش نہا دند
 چہ بے سازی اگر با بے سازی
 در مقصود باید زد و بدل چند
 بہ نظم این حکایت رنختے داد
 چو از دل خیر و اندر جاں نشیند
 سماع نغز نیر و بخش مغز ست
 از میں ترتیب بر خور دار بادی
 ز صوت جاں فزا جاں را خبر دہ
 بجنباں طبع غم پرورد مارا
 بساط عشق را بیدق فروزاں
 بہان خواں کت بہان فرمود استا
 بدار این چشم را از چشم بد دور
 صفایش چشم جان را روشنایت

دُعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملکہ وسلطتہ

دو عالم را یکے حرزیت عظم
 شہنشاہ جہاں گیر جہاں بخش
 علاء الدین والد دنیا کہ افلاک
 محمد نام اسکند رخطا بے
 صلاح تخت دہلی میں کہ برے
 بے تخت گیتی میں کہ ناگاہ
 جہاں جان خود آں شب پیش کش
 فلک روئے خود آندم بر زمین یا
 بنام ایزد مبارک باد شاہے
 چو روز رزم تیغ کیس بر آرد
 زماہ نوکماں یسنی پشتش
 ہرے در دل زہرہ گزشتہ
 شہ چارم زہرہ پوشید از میغ
 شہ برعس بر خود میخ خوانے
 چو گفتم نکتہ از رزم گاہش
 نجمتہ مجلس چوں باغ آدم
 در آں مجلس کف دریا عطا جوئے

دُعائے حضرت شاہ معظم
 بکینہ جلستان در مہر جان بخش
 بھی بوند بر در گاہ او خاک
 درش اسلام را حسن المآبے
 چناں شاہ مبارک می ہند پے
 جہاں بخشے چناں بروے بود شاہ
 کہ دروے جان سلطان جائے خوش
 کہ آں خورشید بروئے زمین تاب
 جہاں ز در جہاں گیری پناہے
 سر آں سیل کوہ افکن کہ دارد
 عطار دکنتری تیرے پشتش
 زباں چوں زخمہ چوب خشک گشتہ
 شجاع تیغ زن لرزان تر از تیغ
 زحل ہم جان خود را پاسبانے
 کنوں بشخصات بزم گاہش
 رواں خول خضر دروے داماد
 زحل از لولیاں ہندوی گوئے

<p> بخدمت مشتری از خانه خویش ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام فلک کردہ دف خورشید را گرم عطارد تیرے از بہر زرمش مہ نوجرہ دان مجلس اوست حسن بنیاد صنعت نوہادی چو جام عیش پیشت میکشد بخت بیامطرب طریق باز نو ساز بیاد خسر و کش نیست ثانی بیالے شعر خوان مدحت شاہ بخواں تا اہل مجلس شاد گردند بیاساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز اکیں نوشے کہ من از جام بر جوش </p>	<p> گہے ماہی کشد خود کہ کماں پیش ہنہادہ خنجر برداشتہ جام سرود نہرہ گاہے تیزو کہ نرم کینہ تیرے از ایوان بزمش نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست بہر صنعت سخن را داد دادی بعشرت خانہ مقصود کش خیرت کہ ہم آوازہ داری و ہم آواز نوائے کُن نوائے خسروانی کہ بنوشتش عطارد و برج ماہ حریفان خراب آباد گردند چو مے دادی بدہ نقل از لبم نیز کنم بر یاد شاہ نامور نوش </p>
---	---

آغاز قصہ

<p> شنیدم والے در عہد شاہ ہے فلک با سخت بنیادی اوست سوادش چوں خط معشوق لکش زنان سیم سیمائے سمن ساق </p>	<p> عمارت کرد در ناگور چاہے تکلف ماہمہ موزون او بست در و آبے چو اشک عاشقان و ش نہ چوں بل چو خورشید از بتاں طاق </p>
--	--

<p>خرد آشوب دخواہ آئندے چوسروے سوے خانہ می حمیدند دو چشم از آب رفتن چشمه ش دید ہنما دہ چشم بر سر چشمہ خاک ز وہ چندیں دل یعقوب را راہ بد لو خور رسن ہا در کشیدے بہ جست جوئے یوسف کردہ آہنگ نہ دانی قصہ یوسف درازست</p>	<p>ہمہ سالہ براں چاہ آئندے چو آب از چاہ بیروں بر کشیدند جوانے کاں گروہ آکبش دید رسیدندے غریبان ہوسناک بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاہ فلک آں چاہ آں یوسف جویدے گرفتہ دلوراسیارہ در چنگ حسن افسانہ را باش اینچ را راست</p>
---	--

عاشق شدن جوانے بریکے از خواں

<p>جوانے زندہ دل مقبول پیراں میان اہل ہندش اعتبارے کہ دل بردش دلا رام دل افروز بسوئے آں چہ ہاروت چہ ماروت کہ ازوے خون ازوے آب می بلب شکریہ غمزہ شورش انگیز طناب عاشقی در حلق او کرد اکشید از جوئے چشمش دلو ہا خوں چناں کا تش بروں ز ازل سنگ</p>	<p>ہانا نو خطے بود از دبیراں زحل در پیش او چوں پیشکارے ازاں سو طوف میکردست یک روز در آمد چوں بگر چشمہا حوت ستادہ دید جادو دخترے حسرت بت ہند نسب چوں تک غل یز بہ یک رشتہ کہ اندر چہ فرو کرد بہ یک دلوے کہ برد از چاہ بیروں جواں آہے بر آورد از دل تنگ</p>
---	--

نگار سنگدل در تنگدل دید
 غریبه دید گشته شهر بند
 بخود نزدیک شد هر سو نظر کرد
 خطر های ملامت را خبر داشت
 باند آں زخم خورده بر سر چاه
 همه روز از غم آں ماه تاشب
 چو شب شد با تاره رازی گفت
 چو رایات سحر که سر بر آورد
 رسید آں شمس خوبان ختن باز
 جوانی بیدل از دیدار آں حور
 در او دیده به سجده مفرسود کرد
 در آں سجده دعاے خواند بردست
 پس آنکه برزد از سینه خروشه
 مرا کشتی نگونی مذ هبت چیست
 مرادیدی که بخود چوں فتادم
 بخون در آشا کردی تو بارے
 چه دل داری چه دل داری آں ماه
 چه ریزی خون مسکیناں با فو
 بدین چه غل چه می ریزی برین سال

یکے سر گشته را پا بگل دید
 ز زلف خود گرفتار کند
 بهر سده دل پاکش گزر کرد
 بزودی زان خطر که گام برداشت
 چو ماهی می طپید از رفتن ماه
 ز دیده بر زمیں می سختت کوکب
 غم به با ستاره بازمی گفت
 جش را شاه چین از پا در آورد
 جش در چین زلف او فتن باز
 دگر ره زنده شد چوں شمع از نور
 نماز عاشقاں آں بود کو کرد
 دعا در سجده که خواندن چه نیگوست
 که اے در جان من افکنده جوشه
 چنیں بیچاره کشتن مذ هبت کیست
 ز دست دل بوج خون قیام
 گزشتی از سرم بیگانه وارے
 چه خون غل می ریزی درین چاه
 ازیں چه آب خواهی خور یا غول
 چو غوریزی دیگر در زخمه ال

یکے چاہے کین نامش بنہ کور
 مرا آنجا بست خود در افکن
 زیارت خانہ کن آن خواگہ را
 چہ میگویم ترا بس چہ کارست
 نخواہی برو دامن اے دلارام
 گرفتہ کز مزاج نازینست
 نمی گوئی سخن جانان نسبت
 ز مردم مردمان دم ساز گیرند
 نہ من دیوے نہ دیوے می پرستم
 سخن کو یہ کہم آخر سلامے
 پیامے گز فرستی نام یابم
 بجنباں طرہ چوں زلف شمشاد
 بر آوردستے از عاشق نوازی
 بے زیں گو نہ بروے داستاں خواند
 بتے عاشق فریہ را گیاں کش
 ز چنداں نقش کاں صلب نظر
 رواں شد چوں جہ در منزل خوش
 جوان مست کار از دست رفتہ
 ہماںجا سر نہادہ زار بگرست

میر سی کاب وے شیر نیست باشور
 چو از خاکم بمن خاکے در افکن
 چو جوئے خضر سازاں پیر چہ را
 گہر با خاک نام ایزد کہ عارست
 مراد زندگی و مردگی نام
 بدان از دم کہ باشم ہم نشینست
 قدے چوں نخل بر نخل رب عیت
 سخن از دیو مردم باز گیرند
 اگر دیونہ ام خواہم کہ ہستم
 از اں لعل شکر پیمایاں
 دریں آشفستگی آرام یابم
 مگر بوی بہ تحفہ آورد باد
 بکن بیچارہ را چارہ سازی
 برافسوں گزسانہ کے تواں خواند
 کہ برداز آدمی صبرے پری و ش
 نظر نہاخت کاں جانب کسے ہست
 جرات تازہ کردہ بردل ریش
 دلش بریار و یار از دست رفتہ
 بجز گریہ سبیل عاشقان حیت

تو خداں کن درں صوت صبا
 ز زنجیرے کہ داری گوہرے بخش
 چو چنگی زخمہائے چنگ ہمدار
 سماع نغز دیدی نغز تر گیر
 عروس تاک را پوشید و بیش آر
 غمے بیروں کھم زیں جاں غم کش

بیا مطرب کہ گریاں شد صراحی
 سرم را از سروے افسرے بخش
 بیائے شعر خواں آہنگ ہمدار
 ہما نجا کہ فرو آرد تو بگریر
 بیا ساقی ہے جو شیدہ بیش آر
 گر با او بر آرم خلوتے خوش

زاری کردن عاشق در نظر معشوق

کشید از چاہ مشرق دلو خورشید
 ببرز دلو طالع گشت آن ماہ
 چو گرد ماہ روشن اخترے چند
 ہی آمد چو سرے نو خراماں
 برو کس نازدہ آسیب جز باد
 دو طرہ چوں دو ہند و تیغ در دست
 بنزع افگندہ عاشق را کماں و ش
 از و در ہر دے تاریک تابے
 دہن چوں روزی محنت کشاں
 بریں شکلے کہ گفتم چشم بد دور
 زواندر دامن دلدار خود دست

چو دیگر روز ایں دولابہ بید
 چو خورشیدے کہ جوید در حمل راہ
 رسیدہ گرد گردش دخترے چند
 انکو ردے میان نیک ناماں
 چو سرے از ہمہ آلائش آزاد
 دو چشمش چوں دو ترک تیر در شست
 گرہ بستہ برابر دے کماںش
 رُخے چوں نہ گویم کافتا بے
 بے دادہ بہ صاحب دوتاں نگ
 چو آمد سوئے جان چشمہ نور
 جوان دل شدہ از جائے برست

بنا لید از غمش نالیدن زار
 پس از صد نال گفت ای من غلامت
 چه نامی از کدامی آسمانی
 چه کبکی از کدامی کوهساری
 بهشت یا همه حواصی غلامت
 فدایت هستی من هر چه هستی
 نه صلح عرض کردی و نه جنگم
 سرست گشتم پیر سیدی غرق حیات
 نمی شاید در انصاف بستن
 رها کردی مرا در خون و در خاک
 شکار و بار بخونم زدی رائے
 مرا بردار کافادم بخواری
 شب طالع نه گشتی بر من ای ماه
 نه از خانه خبر دارم نه از خویش
 رہ گم کرده در صحرائے اندوه
 قرار سینہ ام صحرا گرفت
 باند کن جنبش زلف چو زنجیر
 منم منجوں مطیع لیلی خویش
 چه دل بستی دریں جاں دن من

چه از جاں دست شسته شخص بیمار
 سر نام تو کردم چیت نامت
 که آل شب گرد ناقص را نمانی
 که چون رفتار خوش گفتار داری
 اگر حوری بهشت تو کدامست
 چه بودست آنکه دل بردی بستی
 نه نامم باز پرسیدی نه نگم
 زدی سنگم نه گفتی کس سگ کیست
 بدیں بے التفاتی بر شکستن
 نه از من شمرست و نه از خدا پاک
 بکشتی در راه کردیم بر جائے
 که بر وارد اگر تو بر نه داری
 نه دادم بر چه طالع زاده آه
 ز محنت مایه دار از صبر درویش
 نه در صحراست آرامم نه در کوه
 غم چوں کوه در دل جا گرفته
 بخونی سم گشتم چه تدبیر
 اگر لیلی تویی منجوں کمن بیش
 چه خواهد خواست از افتادن من

غریب کشتہ گیر و خاک کشتہ
 بر افکن پرده باز از رخ خوب
 بچہ پوشیدہ ماہ از ترس مادر
 مرا خال تو میدارد دریں حال
 اگر صد سال با تو راز گویم
 دلت زان گفت گو آزاد باشد
 نہ در یار بود از بیچ سگ باک
 برآور دند پیش از ما شمارے
 بتو خرما سپردند و بمن خار
 کسے کاں روئے آتشاک افروخت
 توانی از پس صد زخم کاری
 یکے رخس رعایت گرم گرداں
 امیدم تازہ کن مانند رویت
 بیچاں چوں دل نامد لیش
 عملها را جزائے هست آخر
 بگفت اوفاد پس از پائے چوشت
 براں بے دستگہ گز پاد افناد
 برآمد بائے بائے از چپ دست
 بتان آبکش را دید پر آب

خطے از روئے لوحے پاک کشتہ
 چه داری ماہ را در میخ محبوب
 یکے خوں ریز خالے زیر چادر
 تو از مادر ہی ترسی من از خال
 طامت ہارسد از تو برویم
 مرا نیز آں طامت یاد باشد
 نہ سگ از بیچ دریائے شود پاک
 بقسمت در ازل رخت کالے
 ترا ہرہ بدست آمد مرا مار
 تو اند صد چمن خاشاک را سخت
 کہ کار نا توانے را بر آری
 دل سنگست سختے نرم گرداں
 دلم را چند بیچانی چو مویت
 یکے از دفتر فردا بندیش
 مکن چندیں خدائے هست آخر
 دل و دلدار ہر دو رفت از دست
 ہمہ نظارگی را گریہ بکشاد
 ازیں سونا لہ زان سونفرہ باخاست
 جگر پر تاب جان را رشتہ بر تاب

ہمہ جانسوز دل و ساز گشتند
 شکر لب آں سماع خوشتر از نوش
 ز ناز زے کان بود در ناز نینال
 روان شد درج لولو ہرہ کردہ
 دگر خواباں ہمہ تاحسانہ با او
 فلک ہر روز ایں صنعت ہی سخت
 شد ایں قصہ میان شہر مشہور
 بوقت صبح کیں دریائے انخضر
 شدے طالع بر رسم خویش ناگاہ
 غریب خانماں کردہ فراموش
 ہماں شور و شغف آغاز کرے
 جگر می خوردے و می کوفتے دل
 ازیں دیوانہ شکستے دیو دیدہ
 دو چشمش باز ماندہ در مَخ یار
 نظارہ مردماں از قہر قبیلہ
 بحیلہ عشق نتواں داشت مستور
 حسن را نیز عشقے بود در سر
 بیا مطرب ز بربط حال بر سر
 ہماں باز کہ دروےست کل سخت

بصد حسرت از آنجا باز گشتند
 از اں گوشہ نشین چوں کرد در گوش
 نہ دروے دید نے در ہم نشیناں
 شکر در بند و مہ در زہرہ کردہ
 پری می شد دل دیوانہ با او
 بدونیک از پے نظارہ می باخت
 کہ پروانہ سرے در باخت با نور
 کشادے چشمہ غورشید از سر
 چو ماہ نخب آں مہ بر سر چاہ
 بر آردے دگر بار از جگر جوش
 ہماں سوز گزشتہ ساز کرے
 زمین می کندے و می بیختے گل
 نہ شبہا خفتہ نے روز آرمیدہ
 زبان کامگارش بر سر کار
 چو راز از پردہ پیدا شد چہ حیلہ
 میان سایہ پنہاں کے بود نور
 کہ کرد ایں حرف را بروئے دفتر
 زد دفتر را مرا آں یک ورق بس
 بیک نمیش آں مفاصل میشود راست

بیایے شعر خواں بکشا سفینه فروریز انچه نزدت هست معلوم بیاساتی بیار آں کان یا قوت بمن ده تا بدار یا قوت حمرا	دُرے در گوش ماکن زان خزینہ در نشور یا تو لُوے منطوم اگر جاں را قوتست و چشم را قوت اگر دغم و فائے درد و غم را
---	---

آمدن جماعتی از برہمنان و پند دادن مرعاشق را

کسے کز عاشقی بر بست بارے نہ جیند خال نئے تقویم خواند بود فاش جمال فسخ یار غریبے بے دل از جاں گیر شد نظر میکرد روزے از سرچاہ برہمن اصل انوں خواں بے چند در ایشاں بود کار آگاہ پیرے و قوفش بر مزاج چرخ و اختر شد آرمستہ ہمیش خستہ نشست نصیحت الے پیرانہ فرد ریخت رطب را از شکر خالی بخل کرد کہ الے غافل ز شمشیر زمانہ جہاں تیغے بکفت در ترک تازی	نصالح را ندارد اعتبارے بدونیک از نگار خویش داند شب نیکش سرگیوے دلدار رہ غم را البس محنت نوشتہ از اہل خویش تو مے دید ناگاہ کشادہ از در ہر دانستہ پند رسانیدہ بہر پر خاش تیرے در انگشتش حساب ہفت دفتر سخن را از عبارت کلمہا بست غبار غم ز صحن دل فرو ریخت پس آنگہ گنج ہاں شوریدہ دل کرد خبر داری ز خوریزیش یا نہ تو در بازی بہانہ عشق بازی
--	--

لکن بازی بقل عویش باز آئے
 جوانی تیز طبعی ہوشداری
 و رای عقل سر را افسرے نیست
 چرا باید کہ آن گنجینہ پاک
 مزین در شیوہ صغریاں دست
 دریں بیخانہ مستی ناصوابست
 لکن کیس کار تو روئے ندارد
 ہماں یارے کہ اورادوست داری
 نہ فرمان تو وقتے کار بندد
 دریں مدت کہ جان تو بسفتہ است
 چنین بیت را چرا تو می پرستی
 چو بشنید آن ہواں پس پند از پیر
 بناید از دل نماند چوں چنگ
 کہ آہ لے ناصحاں اے پندگویاں
 چہ چندی سر ز نش کردن زمستی
 مرا میگوں بے کردست مرست
 من این مستی نہ از ہر جام دوم
 ازاں آہو کہ چشم شیر دارد
 چناں شمشیر بادیدم بخوں تیز

اگر کردی براں دیگر میفرمائی
 مدہ کز کف زمام ہوشیاری
 سعادت بخش زو تر اقرے نیست
 شود از دست چوں تو گوہرے خاک
 مشواز بادہ سودا ئیاں مست
 نہ آخر آخر مستی خرابست
 گل پسندار تو بوئے ندارد
 نہ دروے دوستی بنیم نہ یاری
 نہ در روئے تو روزے باز خندد
 شنیدم یک سخن باتو نگفتہ است
 ازیں صورت نظر بردار رستی
 نفیر انگینت چوں مرغان شبگیر
 در اں نالش گری برداشت آہنگ
 ز معجون فساد صلاح جویاں
 نہ مسمم از شراب خود پرستی
 ہو مینا و صبرم پست کردست
 ز چشم آہو انش و ام دارم
 بہر یک غمزہ صد شمشیر دارد
 چہ ترسانیدم از شمشیر خوں ریز

من و جانے بہ بند عشق بندی
 شما دانید و اوج عزت و جاہ
 مرا گر روز من مسعود بودے
 تو لے فرزانہ پیر مصلحت میں
 سرم را راست خواہی کرد یا پائے
 من این آشفنگی تنہا ندارم
 مرغ از گردن آستر کہ نخواست
 مرا کار نیست افتادہ خدائی
 دگر بارہ حکیم خوب تشبیب
 طاقت کرد لیکن راحت آمیز
 بدو گفت اے جوان آہستہ تر باش
 ترا اگرچہ موافق نیست پندم
 اگرچہ داروئے من تلخ بہ کست
 حذر کن چند روزے از خطر ہا
 سعادت ہا بر آرد آں بر تو
 از آں روزے کہ زادتی تا بہ امروز
 بشد دور تعب نیست پس طربست
 ہم اکنون مشتری آید فلاں جائے
 و را خاطر ظالع میں بر آشفقت

چہ خوانیدم بعد رہوشتمندی
 مرا با من گزاید اندر این چاہ
 بران بندے کہ دارم عود بودے
 غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں
 خرد را ہوش یا تدبیر یا رے
 نحوست ہاست اندر روز گام
 کلامی جائے می بینی درو راست
 تو بے حاجت کمن کار آزاری
 سخن را نوع دیگر داد ترکیب
 غمے آوردش اما شادی انگیز
 زود آساں صاحب خبر باش
 ولے بپذیر ہر نقتے کہ بندم
 بہ صحت چاشنی دادن چہ با ؟
 کہ شاخ بخت خواہد داد بر ہا
 شمارے کردہ ام در اختر تو
 بدیدم از ضمیر حکمت اندوز
 غم و شادی عالم را سبب ہست
 ہم آنجا زہرہ باد عشرت افزا
 در آں آشفنگی این حرف سیفقت

که با من از ستاره کمتر که جو
 چه دانند اختران دور عالم
 بگویم سعد و نحس آسمان باز
 نه شش داند که آمد نام من شش
 نه خود را و بخ میداند که چسبم
 نه کیوان سر خود داند کم و بیش
 ازین بابا بر تر کار را نیست
 توای افسانه خوان و استال گو
 چه کردی گرد عسلی کال ندانی
 چه حاجت بحث از خورشید و اناه
 چو آب از روئے ظاهر بے گنا است
 و گر آب از گنابے ماند و ربند
 گند کار این و طلق ادر سن یاب
 ازین دیوان گانه نکسته چند
 چو دیدند آن رسن بندهاں آن
 همه یکبارہ راحت ساز گشتند
 حسن عاشق را نجم بر چه پرسد
 چو اهل عشق بر تقویم خستند
 بیا مطرب چو طبع زهره داری

که آگاه، سیم از آگاهئی تو
 انگیس را هم چه علم از دور خاتم
 بنفش کعبتین می ماند ایس راز
 تو خواهی خوش بیار و خواه ناخوش
 بدین منوال می داند نقش انجم
 نه برجیس آگه از خیریت خویش
 که بر هر کار خانه کار را نیست
 نداری از گل این باغ با بوئے
 حروف کال نخواهستی چه خوانی
 بیا نخته فسر شو اندرین چاه
 همه ساله چرا موقوف چاهست
 رسن در گردن چسب که افکند
 بر دپستر چو شاکر در سن تاب
 چو در در جمع آن گوش اندر افکند
 ز دیگر روز ناس می شود صرف
 سر افکنده از آنجا باز گشتند
 ز ماه خویش پرسد هر چه پرسد
 که دروئے احسن تقویم بنزدند
 مکن در دور مجلس هر زده کاری

<p>ندیم است و توئی ساقیت مارا بیائے شعر خواں باشعر خورسند چون حرمے بخواں زین تخمہ خاک بیامطرب طرب را وقت دریاب مرا وقت با ساعت چه کار است</p>	<p>سعادتهاست زین تکلیست مارا تو طالع میں نہ از شعریت پرسند کہ از غم تخمہ دل را کنی پاک منم غور شید کیش ساقی سطرلاب چوی آید ہمہ وقت اختیار است</p>
---	---

خبر یافتن شخمہ از عشق و بند نہادن

<p>چو عشق بیدے باد لستانے زن مرد از حدیث آل زن مرد اگر مردے زن دیکان آل زن بہ پیش شخمہ آمد خاک بر سر بدہ دادے کہ بیدادی بے رفت جانے نام مارا خاک کردست و نخلستان ماگشتہ رطب جوئے پس آنکہ کرد از آں سرگرہ باز بد و نیکی کہ پیش شخمہ بودند بخواندش شخمہ زنجیرے در دست اسیرے بند محنت ہا کشید بہ بندش در کشید آں چرخ قتال</p>	<p>شد اندر ہر دیارے داستانے بہر جائے کہ میشد قصہ میکرد شدہ تیر و زلمن دوست دشمن کہ ریزم خون خود با خاک ایں در ہمہ آب کساں از نا کسی رفت دل از شرے کہ باید پاک کردست کز آں نے رنگ غلہ یافت نے بوئے بہ پیش شخمہ از انجام و آغاز بر آں دعویٰ اشہادی نمودند بدگیر بند پایش کرد و ہم دست ہمہ زنجیر صبر از خود بریدہ ہی گفت از سر حالت مرآں حال</p>
---	--

<p> کسے چرخ کماں پشت کیس ساز گرت بد کرده ام بامن بدی کن پسندد سبکپس با ذرہ زوز گس را سوختن ہر چار سو پر چنیں عاجز گشتی تا چند کردن دود ستم بر فلک از شوخ بخت کجارت آنکرمی دید اختر من نہ زہرہ دیدم ونے مشتری ہمیں با ایں دو عقدہ بایدم ز ہمیں نالید روز و شب بریں حال </p>	<p> مسر انداز جوانمرداں سر انداز وگر گیس میکنی با خود خودی کن بزیر پائے پیل انداختن مور تلخ را در سیاست خار در سر چومن ناچیز را در بند کردن دو بند آہنی در پائے ساخت سعادت کردہ نقش دفتر من بد روزاں چہ جانیک اختر ی فدا نم راس کہ یاغ و ذنب کیست باند آں بند بروئے تابیک سال </p>
---	---

خلاص یافتن عاشق از بند

<p> چو نشد سال سلطان السلاطین بہ تخت ملک دہلی پادشا شد اشارت داد آں گیتی خداوند چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق چو ایں حکم آمد از دہلی بنا گور بیاید بند از آں بیچارہ برداشت چو دیوانہ بردل آمد ز زنجیر </p>	<p> مغیث الحق غیاث دنیا و دین بے محتاج را حاجت روا شد کہ بردارید از ہر بندے بند ہمہ محبوس را فرمودہ اطلاق بحکم ایں اشارت شمعہ بر فور زکاہ خشک کوہ خارہ برداشت رواں شد چو آن دایہ جتہ نخبیر </p>
---	---

چو تشنه کو لبوئے چه خزا
 ہما بخا دید سروسیم تن را
 بھی گفت آب در دیدہ کہ ایماہ
 قضا بر چاہ من بندے برا فرود
 دریں بندم نہ پر سیدی تو یک روز
 دریں بند ارگستے بند بندم
 ندانم کز چه سنگ آمد دل تو
 کہ نے زان سنگ امید گوہر شد
 ششم تاریک روز تیرہ چندیں
 چو ہرگز دل نخواہی بست بان
 بر آنم کا فکرم خود را دریں چاہ
 چو این گفت گزفتندش چپے راست
 صبور ی کن صبور ی روز کے چند
 گرہ از کار ہر یک او کشاید
 غمت بیا ر شد امید شادی است
 نظیرے چند ازیں ساں یاد کروں
 دل عاشق بلا بے کے شود نرم
 حسن تاروئے یار خود نہ بیند
 بیا مطرب رہا بت را کف کن

پس از سلے بچاہ خود بر آمد
 بت شکر لبے شیریں دهن را
 نبودم قلن از عشقت میں چاہ
 غم این جلے و این بندے کرا بود
 غلط کروم ترا کے باشد این سوز
 بنودے این تمنا سود مند
 کد میں آب تر کر د آن گل تو
 نہ زان آب آتش دل کمتر شد
 چه جانے میکنم بر خیرہ چندیں
 چه درخون میکشم پیش تو دامن
 تو از من واری من از خود ایماہ
 نمودن دل کد این رہ راست سودا
 منال از بند ما دل در خدا بند
 کشاید از تو ہم چوں وقت آید
 چنین امید ملک کی قبادی است
 بدیں لاجہ دلش را شاد کردند
 تنور از برف باران کے شود گرم
 سرو سامان کار خود نہ بیند
 طرب را حلقہ گوش و فک کن

بد سازی دے باہدیاں ساز گلے بود آن کہ برستاں فشانوی وگرہ تازہ گرداں مجلس از سر بجاں در اندہ دلہا را امان بخش وزو جان نواز در تن در آرم	بہ نئے زن گو کہ لے ہم رنگ ہم راز بیا لے شعر خواں شعرے کہ خوانی گلستان دگر را باز کن در بیا ساقی بہ یاراں جام جان بخش بمن دقاغے از دل بر آرم
---	---

نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و عہد دادن وصال

کہ چون یکچند شد ستارہ را سیر بدیں حالت بر آمد چاروہ سال غبار ظلمت از آفاق شد دور ز بہر چاروہ بازی درم ریخت مگر کش روز پر دیں کال درم ہا چو ترکاں غمزا در ترک تازی چو چشم یار خود بود دست بیدار کہ یاد آمد از اں دہائے سر دوش کہ بود از عاشقے چندیں شکلیا کہید رحمت اندر دست کردہ بہشت از سکہ او غش و غل را کہ فردا بار خواہم برد با یار	چنین گوید دانایان ایں دیر بزرگ خورد را روشن شد ایں حال شبے افشا ندہ ماہ چاروہ نور تو گفتی سہ ز انجم ما یہ انگیمت بر آمد صبح ناگہ واں درم خواند بت ہند و نژاد اں شب بیا زفا ہمہ شب با پری رویان شب یا چو وقت صبح دم شد یاد کروں پشیاں گشت آن معشوق زیبا شکلیا بی بردن آمد ز پرودہ در دل بر کشاد اں سنگدل را بیا راں گفت ما و کباب رفتار
--	---

<p> چه خوب آید ز خواباں دستگیری فراق چپند ساله باز پرسم آتش طوق دهم از بانوئے خوش کشم دانگه بوسه جاننش بخشم که سر بر کرد صبح عالم افروز بر آرد آں فرومانده سر از سنگ که لعل از مره میرنجیت که در عقابے بر خیال بخت میگرد دل تنگے بجاں آمد کجائی بر اندازی بنائے غم ز بنیاد چه خست ایں بیابا آشتی ساز فغم بردم دل جادو فسونے؟ مه خود کاسه را منزل بگرواں که رحم آرد بدیں درد دل من ز روی دل غبار درد بنخواست چو گنج رخ نهاده در خرابے شگفته چون گل فرو ز نو روز گرفتش دست و بوسه داد بدست حساب پار رفت امسال چو نست </p>	<p> روم دستش بگیرم زان اسیری سخن گویم دزد هم راز پرسم گے مرهم بنم بر سینہ ریش ز لباحت ز رخ ریچانش بخشم دریں اندیشه بود آں ماه تاروز چو زین مینا بروں دد لعل گلرنگ سر از سودای لعل دستان پر فسونے بر وصال دوست میخورد که ای بخت ایں چه سختی می نمائی نیامد وقت آں که من کنی یاد چه نازست آں ز من افروز کنی فن خود ساز آں یار فسونے سوارم را غمان دل بگرداں یکے آں سخت دل آرد دل فلکن دریں بودست کرده گرد بر سخت بروں آمد ازاں گرد آفتابے هماں هر روزه سو گلشن افروز در آمد شاو پیش یار بنشت بر پر سیدش که چونی حال چو نست </p>
---	---

دلت چوں بود چندین سال در تبا
 چه خوں با خور دی اندراشتیا تم
 چو خاک کے خوار مانده بر سحر راه
 چو عیش خود چشیده تلخی از بند
 ربانی را ره و روائے نغمه
 خدا داناست ای دیرینه یام
 بتقصیرے کہ کردم عذر بس پذیر
 کنوں چون بخت ہمہ کہنه نو کرد
 قوی دل شو کزین پس حال نیکوست
 بفال نیک رود خویش خوش کن
 دریں یک ہفتہ چوں ماہ دو ہفتہ
 من و تو جام خوش خواہیم خوردن
 مرا جنتے است باز رگان کہ ہر سال
 رود در باد یہ اشتر ستانہ
 ہم اکنون با شریکان سفر ساز
 چو او از خانہ شد تو چاہانی
 ہمیں کو پائے بیرون آرد از کوئے
 نژاد بر زم گاہ وصل غواغم
 چو آن زنجیر کعبہ را ندیدہ

جگر چوں خورد چندین گاہ خل تاب
 چه محنت با کشیدی در سہراقم
 چو سنگے سر نہادہ بر سر چاہ
 کشیدہ چوں دل من سختی از بند
 بخون دیدہ از جاں دست شستہ
 کہ من از شوخی خود شہ مسام
 گناہ از من گیر از بخت خود گیر
 فلک رخس و فارا گوم رو کرد
 دلیل حال نیکو فال نیکوست
 شب اندوہ را داغ حبش کن
 فتور غیش خواہی دید رفتہ
 بخلوت جائے خود خواہیم کردن
 برو اشتر خریدن را بے مال
 فروشد پیل وارے زر بماند
 سفر را عزم مطلق میکند باز
 درون دل قدم در نہ کہ جانی
 شود خارے کہ در راہ است کیوئے
 نثار چوں تو جانناں جان فشاغم
 رہ غم را بسا یا نہا بریدہ

شنید آں زمره بر چاه زمرم
 بلا پرورد آں مهجور سکیں
 بهر جانب نظر افکند بخت
 سرے در پائے آدا درده میگفت
 توئی یا خواب دیدم یا خیاست
 که امیں آوری دیت لے گل اینجا
 چه دولت بود که من یاد کردی
 چه رحم آمد دل کافر دشت را
 من اندر خود چون تو میمانم
 چه آرام پیش کش از هر چه خوشتر
 زجاں باسته تر باشد نثارے
 بوسلم وعده دادی راست یارا
 سخن مانے گفتی لے پری رو
 تو خود با بے بیاری می نمی پیش
 بوعدت روشنائی تمامست
 چه خوش باغیت روشن چشمه سار
 رسید ابرو برآمد گشت محتاج
 شباهن هم از بره گوید بشارت
 بخندید آں گل از گفتار یارش

حضور کعبه برد از حاجیاں غم
 نہ دل با او در آن نظارنے وی
 نگوں بختی شده بیدار بختی
 که لے کس باتو تر طاق ایندواں جفت
 که صلح آب در آتش محاست
 گل اینجا به که باشد بل اینجا
 خرابی را به لطف آید کردی
 که نرمی داد طبع گشت را
 مہیا کے تو انم کرد خوانے
 چه دارم جان خشک دیدہ تر
 بمقدار قدم چوں تو یارے
 ز تو بخشش ز من درخواست یارا
 ببالائے تو مانید بل سمین بو
 وے ترسم ز بخت بد کم پیش
 ولیکن اختر من تیرہ فاست
 اگر باد خزاں نار و غبارے
 اگر فوج مخ نماید بست راج
 اگر گر گش نخواهد کرد غارت
 گرفت از آسنازی در کنارش

چو بزم و عده در طبعش بیاراست	بجام و سستش کرد و برخاست
ازاں خلوت چو آہ سہوئے خانہ	ہی جست آن تمنّا را بسا نہ
جہاں کو آرزو بارا کند خاک	زواندردا من مقصودشان خاک
حدیثاں جگر ہائے کہ خوں شد	بدیکرہ استہان گویم کہ چوں شد
بیاسطرب گویا مارا سرودے	اگر گوی دہم از دیدہ رودے
سرودت را بود از رود ما آب	تو قدر این سرودہ رود دریا
بیای شعر خواں تو کار خود کن	دل سرگشتہ مارا بد کن
بخواں نقشے کہ مارا نوبخشہ	شفائے در تن رنجور بخشہ
بیاساقی بیار آن میوہ روح	پے راحت دہ دل ہائے مجروح
بیاتاد صفت ستاں شبنم	جدائی ہائے عالم را بہ بینم

وفا یا قس معشوق و خشن و خبر رسیدن عاشق و خشن او بر وقت معشوق

چو ترک رومی از روز شب تار	برآورد آتشی روشن عب و ار
تو گفتی شب چو صبح آتش از وقت	برسم ہندواں خود اداں سخت
بت بند و سرشت از خواب برقا	نقاب ابراز ہبتاب برخاست
بشوہر دید عسرم راہ کردہ	بیج کوچ منزل گاہ کردہ
بیامد برگ رہ ترتیب کردش	براں زادے کہ بود از گرم و سردش
از آلا تے کہ اندر راہ شاید	یادش ہر متاع کاں بجاید
چو ہم خانہ ز خانہ سر بروں کرد	تو گوئی خانہاں را سترگوں کرد

ہما ند م تپ گرفت آں دل ستاں را
 پتے سوزندہ تراز آتش تیر سبز
 سر روزاں نازنیں فدا و تاب
 چہا دم روزش آں بت تیر تر شد
 چو جان او ز سینه قہد لب کرد
 بہادر گفت اے تلج سر من
 مرا در وہ کہ جانم بار بر بست
 بگو تا ز آتش و ہمیزم در آرند
 مرا خود آتش دل بہت بیدار
 ہیں اسباب من با من پسندست
 ترا ہم با کہ خواہد گفت ایں راز
 کہ یار د دیدہ جانفش را در آن سوز
 من و وعدہ دہم من رخت بندم
 چہ گویم با کہ گویم چہیت تدبیر
 جگر بیکانم و بیرون کشم دل
 اگر آید آں مخالف بخت بد روز
 بگویندش کہ رفت او دل بہیں جاست
 بگفت این ہم پیوست دیدہ
 خروٹے زار از آن خانہ بر آمد

اند دل را بلکہ کار افتاد گاہ را
 گدازاں شدن شمع شکر ریز
 بیکبارہ بماند از خورد و از خواب
 گل سیراب را گونہ دگر شد
 بجاں در ماند مادر را طلب کرد
 صدف ساں برد مارا گوہر من
 گل من رخت از این دار بر بست
 دگر زیں سوختہ دو دے بر آرند
 تنے چوں ہمیزم خشک از غم یار
 کسے کو اینچنین مردہ است زندہ
 بر اں پیرانہ ساز خانہ پرداز
 کہ میند طالع اورا بد اں سوز
 اکند بر خویش یا بر بخت بندم
 کہ در دل شست ناک در جگر تیر
 گنم ہر دو بیک جا در تیر گل
 خبر پرسد ز دل پسند دل افروز
 مہیں رہ رفتن منزل بہیں جاست
 قفس بر جا و مرغ از مے پریدہ
 بہر دل زانی خبر دو دے بر آمد

ہر آنکس کو شنید آن درو جانگاہ
 بر آئینے کہ باشد ہندواں را
 دنا خویشان و از خویشان گرد
 نہال نوبراں خاشاک بردند
 بر آتش در زدن آن خواگہ را
 یکے از دوستان آں سید روز
 در آمد نزد آں کارا و فتادہ
 بگفتش چند پرسی از سرچاہ
 سفینہ غرق کن گوہر فروخت
 بمروآں مہ کہ وصلت عہد میداد
 چو ایں شہریت بدیں بیمار دادند
 بر آورد و از دل شوریدہ شورے
 چو سگ جانم بچندیں داغ دین
 کرا زہرہ کہ او بر تابداں کار
 بدیں غمبا کہ اورا پائے و سر نے
 مژہ پر آہم و سینہ پر آذر
 گرفتند از جہاں بہرہ ہمہ کس
 بدیں سیرت بے فریاد ہا کرد
 نشانے جست از آن مہ چوں نشافت

بر آورد از بگر جوش و زجاں آہ
 بردوں بردند آں سر و جواں را
 بر آوردند ہمیزم ہا چو کوہے
 گلستانے بخارستان سپردند
 بمریخے قراں دادند مہ را
 چو زان آتش رسید اندر دلش ہند
 ہم از دل ہم زد لبر و فتادہ
 کہ دریا سوج بر زد آہ کن آہ
 سعادت خشم کرد اقبال بگریخت
 کنوں شہریت از مگرش بفریاد
 تو گفتی بند بندش بر کشادند
 کہ بازاری چہ یابد مچو روزے
 ز بے غم کش بچندیں غم کشین
 کرا طاقت کہ او بر آرد ایں بار
 ہمیں من نامزد باشم و دگر نے
 مرا از بہراں می زاد و مادر
 مرا بہرہ ہمیں بود از جہاں لب
 ازیں ساغر بے خوننا پہاورد
 بصحرا راند و رود از شہر بتافت

بر دل آمد چو افیون خورده مسته
 چو آتش بر او پیدا شد از دور
 که احسنت ای دلارام وفادار
 بگفتی با تو رو در رو نشینم
 میمده دمی خونم کشتائی
 تو خوری خورد در آتش نباشد
 مرا گفتی من خواهم ساخت بزمی
 بر آتش دوستان این بزم سازند
 ز تو یا موی چنین آمد زب یار
 روا باشد اگر بقصودت آیت
 من اینک ره تو خواهم کثا دن
 درین منزل نشد گر فصل ساز
 بگفت این دجائے خود روا شد
 رسیدند اقربا و اولیایش
 بزد دست و محبت از پیش ایشان
 درون آتش آمد یار خود دید
 شرارین سو رسید و شعله زان سو
 ورا پوشش گرفت زار می سخت
 نظاره گر گردد او زن و مرد

صفت امید را دیده شکسته
 ققائے بر کشید آس جان رنجور
 چنین میعاد سازد یار با یار
 تو روینها کنی من در که بنیم
 بهشتم گفته دوزخ می نمائی
 مرا در کام آید در خوش نباشد
 که دادم با حریفی تو عز می
 حریفان را بدین مجلس نوازند
 چنین باشد سر و کارت زهی کار
 دلم با جان پاکت بمنشین است
 بهم خواب بیت سر خواهم نهادن
 در آن عالم هم خواهم شد باز
 چو بادے جانب آتش دوا شد
 گرفته از لطف دست پایش
 سرے چون روزگار خود پریشان
 بکار عاشقی هم کار خود دید
 همان جا تکیه زد و پہلو پیست
 فلک میں یار را با یاری سخت
 سوا سیمه شده زان داغ در آن

پس از برخاک غلطیدن بجواری
 روان گشتند آب از دیده ریزل
 که این دیده کاینجا خوں نگرید
 جوانان هر یک ز سو دانی یار
 یکے در سو زمانه کیں چه ساریست
 یکے در وجد پیرا هن زده چاک
 یکے بر یاد مجنوں مست میراند
 همه جا منتشر گشت این حکایت
 که بروئے بے چوں بت پرست
 چو وقت آمد ملک قزاقانست
 علی زغم جہاں خوش بود جمعی
 جہاں آں باد قہر آتش افروخت
 جہاں ظالم ادا و ناپیشیاں
 بیا تا دامن ازوے باز چسبم
 در آں کوشیم این جان خطرناک
 بر ما انچه دل را میکند خوش
 چو جہاں رفت از تن نالاں چه خرد
 دیں رہ خاک باید بوونے خاک
 بد نیا انچه دروے دل چه بستی

پس از صد نوع تالیدن بزاری
 تلف آتش ز صحن سینہ خیزاں
 چنیں غوغا بہ بند چوں نگرید
 ہمہ انگشت در دندان دراں کا
 یکے در عین حیرت این چه باز است
 یکے در چرخ چوں دوران افلاک
 یکے افسانہ فرما د میخواند
 خبر شد شہرہ در شہر و ولایت

.....
 نہ آں می ماند در مجلس آں مست

 کہ ہم پروانہ را ہم شمع را فروخت

 بہ عن ریز من و تو بستم پیاں

 حساب کار خود را باز بیسم

 بر آید نہیں تن ناپاک یا پاک

 ہمیں جان دست آں ہم در کش

 چو خرافہ از پالاں چه خیر و

 کہ تاراحت رسد از قونہ آزار

 در حق گیر از در ہا برستی

تو او را شو همسر عالم ترا شد

جو انمردا دست کو مرد خدا شد

حکایت

که تا بازش کند بالکب بازی
در آن صید افکنی خوش گشت خندید
هماناں رومے خود بنمود جائے
سپاهش را طمع از جائے برده
که چون خورشید رو از سایه می افت
تو هم همسایه اقبال گردی
من اندر سایه اقبال شایم
دو عالم پیش او مینی کمر بند
مباد اگر از او ماند از خدا ماند
بدست خویش گوش خویش مهال
بدو دادی امانت نقد جان را
سر دستش طناب گردن تست
شبان گرگی کند دشوار کار
تو با غدر آوران شیشه بازی
آگیز از خرمن این کشت یکج
که بر خوبی بید مهربی کشی سر

سوی پنجر شد محسوس غازی
لب جوے و مرغے چند را دید
چنین گویند کال جانب همائے
ملک پائے طلب بر جافشده
چو سرسپ کرد ایاز خویش را یافت
ملک گفت از چوایشان ره فوری
بگفت اقبال از آن سایه چو نیم
غرض چون بنده شد خاص خداوند
کسے کو کام دل را از خدا راند
کجائی اے گرفتار مل مال
ایمن خویش دانستی جہاں را
همہ در بند غارت کردن تست
امیں گرہ زند مشکل شمارے
بر ہے در پیش با چندین درازی
قدم بر گیر و رمی بین وے زو
بخوبی خوش ز عمر خویش بر خور

<p>چہ بندی مروے را در بزنجیر از ایشان سهل باشد چند مانند اگر آں گنج در خلوت بیانی بگو پارینه یار از اچہ شد حال کہ در دل داغها دارم درین سوز وزق بشکن سہیں یک حرف بس ترا ہم ہست آں رہ رفتنی پیش علاج این درون ریش را باش منم بانالہ وزاری و با یار ازین مجموعہ بر خواں داستانی بہرمن از ہوا مرغان در آرد بداں خون خویش خانم را فروشاں کہ مستان فارغند از چیز و ناچیز</p>	<p>کنند مرگ ازین کوتہ گلو گیر کیکے در دوستان میں چند راندند چو ایشان را طلب کردن شتابی گلے را کز زمیں بر روید امسال مرالایق ترے پر سیدامرو حسن گر باتو دروے ہم نفس ہو اگر رفتند یارانت رہ خویش بیامطرب تو راہ خویش را باش برار از جنگ نالاں نالہ زار بیائے شعر خواں بنشین زمانے بر آہنگے کہ مرغ صبح زارو بیاساتی بیار از خون جوشاں بدہ نامست گردم بے خبر نیز</p>
---	--

ذکر تطف ملک اعزال دین

<p>مزید روزگار خویش جوید زیبیاں کارئی دوراں پیچید بباید کرد شکر نعمتش یاد از و نام آوری از بندہ اخلص</p>	<p>کے کو نعتے را شکر گوید عیاذاً باللہ پیچید مرا ہم منعے چوں نعتے داد بنام او کھنم این نامہ اخلص</p>
---	---

یکے کز برج گردونش سز و قصر	سر جسد ملوک سر و عصر
ستوده سیرت و فرخنده آئیں	کریم الخلق الحق عز و الدیں
محمد اسم و رسمش جمله محمود	وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دود اعظم نقا خناس	ملک خوانچہ کش بزمش فلک خناس
بدانش ہمنشین عقتل والا	بہمت از مقام وہم بالا
کرم در عہد او نامے گرفتہ	جہاں از عدلش آراءے گرفتہ
اگر بخشش فقیر از کاں برآرد	نکام ہر صدف دندان برآرد
بدر دادن کم از دریا کموشد	وے خوش بخشدا و دریا بجوشد
کرا از رنگ بزننگت در پیش	نشستہ تنگہا بخشد بہ درویش
بمرکب یافتن شہرے از و نشاد	سخلے باد پایاں نزد او باد
اگر دستش رسد بر قرص خور	رواں بخشد بجائے تنگہ زر
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے	ہمیں یک ذات او ماندست بجا
خدایش بر صلاح کار دارد	ز شاخ عسمر بر خوردار دارد
بزرگا، کراما، عالی نشتر ادا	سرت در سر درسی پایندہ بادا
چہ گویم مدحت چوں تو کریے	صفائے فازی خلقے عظیمہ
کرم فرمودن خود خود بیندیش	خصوصاً در حق بیچارہ خویش
مرازاں ثروف دریلے خطرناک	تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
پس اندر صد دولت راہ دادی	محل دست بوس شاہ داوی
ز سلطان گنجم آوردی و تشریف	عطلے خود در انجا کردہ تضعیف

سز تخم تو بگرفت ز خفتن
 چو بیمار او فدا دم آنچنان مست
 نوازش لائے بے اندازہ کردی
 زرز بخششی و جان بخشی نمودن
 حسن اینجار سیدی درد عایج
 الہی شاہ را بر تخت گہ دار
 شہنشاہ قمر بہا بالک مقروں
 ملک را دہ ملک را نودیدہ
 بیا مطرب نوارا بر کش آہنگ
 بیالے شعر خوانہا در چہ کاری
 بخواں ہر گفشتہ خوش کایدت یا
 بیا ساقی بیاراں جام گلرنگ
 بمن دہ تا بنوشم مست گرم

من این را کے تو انم شکر گفتن
 ازاں بیمار پرسی ہا کہ در بست
 بشریت لائے خاتم تازہ کردی
 نکردی کم بدیں تتواں فسزون
 بہست تو چہ باشد جز دہا ہیج
 ملک را از بیمہ آفت نگہدار
 ملک اہر دم از دے دولت و ان
 بدیشاں چشم بد میں نار سیدہ
 بزین در کاسہ طہنور خور و چنگ
 فشار وقت ما کن ہر چہ داری
 کہ بر خوش گوئی و خوش خاں آفریں با
 حے رخشاں دروچوں لعل سنگ
 خرد گو نیست شو من بہست گرم

تمتہ

الاے قصہ پرواز سخن ساز
 حکایت ختم شد دیگر چہ داری
 ہنوزت بہت از آں افسانہ ہایا
 ہنوزت لب پیراں نظم خوشا

ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز
 بروں آراز خریطہ ہر چہ داری
 دل ویرانت از گنجینہ آباد
 ہنوزت حقہ پر لولولے ناست

سپهر سر بلند و بخت فیروز
 چو تو نامد دریں روز زمانه
 نیاید از خساں این همره رفتن
 بدیں طرز انچه می ماند متاسی
 ز بے خوش گفتن آں پار سایبر
 مرا بنگر ز بے انصافی خویش
 چه بے شرم که این در می کشایم
 ز من بے شرم ترجم مرد مانند
 چه گفتم کین سخن ناگفتنی بود
 ای خواهم زیزداں تو هر دم
 چه کارست این هوس کارستن
 اگر خاطر عشق این در کشا دے
 حدیث عشق کز سرتازه شد باز
 بخواهم کرد ترتیب شگرفی
 محبت لوح بود و عشق خانه
 نمودم اندرین چنداں تفکر
 بسال مہفصل این در شدنوده
 چو در نظم آمد این ابیات دلکش
 نہ از خود کردم این افسانہ منظوم

ترا دادست ملک معنی امروز
 دو گلانے گوئے جاوئے یگانہ
 نکو گویاں نکو دانست گفتن
 بنام ایزد چه خوش گوید نظامی
 لطافت در سخن چوں شہد در شیر
 گرفته از فضول این پیشہ را پیش
 چناں گل دیدہ این گل مینمایم
 کہ این خواندہ از آں خویش خوانند
 رہ از خار خصومت رفتنی بود
 نہ از ناگفتنی از گفتنی ہم
 ز تو نقشہ بہر دیوار بستن
 کجا طبع سخن را سر کشا دے
 بعشق آرایم انجاش چو آغاز
 دریں نامہ ہشتم چند حرفی
 از اں نامش ہنادم عشق نامہ
 سواد یکشبہ بود این ہمہ در
 دوشنبہ غرہ ذوالحجہ بودہ
 شمر دم حاصل آمدش صد شش
 کہ مشہور است این قصہ در ان ہوم

<p>اگر گونی کہ ایں گفتن چرا بود بیان عشق کار ہر زبان نیست تو اں کردن بصد چشمہ زباں تر کہ کار عاشقی کار است جانی بیا مطرب مکن از خویش یادے ز خود تو لے کہ من گفتم بدل کن بیا اے شعر خواں ایں نامہ بر گیر تو بر خواں ایں مثال مہربانے بیا ساقی سر قرا بہ بکشاے</p>	<p>بیان عشق بے دیناں خطا بود چو قائل زندہ دل باخند زباں نیست ولیکن عشق مدیا نیست دیگر ز کفر و دیں بردنست آں معانی دریں آتش کدہ در کبر بادے بیک تو لم ہمہ اشکال حل کن فسونے نو دریں ہنگامہ بر گیر تو قیغ مقبول جا و دانے چو دیدی پیشہ ما چیت پیش آئے</p>
--	---

بدہ آں می کہ عشقش مہر کردست
کراں مے جز حسن دیگر نچد دست

تمام شد کلیات حسن

اغلاط نامہ

کلیات امیر حسن

صحیح	غلط	۶	۶	صحیح	غلط	۶	۶
تر	ر	۵	۶۲	ار	از	۹	۹
زاں	ازاں	۷	۷۹	دے	دل	۵	۱۸
چو	تو	۷	۸۲	جو	جو	۷	۶
کو	گو	۶	۸۵	ار	از	۶	۱۹
کو	گو	۱۰	۹۲	خواہدم	خواندم	۲	۲۱
مانیم	مایم	۱۵	۷	تذکیر	تذکیر	۷	۲۷
رُو	زو	۱۱	۹۶	پیرہن	پیراہن	۶	۲۹
سارہا	زارہا	۱۴	۹۷	گامے	کامے	۳	۳۲
چو	چوں	۳	۱۰۳	رسد	رسید	۱۲	۳۴
بیدل کر یک	بیدل یک	۷	۱۰۴	بیش	پیش	۱۵	۷
طیبا	طیباں	۱۱	۱۰۶	پُر	پُز	۱۵	۳۶
چو	چوں	۱۴	۱۰۷	چو	پر	۵	۴۰
ہچو	ہچوں	۹	۱۱۱	زبخت	چربخت	۱۵	۴۳

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
اشت	شستہ	۱	۱۶۱	اوتاد	اختاد	۸	۱۱۵
چیں	چیں	۵	"	سجادہ	سجاد	۱۲	۱۱۹
سگ	سگے	۶	۱۶۵	تونی	توتے	۱	۱۲۳
یا	با	۱۰	"	تونی	توتے	۱۲	۱۲۲
نو	تو	۱۳	۱۶۷	کہ زور	کہ در	۳	۱۲۵
دیدہ	دید	۵	۱۷۰	کز	کر	۱۵	۱۲۶
گوشو	کوش و	۷	۱۷۲	چہ	کہ چہ	۲	۱۳۱
گور	گورے	۱۱	"	عے جنیدی	عے جنیدی	۹	۱۳۷
بنیاد	بیس	۱۰	۱۷۳	نشانی	نشانی	۱	۱۳۹
کو	گو	۱۰	۱۷۵	وار	و	۵	۱۴۰
سوز	سور	۱۲	"	تو	تو	۲	۱۴۳
دل بیتاں	دل بتاں	۱۵	"	چوں	چول	۱۳	"
بچن	بجین	۵	۱۷۶	نوشیں	توشیں	"	"
چنگ	جنگ	۱۲	"	اگر	گر	۹	۱۴۲
زیر	ریز	۱۱	۱۷۷	ار	از	۱۲	۱۴۶
دشنام	دشنام	۲	۱۸۰	کراٹا تہیں	اماٹا تہیں	۱۱	۱۵۰
بیہدہ	ایہدہ	۳	۱۸۰	ار	از	۱۶	۱۵۴

صحیح	غلط	۲	۳	صحیح	غلط	۲	۳
میش	پیش	۴	۲۰۵	جنیدے	جنیدے	۵	۱۸۰
میہانیم	میہانم	۱۳	"	بعرے	بعرے	۱۵	۶
دادہ	داد	۶	۲۰۶	چو	جو	۳	۱۸۱
ملک دل	ملک دل	۵	۲۰۸	دیدیم	دیدیم	۲	۱۸۳
گم	کم	۳	۲۰۹	خوانیم	خوانی	۳	"
زلف	رلف	۹	۲۱۰	ریز	زیر	۲	۱۸۴
کردند	کردند	۹	۲۱۱	چو	جو	۶	۱۸۵
چست	جست	۱۳	"	اوقتہ	افتد	۲	۱۸۶
نوازش	نوازش	۵	۲۱۶	اے کے	اے	۱	۱۹۰
رنگ	زنگ	۸	"	خوں	چوں	"	"
چوں	چو	۳	۲۲۰	بر	بز	۵	۱۹۱
خال	حال	۱	۲۲۱	بکنج	بگنج	۱۲	۱۹۳
تو کہ یکے	تو یکے	۱۱	۲۲۲	با	یا	۱	۱۹۴
جبار	جبار	۱۳	"	ار	از	۸	۱۹۸
بنال	بناں	۱	۲۲۵	اے کے	اے	۸	۲۰۰
کنند	کند	۵	۲۳۳	اے ز تو	اے تو ز	۶	۲۰۳
حق کہ من	حق من	۷	"	دست	ست	۳	۲۰۵

صحیح	غلط	۲	۳	صحیح	غلط	۲	۳
قبول	قبولے	۲	۲۹۵	بیخبرش	بیخبرش	۷	۲۳۵
زیاں	زیاں	۳	۳۰۹	میکاشتم	میکاشتم	۱	۲۳۸
اکنوں	کمنوں	۳	۳۱۲	کو بُت	کویت	۳	۲۵۰
نہم	نہد	۹	۳۱۶	رحمت	زحمت	۳	۲۵۱
وار	دار	۱۵	"	بجانبے	بجانب	۱۱	۲۵۳
نیدیشی	نیدیشی	۲	۳۱۷	جہت	بہت	۲	۲۵۵
مند	مند	۷	۳۱۸	مو	موے	۱۰	۲۵۵
خرقہ	خرقہ	۱۰	۳۲۲	فضل	فضل	۱۳	"
ماہ	ا	۶	۳۲۲	از باراں	ازو باراں	۱	۲۶۰
جاناں	حاناں	۶	۳۲۶	ست	ست	"	"
از	ازاز	۶	۳۲۷	نور سحر	نور سحر	۵	۲۷۲
قرغاں	قرغاں	۱۰	"	گوہرم	گوہر	۲	۲۷۳
بر	ہر	۳	۳۲۲	ماں	ناں	۱	۲۸۳
ار	از	۷	۳۲۳	نشاں	شاں	۳	۲۸۷
با	یا	۱۳	۳۵۳	رداں	زواں	۱۳	"
ولے	ولے	۱۳	۳۶۶	تا	نا	۹	۲۸۹
درو	دروے	۴	۳۷۲	تعویذ	تعویز	۱۱	۲۹۲

صحیح	غلط	۶	۴	صحیح	غلط	۶	۴
سرّ منافقان صبراً	سرّ منافقان صبراً	۱۴	۴۴۷	زر زلفت ار	زلفت از	۱۴	۴۸۲
عزت	غیرت	۴	۴۴۸	بغلاں	بغلاں	۴	۴۸۴
جہانیاں	جہانیاں	۱۲	"	ز	چو	۵	۴۰۲
زہرا	رمزا	۱۴	"	گر	کز	۱۴	۴۰۴
سی صد است	سی صد	۱۸	۴۴۹	لعل دور	لعل در	۳	۴۰۷
چرا از قلعہ کہ اند	چرا از قلعہ چہ اند	۲	۴۵۴	تیر	تیرے	۱۳	۴۱۰
پاکش	باکش	۶	۴۶۵	نکو	نیکو	۱	۴۱۵
گل	کل	۲	۴۷۱	النہار	انہا	۳	۴۱۸
خندہ	صد	۳	"	نئی	نہ	۸	۴۲۵
خداش	خدایش	۱۲	۴۷۲	چو	چوں	۹	۴۲۷
کے	کے	۱۵	۴۷۴	کشدے	کشدے	۳	۴۳۵
خرج	چرخ	۱	۴۷۹	قلع	قلعہ	۲	۴۴۷
مبادا	میادہ	۹	"	بہ	بر	۷	۴۳۸
سید گامش	صد گامش	۱۰	"	تازگی	بارگئے	۱۸	۴۳۹
کہ	گہ	۱۲	"	عطا	عطا	۱۵	۴۳۳
زہرہ	زہر	۱۴	"	حجاب	حجاب	۱۴	۴۴۴
نفل	لعل	"	"	بدعا	بدعا	۶	۴۴۶

صحیح	غلط	۴۰	۴۱	صحیح	غلط	۴۰	۴۱
تیز	تیر	۱۵	۵۲۵	جہاں تان باد	جہاں تاند	۳	۴۸۰
ہزار	ہرار	۱۳	۵۳۱	گل	گل	"	"
داب و	د	۱۱	۵۳۷	نہال	نہاد	۱۲	"
صورت	صوب	۱۶	۵۴۰	افروز	فیروز	۱۱	۴۹۰
چو	تو	۶	۵۴۲	روز	رور	۳	۵۰۰
برخوردار	برخودار	۱۵	۵۶۵	گیرند	گیرد	۲	۵۰۸
زیں	زین	۹	۵۶۹	بہ بخشائے	بخشائے	۹	۵۱۱
می سفت	می سفت	۲	۵۷۰	شاماں	ساماں	۱۵	"
پیوست	پیوست	۶	۵۸۸	مسافر خانہ	گوسفند بوج	حاشیہ	"
راستاں	براستاں	۱۰	"	چوشفق	زشفق	۲	۵۱۳
انتباہ: شمارہ نمبر ۹۹ علامت پائنت و است تصحیح باید نمود				بفضل	بفضل	"	"
باش	ماش	۱۱	۵۸۹	دراں	ودراں	۱۳	۵۱۹
ویاخرن	ریاخرن	۱۸	۵۹۶	عقل فضل	عقل و فضل	۱۵	۵۲۱
خاصم	خاصم	۳	۶۲۱	ورابعہ	وہم رابعہ	۱۷	۵۲۲

شمار



کتابخانہ ای عمری شیرتیران

۳۵۹

۸۱ / ۲۲

کتابخانہ

شمارہ ثبت

تاریخ

شمارہ قفسہ

شمارہ ردیف

دام اقبالہ

سر مہاراجہ مین السلطنت بہادر صد اعظم باب حکومت
نے

از راہ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبہ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے